صبحِ صادق

محمد عزیز الرحمٰن عزیز بہاولپوری

۷۸۶

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا

حجِ صادق

جس کے

حصۂ اوّل میں خاندان عالیہ عباسیہ کی مختصر تاریخ اور اعلیحضرت کیوان منزلت خسرو دین پناہ بعدلت گستر عالی پائیگاہ ہزہائینس، رکن الدولہ، نصرت جنگ، سیف الدولہ، حافظ الملک، مخلص الدولہ، و معین الدولہ میجر، نواب الحاج، ڈاکٹر، سر صادق محمد خانصاحب، خامس، عباسی، بہادر، "جی۔ سی۔ آئی۔ ای" "کے۔ سی۔ ایس۔ آئی" "کے۔ سی۔ وی۔ او" "ایل۔ ایل۔ ڈی" دام اقبالہٗ و ملکہٗ فرمانروائے مملکت خداداد بہاولپور کے

مختصر سوانح

اور

دوسرے حصہ میں حضور ممدوح دام اقبالہٗ و ملکہٗ کے زیارت روضۂ نبوی صلعم اور حج بیت اللہ شریف کے مفصّل واقعات و حالات تصاویر و نقشہ جات درج کئے گئے ہیں

مؤلفہ

HAFEEZ. 1937.

"دبیر الملک" مولوی حاجی محمد عزیز الرحمٰن صاحب عزیز آر۔ آئی۔ ایس۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ و ڈسٹرکٹ جج ضلع رحیم یار خان سپرنٹنڈنٹ میوزیم سلطانی۔ و ناظم سررشتۂ تالیفات، و مصنف تاریخ ریاست بہاولپور و کتب متعددہ



یہ مرقع روضۂ اطہر اعلحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے مدینہ طیبہ میں اپنی قلم سے تیار فرمایا۔

دل و جاں بر تو فدا گنبد خضرائے الٰہی
مسکن و مرقد شاہنشہ رحمت لقبی۔



حاجی صادق محمد خان عبّاسی خامس فرمانروائے ریاست بہاولپور



حاجی صادق محمد خان عباسی خامس فرمانروائے ریاست بہاولپور



انتساب

میں اس ناچیز تالیف کو جو اعلیٰحضرت والا بارگاہ خسروِ بلند اقبال شہریار دین پناہ ہز ہائینس رکن الدولہ، نصرت جنگ، سیف الدولہ، حافظ الملک، مخلص الدولہ ومعین الدولہ میجر ڈاکٹر نواب الحاج

سر صادق محمد خان صاحب عبّاسی خامس بہادر، جی-سی-آئی-ای، کے-سی-ایس-آئی، کے-سی-وی-او، ایل-ایل-ڈی،"

فرمانروائے دولتِ خداد ادِ بہاولپور

کے ارشاد مبارک سے مُرتّب ہوئی ہے۔ اور جس کے بعض حصص کو حضور ممدوح میں پیش ہونیکا شرف بھی حاصل ہو چکا ہے

اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ

کے نام گرامی کے ساتھ حسب اجازت منسوب کرنے کی عزّت حاصل کر کے اپنی خوش قسمتی پر ناز کرتا ہوں ؎

بن گیا یہ ذرّہ لطفِ خُسروی سے آفتاب
اِک صحیفہ بن کے شہرت پائیگی میری کتاب

خاکسار نمکخوار ناچیز
محمد عزیز الرحمن عزیز
بہاولپوری

یالم پور پنجاب
یکم جولائی ۱۹۳۶ء

۷۸۶

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسول کریم!

قوانین قدرت اور اسرارِ فطرت کا بے پایاں سمندر اس قدر وسیع وعمیق ہے۔کہ اس کی حقیقت سے کوئی آگاہ نہیں ہو سکا۔ایک بلند پایہ فلاسفر نے اپنی عمر بھر کے تفکر اور غور کی نسبت یہ کہا تھا کہ" سمندر کی حقیقت اور اس کے اسرار تک پہونچنا تو درکنار میں تو اس کے کنارے کے عجائبات ہیں عمر بھر حیرت زدہ رہا ہوں، اور اُنکے حالات پر صحیح اطلاع نہیں حاصل کر سکا"۔

ایک اور حکیم کا قول ہے کہ" زبانِ قال سے زبانِ حال زیادہ فصیح اور وسیع ہے"۔

یہ بالکل صحیح ہے۔زبان قال ہماری گفتگو اور قلم کے معجزات سے مراد ہے۔قلم کے کارنامے تمام دنیا کے اندر مختلف زبانوں میں بے حد بے شمار وجود میں آتے رہے ہیں۔اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ہزارہا نئے نتائج پیدا ہوئے۔جدید علوم وفنون کا انکشاف ہوا۔سائنس کے حیرت انگیز کارنامے منصّہ ظہور میں آئے۔لاکھوں ایجادیں ہوئیں۔خیالات ومعتقدات انسانی میں بے شمار تبدیلیاں واقع ہوئیں۔

اور یہ ساری باتیں قلم کی زبان سے نکل کر مشتاقانِ تحقیقات کی دلچسپی اور انہماک کا باعث ہوتی رہی ہیں مگر باوجود اس وسعت اور عالمگیر ترقی کے قلم کو کبھی تمام اسرارِ حقیقت سے باخبر ہونیکا دعویٰ نہیں ہوا۔

زبانِ حال۔جس کی ترجمانی قلم سے نہیں ہو سکی وہ شیدایانِ ریسرچ کے لئے برابر تشنہ ہم کلامی اور منتظر خطاب ہے۔حقائق موجودات۔اسرارِ کائنات۔کے علاوہ تخیل کے وجدانیات اور مراحل روحانیات کے حیرت انگیز بلند مقاصد انسانی طبائع کو برابر دعوتِ غور وفکر دے رہے ہیں۔اور انسان باوجود نعمت عقل و دانش کے اس پر حاوی نہیں ہو سکا۔

دفتر تمام گشت و بہ پایاں رسید عمر
ما ہمچناں در اول وصفِ تو ماندہ ایم

دنیا کے طوفان خیز آبادیوں کے سمندر۔ویرانوں کی حیرت انگیز خاموشیوں کے صحرا۔پہاڑوں کی فلک بوس بلندیاں۔زیرزمین طبقات کی عمیق گہرائیاں۔عالم آب کی غرق تحیر کرنے والی پہنائیاں۔آسمانی کائنات کی باد پیمائیاں عناصر کے حقائق واسرار کائنات کے بے شمار طبقات کے حیرت آفریں آثار۔

قلم کی دسترس سے باہر ہیں۔ اور یہی زبانِ حال کے دفتر بے پایاں ہیں جن پر وہ بلند ہمت خوش مذاق۔ عادی غور و فکر ہستی کچھ اطلاع حاصل کر سکتی ہے۔ جس کو قدرت نے خصوصیت سے ایسی طبیعت مرحمت کی ہو اور جس نے الہامی ارشاد "سیروا فی الارض" کو اپنے مقاصد زندگی کا ایک رکن قرار دیا ہو۔ اپنے سفر اور سیاحت کے دوران میں تلاش و تحقیقات۔ کاوش اور دریافت کے تمام مراحل طے کر کے ملک اور قوم کے لئے ترقی کی شاہراہیں کھول دی ہوں۔

بہاول پور کے نوجوان بلند ہمت۔ باذاق۔ نکتہ رس۔ شیدائے ریسرچ فرمانروا۔ ہمارے محترم آقا۔ اعلیحضرت حضور نواب صاحب بہادر دام اقبالہٗ و ملکہٗ کو اللہ تعالےٰ نے اسی قسم کی کشور مذاق اور اقلیم جستجو کا تاجدار بنایا ہے۔ آپ بچپن کے زمانہ سے برابر اپنی خداداد ذہانت اور غیر معمولی فراست کے آئینہ میں ہر نئے منظر کو غور سے مطالعہ کرتے ہیں اور ہر جدید مقام کی تاریخ سے اپنے ملک و قوم کے لئے بہترین ذرائع ترقی و اسباب بہبود کا انتخاب کرتے ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی کا مقصد یہ بھی قرار دیا ہے کہ وقتاً فوقتاً دور دراز ممالک کے سفر اور سیاحت میں مصروف رہکر مختلف اقوام و ممالک کی ترقی اور شائستگی کے اصول و ذرائع کی معلومات حاصل کریں اور پھر اپنی مملکت خداداد کے لئے مفید ترین اصلاحات رائج کرنے کا اہتمام کریں۔ ادبار اور پسماندگی کی مضر کیفیات معلوم کر کے اپنے ملک اور قوم کو ان سے محفوظ رکھنے کی کوشش کریں۔

بارہا آپ نے مختلف ممالک کا سفر فرمایا ہے۔ مختلف مناظرِ معاشرت۔ رسوم۔ عقائد۔ خیالات اور عادات دیکھے ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک کے طوفان خیز جذبات اور تلاطم کو پسماندہ ممالک کے منجمد اور خوابیدہ احساسات کے ساتھ مقابلہ کیا ہے۔ اور اپنی طبع رسا۔ باریک بیں قابلیت سے اپنے ملک و رعایا کی بہبود کے وسائل منتخب کر کے ان کو رواج دینے کا مبارک قدم اُٹھایا ہے۔

بھاول پور کو اگر کسی شخص نے آج سے ایک چوتھائی صدی پہلے مطالعہ کیا ہوا ہو۔ اور آج پھر آکر ریاست کے حالات و مناظر پر اطلاع حاصل کرے تو اس کو معلوم ہوگا۔ کہ اس عرصہ میں مملکت خداداد بہاولپور نے کس قدر مراحل ترقی طے کئے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ رعایا کے ہر ایک طبقہ میں آگے بڑھنے کا صحیح جذبہ مصروف عمل ہے۔ اور ہر علم و فن۔ تدبیر و سیاست کے شعبہ میں نئی روح پیدا ہوگئی ہے نظام حکومت اشاعت تعلیم۔ شوق زراعت و تجارت۔ مصروفیت صنعت و حرفت۔ اصلاح رسوم غرض ہر قسم کی عملی زندگی میں صحیح طور پر بیداری کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں۔ ملک کا ہر فرد دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرنے کی فکر میں سرمست ہے۔ صرف یہی نہیں کہ آپ نے اپنے ملک خداداد میں ذہنی مادی۔ علمی اور عقلی ترقی کی شاہراہیں کھول کر ریاست کو یورپ کے ترقی پذیر ممالک کا نمونہ بنا دینا کافی خیال کیا ہو۔ بلکہ آپ نے اپنی جان نثار

رعایا میں مذہبی اور روحانی ترقیات کا دروازہ بھی کھول دیا ہے۔ اور روحانیات کے بلند ترین مقاصد کے پیش نظر تمام علمی محاسن منتخب فرما کر خود عمل پیرا ہو کر ملک میں ذوقِ عبادت۔ اور شوقِ ریاضت کا جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ اس طرح مسلمانوں میں اپنا علمی اُسوۂ حسنہ قائم کر کے روحانیات کے سمندر میں تلاطم پیدا کر دیا ہے۔ دوسری اقوام کے مذہبی معتقدات رسوم اور تہواروں کے لئے مناسب امدادیں عطا کر کے اُن کو بھی اصلاح وفلاح کا عمدہ موقعہ مرحمت کیا ہے۔

مختلف مقامات پر عبادت گاہوں کے لئے وسیع سلسلۂ امداد جاری ہے۔ بہاولپور میں ایک نہایت عظیم الشان جامع مسجد تیار ہو رہی ہے۔ ایک وسیع ترین عیدگاہ تیار ہو گئی ہے۔ محتاج خانہ قائم فرمایا ہے۔ مسجدوں میں بذات خاص باجماعت نمازیں ادا کرنے۔ وعظ میں شامل ہونے سے مسلمانوں میں مذہبی امور کا شوق اور فرض کی اہمیت کا احساس پیدا کر دیا ہے۔ خود روزے رکھ کر افطاری کے اہتمام سے مسلمانوں کے اندر رغبت کا مادہ پیدا کر دیا ہے۔ مذہبی جلسے۔ میلاد و معراج کی محفلیں عیدین کے دربار سجا کر روحانیات اور مذہبیات میں مصروفیت کی صحیح راہیں کھول دی ہیں۔

گذشتہ سال خود حج و زیارت روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم فرض کو پورا کر کے ملک کے مسلمانوں کیلئے ایک بے نظیر مثال قائم کر دی ہے۔ ملک کی حکمرانی کے بیشمار فرائض اور پرائیویٹ زندگی کی کثیر المقدار ذمہ داریوں اور دلچسپیوں کے باوجود اس نو عمری اور جواں ہمتی میں حج کرنے سے فرض شناسی۔ اور مذہبی احکام کی تقدیس کا ایک نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ یہ مختصر رسالہ اعلیٰحضرت کے اسی سفر مقدس کے حالات پر سپرد قلم کیا گیا ہے۔ اگر زندگی اور حالات نے فرصت اور اجازت دی تو بعض دوسرے ممالک کے سفروں کے حالات بھی پیش کئے جائیں گے۔ تاکہ ملک اور قوم اپنے نیک دل بہی خواہ۔ ہمدرد فرمانروا کے جذبات سے آگاہ ہو۔ جو ہمہ تن رعایا کی بہبود میں سرشار ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کو سلامت باکرامت صد ہا سال زندہ رکھے۔

آمین

ناچیز

عزیز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا

تمہید

اعلحضرت کیوان منزلت خسرو عالی پائگاہ شہریار دین پناہ - عدل گستر - علم پرور - فخر الاسلام والمسلمین

خدیو جوان بخت روشن ضمیر
بہ دولت جوان و بہ تدبیر پیر
بہ دانش بزرگ بہ ہمت بلند
بہ بازو دلیر و بہ دل ہوشمند

آقائے نامدار فرمانروائے والاتبار - رکن الدولہ سیف الدولہ - نصرت جنگ مخلص الدولہ و معین الدولہ حافظ الملک - ابو العباس ہز ہائینس حاجی میجر ڈاکٹر سر **صادق محمد خان** صاحب بہادر عباسی - خامس " جی - سی - آئی - ای " کے - سی - ایس - آئی " کے - سی - وی - او " ایل - ایل - ڈی - اَعَزَّ اللّٰہُ نَصْرَہٗ وَجَمَعَ لَہٗ مِنۡ خَیۡرِ الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ - دام اقبالہ وملکہ فرمانفرمائے

دولتِ خداداد بہاولپور صانہا اللہ عن الشرور

گذشتہ سال زیارت روضۂ نبوی صلعم اور حج بیت اللہ مبارک کی دولت روحانی سے شرف اندوز ہوئے اس مبارک موقعہ پر حضور ممدوح نے ناچیز نمکخوار کو بھی شرف ہمرکابی بخشا۔

میں نے اس مقدس سفر کے اثنا میں اپنے فرض کی بجاآوری کی ہر ممکن کوشش جاری رکھی - اور اُن حالات کو جن سے دیدہ و دل آگاہ ہوا سپرد قلم کرتا رہا۔

یہ ناچیز تالیف اسی سفر کی روئداد پر مشتمل ہے - اس سفرنامہ میں بری - بحری - کوہستانی اور ریگستانی سفر کے حالات - مختلف آب وہوا - رنگ ونسل - مذاق وزبان اطوار و عادات - ملکوں اور لوگوں کے طرز معاشرت دستور مجالس - نظام سیاست - اخلاق وخصائل سے اطلاعات بہم پہونچاکر جمع کئے گئے ہیں - میں نے اپنی زندگی کے

ان مبارک لمحات کو بطور یادگار زندہ رکھنے کی یہ تدبیر کی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ انسانی زندگی کا مقصد یہی ہونا چاہیئے کہ وہ اپنی زندگی کے اہم کاموں کے تذکرے کو اپنے بھائیوں کے لئے نمونتاً پیش کر کے حیات جاوید حاصل کرے۔

یہ امر کہ موجودہ زمانہ میں ملک کو کس قسم کے سفرناموں کی ضرورت ہے۔ خصوصیت کے ساتھ راقم ناچیز کے زیرِ نظر رہا ہے۔ جدید خیالات سے آراستہ طبقہ کے اصحاب اب سفرناموں میں آپ بیتی داستانوں۔ تخیل کی فسانہ نگاریوں اور موہوم جذبات کے بے نتیجہ ذخیروں کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھنے کے روادار نہیں ہیں۔ بلکہ اب تقاضائے مذاقِ ملک جُداگانہ نوعیت رکھتا ہے۔ ملک اور قوم کو اس وقت ایسے سفرناموں کی ضرورت ہے جن میں سفر و سیاحت کے فوائدِ ملی و جسمانی کو واضح طور پر ظاہر کیا جائے۔ اور دکھلایا جائے کہ ممالک زیرِ سفر کا دنیائے تمدن میں کس قدر حصہ ہے۔ جذبات ترقی جدید میں مقامات مذکورہ نے کیا کیا مساعی کی ہیں۔ باشندگان ممالک مذکور کی اخلاقی۔ سیاسی اور اقتصادی حالات دنیا کے دوسرے مقامات کے مقابلہ میں کس حد تک کامیابی کے راستہ پر گامزن ہیں۔ اور اُن کی انفرادی اور اجتماعی روئداد مستقبل کے لئے کیا پیشین گوئی کرتی ہے۔ ان ممالک کے سفر میں کن مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اور ان پر کس طرح قابو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ان جدید تالیفات کے اندر آج ملک یہ دیکھنے کا خواہشمند ہے کہ سفرنامہ لکھنے والا اُن احساسات کو منظرِ عام میں لانے کے لئے کہاں تک کامیاب ہوا ہے۔ جو خصوصیت کے ساتھ زیرِ سفر مقامات پر غائر نظر میں مؤلف کے دل میں پیدا ہوئے۔ اور جن مشاہدات کی جانب عوام کی نگاہیں کم پہونچتی ہیں۔ ان کو مٹ جانے سے بچا کر حیات جاوید بخشنے میں مؤلف کی محنت کس قدر بارآور ہوتی ہے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ اس مختصر سفرنامے میں ناظرین کرام کو اس جدید نظریہ کے سلسلہ میں کافی مواد ملے گا۔

سفرنامہ کی خصوصیت

سفرنامہ کی خصوصیت

اعلیحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ نے اپنے اعلیٰ مذاق اور مناظر سفر کے حُسن انتخاب کے سلسلہ میں کثیر التعداد دلچسپ مناظر اور قابل دید مقامات کی سینریوں کے عکس (فوٹو) لینے کا اہتمام فرمایا ہوا تھا۔ اور اس فنِ لطیف کے کمالات کا قلمی اور عکسی مواد اپنی فیاضی اور سرپرستی علوم و فنون کے جذبے سے راقم ناچیز کو مرحمت فرما کر اس تالیف میں شامل کرنے کی اجازت بخشی۔

اس جدّت اور غیر مترقبہ نعمت نے اس لفظی اور بیانی مجموعہ حالات کو زندہ تصویر سفر کی شان عطا کر دی ہے۔ اور جو بات قلم کے حجیم اور طویل تفصیلوں سے پوری طرح بیان نہ کیجا سکتی تھی وہ موقعہ موقعہ کی

تصاویر نے اپنے کاغذی نقوش سے نہایت اعلیٰ درجہ کے جاذب طبائع بلاغت اور دلکشی کی زبان سے صاف صاف بیان کردی ہے۔ اس ناچیز تالیف کو دلکشی اور ہردلعزیزی کا یہ عجیب مجرب تعویذ اور کامیاب نسخہ مل گیا ہے۔ اگرچہ تمام سفرنامہ اعلیحضرت کی توجہات اور عنایات کا رہینِ منت ہے۔ مگر یہ جدّت اعلیحضرت کے خاص احسان اور سرپرستی کی زندہ اور پائندہ یادگار ہوگی۔

چونکہ یہ سفرنامہ مقدس سفر اور اولوالعزم بیدار بخت آقا کی سیاحت کا مرقع ہے۔ اس لئے مذہبی خصوصیات کے علاوہ اس میں ہر ایک طبیعت اور طبقہ کے اصحاب کے لئے دلچسپی کا سامان وفرت سے جمع ہوگیا ہے۔ اور بے شمار فوائد مذہبی، روحانی، تمدنی، اخلاقی اور جسمانی کے لحاظ سے یہ رسالہ امراء و رؤسا کا رفیق صحبت۔ عازمان حج کا رہنما اہل علم ودانش کا خرد افروز ہمدم۔ اصحاب باطن اور صوفیوں کے لئے غذائے روحانی کا ذریعہ۔ سیاحوں کے لئے گائیڈ مسافروں کے لئے تحفۂ زادِ راہ اور رعایائے ملک خداداد بھاولپور کے لئے پیامِ زندگی۔ اور غلامانِ صادق دام اقبالہٗ وملکہ کا صادق دوست ثابت ہوگا۔

میں نے اس مختصر سفرنامے کے پہلے حصّہ میں اعلیحضرت کے خاندان عالیشان کی قدیم تاریخ اور اعلیحضرت کے مختصر حالات سپرد قلم کئے ہیں اور ریاست بھاولپور کا حال اور نقشہ درج کیا ہے۔ اور دوسرے حصّہ میں حالاتِ سفر کو تاریخ وار لکھکر آخیر میں ضمیموں کے اندر بعض تاریخی اور ضروری مضامین کا اضافہ کردیا ہے جو دلچسپی کا موجب ہوگا۔ اس مختصر تمہید کے بعد حصّہ اوّل کو شروع کرتا ہوں۔

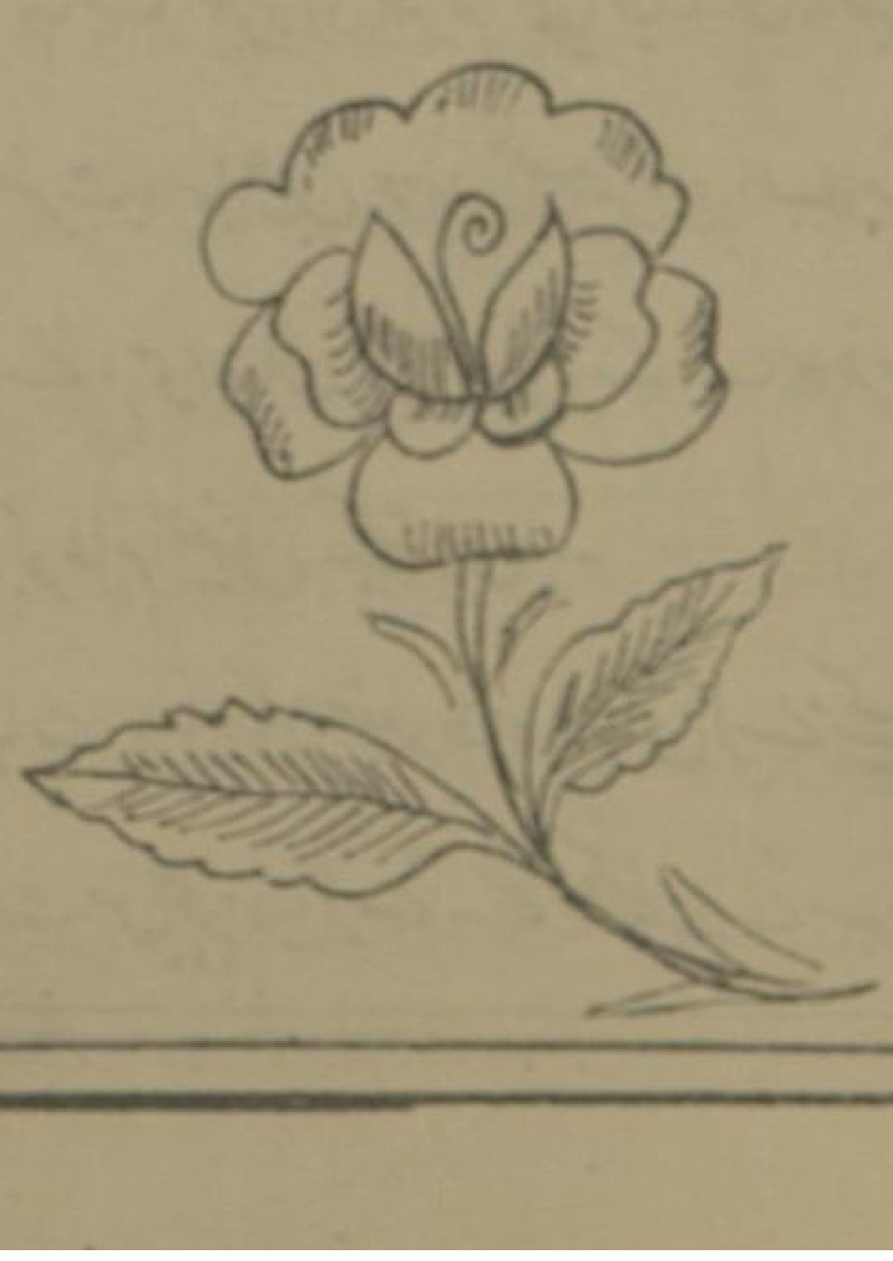
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

(حصّہ اوّل)

خاندانِ عباسیہ کی تاریخ کو بانیِ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی ذات بابرکات سے بلحاظ اشاعت مذہب اسلام و قرابت خاندانی گہرا تعلق ہے۔ اس خاندان عالی کے مورثِ اعلیٰ حضرت عباس رضؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے حقیقی چچا تھے۔ اور بلحاظ تبلیغ و اشاعت اسلام اگر دیکھا جائے تو جس ایوانِ عالی شان کی مقدس بنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے مبارک زمانہ میں مضبوطی اور استواری سے قائم ہوئی تھی۔ خاندان عباسیہ نے اُس بنا پر وہ بلند اور پائدار چٹان تعمیر کر دیا کہ تمام دنیا اس خاندان کی مُلکی اور ملّی خدمات کا اعتراف کرتی ہے اس بنا پر خاندانِ عباسیہ کی تاریخ فی الحقیقت اسلامی تاریخ کا زرّیں باب ہے۔ اور ہر اسلامی تاریخ لازمی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سیرت اور سوانح سے معنون ہونی چاہیئے۔

اسلام کے اس عظیم الشان خاندان کے حالات اسلام کے بانی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی مبارک سوانح سے شروع کرنے کی اسی وجہ سے زیادہ مناسبت دیکھکر اس کتاب کے حصّہ اول کا آغاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک سے کیا جاتا ہے۔



۷۸۶

نبیُّ الرّحمت

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

امامِ رسل پیشوائے سبیل
امینِ خدا مہبط جبرئیل
سعدیؒ

سیّدنا و مولانا حضرت **محمّد**[1] مصطفیٰ احمد مجتبیٰ - خاتم الانبیاء و پیغمبر اعظم - فخر عالم و آدم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم عرب کے نامور اور معزز قبیلہ قریش[2] کے سردار حضرت **عبد اللہ** کے گھر میں عام[3] الفیل کے سال مکہ مکرمہ کے اندر شب دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول شریف کو پیدا ہوئے - عیسوی سن اُس وقت ۵۷۰ء تھا۔

آپ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ کا انتقال آپ کی ولادت سے پہلے ہو چکا تھا۔

شرفائے عرب کے دستور کے مطابق آپ دودھ[4] پینے کے لئے مضافات مکہ کی ایک نیک دل اور پاک باطن خاتون حضرت **حلیمہ** بنت ابی ذویب کے سپرد کئے گئے جو بنی سعد کے قبیلہ سے تھیں۔

---

[1] شجرہ نسب محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ابن قصی بن کلاب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن مدرکہ بن الیاس بن نضر بن عدنان تا اسمٰعیل بن ابراہیم علیہم السلام

[2] تمام عرب کے قبائل میں سے قریش کا قبیلہ نہایت معزز اور محترم سمجھا جاتا تھا - کعبۃ اللہ کی خدمت - مکہ معظمہ کی سرداری - حجاج کی مدارات اسی خاندان میں مخصوص تھی - قریش کو حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہونے کا بجا طور پر فخر حاصل ہے -

[3] فیل ہاتھی کو کہتے ہیں کعبۃ اللہ کو ڈہانے کے لئے اسی سال میں حبش کے ایک کافر سردار ابرہہ نامی نے ہاتھیوں کے لشکر کو ساتھ لاکر حملہ کیا تھا - اس اہم واقعہ کی وجہ سے اس سال کو عام الفیل کہتے ہیں -

[4] شرفائے عرب اپنے بچوں کی صحت اور خصوصیات عربی کی مضبوط اور بحال کرنے کیلئے اور زبان کی فصاحت و بلاغت کی شہری زبان سے ملوث ہو جانے کے اندیشہ سے بچنے کیلئے انکو مضافات میں بھجوا دیا کرتے تھے کھُلے ہوئے میدانوں کی صاف اور صحت بخش آب و ہوا خالص اور فصیح زبان زیادہ تر دیہات میں میسر آتی تھی - عزیز

آپ کی رضاعت کا زمانہ قبیلہ بنی سعد میں گذرا۔ آپ ذرا بڑے ہو کر جب چلنے پھرنے لگے تو اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے کے لئے باہر چلے جایا کرتے تھے۔ اسی اثناء میں آپ کا واقعہ شق صدر[1] ہوا۔

چار سال کی عمر تک پہونچکر آپ مکہ مکرمہ میں اپنی والدہ ماجدہ حضرت **آمنہ** کے پاس واپس آگئے۔ اس واقعہ کے دو سال بعد یعنی جب آپ کی عمر مبارک چھ سال کی ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا اور آپ یتیم ہوگئے۔

آپ کے دادا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ بانی خاندان عباسیہ کے والد عبد المطلب نے آپ کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ عبد المطلب کی وفات تک اُن کی سرپرستی میں آپ اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو آپ سے صرف تین سال عمر میں بڑے تھے۔ نہایت آرام اور حفاظت سے رہے۔

عبد المطلب صرف دو سال تک اس کے بعد زندہ رہے۔ اور جب اُن کا انتقال ہوگیا تو آپ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت ابو طالب کے پاس آگئے۔

انہیں کی زیر کفالت آپ نو یا تیرہ سال کی عمر تک پہونچکر تجارتی مقاصد کے سلسلہ میں ملک شام کی طرف اُن کے ہمراہ گئے۔ پھر پچیس سال کی عمر میں دوسری دفعہ ملک شام کی طرف جانے کا اتفاق ہوا۔ اُس وقت آپ مکہ مکرمہ کی ایک بیوہ مخیر مالدار نیک خاتون سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد کا مال تجارت منافع کے حصے پر لیکر گئے تھے۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ایک غلام میسرہ نامی آپ کے ہمراہ تھا۔ اس سفر میں مال تجارت کے اندر غیر متوقع طور پر بہت نفع حاصل ہوا۔ واپسی پر میسرہ نے آپ کے اخلاق اور حسنات کا تمام مفصل ذکر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہہ دیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دل میں آپ کی قدر و منزلت کا پہلا نقش قائم ہوگیا۔ شام کے ان دونوں سفروں میں بحیرا اور نسطورا راہب نے آپ کو دیکھکر آپ کی اولوالعزمی اور آخری نبی ہونیکی پیشین گوئیاں کی تھیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تحریک اور کوشش سے اُن کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا نکاح ہوگیا۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے آپ کے چھ بچے پیدا ہوئے۔ دو لڑکے جو بچپن میں انتقال کر گئے اور چار لڑکیاں جن میں سے صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے بعد زندہ رہیں۔ باقی آپ کی حیات میں انتقال کر گئیں۔ حضرت ماریہ قبطیہ (حرم محترم) کے بطن سے بھی آپ کا ایک فرزند ابراہیم پیدا ہوا۔ مگر

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا یہ واقعہ شق صدر تاریخ اسلام کا مشہور واقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے آپ کے سینے سے دل کو نکالکر صاف کر دیا تھا اور پھر سینے میں رکھ دیا تھا۔ آپ کے رضاعی بھائیوں نے آکر اس واقعہ کا ذکر حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ اس واقعہ کو سُنکر کچھ خوفزدہ ہوگئیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ سے جاکر تذکرہ کیا۔ آپنے انکو اطمینان دلایا۔ عزیز

اس کا بھی بچپن میں انتقال ہوگیا۔

آپ کا بچپن آوارہ پھرنے کھیل کود کی مصروفیتوں اور تماشوں وغیرہ کے شوق سے پاک رہا۔ اور آپ کی جوانی نہایت پاک بازانہ رہی۔ بطور مثال کے یہ مشہور تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ باحیا تھے۔ آپ کی خانگی اور سوشیل زندگی نہایت ہی صاف۔ بے نظیر اور شاندار تھی۔

خوش اخلاق۔ جفاکش۔ مرتاض۔ دیانتدار ہونے کے علاوہ انسانی ہمدردی اور غمخواری کی صفات آپکی ذات بابرکات میں مکمل موجود تھیں۔ آپ نے اپنی عمر میں خدائے واحد کے سوا کسی کے آگے سر نہیں جھکایا بلکہ ہمیشہ مناظر قدرت اور آثار فطرت کو دیکھکر انسانی خلقت کے رازہائے سربستہ پر غور و فکر فرمایا کرتے تھے۔ ملک اور قوم کی اصلاحی تدابیر پر غور کرتے ہوئے آپ کو آبادی سے دور تنہائی میں کئی کئی دن گذر جاتے۔ آپکی طبیعت پر اثر کرنے والے مناظر ہر جگہ وافر و وافر موجود تھے۔ آبادی میں آپ بنی نوع انسان کی کمزوریوں کو غور سے دیکھکر ان کی اصلاحی تدابیر سوچتے۔ قومی شیرازہ بندی کی ممکن صورتوں پر تفکر اور تدبر کرتے۔ مالک اور غلام۔ افسر و نوکر۔ حاکم و محکوم مرد اور عورت کے طریق زندگی اور باہمی وحشیانہ سلوک پر آپ غور فرمایا کرتے۔ جنگلوں کی کائنات۔ آب و ہوا کے تغیرات۔ بادلوں کی گرج۔ بجلی کی چمک۔ بارش کا فیضان۔ روشنی اور اندھیرے کی تخلیق کا راز۔ آسمان کے ستاروں کی جگمگاہٹ حیوانات۔ نباتات۔ اور جمادات کے متنوع حالات آپکے غور و خوض کے لئے بہترین مشاغل تھے۔

آپ کی اصابت رائے خوش خلقی۔ ذہانت۔ تواضع۔ پاکبازی۔ اور دیانت داری ضرب المثل ہوگئی تھی۔ اور انہیں اوصاف کی بناء پر آپ عرب میں امین کے لقب سے مشہور ہوگئے تھے۔ عرب اپنے معاملات اور قضایا میں آپ کو حکم کرنا باعث اطمینان یقین کرتے تھے۔

کعبۃ اللہ کی آتش زدگی کے صدمہ کے بعد جب اس کی ازسرنو تعمیر ہونے لگی۔ تو آپ کی عمر مبارک اُس وقت ۳۵ سال کی ہوچکی تھی۔ تعمیر کی بنیادیں زمین سے باہر نکل آئیں اور وہ موقعہ آگیا جہاں حجر اسود۔ دیوار بیت اللہ میں نصب کیا جانا تھا۔ قدرتی طور پر قریش کے ہر ایک سردار کے دل میں یہ جذبہ موجزن ہوا۔ کہ حجر اسود کو دیوار کے موقعہ پر نصب کرنے کی سعادت ابدی اُسی کو حاصل ہو۔ ایک انار و صد بیمار جب تمام سردار اسی ایک خواہش پر مصر ہوگئے۔ فیصلہ مشکل ہوگیا۔ اور قوم کا شیرازہ اس اختلاف آراء اور ذاتیات کی قربان گاہ پر شکستگی کی جانب مائل ہوگیا۔ آپ نے اس اختلاف کو نہایت دانشمندی اور حکمت بالغہ سے مٹاکر تمام ملک میں اطمینان کی لہر دوڑادی۔ سب قبیلے رضامند ہوگئے۔ اور حجر اسود کے موقعہ پر نصب کرنے کی سعادت سے سب کو یکساں بہرہ نصیب ہوا۔ اس واقعہ نے آپ کو ملک میں نہایت معزز اور ہر دلعزیز بنادیا۔

عرب میں اس وقت مختلف مذاہب مروّج تھے - بت پرستی - لامذہبیت عام تھی - عیسائی - یہودی - مجوسی - صابی بھی بکثرت موجود تھے - زنادقہ بھی پھیلے ہوئے تھے - نجومیوں اور کاہنوں کا بازار گرم تھا - تمام ملک فسق وفجور میں مبتلا تھا - بدکاری کج خلقی - سفاکی - قتل وغارت - چوری - شراب خواری - جھوٹ اور قمار بازی - جھوٹا غرور اور دختر کشی کا عام میلان تھا -

خانۂ کعبہ کے اندر تین سو ساٹھ بُت پوجے جاتے تھے -

سخت ضرورت تھی کہ صحیح انسانیت کی راہ لوگوں پر واضح کی جائے - اصلاح اخلاق اور منع منہیات کا کوئی مضبوط پروگرام وضع ہو - اور قدرت اپنی گمراہی میں ڈوبی ہوئی کائنات کو اپنی رحمت کے آغوش میں لے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی عمر مبارک اب چالیس سال کے قریب پہونچ گئی تھی - اور وعدۂ الٰہی کے وفا ہونے کا زمانہ قریب آگیا - آپ ہر وقت تفکر اور تدبّر میں محو دیکھے جاتے تھے - آبادیوں سے دُور غاروں میں کئی کئی روز تک تنہا قدرت کے سربستہ رازوں کی حقیقت دریافت کرنے کی کوشش میں متواتر مجاہدے مراقبے کیا کرتے اور ریاضتوں میں مصروف رہتے تھے اکثر مکہ مکرمہ کے قریب ہی ایک پہاڑ کی غار میں جو حرا کے نام سے موسوم تھا - آپؐ متواتر کئی کئی دن تک مصروف ذکر وفکر رہتے تھے -

اسی شغل میں آپؐ پر انوار قدسی کا نزول شروع ہو گیا - اور حقیقت کے سربستہ رازوں کے دروازے آپکے قلب منوّر پر کُھل گئے - پہلے آپؐ کو سچّی خوابیں آنے لگیں - رفتہ رفتہ آپؐ کے پاس ناموس اکبر آنے لگا - اور آپ کے ضمیر روشن پر الہام ربّانی اُترنے لگ گیا -

اللہ تعالےٰ نے آپ کو ہدایت خلق کے لئے منتخب فرمایا - اور اپنے الہام پاک کا مورد بناکر **وحی** سے ممتاز کیا - خلعت نبوتؐ سے آپ آراستہ ہو گئے - **تاج لولاک** نے آپؐ کی مبارک جبیں کو بوسہ دیا -

آپؐ اس خاص فیضانِ قدرت سے سرفراز ہو کر اصلاح خلق پر مامور ہو گئے - اعلان کلمۃ اللہ کے ساتھ ہی آپؐ نے بُت پرستی - کج خُلقی - بدکاری - ظلم - فسق وفجور - قتل وغارت - خمر ومیسر کے خلاف جہاد شروع کر دیا - نیکی - خداشناسی - توحید - ہمدردی - مساوات انسانی کی طرف ملک کو دعوت دی - عورت کے فطرتی حقوق کا اعلان کیا - غلاموں کی منزلت کو صحیح معنوں میں واضح فرمایا -

قریش مکہ کے لئے جو حکومت - تموّل اور خودسری کے نشہ میں چور تھے - یہ آواز پسندیدہ نہ تھی - وہ چونک اُٹھے ، اور ہر طرح کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے - آپؐ نے نہایت ثابت قدمی - استقلال اور صبر کے ساتھ مخالفوں کی ایذا رسانیوں کا مقابلہ کیا - کفار قریش اپنی عادت پر برابر تلے رہے - اور ہر موقعہ پر ہر طرح کی ایذا رسانی اور مزاحمت کا کام جاری رکھا - مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کبھی اپنے اس تبلیغی

فرض سے غافل نہ ہوئے۔ شب و روز اپنی دُھن میں لگے رہتے تھے۔ حج کے دنوں میں جو لوگ دُور دُور سے مکہ مکرمہ میں تجارت اور حج کے لئے جمع ہوتے تھے۔ آپؐ مکہ سے نکل کر مضافات میں جہاں جہاں ان لوگوں کے فروکش ہونے کی اطلاع ملتی وہاں پہونچتے اور تبلیغ احکام آلہی فرماتے۔ مدینہ طیبہ کے بعض خوش نصیب سافروں نے آپؐ کے مواعظ اور اخلاق سے متاثر ہوکر اپنے وطن میں آپکا ذکر پہونچایا اس طرح اور مدینہ طیبہ میں آنحضرت صلعم کے کلمات طیبات کا چرچا شروع ہوگیا۔

شوق سے لوگ آئندہ موسم حج کا انتظار کرنے لگے۔ اسی سلسلہ میں پہلے سال چھ۶ مدنی دوسرے سال بارہ۱۲ اور تیسرے سال ستّر مدنی آکر مسلمان ہو گئے۔ اور اس طرح سے مدینہ کے گھر گھر میں رسولِؐ خدا کی بعثت کا ذکر عام ہوگیا۔ قریش مکہ کی ضد اور مخالفانہ جذبات کے حالات سُن کر مدینہ والوں نے آپؐ کے لئے مدینہ میں دعوت کا اہتمام کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے مدینہ کے حالات سے مطلع ہوکر اشاعت کلمۃ اللہ کے لئے اس سرزمین کی فضا کو موزوں خیال فرمایا۔ اور رفتہ رفتہ مسلمانوں کو کفار قریش کی ایذارسانیوں سے بچنے کی غرض مدنظر رکھ کر مدینہ طیبہ بھجوانا شروع فرمادیا۔

بہت سے اصحاب مدینہ طیبہ پہونچ گئے۔ اور وہاں سے خوشگوار حالات کی اطلاع آنحضرت صلعم کو ملتی رہی۔ مکہ مکرمہ سے مسلمانوں کی ہجرت نے کفار قریش کا حوصلہ بڑھادیا۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ختم کرنے کے درپے ہوگئے۔ آپؐ کے قتل کرنے کی تجویز مکمل کرچکے تھے۔ کہ آنحضرت صلعم کو اللہ تعالےٰ نے دشمنوں کے اس ارادہ کی خبر دی۔ چنانچہ آنحضرت صلعم ایک رات کے پردے میں کفار کی آنکھوں میں دھول ڈال کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرماگئے (اسی تاریخ سے اسلامی تاریخ ہجری کا شمار ہوتا ہے)

مدینہ والوں نے دلی محبت اور سچی ہمدردی سے آنحضرت صلعم اور مہاجرین محترم کی دلجوئی کی اور دین حق کی قبولیت اور اشاعت میں دل کھولکر امدادیں دیں۔

اب مدینہ شریف مرکز اسلام ہوگیا۔ اور اسلام کی سچی تبلیغ نے دنیا کی ہدایت میں کامیاب قدم اُٹھایا۔ اگرچہ مجبوری اور مدافعانہ ضرورتوں کے لحاظ سے مسلمانوں کو کچھ مہمیں بھیجنی پڑیں۔ اور کئی غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بذات خاص خود بھی شامل ہوئے۔ لیکن مقدس مذہب اسلام اپنی فطرتی خوبیوں کے باعث جلد تر پھیلتا گیا۔ اور انسانی دنیا میں روحانی طمانیت اور صداقت کا یہ پیغام بہت جلد وسعت پذیر ہوگیا۔ نہ صرف روحانی عظمت کا سکّہ جاری ہوا۔ بلکہ ملکی تمدنی اور سیاسی حلقہ میں بھی مسلمانوں کو دخل دینے کی ضرورت پیش آگئی۔ اور اب اسلام روحانی سلطنت کے ساتھ ساتھ ملکی حکومت اور کشور کشائی کا سرمایہ دار

سمجھا جانے لگا۔

مدینہ طیبہ کی یہ دس سالہ تبلیغ اس مرحلہ تک پہونچ گئی کہ تمام عرب حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔ اور چار دانگ عالم میں اسلام کا ڈنکا بجنے لگا۔

قریش مکہ اپنی فتنہ آفرینیوں اور ایذا رسانیوں کے نئے نئے اسلوب سوچتے اور عمل میں لاتے رہے۔ مگر اسلام کا بول ہمیشہ بالا ہی ہوتا رہا۔

قریش مکہ نے مسلمانوں کے ایک حلیف دوست کو اپنا عہد توڑ کر قتل کردیا۔ جس کی صدائے بازگشت صرف یہی ہوسکتی تھی۔ کہ مسلمان مکہ والوں کو کیفر کردار تک پہونچائیں۔ اور اپنے حلیفوں کی امداد کا عملی ثبوت دیں۔ چنانچہ ہجرت کے آٹھویں سال آنحضرت صلعم نے مکہ پر فوج کشی کی۔ ایک وہ وقت تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ سے تنہا صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یار غار کی معیت میں ہجرت پر مجبور ہوگئے تھے۔ یا آج آٹھ سال کے قلیل عرصہ میں وہی پیغمبر اعظم مکۃ اللہ کے فتح کرنے کے لئے سوار ہوتا ہے۔ اور اُس کے رکاب میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ مسلمانوں کا لشکر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جب حدود مکہ میں نزول اجلال فرمایا۔ اور لشکر اسلام کے بیحد و شمار ہونے کا شہرہ مکہ کی دیواروں تک پہونچ گیا۔ تو قریش مکہ کو اپنے منصوبے خاک میں ملتے ہوئے نظر آگئے۔ اپنے کرتوتوں کی پاداش نے ان کو لرزہ براندام کردیا۔ اور بجز اس کے اور کچھ نہ بن آیا کہ اپنے عجز و ناتوانی کا اقرار کرکے ہتھیار ڈال دیں۔ اور معافی کے لئے رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْن کی جناب میں دامنِ معذرت پھیلادیں۔ چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بغیر کسی کا قطرہ خون بہائے فاتحانہ مکہ مکرمہ میں اس شانِ جلالی اور سینۂ جمالی سے داخل ہوئے کہ تمام دنیا حیرت زدہ رہ گئی۔ اور تمام مکہ میں امن عام کا اعلان فرمادیا۔

بے رحم ظالموں۔ کینہ ور دشمنوں۔ خوفناک حریفوں اور سیہ دل قریشیوں کی نسبت وہی ارشاد فرمادیا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے دشمن بھائیوں کے لئے فرمایا تھا۔ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ۔

اس عفو اور درگذر کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام ملک کے باشندے مسلمان ہوگئے۔ اور کعبۃ اللہ کے بُت اُتار کر اُس کو خدائے واحد کی پرستش کا قبلہ بنادیا گیا۔ اور دنیا نے دیکھ لیا کہ سچائی کو جھوٹ کے مقابلہ میں کس طرح کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

ہجرت کے دسویں سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حج ادا فرمایا۔ اسی حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ اسی حج کے مناسک کے سلسلہ میں عرفہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر یہ آیت

نازل ہوئی۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

اس آیت مبارک میں جہاں تکمیل نعمت دین و عرفان کا تمغۂ امتیاز عطا کیا گیا تھا۔ وہاں اتمام نعمت اور رضائے الٰہی کا بھی اشارہ تھا۔ جس سے سمجھ اور بصیرت والے اصحاب آنحضرت صلعم کے انتقال کی پیشین گوئی سمجھ کر سہم گئے اور مغموم ہو گئے۔ حجۃ الوداع سے واپس مدینہ تشریف لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بیمار ہو گئے اور تکلیف زیادہ شدید ہوتی گئی۔ اور بخار شدید آنے لگا۔ ایک وقت غشی اور ناتوانی کی وجہ سے بمشکل مسجد میں آئے اور جماعت عشاق کو نماز پڑھانے کی طاقت نہ پاکر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو امامت کیلئے مامور فرمایا چنانچہ تیرہ نمازیں حضرت ابوبکرؓ نے پڑھائیں۔

صحابہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے مصلّی کو خالی دیکھنا ایک جانکاہ اور روح فرسا منظر تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہٗ اور حضرت فضل بن عباسؓ آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے صحابہ کے جذبات کی ترجمانی کی۔ آپؐ ان دونوں کے کندھوں پر سہارا فرما کر مسجد میں تشریف لائے۔ اور منبر کے آخری زینہ پر تشریف رکھ کر آخری خطبہ ارشاد فرمایا۔

صحابہؓ کو تسلّی دلائی۔ دین حق پر ثابت قدم رہنے کی تاکید کی۔ آپس میں محبت احسان اور رواداری کے ساتھ گذارا کرنے کی برکتوں سے آگاہ فرمایا۔ برائیوں اور گناہوں سے بچنے کی طرف خاص طور پر متوجہ کیا۔

بعد فراغت پھر حجرۂ مبارک میں تشریف لے گئے۔

آخری دن ۲ ربیع الاول شریف کو صبح کی نماز کے وقت آپ درد کی وجہ سے سر پر پٹی باندھے ہوئے پھر مسجد شریف میں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اُس وقت نماز صبح پڑھا رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹ جانے کا ارادہ کیا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ان کو دائیں طرف کھڑے رہنے کا اشارہ فرمایا۔ اور خود امام ہو کر نماز پڑھائی۔ یہ آخری نماز کا وقت تھا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات پر اُن کی دنیوی زندگی پر عائد ہوا تھا۔ بعد نماز آپؐ نے صحابہؓ کو اپنے ارشادات مقدسہ سے مستفید فرمایا۔ اور پھر گھر میں تشریف لاکر بیماری کی شدت میں مصروف لقاء رب العلمین ہو گئے۔ اور ۶۳ سال کی عمر میں دوشنبہ کے دن رفیق الاعلیٰ کی یاد میں اپنے فرائض رسالت و تبلیغ کما حقہ ادا کرنے کے بعد تمام دنیائے اسلام کو رنج و حزن میں مبتلا چھوڑ کر حیات دُنیا سے فارغ ہو کر حیات جاودانی میں داخل ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

۷۸۶

حضرت عباسؓ

ابن عبد المطلب

عمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بانیٔ خاندانِ عباسی

ولادت :- عام الفیل سے تین سال قبل۔
وفات :- ۱۴۔ رجب سنہ ۳۲ ہجری۔
عمر :- ۸۸ سال

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سال بڑے تھے۔ اگرچہ نسباً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ مگر عمر کے لحاظ سے کچھ اتنا بڑا فرق نہ تھا۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کے والد ماجد عبد المطلب کی کفالت اور محبت بزرگانہ میں چھ سال کی عمر سے آٹھ سال کی عمر تک استفادہ کیا تھا۔ اور عبد المطلب آپ کے ساتھ نہایت محبت فرماتے تھے اور حضرت عباسؓ کے ساتھ اس عمر سے رشتۂ محبت وخلوص قائم ہوگیا تھا۔ ہم عمری، رشتہ داری اور اکٹھی تربیت کی وجہ سے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہایت ہی خلوص محبت اور دلبستگی تھی اگرچہ اظہار نبوت کے کچھ عرصہ بعد تک آپ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ تاہم آپ کے اکثر کاروبار میں تعلق اور محبت کے باعث شامل رہا کرتے تھے۔ چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے ساتھ بیعت عقبہ ثانیہ فرمائی۔ اور رات کے پچھلے حصہ میں آپ انصار مدینہ سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ تو حضرت عباسؓ بھی شامل تھے۔ حضرت عباسؓ نے انصار کو مخاطب ہو کر کہا کہ:-

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہاں اپنی قوم میں عزت اور امن کے ساتھ ہیں۔ تم لوگ جو ان کو اپنے شہر میں لے جانا چاہتے ہو، یہ سوچ لو کہ تم کو سارے عرب سے لڑنا پڑے گا۔ لہٰذا ابھی سے خوب سمجھ کر آپس میں مشورہ کرلو۔ اگر تم اپنے اندر محافظت اور مدافعت کی قوت پاتے ہو۔ تو لے جاؤ۔ ورنہ باز رہو۔ کیونکہ بات وہی اچھی ہوتی ہے جو سچی ہو۔"

یہ سُنکر انصار نے جاں نثاری اور وفاداری کے وعدے کئے۔ اور حضور علیہ الصلوۃ والسّلام پر جانیں قربان کرنے کی آمادگی ظاہر کی۔

جب انصار بیعت کرنے لگے تو حضرت عباسؓ ان کو تاکید کرتے جاتے تھے کہ دیکھو! جو کچھ عہد کرتے ہو۔ اس کو پورا کر دکھانا۔

غزوہ بدر میں جب ابو سفیان مکہ سے قریش کا ایک بھاری لشکر چڑھا کر آگیا اور اس کی مدد کے لئے ابوجہل بھی لشکر لیکر مدینہ پر حملہ آور ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تین سو تیرہ (۳۱۳) مہاجرین وانصار کی مختصر جماعت ہمراہ لیکر مدینہ سے تین منزل تک مدافعت کے لئے پہنچے اور اپنے لشکر کے گرد خندق کھدوا کر اللہ تعالےٰ کے فضل اور امداد پر بھروسہ فرمایا اور دعا کی کہ:۔

"اے پروردگار عالم! اگر یہ قلیل جماعت آج برباد ہوگئی تو قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کی صدا کن لوگوں میں بلند ہوگی؟"

لڑائی ہوئی اور اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح عنایت کی۔ قریشِ مکہ کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ابی سفیان تو پہلے اپنی چالاکی سے بچکر نکل گیا تھا۔ مگر ستر قیدی اس لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے۔ حضرت عباسؓ بھی ان کے ساتھ گرفتار ہو کر آئے۔

آپ نے اپنا اور اپنے بھتیجے عقیل کا فدیہ ادا کیا۔ اور اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ اگرچہ قیام پھر بھی مکہ ہی میں رہا اور وہاں کے کمزور مسلمانوں کی دستگیری اور امداد کرتے رہے صلح حدیبیہ کے بعد جب آمد و رفت کا سلسلہ مدینہ اور مکہ میں جاری ہوگیا تو اس وقت حضرت عباسؓ بھی ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں آگئے۔

سشہ ہجری میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ پر چڑھائی کی تو اس وقت حضرت عباسؓ بھی ہمرکاب تھے۔ آپ ہی نے ابو سفیان کو سمجھا بجھا کر سرکار نبویؐ میں با اجازت پیش کیا۔ اور وہ مسلمان ہوئے۔

اور اسی کوشش کے سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلا کسی جنگ کے مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے اور کشت و خون کی نوبت نہ آئی۔

حضرت عباسؓ جنگ حُنین میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک تھے۔ اس لڑائی میں ایک ایسا مشکل وقت آگیا تھا۔ کہ دشمنوں کے تیروں سے لوگوں کے منہ پھر گئے تھے۔ مگر حضرت عباسؓ اس وقت بھی نہایت ثابت قدمی اور جاں نثاری کے جذبات کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے خچر کی لگام تھامے رہے تھے۔ آپ کا صحابیوں میں خاص مرتبہ تھا۔ رواۃ حدیث میں آپ مستند راوی کی حیثیت رکھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے نہایت محبت اور ان کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء کا بھی آپ کے ساتھ یہی برتاؤ رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض الموت میں ایک دن حضرت عباس رضؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ بنو ہاشم کی آخری وقت میں بالعموم جو صورت ہو جایا کرتی ہے۔ اس کو میں نے بارہا دیکھا ہے۔ اور اب وہی آثار محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھ رہا ہوں۔ اسی تجربہ پر میں یہ خیال کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مرض میں بچنے کی اُمید کم ہے۔ اس لئے تم ان کی خدمت میں جا کر خلافت کے معاملہ کو طے کر لو۔ اگر بنی ہاشم میں خلافت رہے تو خیر۔ ورنہ جو خلیفہ ہو اس کو ہمارے حقوق کے متعلق وصیّت فرمائیں۔

حضرت علیؓ نے جانے سے اس بنا پر انکار کر دیا کہ اگر آج نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خلافت سے محروم کر دیا۔ تو پھر وہ قیامت تک کبھی ہم کو نہ مل سکے گی۔ بنو ہاشم میں صرف یہی دو حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی تھے۔

حضرت عباسؓ چچا تھے اور حضرت علیؓ چچا زاد بھائی ہونے کے علاوہ حضرت بتول زہراؓ کے زوج اور حضرات حسنین علیہما السلام کے والد تھے۔ یہ دونو اپنا حق خلافت سمجھتے تھے۔ مگر حالات مساعد نہ رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر جمہور نے بیعت کر لی۔ اور پھر جو واقعات خلافت رونما ہوئے وہ ظاہر ہیں۔ مگر خلافت کے استحقاقی جذبات ان دونو صاحبان کے دلوں اور اولاد میں برابر مستحکم رہے۔ اور آخیر تک چلے گئے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو تو خلافت کا موقعہ مل گیا۔ لیکن حضرت عباسؓ کو موقعہ نہ ملا۔

عہد فاروقیؓ میں جب مسجد نبویؐ کی توسیع کا سوال پیش آیا تو آپ نے اپنا گھر ہدیتہً مسجد نبویؐ میں شامل کر دیا لیکن حضرت جعفرؓ کا گھر ایک لاکھ روپیہ قیمت ادا کرنے کے بعد شامل مسجد کیا گیا۔

امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے عہد میں ۸۸ سال کی عمر میں ۳۲ھ مدینہ میں آپ کا انتقال ہوا۔ اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ آپ کی اولاد فضل۔ عبد اللہ۔ عبید اللہ۔ عبد الرحمن۔ قثم۔ معبد۔ کثیر۔ تمام۔ حارث اور ام حبیبہ۔ صفیہ۔ امیمہ اور جمیلہ تھے۔

لہ آپ کی زندگی کا ایک مشہور واقعہ یہ ہے کہ آپ بچپن میں کھوئے گئے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نیلا بنت جناب اہلیہ عبد المطلب نے منت مانی تھی کہ اگر اس کا بچہ (حضرت عباسؓ) صحیح و سالم مل جائے تو وہ کعبہ پر غلاف حریر چڑھائے گی چنانچہ حضرت عباسؓ مل گئے اور آپ کی والدہ ماجدہ نے کعبہ پر ایک ہی ریشمی کپڑے کا غلاف چڑھایا۔ عزیز

۷۸۶

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ

ولادت :- ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سال قبل - ۶۱۸ء
وفات :- ۶۸ھ بمقام طائف (عمر ۷۱ سال)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود آپ کی کمسنی کے آپ کے ساتھ محبت تھی - آپ ابتدا سے نہایت ذہین اور حافظہ کے لحاظ سے اس قدر قوی الحافظہ تھے - کہ آپ سے حضرت سرورِ کائنات علیہ الصلواۃ کی سولہ سو ساٹھ ۱۶۶۰ حدیثیں روایت کی گئیں -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت حضرت عبداللہ کی عمر ۱۲، ۱۵ سال کی تھی - سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے حق میں اَللّٰھُمَّ فَقِّہْهُ فِی الدِّیْنِ وَعَلِّمْهُ الْحِکْمَةَ وَتَاوِیْلَ الْقُرْآنِ کی دعا فرمائی تھی - چنانچہ جماعت صحابہؓ میں سے تفقہ فی الدین اور علومِ قرآن میں آپ کو خاص امتیاز حاصل تھا - علماء اسلام نے آپ کا لقب اسی وجہ سے حِبْرِ اُمَّتْ رکھا ہے - فصاحت اور تاثیر بیان میں آپ بے نظیر شمار کئے جاتے تھے -

خلفائے راشدین بھی آپ کو محبت اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے - امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ باوجود آپ کے کمسن ہونے کے اپنی مجلسِ شوریٰ میں آپ کو شریک رکھتے تھے -

امیر المومنین حضرت عثمانؓ نے اپنے زمانۂ محصوری میں آپ کو امیر الحجاج بنایا تھا - جب حضرت عثمانؓ نے جام شہادت پیا تو حضرت عبداللہؓ کی عمر اس وقت ۳۲ سال کی تھی -

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو آپ سے بہتر دوسرا کوئی مشیر نہ ملا - اُنہوں نے آپ کو ۳۶ ہجری میں یمن کی حکومت سپرد کی - جنگِ صفین میں حضرت علی المرتضیٰؓ نے آپ کو یمن سے اپنی امداد کے لئے بلا لیا - اور اس جنگ کے بعد آپ کو اپنا مدار المہام بنا لیا - کچھ عرصہ کے بعد آپ کو بصرہ کی حکومت سپرد کی گئی - حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ - امیر معاویہ اور خوارج کی دو طرفہ پریشانیوں میں مبتلا رہے - تو حضرت عبداللہؓ نے آپ کا ساتھ نہ چھوڑا - حضرت علی المرتضیٰؓ کی شہادت کے بعد آپ نے امام حسنؓ اور امام حسینؓ کی رفاقت کو اپنا نصب العین رکھا - حضرت امام حسنؓ نے جام شہادت نوش فرمایا - تو آپ نے حضرت امام حسینؓ کے ساتھ یزید بن معاویہ کی بیعت سے صاف انکار کر دیا - جب اہلِ کوفہ نے حضرت

سیّد الشہداؑ کی طلبی کے خطوط لکھے - اور حضرت سیّد الشہداؑ کوفہ جانے کے لئے تیار ہوئے تو حضرت عبداللہ نے آپ کو بار بار منع کیا - مگر آپ نے عزم مصمم فرمایا - اور اسی اثنا میں واقعہ کربلا رونما ہوا - اس وقت خلافت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی - بنو امیہ کے علاوہ عبداللہ بن زبیر بھی مدعی خلافت ہو گئے اور اہلِ حجاز مصر اور عراق سب ان کی بیعت میں داخل ہو گئے تھے - بنو ہاشم میں سے محمد بن علی بن ابی طالب (ابن حنفیہ اور عبداللہ ابن عباسؓ وغیرہ نے عبداللہ بن زبیر کی بیعت سے انکار کر دیا - عبداللہ بن زبیر نے آپ کو قید کر دیا تھا - اس سے عبداللہ بن زبیر کے خلاف جذبات متلاطم ہوئے - اور مختار بن عبید ثقفی نے محمد بن حنفیہ کو قید سے چھڑایا - اس سال مسلمانوں میں ایسا تفرقہ برپا ہوا کہ حج کے موقعہ پر میدانِ عرفات میں چار مختلف عَلَمِ خلافت جمع ہو گئے - ابن زُبیر کا بنی اُمیہ کا - محمدؐ بن الحنفیہ کا اور خوارج کا -

آخیر عمر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ طائف میں عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے تھے - اور یہیں ۶۸ھ میں آپ کا انتقال ہوا -



حضرت علیؓ بن عبداللہ ابن عباسؓ

ولادت :- رمضان شریف سنہ ۴۰ھ -

وفات :- سنہ ۱۱۷ھ عمر ۷۷ سال -

حضرت علی بن عبداللہؓ اسی رات کو پیدا ہوئے - جس رات حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے جامِ شہادت نوش کیا - اسی وجہ سے آپ کا نام علیؓ رکھا گیا -

نہایت حسین بلند و بالا - خوش وضع تھے - جس وقت ہجوم میں طواف کرتے ہوئے دیکھے جاتے تھے - تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کھڑے ہوئے ہیں -

خلفائے بنو امیہ نے ایک گاؤں حمیمہ نامی آپ کو جاگیر میں دے رکھا تھا - جو مدینہ طیبہ سے دمشق کو جاتے ہوئے راستہ میں واقع تھا - آپ وہیں یاد الٰہی میں مصروف رہے - حجاج ثقفی نے عبدالملک کے حکم سے سنہ ۷۲ ہجری میں جب عبداللہ بن زبیر کو حرم بیت اللہ میں شہید کر دیا - تو اُس وقت محمدؒ بن الحنفیہ برادر علاتی حضرت امام حسینؓ نے بھی اپنی خلافت کے حقوق کو چھوڑ دیا - اور خلیفہ عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کر لی - مگر شیعیان علیؓ ان کو برابر مستحق خلافت سمجھتے رہے - اور داعیوں نے اس پروپیگنڈے کو ترک نہ کیا - محمدؒ بن الحنفیہ کے انتقال پر ان کا بیٹا ابی ہاشم جانشین ہوا - یہ امام کیسانیہ کے نام سے مشہور تھے - حالات کی بنا پر ابی ہاشم بھی حمیمہ کی جاگیر میں جا کر علی بن عبداللہ بن عباسؓ کے پاس مقیم ہو گئے - وہیں بیمار ہو کر انتقال کیا - چونکہ ابی ہاشم کا کوئی فرزند نہ تھا - اس لئے علی بن عبداللہ بن عباسؓ بروئے وصیت ابی ہاشم کے خلیفہ قرار پائے - اور یہ ظاہر کیا گیا کہ امام ابی ہاشم نے علی بن عبداللہ کے حق میں امامت کی وصیت کر دی تھی -

اس طرح تمام فرقہ کیسانیہ اور اکثر شیعہ حضرت علی بن عبداللہ کی امامت کے قائل ہو گئے - اگرچہ ان کی زندگی میں یہ کوشش بارآور نہ ہوئی - مگر آپ کے لڑکے محمد بن علیؓ کے وقت میں یہ کوشش نتیجہ خیز ثابت ہوئی - آپ نے بائیس ۲۲ بیٹے اور گیارہ لڑکیاں چھوڑ کر حمیمہ میں وفات پائی -

سب سے بڑا بیٹا محمدؒ جانشین ہوا -

محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ

اپنے والد علی بن عبداللہؓ کی وفات پر ۱۱۷ھ میں ان کے جانشین ہوئے دعوتِ خلافت عباسیہ کی مستحکم بنیاد ان کی کوشش سے قائم ہوئی۔ان کے والد کی وفات کے قریب قریب فرقہ امامیہ کے امام حضرت محمدؑ باقر بن امام زین العابدین بن امام حسینؓ کا بھی انتقال ہوگیا۔اگرچہ فرقہ امامیہ نے امام محمدؑ باقر کے فرزند امام جعفرؓ کو اپنا امام بنالیا۔مگر یہ بزرگوار کبھی طالبِ خلافت نہیں ہوئے۔

محمدؐ بن علی نے جانشین ہوتے ہی خلافت کے سوال کو نہایت غور کے ساتھ مطالعہ کیا۔اور دانشمندانہ طریق پر سوچا کہ خلافت اور حکومت ایک خاندان سے نکلکر دوسرے میں بعجلت وبہ آسانی نہیں آتی۔اسکے لئے عمر اور جان توڑ کوشش کی ضرورت ہے۔اور تمام ملک میں اپنے مقصد کے حامیوں کی تعداد کا وسیع کرنا ضروری ہے۔اس لئے اُنھوں نے اپنے فرقہ میں سے ایسے داعیوں کو منتخب کیا۔جو کسی امام کا نام لئے بغیر اہلبیت کی امامت کی تبلیغ کریں۔کوفہ اور خراساں اس کے لئے پہلے دو مرکز قرار دئے۔

۱۲ نقیب اور ۷۰ نشر ان کے عامل مقرر کئے۔اور ان کے لئے ایک دستور العمل لکھکر ہر ایک کو اس کی نقل دے دی۔

یہ داعی تیس سال کے قریب اپنی کوششوں میں مصروف رہے۔کئی ایک اس کوشش میں مارے گئے۔آخر اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔اور ۱۳۲ھ میں محمدؐ بن علی کے بیٹے سفاح (خلیفہ اول خاندان عباسی کو) کوفہ میں صدر خلافت پر جلوہ افروز کرنے کے ساتھ ہی بنی امیہ کی خلافت کا خاتمہ کردیا۔

ان داعیوں کی کوششیں اس لئے بھی کامیاب ہوگئیں۔کہ بنو امیہ میں خانہ جنگی اور باہمی نزاع حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا اور اس طرح ان کی قوت اور اثر جاتا رہا۔۱۳۲ھ میں سفاح عباسی خلیفہ اوّل مسند نشین خلافت ہوا۔اور اس سے خلفائے عباسیہ کے شاندار کارناموں کی تاریخ کا زرّیں باب شروع ہوتا ہے۔

یکے بعد دیگرے سینتیس ۳۷ خلیفے ۱۳۲ھ سے ۶۵۶ھ تک امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین کے خطاب سے مسلمانانِ عالم پر حکمراں رہے۔

اس کتاب میں ہر ایک خلیفہ کے مفصّل حالات درج کرنیکی گنجائش نہیں ہے۔اس لئے آئندہ اوراق میں ایک جدول درج کیا جاتا ہے۔جس سے ہر ایک خلیفہ کے عہد کا ضروری حال منکشف ہوگا۔

گوشوارہ عہد خلفائے عباسیہ حکمرانانِ بغداد

معہ مختصر حالات

مختصر واقعات عہد	تعداد عمر	تاریخ وفات بمعہ مقام	تاریخ جلوس	تاریخ ولادت	نام خلفاء	نمبر شمار
انہوں نے شہر ہاشمیہ بسا کر اس کو اپنا دارالخلافہ بنایا ان ہی نے سب سے پہلے وزیر مقرر کیا - چار برس کی خلافت کے بعد چیچک کی بیماری سے فوت ہوئے بہت لائق خلیفہ تھے -	۳۳ برس مدت خلافت ۴ برس	سنہ ۱۳۶ھ سنہ ۷۵۴ء	سنہ ۱۳۲ھ سنہ ۷۵۰ء بمقام کوفہ	سنہ ۱۰۴ھ مقام حمیمہ	امیر المومنین خلیفہ ابوالعباس السفاح	۱
یہ مکہ شریف کے راستہ میں تھے کہ ان سے بیعت ہوئی انہوں نے شہر ملاطیا عیسائیوں سے لڑ کر واپس لے لیا - اور اس کی مرمت کرائی - اس نے فرقہ راوندیہ کی رجو تناسخ وغیرہ کے قائل تھے) جڑیں اکھاڑ کر پھینک دیں ان کے عہد میں جتنی بغاوتیں اور فساد ہوئے سب کو رفع کیا - عباسیوں کی سلطنت کو مضبوط کیا سنہ ۱۴۰ھ میں مدینۃ السلام بغداد بسایا اور اس کو دارالخلافہ بنایا - ان کے زمانہ میں مسلمانوں نے یونان ایران اور ہندوستان وغیرہ کی علمی کتابیں عربی میں ترجمہ کیں - بائیس برس خلافت کی - بڑے لائق بہادر اور علم دوست بادشاہ تھے - حج کے راستہ میں وفات پائی -	۶۳ برس مدت خلافت ۲۲ برس	سنہ ۱۵۸ ہجری سنہ ۷۷۵ عیسوی	سنہ ۱۳۶ ہجری سنہ ۷۵۴ عیسوی	سنہ ۹۵ ہجری	امیر المومنین خلیفہ ابو جعفر المنصور	۲

نمبر شمار	نام خلفاء	تاریخ ولادت	تاریخ جلوس	تاریخ وفات یا معزولی	تعداد عمر	مختصر واقعات عہد
۳	امیر المومنین خلیفہ المہدی ابن المنصور	سنہ ۱۲۷ ہجری مقام ایدج	سنہ ۱۵۸ ہجری سنہ ۷۷۵ عیسوی	سنہ ۱۶۹ ہجری سنہ ۷۸۵ عیسوی	۴۳ برس مدت خلافت ۱۰ برس	انہوں نے سلطنت میں بہت سی ترقیاں کیں مصر یمن - مکہ شریف - مدینہ منورہ - بغداد وغیرہ کے درمیان خچروں اور اونٹوں کی ڈاک مقرر کی - مکہ شریف کے راستہ میں تالاب وغیرہ کھدوائے - حرم شریف کے شمال و یمن کی طرف بہت کچھ عمارات بڑھائیں دس برس خلافت کی - بہت لائق - سخی اور بردبار تھے -
۴	امیر المومنین خلیفہ الہادی بن مہدی	سنہ ۱۴۷ ہجری مقام رے	سنہ ۱۶۹ ہجری سنہ ۷۸۵ء	سنہ ۱۷۰ ہجری سنہ ۷۸۶ء	۶۲ برس مدت خلافت سوا برس	انہوں نے زندیقوں کو قتل کیا - بڑے حلیم اور کم گو خلیفہ تھے -
۵	امیر المومنین خلیفہ ہارون الرشید ابن المہدی	سنہ ۱۴۸ ہجری بمقام رے	سنہ ۱۷۰ ہجری سنہ ۷۸۶ء	سنہ ۱۹۳ ہجری سنہ ۸۰۹ء	۴۷ برس مدت خلافت ۲۳ برس ۲ ماہ	یہ سب سے زیادہ فصیح اللسان اور عقلمند خلیفہ تھے - ان کے عہد میں بغداد تمام دنیا میں بڑا شہر تھا - شارلیمین کے پاس انہوں نے ایک گھڑی تحفہ میں بھیجی جو فرانس میں جادو سمجھی گئی - انہوں نے نئے نئے انتظامات کئے - سنہ ۱۷۳ھ میں پیدل حج کیا انکے عہد میں ولید خارجی نے سر اُٹھایا - اس کو قتل کیا - خزر نے مسلمانوں پر حملہ کیا اور بڑے بڑے ظلم کئے - اس خلیفہ نے انکو لڑکر نکالا - نقفور بادشاہ قسطنطنیہ نے جزیہ دینے سے انکار کیا اسکو تین مرتبہ ذلیل کیا اور جزیہ بڑھایا آخر اسیر ایشیا عرب بڑا اکہ ہمت شہری

نمبر شمار	نام خلفاء	تاریخ ولادت	تاریخ جلوس تخت	تاریخ وفات یا معزولی	مدت عمر / مدت خلافت	مختصر واقعات عہد
۶	امیر المومنین خلیفہ محمد الامین بن ہارون الرشید		سنہ ۱۹۳ ہجری سنہ ۸۰۹ء	سنہ ۱۹۸ ہجری سنہ ۸۱۳ء	۲۸ سال / ۴ برس ۸ ماہ	اس خلیفہ کے والد خلیفہ ہارون الرشید اور والدہ زبیدہ بنت جعفر بن منصور دونو ہاشمی تھے۔ خلفائے عباسیہ میں یہ فخر کسی کو حاصل نہ تھا۔ اس بڑی خصوصیت سے وہ اکثر کھیل کود اور نازونعم میں مصروف رہتے تھے۔ آخر دونوں بھائیوں میں تنازع ہوا۔ اور یہ قتل ہوئے۔
۷	امیر المومنین خلیفہ عبد اللہ المامون بن الرشید	سنہ ۱۷۰ ہجری	سنہ ۱۹۸ ہجری سنہ ۸۱۳ء	سنہ ۲۱۸ ہجری سنہ ۸۳۳ء	۲۰ سال / ۴۸ برس	خلفائے راشدین کے بعد یہ سب سے زیادہ عقلمند تھے۔ علم کی خدمت میں مصروف ہوئے۔ ترجمہ اور تالیف کے لئے علماء کو مقرر کیا۔ فلسفہ۔ ہندسہ۔ ہیئت۔ طب جبر و مقابلہ۔ کیمیا۔ میکانک وغیرہ پر انہوں نے کتابیں لکھوائیں۔ جن سے زمانہ حال کے یورپ نے فائدہ اٹھایا گویا ان علموں میں وہ تمام دنیا کے استاد ہیں۔ پادشاہ روم کے شہروں پر حملہ کرکے قلعوں کو فتح کرلیا۔ روم کے عیسائیوں پر حملہ کیا۔ فوج لیکر منبج گئے اور وہاں سے انطاکیہ پھر مصیصہ اور طرطوس گئے۔ اور بہت سے قلعوں کو فتح کرلیا۔ مصر پہونچا اس کو فتح کیا۔ پہلا عباسی تاجدار ہے جس نے مصر میں پہونچکر اس کو فتح کیا۔ بڑے عالم و فاضل۔ بہت اچھے سیاست داں ذکی تھے۔ رعایا کے حالات معلوم کرانے کیلئے ایک ہزار سات سو بوڑھی عورتیں بغداد میں جاسوس مقرر کررکھی تھیں جو ان کو روز خبریں دیتی تھیں۔

نمبر شمار	نام خلفاء	تاریخ ولادت	تاریخ جلوس	تاریخ وفات یا معزولی	سال و عمر	مختصر واقعات عہد
۸	امیر المومنین المعتصم باللہ بن الرشید	سنہ ۱۷۸ ہجری	سنہ ۲۱۸ھ سنہ ۸۳۳ء	سنہ ۲۲۷ھ ۱۸ ربیع الاول سنہ ۸۴۲ء	۴۸ برس ۸ برس ۸ ماہ ۸ دن	یہ بڑے سخت گیر - بہادر اور لائق بادشاہ تھے - ان کے عہد میں تاتاریوں کا سلطنت عباسیہ میں دخل ہوگیا اپنی فوج کے لئے سامرا میں چھاؤنی ڈالی اور اپنا دارالخلافہ وہیں منتقل کرلیا -
۹	امیر المومنین خلیفہ الواثق باللہ بن المعتصم	سنہ ۱۹۶ھ	سنہ ۲۲۷ھ سنہ ۸۴۲ء	سنہ ۲۳۲ھ سنہ ۸۴۷ء	۳۲ برس مدت خلافت ۵ برس ۹ ماہ	ان کے عہد میں دمشق کے قیسیہ نے بغاوت کی انہوں نے اس کو فرو کیا - عقلمند اور بارعب خلیفہ تھے - خلق القرآن کے نہ ماننے والے پر سختی نہیں کرتے تھے اس خلیفہ نے پہلے ایک ترک کو نائب السلطنت بنایا
۱۰	امیر المومنین المتوکل علی اللہ بن المعتصم	سنہ ۲۰۵ھ	سنہ ۲۲۷ھ سنہ ۸۴۲ء	سنہ ۲۴۷ھ سنہ ۸۶۱ء	۴۰ برس ۱۴ برس ۹ ماہ	شعراء کی بہت قدر کرتے تھے - احیائے سنت نبوی کی کوشش کی - آخر بیٹے کی سازش سے قتل ہوئے ابن زیات سے وہ ناراض تھے اس کو مروا ڈالا - اپنے تینوں بیٹوں کو جھنڈے بنوادئے - اور الگ الگ تین ملکوں پر حاکم بنا دیا - غیر مسلم رعایا کے لباس میں تبدیلی کی - ان کے عہد میں زلزلے بہت آتے رہے -
۱۱	امیر المومنین خلیفہ المنتصر باللہ بن متوکل	سنہ ۲۳۰ھ	سنہ ۲۴۷ھ سنہ ۸۶۱ء	سنہ ۲۴۸ھ سنہ ۸۶۲ء	۲۶ برس ۶ ماہ	ان کے عہد میں ترکوں کا زور اور بھی بڑھ گیا - ان کے مجبور کرنے پر اپنے دونوں بھائیوں مؤید اور معتز کو ولیعہدی سے برطرف کیا -

نمبر شمار	نام خلفاء	تاریخ ولادت	تاریخ تخت نشینی	تاریخ وفات یا معزولی	سال عمر	مختصر واقعات عہد
۱۲	امیر المومنین المستعین باللہ بن معتصم	سنہ ۲۲۱ھ	سنہ ۲۴۸ھ سنہ ۸۶۲ء	سنہ ۲۵۲ھ سنہ ۸۶۶ء	۳۱ برس ۳ برس ۹ ماہ	ان کے عہد میں اہل حمص نے سر اُٹھایا۔ ان کی سرکوبی کی گئی۔ وہ فوج کی مخالفت کیوجہ سے بغداد چلے گئے۔ ان فسادیوں نے ان کے بھائی معتز کو قید سے نکال کر بیعت کر لی۔ اور مستعین تخت سے کنارہ کش ہو گئے۔
۱۳	امیر المومنین خلیفہ المعتز باللہ بن متوکل	سنہ ۲۳۲ھ	سنہ ۲۵۲ھ سنہ ۸۶۶ء	سنہ ۲۵۵ھ سنہ ۸۶۸ء	۲۴ برس مدت خلافت ۳ برس ۷ ماہ	وصیف اور بغا کو ترکوں نے اپنے ساتھ شامل کر کے خلیفہ کو ذلیل کیا۔ آخر خلیفہ معزول ہو گیا۔ اور محمد بن واثق بخطاب مہتدی آکر مسند نشین ہوئے۔
۱۴	امیر المومنین المہتدی باللہ بن واثق	سنہ ۲۱۰ھ	سنہ ۲۵۵ھ سنہ ۸۶۸ء	سنہ ۲۵۶ھ سنہ ۸۶۹ء	۳۸ برس مدت خلافت ۱۱ ماہ	یہ عدل و انصاف والے اور متقی و پرہیزگار خلیفہ تھے اس کے دستر خوان پر سوائے سوکھی روٹی۔ نمک زیتون اور سرکہ کے کچھ نہ ہوتا تھا۔ بہت ہی کم خور تھا۔
۱۵	امیر المومنین خلیفہ المعتمد علی اللہ بن متوکل	سنہ ۲۲۹ء	سنہ ۲۵۶ھ سنہ ۸۶۹ء	سنہ ۲۷۹ھ سنہ ۸۹۲ء	۵۰ برس مدت خلافت ۲۳ برس ۶ ماہ	انہوں نے صاحب الزنج سے جنگ کی اگرچہ اول صاحب الزنج کا غلبہ رہا۔ مگر آخر خلیفہ کو فتح ہوئی اور صاحب الزنج مارا گیا۔ سلامت رو آدمی تھے اس کے عہد میں کوفہ کے اندر قرامطہ کا شیوع ہوا۔ یہ لوگ ملحد تھے۔

نمبر شمار	نام خلفاء	تاریخ ولادت	تاریخ جلوس	تاریخ وفات یا معزولی	تعداد عمر	مختصر واقعات عہد
۱۶	امیر المومنین خلیفہ المعتضد باللہ بن موفق بن متوکل	سنہ ۲۴۲ھ	سنہ ۲۷۹ھ سنہ ۸۹۲ء	سنہ ۲۸۹ھ سنہ ۹۰۲ء	۴۸ برس مدت خلافت ۹ برس ۹ ماہ	یہ لائق اور بہادر بادشاہ تھے - ان کو سفاح ثانی اور عباسیوں کو اصلی حالت پر لانے والا کہا جاتا ہے -
۱۷	امیر المومنین خلیفہ المکتفی باللہ بن معتضد	سنہ ۲۶۴ھ	سنہ ۲۸۹ھ سنہ ۹۰۲ء	سنہ ۲۹۵ھ سنہ ۹۰۸ء	۳۲ برس مدت خلافت ۶ برس ۶ ماہ ۱۹ ایام	ان کے عہد میں قرامطہ کا زور ہوگیا - صاحب الشامہ کا ظہور ہوا - اس کو نیچا دکھایا اور قتل کردیا خلنجی الخارجی نے سر اٹھایا - اس کی سرکوبی کی - سلیم الطبع اور حلیم تھے قرامطہ کا فتنہ برپا ہوا مگر سرغنہ قتل ہوئے - فتنہ فرد ہوگیا -
۱۸	امیر المومنین خلیفہ المقتدر باللہ بن معتضد	سنہ ۲۸۲ ہجری	سنہ ۲۹۵ ہجری سنہ ۹۰۸ء	سنہ ۳۲۰ ہجری سنہ ۹۳۲ء	۳۸ برس مدت خلافت ۲۵ برس	جب یہ خلیفہ ہوئے ان کی عمر ۱۳ برس کی تھی - ان کی صغر سنی کی وجہ سے بڑے بڑے واقعات پیش آئے مگر آخر کو ان کی فتح رہی - معتبر مورخ طبری کا ان کے عہد میں انتقال ہوا - ان کی خلافت برائے نام تھی کیونکہ سلطنت دوسروں کے ہاتھ میں تھی - مورخین نے ان کے عہد سے زوال سلطنت عباسیہ کا آغاز قرار دیا ہے - قرامطہ نے پھر اس کے عہد میں سر اٹھایا ایک مکان بناکر دار الہجرت اسکا نام رکھا اس مکان کی تعظیم کرنے لگے - قرامطی ۳۱۷ھ میں بیت اللہ پہونچا حجاج کو قتل کرکے چاہ زمزم بھر دیا اور حجر اسود کو گرز مار کر توڑ ڈالا اور کعبۃ اللہ سے جدا کرکے اپنے ہمراہ لے گیا -

نمبر شمار	نام خلفاء	تاریخ ولادت	تاریخ جلوس	تاریخ وفات یا معزولی	سن اور عمر	مختصر واقعات عہد
۱۹	امیر المومنین خلیفہ القاہر باللہ بن معتضد		سنہ ۳۲۰ھ سنہ ۹۳۲ء	سنہ ۳۲۲ھ سنہ ۹۳۴ء	۳۵ برس مدت خلافت ۱ برس ۷ ماہ	ان کے اور مونس اور ابن مقلہ (موجد موجودہ خط عربی) کے درمیان جھگڑا ہوا۔ مونس وغیرہ کو تو خلیفہ نے ساجیہ کی ملاوٹ سے مروا ڈالا۔ مگر ابن مقلہ نے پوشیدہ سعی کر کے ساجیہ کو خلیفہ کا دشمن بنا لیا۔ اور خلیفہ کی مخالفت میں کامیاب ہوا۔
۲۰	امیر المومنین خلیفہ الراضی باللہ بن مقتدر	سنہ ۲۹۷ھ	سنہ ۳۲۲ھ سنہ ۹۳۴ء	سنہ ۳۲۹ھ سنہ ۹۴۰ء معزول	۳۲ برس مدت خلافت ۶ برس ۱۰ یوم	انھوں نے ابن مقلہ کو وزیر بنا لیا۔ سب کے ساتھ سلوک کیا۔ عوام الناس کو حنبلی فرقہ کے خلاف شرع باتوں سے روکا۔ یہ آخری خلیفہ ہیں جو پرانے خلفاء کی شان سے رہے۔
۲۱	امیر المومنین خلیفہ المتقی باللہ بن مقتدر		سنہ ۳۲۹ھ سنہ ۹۴۰ء	سنہ ۳۳۳ھ سنہ ۹۴۴ء معزول	۶۰ برس مدت خلافت ۴ برس	یہ بہت ہی پرہیز گار اور دین دار آدمی تھے۔ توزون نے قریب سے ان کو اور ان کے وزیر کو بلوا کر خلیفہ کو سنہ ۳۳۳ ہجری میں معزول کر دیا۔ مگر وہ سنہ ۳۵۷ھ تک زندہ رہے۔
۲۲	امیر المومنین خلیفہ المستکفی باللہ بن مکتفی		سنہ ۳۳۳ھ سنہ ۹۴۴ء	سنہ ۳۳۴ھ سنہ ۹۴۵ء	۴۲ برس مدت خلافت ۱ برس ۴ ماہ	ان کے عہد میں سیف الدولہ حلب اور حمص کے بادشاہ ہو گئے۔ اور آخشید سے لڑے۔ توزون کا انتقال ہوا ابن بویہ امیر الامرا ہوئے۔ اس نے خلیفہ کو سنہ ۳۳۴ھ میں قید کر دیا۔ اور یہ خلیفہ سنہ ۳۳۸ ہجری میں فوت ہوا۔

نمبر شمار	نام خلفاء	تاریخ ولادت	تاریخ جلوس	تاریخ وفات یا معزولی	تعداد عمر	مختصر واقعات عہد
۲۳	امیر المومنین خلیفہ المطیع للہ بن مقتدر	سنہ ۳۰۱ھ	سنہ ۳۳۴ھ سنہ ۹۴۵ء	سنہ ۳۶۳ھ سنہ ۹۷۳ء معزول	۶۳ برس مدت خلافت ۲۹ برس ۵ ماہ	ان کے عہد میں خلافت کی جتنی شان و عزت بچی تھی وہ جاتی رہی۔ خلیفہ کے پاس صرف ایک محرر رہ گیا۔ قرامطہ نے حجر اسود واپس دے دیا۔ سبکتگین امیر الامرا ہوگئے۔ خلیفہ سنہ ۳۶۳ھ میں تخت سے اتار دیا گیا۔
۲۴	امیر المومنین خلیفہ الطائع للہ بن مطیع		سنہ ۳۶۳ھ سنہ ۹۷۳ء	سنہ ۳۸۱ھ سنہ ۹۹۱ء معزول	۷۶ برس مدت خلافت ۱۷ برس ۸ ماہ	ان کے عہد میں عضد الدولہ نائب السلطنت نے بنی حمدان سے جنگ کرکے ملک چھین لیا۔ اور اس نے خلیفہ سے اس اُمید پر اپنی بیٹی بیاہ دی کہ خلافت انکی اولاد میں آجائے۔ مگر سنہ ۳۷۳ھ میں فوت ہوگئے۔ بہاؤ الدولہ نے خلیفہ کو تخت سے اُتار دیا۔ وہ سنہ ۳۹۳ھ میں فوت ہوئے۔ ان کے عہد میں روافض زوروں پر رہے۔ خلافت بہت کمزور ہوگئی۔
۲۵	امیر المومنین خلیفہ القادر بامر اللہ بن اسحاق بن مقتدر	سنہ ۳۳۶ھ	سنہ ۳۸۱ھ سنہ ۹۹۱ء	سنہ ۴۲۲ھ سنہ ۱۰۳۱ء	۸۶ برس مدت خلافت ۴۱ برس ۳ ماہ	انہوں نے حُسن تدبیر سے خلافت کو سنبھالا۔ بہت سے گورنروں نے ان کی فرمانبرداری کی۔ خلافت کی شان انہوں نے پھر قائم کرنیکی کوشش کی اور بڑے استقلال اور خوش تدبیری سے ۴۱ برس خلافت کی۔
۲۶	امیر المومنین خلیفہ القائم بامر اللہ بن قادر بامر اللہ	سنہ ۳۹۱ھ	سنہ ۴۲۲ھ سنہ ۱۰۳۱ء	سنہ ۴۶۷ھ سنہ ۱۰۷۴ء	۷۶ برس ۳ ماہ مدت خلافت ۴۴ برس ۹ ماہ	ان کے عہد میں خاندان بویہ کا خاتمہ ہوگیا۔ اور سلجوقیوں کا زور بڑھ گیا۔ بساسیری نے بغداد پر حملہ کیا۔ اور فاطمیوں کا خطبہ وہاں پڑھوایا۔ اور خلیفہ القائم کو نکال دیا۔ مگر طغرل بیگ نے اپنے بھائی کی لڑائی سے واپس آکر بساسیری کو قتل کیا اور القائم کو پھر خلیفہ کر دیا۔

نمبر شمار	نام خلفاء	تاریخ ولادت	تاریخ جلوس	تاریخ وفات یا معزولی	تعداد عمر	مختصر واقعات عہد
۲۷	امیر المومنین خلیفہ المقتدی بامر اللہ بن محمد بن القائم بامر اللہ		سنہ ۴۶۷ھ سنہ ۱۰۷۴ء	سنہ ۴۸۷ھ سنہ ۱۰۹۴ء	۳۸ برس مدت خلافت ۱۹ برس ۸ ماہ	ان کے عہد میں ملک شاہ نے سمرقند اور حجاز و یمن کو لے لیا اور اپنے وزیر نظام الملک کو قتل کرادیا۔ اور خود بھی اسی سال فوت ہوگیا۔ یہ خلیفہ خدا سے بہت ڈرنے والے تھے۔
۲۸	امیر المومنین خلیفہ المستظہر باللہ بن مقتدی	سنہ ۴۷۰ھ	سنہ ۴۸۷ھ سنہ ۱۰۹۴ء	سنہ ۵۱۲ھ سنہ ۱۱۱۸ء	۴۱ برس مدت خلافت ۲۵ برس	ان کے عہد میں خوارزم شاہ کا زور شروع ہوا۔ صلیبی لڑائیاں شروع ہوئیں۔ یہ خلیفہ بہت نیک دل تھے ان کے زمانہ میں اندلس اور مغرب میں عباسیوں کی سلطنت قائم کی گئی۔ فرقہ باطنیہ کا زور ہوا۔
۲۹	امیر المومنین خلیفہ المسترشد باللہ بن مستظہر باللہ	سنہ ۴۸۵ھ	سنہ ۵۱۲ھ سنہ ۱۱۱۸ء	سنہ ۵۲۹ھ سنہ ۱۱۳۴ء	۴۲ برس مدت خلافت ۱۷ برس ۷ ماہ	لائق اور حوصلہ مند خلیفہ تھے۔ خلافت کو اپنی اصلی حالت پر پہنچانا چاہتے تھے۔ سلطان مسعود اور انکے درمیان کچھ جھگڑا ہوگیا۔ اور پھر صلح ہوگئی۔ خلیفہ خیمہ میں بیٹھے تھے کہ سلطان سنجر کے قاصدوں کی آمد کی خبر سنکر سب لوگ ان کے دیکھنے کو بھاگ گئے۔ اور باطنیہ فرقہ کے چند آدمی خیمہ میں گھس آئے اور خلیفہ کو قتل کرڈالا۔
۳۰	امیر المومنین خلیفہ الراشد باللہ بن مسترشد باللہ	سنہ ۵۰۲ھ	سنہ ۵۲۹ھ سنہ ۱۱۳۴ء	سنہ ۵۳۰ھ سنہ ۱۱۳۵ء	۶۰ برس مدت خلافت ۱۱ ماہ ۸ یوم	انہوں نے اِدھر اُدھر کے امراء کو جمع کرکے سلطان مسعود کو برطرف کرکے ملک داؤد کا خطبہ پڑھوایا۔ مگر چند روز کے بعد سلطان مسعود پھر آگئے اور علماء کے فتوی سے خلیفہ کو تخت سے اُتار دیا۔ اب خلافت برائے نام رہ گئی۔

نمبر شمار	نام خلفاء	تاریخ ولادت	تاریخ جلوس	تاریخ وفات یا معزول	کل عمر	مختصر واقعات عہد
۳۱	امیر المومنین خلیفہ المقتفی لامر اللہ بن مستظہر باللہ	سنہ ۴۸۹ھ	سنہ ۵۳۱ھ سنہ ۱۱۳۵ء	سنہ ۵۵۵ھ سنہ ۱۱۶۰ء	۶۶ برس مدت خلافت ۲۴ برس	انہوں نے عراق پر خود سلطنت کی۔ اور کسی سے مدد نہیں لی۔ ان کے عہد میں خاندان غوری نے ہندوستان میں حکومت شروع کی۔ سنہ ۵۵۲ھ میں زلزلے آئے۔
۳۲	امیر المومنین خلیفہ المستنجد باللہ بن مقتفی لامر اللہ	سنہ ۵۱۸ھ	سنہ ۵۵۵ھ سنہ ۱۱۶۰ء	سنہ ۵۶۶ھ سنہ ۱۱۷۰ء	۴۸ سال مدت خلافت ۱۱ سال	ان کے عہد میں نور الدین زنگی نے مصر کی سلطنت کے لئے کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ اس خلیفہ کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ یہ خلیفہ تیز فہم عالم و عادل تھا۔
۳۳	امیر المومنین خلیفہ المستضی بامر اللہ بن مستنجد باللہ	سنہ ۵۳۶ھ	سنہ ۵۶۶ھ سنہ ۱۱۷۰ء	سنہ ۵۷۵ھ سنہ ۱۱۷۹ء	۳۹ سال مدت خلافت ۹ سال	ان کے عہد میں فاطمیوں کے خاندان کا خاتمہ ہو گیا اور صلاح الدین کے ہاتھوں خاندان ایوبی کی بنیاد پڑی۔ نور الدین نے اٹھاون برس کی عمر میں انتقال کیا۔ یہ خلیفہ خطاؤں سے درگذر کرنے والے بہت نیک دل اور سخی مشہور تھے۔
۳۴	امیر المومنین خلیفہ الناصر لدین اللہ بن مستضی بامر اللہ	سنہ ۵۵۳ھ	سنہ ۵۷۵ھ سنہ ۱۱۷۹ء	سنہ ۶۲۲ھ سنہ ۱۲۲۵ء	۷۰ برس مدت خلافت ۴۶ برس ۱۱ ماہ	عباسیوں میں سب سے زیادہ ان ہی نے خلافت کی۔ ان ہی کے زمانہ میں صلیبی جنگیں ہوئیں اور تاتاریوں نے حملہ کیا۔ طغرل کے قتل ہو جانے سے سلطنت سلجوقیہ کا خاتمہ ہو گیا۔ سلطان صلاح الدین کا ستاون برس کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ یہ خلیفہ عادل اور مستقل مزاج آدمی تھے۔ تمام عمر عزت و اکرام سے گذاری

نمبر شمار	نام خلفاء	تاریخ ولادت	تاریخ جلوس	تاریخ وفات یا معزول	بعمر	مختصر واقعات عہد
۳۵	امیر المومنین خلیفہ الظاہر بامر اللہ بن ناصر لدین اللہ	سنہ ۵۷۱ھ	سنہ ۶۲۲ھ سنہ ۱۲۲۵ء	سنہ ۶۲۳ھ سنہ ۱۲۲۶ء	۵۲ برس مدت خلافت ۹ ماہ	ان کے عدل و انصاف سے حضرت عمرؓ ابن خطاب اور عمر بن عبد العزیز کا زمانہ لوٹ آیا۔ ان ہی کے زمانہ میں جلال الدین نے تفلیس کو فتح کیا۔
۳۶	امیر المومنین خلیفہ المستنصر باللہ بن الظاہر بامر اللہ	سنہ ۵۸۸ھ	سنہ ۶۲۳ھ سنہ ۱۲۲۶ء	سنہ ۶۴۱ھ سنہ ۱۲۴۳ء	۵۲ برس مدت خلافت ۱۸ برس	ان کے عہد میں چنگیز خان سنہ ۶۲۴ھ میں مرگیا۔ اور قاآن تخت پر بیٹھا۔ اس نے بھی لڑائی جاری رکھی۔ سنہ ۶۳۹ھ میں تاتاریوں نے روم کے شہروں پر حملہ کیا۔ اور ان کو خوب لوٹا کھسوٹا۔ یہ بڑے عادل اور علم دوست خلیفہ تھے۔ مدرسہ المستنصریہ ان ہی نے قائم کیا تھا۔ جس میں ایک عظیم الشان کتب خانہ تھا۔
۳۷	امیر المومنین خلیفہ المستعصم باللہ بن مستنصر باللہ	سنہ ۶۰۶ھ	سنہ ۶۴۱ھ سنہ ۱۲۴۳ء	سنہ ۶۵۶ھ سنہ ۱۲۵۸ء	۵۰ برس مدت خلافت ۱۶ برس	ان کے زمانہ میں وزیر علقمی رافضی کی نمک حرامی سے تاتاریوں نے بغداد پر حملہ کیا بڑے بڑے علماء فضلاء کو خلیفہ کے ساتھ قتل کیا گیا۔ شہر میں ۴۰ روز قتل عام رہا۔ دس لاکھ کے قریب انسان قتل کئے گئے۔ قیامت کا منظر تھا۔ بغداد میں خلافت عباسیہ کا دور ختم ہوا۔ پھر مصر اور ہند میں اس خاندان نے اپنے علم اقبال بلند کئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

گذشتہ واقعات کا مختصر تبصرہ۔ اور آیندہ کے حالات

حضرت سرور کائنات مفخر موجودات نبی الرحمتہ خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے بعد خلفاء راشدین کا زمانہ آیا۔ اور یہ زمانہ بھی فتوحات و تبلیغ توحید کے لحاظ سے نہایت شاندار تھا۔ اس زمانہ کے آخری حصہ میں بنو امیہ کے بڑھتے ہوئے اثر اور حوصلوں نے خانہ جنگی کی بنیاد ڈالی۔ حضرت امیر عثمانؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بہت سا وقت ان پریشانیوں میں گذرا۔

حضرت امام حسنؓ نے کمال دانشمندی سے خلافت اور حکمرانی کے جُوئے کو اپنے کندھوں سے اُتار دیا۔ اور یہ گوارا نہ کیا کہ مسلمانوں کے درمیان خونریزی اور جنگ وجدال کا سلسلہ قائم رہے۔ اور امیر معاویہ کے ہاتھ پر بیعت[1] کر لی پھر بھی وہ اپنے دشمنوں کی زہر آلود تلخی سے نہ بچ سکے۔

حضرت امام حسینؓ نے بہت چاہا کہ وہ خلافت اور امارت کی جھمیلوں سے جُدا رہ کر یادِ خدا میں اپنا وقت گذاریں۔ مگر زمانہ کے غدارانہ جذبات نے نہ صرف اُن کے بلکہ تمام خاندان نبوت اور دودمان رسالتؐ کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ قیامت تک ان حالات کا رُوح فرسا اور محشر انگیز تذکرہ افسردگی اور ماتم کدونکی گرمیٔ بازار کا موجب رہے گا۔

بنو امیہ نے سادات اور مدعیان خلافت کا خاتمہ کر کے حکومت کی باگ سنبھالی تو نشۂ حکومت اور کیفِ عشرت نے ایسا رنگ جمایا کہ مذہبی سیادت اور قیادت کا رفتہ رفتہ کام ختم ہوتا گیا۔ ایک طرف سے خوارج نے زور پکڑا۔ اور دوسری طرف سادات کو ان کے ہاتھوں سے جو زخم پہنچتے رہے اُن کا خون برابر رستا رہا اور سادات کی باقیماندہ نسل کی مساعی ان کی بربادی کا باعث ہوئیں۔ اور سب سے زیادہ

---

[1] بیعت اس معاہدہ کو کہتے ہیں جو اجراء عقد بیع کے وقت بائع اور مشتری میں ہاتھ ملا کر کیا جاتا ہے خلیفہ کا یہ عہد ہوتا تھا کہ وہ لوگوں کے ساتھ انصاف اور مہربانی کرے گا۔ اور بیعت کرنے والے کی طرف سے اطاعت کا ۱۲ عزیز

جوں جوں بنی اُمیہ کے خاندان حکومت میں آرام طلبی اور عشرت آئینی کا زور زیادہ ہوتا گیا۔ اُسی سرعت سے اطراف وجوانبِ ملک میں ان کی ہمدردی اور اطاعت کے جذبات کُند ہوتے گئے۔ کچھ ان کی باہمی جنگ وجدال نے قوت اور طاقت کو کمزور کر دیا۔ اور شہدار کربلا کی داستان ہائے غم والم بنو فاطمہؓ کی ہمدردی اور حقداری کے خیالات کی اشاعت کا باعث ہوتے گئے۔

چونکہ حضرت عباسؓ (عمّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو اوران کی اولاد کو خاندان نبوت اور دودمان سیادت سے قریبی تعلق تھا۔ اور وہ ہمیشہ اہلبیت نبوی صلعم کے ساتھ رنج وراحت میں دلی خلوص اور محبت کے ساتھ شریک رہتے تھے۔ ان تعلقات کی بنا پر اور اس واقعہ سے کہ محمد بن الحنفیہ کا بیٹا امام ابی ھاشم لاولد جب حمیمہ میں انتقال کر گیا۔ تو اس نے علی بن عبد اللہ بن عباسؓ کے نام اپنی امامت کی وصیت کی۔ جب ایک عباسی محترم ہستی کو بنی فاطمہؓ کے مسلم امام نے اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ اس سے بھی اولاد حضرتِ عباسؓ کو دنیائے اسلام کی خدمت کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ اور حالات نے ان کے خیالات کی تائید کی اور ایسے اسباب مہیا ہو گئے۔ کہ بنو عباس کے چشم وچراغ ابو العباس عبد اللہ سفاح نے ۱۴ ربیع الاول ۱۳۲ھ (مطابق ۱۳ فروری ۷۵۰ء) کو جامع مسجد کوفہ میں جمعہ پڑھا۔ اور اسی خطبہ میں اپنی خلافت اسلام کا اعلان کر دیا اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ناحق خون کا انتقام اولاد یزید سے لیکر بنو فاطمہؓ میں بھی اپنے احترام کا سکہ جما دیا۔

دنیا جانتی ہے کہ اس خاندان نے دوسری صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک کس خلوص ہمدردی شان وشوکت اور جاہ وجلال سے حکومت کے فرائض انجام دئے۔ مذہب اسلام کی خدمت کی اور علوم وحکم کے دریا بہا دئے۔ اس عہد کی حیرت انگیز ترقیوں اور پُر عظمت کارناموں کے متعلق دنیا کی تاریخ کا بہت بڑا حصہ وقف ہو چکا ہے۔ اور ابتک بے شمار عالی دماغ مصنف اور قابل ترین مورّخ اس زمانہ کے واقعات پر تبصرے اور تذکرے لکھ لکھ کر ایک مقدس اور خوشگوار فرض ادا کر رہے ہیں۔ اس عظیم الشان خاندان کا سینتیسواں ۳۷ فرمانروا امیر المومنین ابو احمد **عبد اللہ المستعصم باللہ** عباسی وہ آخری خلیفہ تھا جس کو نہایت بیدردی اور شقی القلبی کے ساتھ تاتاری مغول کے ظالم اور سفاک بادشاہ (ہلاکو خان) نے جام شہادت پلایا۔ خلیفہ نہایت بیدردی سے شہید کیا گیا۔ اس کی تمام اولاد کو بھی جام شہادت پلایا گیا۔ بغداد کے گلی کوچوں میں خون کے دریا بہہ نکلے۔ حتیٰ کہ دریا کا پانی بھی سُرخ ہو گیا۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ تاتاریوں کے ہاتھ سے دس لاکھ مسلمان تہ تیغ ہوئے یہ ایسا جگر خراش اور جاں گداز واقعہ تاریخ اسلام میں رونما ہوا کہ جس پر بے شمار مرثیے اور تاریخی نوحے سپرد قلم ہوئے۔ اسلامی فلاسفر اور مورّخ شاعر حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے بھی اس

واقعہ کے متعلق ایک دلگداز مرثیہ لکھا۔ جس کو شوکت اسلام کے خاتمہ کا نقشہ اور اسلامی حکمرانی کا مرثیہ کہنا بجا ہو گا۔ ہم اس مرثیہ کے چند اشعار اس موقعہ پر درج کرنا اس لئے ضروری خیال کرتے ہیں کہ ناظرین اندازہ کر سکیں کہ اس واقعہ ہائلہ کا اس وقت اسلامی دنیا پر کس قدر گہرا اثر تھا۔ اور خلفائے عباسیہ بغداد کی تاریخ حکومت کے باب کو مورخوں نے کس دردو قلق کے ساتھ خونین اشکباری سے ختم کیا ہے۔

سعدیؒ

آسماں را حق بود گر خوں بگرید بر زمین	بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین
اے محمدؐ گر قیامت مے برآری سر زخاک	سر برآورویں قیامت درمیانِ خلق بین
نازنینان احرم راخونِ خلقِ نازنین	ز آستاں بگذشت و ما را خونِ دل از آستین
زینہار از دورِ گیتی وا نقلابِ روزگار	در خیال کس نگشتے کانچنان گردد چنین
دیدہ بردار ایکہ دیدی شوکتِ بیت الحرام	قیصران روم سر برخاک و خاقان بر زمین
خون فرزندانِ عمِ مصطفےٰ شد ریختہ	ہم برآں خاکیکہ سلطانان نہادندے جبین

اس انقلاب عظیم سے خلفاء عباسؓ کے عالیشان خاندان کی حکومت کا بغداد میں خاتمہ ہو گیا۔ نہ صرف حکومت عباسیہ کا بلکہ علم و تہذیب کا بھی جو دریا رواں تھا۔ رُک گیا۔ اور قدرتی قانون کے زیر اثر بغداد کے گردو پیش جتنی چھوٹی چھوٹی حکومتیں اور خود مختار طاقتیں پیدا ہو چکی تھیں وہ بھی اس طوفان بلا کی موج میں آکر نیست و نابود ہو گئیں۔

خاندان حضرت عباسؓ کے بیشمار اکابر اور عظماء تہ تیغ ہو گئے۔ اور یہ چراغ جو بعض حالات فرسودہ کیوجہ سے اپنی آخری حالت میں ٹمٹما رہا تھا۔ یکدم گل ہو گیا۔ بعض افراد جو زمانہ کے ظالم ہاتھوں اور تاتاریوں کی خون آشام تلواروں سے بچ گئے تھے وہ ادہر اُدہر گمنامی کی حالت میں منتشر ہو کر جہاں جہاں کسی کو موقع نصیب ہوا۔ زندگی بسر کرنے میں مصروف ہو گیا۔ ان یادگاروں میں ایک اقبال مندیکا ابو القاسم احمدؒ بن ابو النصر محمدؒ الظاہر بامر اللہ بھی تھا۔ جو مع اپنے رفقا کے بغداد چھوڑنے کے بعد مصر میں پہنچا۔ اگرچہ حالات کی تباہی اور صورتوں کی خستہ حالی قابل عبرت تھی۔ تاہم جوہر قابل تھے۔ اور شرافت خاندانی اور حسب و نسب کی روشن شعائیں اور عباسی خون کے جوہر دار آثار ان کے چہرے سے نمایاں تھے۔ اور ان کے خاندان کی دولت و اقبال۔ شان و شوکت کی داستانیں تمام دنیا میں محبت اور عقیدت سے سُنی جاتی تھیں اس لئے اس وقت کے موجودہ حکمراں **ملک ظاہر رکن الدین** والی مصر نے اس بزرگ

زادے عباسی شہزادے کا نہایت خلوص اور تپاک سے استقبال کیا۔ اور نہایت خلوص ہمدردی اور ارادتمندی کے ساتھ اس کو ایوانِ حکومت میں ٹھہرا کر اس کو مذہبی مقتدا اور خلیفہ بنا کر اس کے ہاتھ پر خود بھی بیعت کی اور تمام اعیان وارکان حکومت کو بھی بیعت کرادی۔ اور یہ خاندان عباسی کی محترم یادگار پھر مصر میں عزت واقتدار۔ تمکنت ووقار کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے۔ مصر میں جب عباسیوں کے پاؤں جم گئے اور قوت وسطوت کی شان پھر از سرِ نو قائم ہوگئی۔ تو ابو القاسم نے تاتاریوں سے ان کے ظلم وستم کا بدلا لینے کی خواہش کی۔ اور انتقامی جذبات کے موجزن ہونے پر سلطنت بغداد کے واپس لینے کا اہتمام کر کے فوج مہیا کی اور بغداد پر یورش کے خیال سے روانہ ہوا۔ اس کوشش اور تردد میں اگرچہ کامیابی حاصل نہ کرسکا۔ مگر خود اپنی جان بھی سلامت واپس نہ لاسکا۔ اور بمصداق "سر در میں سودا باخت" لقمۂ اجل ہوا۔

ابوالعباس احمدؒ

ابو القاسم کی بجائے مصر کی خلافت پر **ابو العباس احمدؒ** متمکن ہوا۔ جو بغداد کے خلیفہ ابو المنصور کی نسل سے تھا۔ اور ابو القاسم شہید کے ساتھ مصر میں آیا ہوا تھا۔ یہ عالیشان شہزادہ ابی العباس احمدؒ الحاکم بامر اللہ کے خطاب سے خلیفۂ مصر ہوا۔ اور اس کی نسل میں سے یکے بعد دیگرے گیارہ شہزادے خلافت مصر کے مسند آرا رہے۔ لیکن ابو القاسم شہید کی اولاد میں سے پھر تخت خلافت مصر پر کوئی فائز نہ ہوا۔ گو اپنی وجاہت اور خاندانی خصوصیات کے ساتھ اپنی عزت اور وجود کو قائم رکھنے میں یہ کنبہ بھی ناکام نہ رہا۔ اور جوں توں کر کے پانچ پشت تک بدستور مصر میں رہا۔ مگر بحالات مقتضی الوقت ایک صدی کے بعد اس خاندان کا ایک نونہال اپنی مختصر جماعت کو ہمراہ لے کر ہندوستان کا عازم ہوا۔ اس عالی نژاد شہزادے کا نام نامی سلطان احمدؒ ثانی تھا۔ اور کتابوں میں اس کا شجرہ نسب ذیل دیا گیا ہے۔

سلطان احمدؒ ثانی

ابو القاسم احمدؒ بن خلیفہ اول مصر ۶۵۹ھ تا ۶۶۰ھ

سلطان یٰسین

سلطان شاہ سہیل

شاہ عقیل

شاہ مزمل

سلطان احمدؒ ثانی

ہندوستان کے مغربی کنارۂ سمندر (یعنی سندھ) کی حکومت اس وقت سمہ (سوما) قوم کے ہنود راجپوتوں کی تھی۔ لیکن محمدؒ بن قاسم فاتح سندھ علیہ الرحمۃ کے ہمراہی اور اس کے مابعد کے مسلمانوں کی بہت بڑی آبادی بھی اس ملک میں موجود تھی۔ محمدؒ بن قاسم علیہ الرحمۃ کے وقت سے سلطان محمود

غزنوی کے عہد تک یہاں مسلمان گورنر حکومت کرتے رہے تھے۔ مگر سلطان محمود کے بعد اس کا کوئی جانشین اس علاقہ کی حکومت کو نہ سنبھال سکا۔ اسی وجہ سے سندھ کے سومرہ راجپوتوں نے غزنویوں کی کمزوری سے فائدہ اٹھاکر پھر سندھ میں اپنی حکومت قائم کر لی تھی، اور وہی اس ملک میں حکمرانی کرتے تھے۔ ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں کے ساتھ خلفاء عباسی مصر کے تعلقات نہایت خوشگوار تھے۔ مصر میں عظماء، خاندان عباسی اور ان کے متعلقین بوجہ سلاطین مصر کی بدنظمی خانہ جنگی خون ریزی کے کچھ برداشتہ خاطر اور غیر مطمئن رہتے تھے۔ ان حالات سے مجبور ہو کر سلطان احمدؒ ثانی نے سندھ اور ہند کے تعلقات خوشگوار کو مدنظر رکھ کر سندھ کا رُخ کیا۔ یہ ۷۶۶ھ ہجری تا ۷۷۱ھ ہجری کا زمانہ خیال کیا گیا ہے۔

جام بیونیا حاکم سندھ تھا۔ اسی جام بونیا کو ہندوستان کا بادشاہ فیروز تغلق سندھ کی حملہ آوری کے وقت قید کر کے دہلی لے گیا تھا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد اس کو تعظیم و تکریم کے ساتھ واپس کر دیا تھا۔

امیر سلطان احمدؒ ثانی اپنے رفقا کے ساتھ بلوچستان سے گذر کر سندھ میں آیا۔ کوٹ کاہجی مضافات شہر بکار میں قیام کیا۔ بکار میں اس وقت ستہ قوم کا ایک راجہ رائے دھورنگ حکمراں تھا۔ اس نے امیر کی مزاحمت کی۔ اور لڑائی پر آمادہ ہوا۔ مگر پھر عباسیوں کے جاہ و جلال اور مسلمانوں کی عالی ظرفی اور استقلال سے متاثر ہو کر اپنے مقبوضات کا تیسرا حصہ امیر کی نذر کر کے اس کے ساتھ صلح کر لی۔ اور اپنی لڑکی کا نکاح امیر سے کر دیا۔ اور اسی تاریخ سے سندھ میں خاندان عباسیہ کا پہلا نہال قائم ہوا۔

امیر کی تشریف آوری اور اس کی کامیابی کو دیکھ اور سُن کر جو عرب مسلمان خاندان قرب و جوار میں مقیم تھے۔ سب امیر کے زیر سایہ جمع ہو گئے۔ اور اس طرح ایک غیر متوقع طاقت خود بخود پیدا ہو گئی۔ اور گردو نواح میں اس طاقت کا رعب جم گیا۔

اس کی اولاد میں **ابنؒ خان۔ کاہرؒ خان۔ سکندرؒ خان** نہایت اطمینان کے ساتھ زمینداری پر قانع رہے۔ اور اپنی اسلامی جمعیت کی حکمرانی اور سیادت پر مطمئن رہے امیر **فتح اللہ** (ڈھل خان) صغر سنی میں اپنے باپ سکندر خاں کا جانشین ہوا۔ اس لئے برہمن آباد کے راجہ وتو نے شورش برپا کر دی۔ نوعمر امیر نے بکار کو اس شورش کے باعث چھوڑ دیا۔ اور دریائے سندھ عبور کر کے کراچی کے قریب ایک مقام پر قیام کے ارادہ سے گوجروں کے ایک قدیم قلعہ پر تسلط جما کر اس قلعہ کا نام

(سندھ میں عباسیوں کا استقرار)

کاہر بیلہ

اپنے دادا کے نام پر کاہر بیلہ رکھا۔ اس کے بعد بہاؤ اللہ خان (**بھلا خان**) جانشین ہوا۔ بھلا خان کے بعد **امیر حنی خان** جانشین ہوا۔ یہ وہ وقت تھا جب کہ شہزادہ مراد (فرزند اکبر بادشاہ) ملتان میں تقریب دورہ رونق افروز ہوا۔ مروجہ دستور کے مطابق امیر حنی خان بھی شہزادہ کی خدمت میں کچھ تحائف گراں بہا لیکر حاضر ہوا۔

امیر حنی خاں اور شہزادہ مراد ملتان میں

سندھ کے دوسرے رئیس اور حکمراں امیر حنی خان عباسی سے حسد کرتے تھے۔ انہوں نے یہ منصوبہ باندھا کہ امیر حنی خان شہزادہ والاتبار کی نظروں سے کسی طرح گر جائے۔ امیر کے تحائف نفیسہ کو نکالکر ان کی بجائے صندوقوں میں سنگریزے اور مٹی بھردی۔

جب تحائف کے بکس شہزادہ کے سامنے کھلے اور شہزادہ نے حیرت سے دریافت کیا کہ یہ چیزیں کس کی جانب سے پیش ہوئے ہیں۔ تو امیر حنی خان اپنے دشمنوں کی کارستانی تاڑ گیا۔ لیکن دانشمند تھا حوصلہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ اور نہایت وقار اور متانت سے سامنے جاکر جرأت سے کہا۔ کہ یہ سنگریزے وہ ہیں جنہوں نے حضرت رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر آنحضرت کی پیغمبری کی شہادت دی تھی۔ اور یہ خاک پاک بلدۂ مبارک مدینہ طیبہ۔ نجف اشرف اور کربلائے معلےٰ کی ہے۔ یہ بے بہا اور مقدس چیزیں ہمارے آبا و اجداد سے بطور تبرک چلی آتی ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے اس قدر انقلابات اور مصائب اور سفرہائے دور دراز میں ان کو اپنی جان سے زیادہ پیارا سمجھکر جدا نہیں کیا۔ اور میں نے شہزادہ والا شکوہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے موقع پر اس سے بہتر اور قابل عزت تحفہ اور کوئی نہیں سمجھا اور وہی پیشکش کے لئے لایا ہوں۔ امیر کی یہ فصیح و بلیغ گفتگو شہزادہ مراد کو بہت پسند آئی۔ شہزادہ نے اس کو واجب الاحترام سمجھکر اس نذر کو خوشی سے قبول کیا۔ اور امیر کو پنجہزاری کا منصب اور خطاب حاجی حرمت کیا اور زمینداران سندھ کو امیر کا مطیع فرمان کردیا ؏

پنجہزاری کا منصب

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

شہزادے نے اوباوڑہ سے لاہڑی بندر تک کے تمام محالات کی مالگذاری وصول کرنے کا کام بھی امیر کے سپرد فرمادیا۔ اور خود امیر کو بھی معقول جاگیر مرحمت کی۔

اس وقت امیر نے سیوستان کی نواح میں سکونت اختیار کی۔ اور ایک نئے شہر کی بنیاد قائم کرکے جھنگار بازار اس کا نام رکھا۔

جھنگار بازار

امیر حنی خان ڈیڑھ سو سال تک زندہ رہا اور آخر دو بیٹے چھوڑ کر راہی ملک بقا ہوا (۱) محمد مہدی خان کے سر پر دستار امارت باندھی گئی۔ اور

محمد مہدی خاں

(۲) **داؤد خان** کے حصہ میں دستار خلافت آئی یعنی حمائل شریف ۔ تسبیح و مصلّی کے تبرکات اس کو ملے ۔

محمد مہدی خان کی وفات پر اُس کا ایک لڑکا کلہوڑہ خان جانشین ہوا ۔ جو سندھ میں خاندان کلہوڑہ کا بانی ہوا ۔

داؤد خان کی اولاد داؤد پوترہ کہلائی ۔ یہی شاخ ہماری کتاب کے مضمون سے متعلق ہے اسلئے اس کے بعد صرف داؤد خان کی اولاد کا ذکر کیا جاتا ہے ۔ داؤد خان کے بعد **محمود خان**[۲] اور پھر **محمد خان**[۳] **داؤد خان ثانی**[۴] ۔ **صالح خان**[۵] ۔ **ہیبت خان** ۔ **بھکر خان**[۱۴] ۔ **بہادر خان** **بھکر خان ثانی**[۱۶] ۔ **محمد خان**[۱۷] ۔ **عارب خان**[۱۸] کے بعد دیگرے جانشین مسند آبائی ہوتے رہے ۔ عارب خان نے اپنے بھائی **فیروز خان**[۱۸] کو اپنے ہاتھ سے اپنی دستار امارت بندھوادی ۔ اور خود گوشہ تنہائی اختیار کر کے عبادت الٰہی میں مصروف ہو گیا ۔ فیروز خان کی اولاد فیروزانی یا پرجانی کے نام سے موسوم ہوئی ۔

فیروز خان کے بعد اس کے لڑکے **امیر بہادر خان**[۱۹] کے ہاتھ پر بیعت کی گئی ۔ اس بہادر خان نے نواب مرزا خان افغان پرین سے جو سرکار دہلی کی طرف سے اس علاقہ کا منتظم تھا ۔ ایک علاقہ حاصل کر کے اس میں شہر شکارپور آباد کیا ۔ اور اس سلسلہ آبادی میں اپنی حفاظت کے خیال سے اپنی طاقت کو مضبوط کیا اور بعض فتوحات بھی حاصل کیں ۔ اس کے بعد اس کے بیٹے **امیر مبارک خان**[۲۰] نے شہزادہ محمد معزالدین کی خدمت میں ملتان پہونچکر اس سے شکارپور ۔ بجنیارپور ۔ خانپور وغیرہ کے علاقہ کو حاصل کیا ۔ اور قلعہ بکھر کی سرپرستی کا فرمان بھی اپنے نام لکھایا ۔ اس کا تمام عہد خاندان کلہوڑہ کی رقابتوں اور اُن کے ساتھ لڑائیوں میں گذرا ۔ اور اس کے بعد اس کے لڑکے **امیر صادق محمد خان**[۲۱] اول نے کلہوڑہ خاندان کی روز افزوں مشکلات سے آزادی حاصل کرنے کی غرض سے اس علاقہ کو خیرباد کہا ۔ اور ناظم ملتان سے اوچ شریف کے قریب چودری کا علاقہ حاصل کر کے اس کی آبادی میں مصروف ہوا ۔ اور قریب ہی ایک قصبہ اللہ آباد کے نام سے آباد کیا ۔ ریاست بھاولپور کی حدود کا آغاز اسی وقت سے ہوا) یہ پہلا قصبہ ہے جو بنو عباس رضؓ نے موجودہ ریاست کے رقبہ میں آباد کیا ۔ حکومت کی امداد میں پیرانہ اور فاتحانہ نام آوری حاصل کرنے پر ۱۱۴۵ھ (۱۷۳۲ء) میں شہر فرید کا علاقہ حاصل کیا ۔ اور موقع پاکر صادق محمد خان اول نے والی جیسلمیر سے قلعہ ڈیراور فتح کر لیا ۔ اور اس کے بعد جلدی نادر شاہ بادشاہ سندھ پر حملہ آور ہوا ۔ اور اس کے حکم سے جو تقسیم علاقہ ہوئی ۔ اس کی رو سے صادق محمد خان کی تحویل

داؤد خان (داؤد پوترہ کا آغاز)

فیروز خان

بہادر خان ۔ مبارک خان ۔ سن وفات مبارک خان ۱۱۵۹ھ / ۱۷۴۶ء

امیر صادق محمد خان اول ۔ سن جلوس ۱۱۳۰ھ / ۱۷۱۷ء داؤدی ۔ الخ

میں شکارپور - لاڑکانہ - سیوستان - چھتر وغیرہ آئے - مگر کلہوڑوں کی روز افزوں شورشیں اور خونریزیاں ہمیشہ باعث پریشانی رہیں -

اسی نواب کے عہد میں محمد معروف خان کہرانی نے خیرپور ٹامی کو آباد کیا - اِس وقت بھی اُس خیر محمد خان کہرانی کے عہد کی بنی ہوئی توپیں توشہ خانہ عالیہ میں موجود ہیں - ریاست بہاولپور کی موجودہ حدود پر اسی نواب کے عہد میں اس خاندان کی حکومت قائم ہوگئی - گویا ریاست بہاولپور کا سنگ بنیاد اسی زمانہ میں رکھا گیا -

(سن جلوس ۱۱۵۹ھ / ۱۷۴۶ء)

امیر بہاولاللہ خان (نواب بہاول خان اول) اپنے باپ کی وفات کے بعد مسند نشین ہوا اس نے ۱۱۶۲ھ میں بہاولپور کا شہر آباد کیا - اور اس کو اپنا دارالحکومت قرار دیا - اسی کے عہد میں حاصلپور - گوٹھ قائم - ترنڈہ علی مراد - شہباز پور اور بہادر پور آباد ہوئے - نہر قائم واہ احداث ہوئی ۷ رجب ۱۱۶۳ھ کو لاولد انتقال فرمایا - نواب محمد بہاول خان اول کی وفات پر اس کا چھوٹا بھائی

(نواب محمد بہاول خان اول - آبادی بہاولپور - سن وفات ۱۱۶۳ھ / ۱۷۴۹ء)

محمد مبارک خان مسند آرائے حکومت ہوا - اس کے عہد میں ریاست میں بہت ترقی ہوئی - چنانچہ گڑھی اختیار خان - خیرپور - کوٹ سبزل - مبارک پور - احمد پور شرقیہ - احمد پور غربیہ - اور ٹدمن ٹھار آباد ہوئے - مروٹ - ڈیراور (راوڑ ثانی) ونجھروٹ - بھیم در (اسلام گڈھ) فتح ہوئے - اور پھولڑہ - دین گڈھ - مبارک پور - سردار گڈھ اور وٹھار کے قلعے جدید تعمیر ہوئے - ان کے لاولد فوت ہونے پر ان کا برادر زادہ صاحبزادہ محمد جعفر خان بہ لقب **محمد بہاول خان ثانی** تخت نشین ہوا - اس نواب کا زیادہ حصّہ زندگی تردد اور پریشانیوں میں بسر ہوا - پہلے کلہوڑہ خاندان نے سندھ کی طرف سے اور پھر تیمور شاہ نے ہندوستان کی طرف سے پریشان رکھا - بیرونی تردد کے علاوہ مخدوم صاحب اوچ گیلانی کی شورش نے بھی عرصہ تک مشکلات میں رکھا - ہمت اور استقلال کے ساتھ ان تمام پریشانیوں کا مقابلہ کرنے کے بعد ۱۲۱۳ھ میں گورنمنٹ برطانیہ کے سفیر آنریبل مان سٹوارٹ الفنسٹن صاحب بہادر سے رسم دوستانہ پیدا کی - اور اس طرح سرکار انگریزی کے ساتھ رابطہ اتحاد کا سلسلہ شروع ہوا - اور سرکار انگریزی کے ساتھ ایک اتحادی عہد نامہ ہوا - قلعہ رکن پور ان کے عہد میں تعمیر ہوا - بلوکی - ٹھٹھہ - اوچ - ساہن والہ - نوشہرہ - گڑھی اختیار خان فتح کئے - جاگران کی فصیلیں مسمار کر دی گئیں -

(محمد مبارک خان ۱۱۶۳ھ / ۱۷۴۹ء - سن وفات ۱۱۸۶ھ / ۱۷۷۲ء - سرکار انگریزی کے ساتھ تعلقات کا آغاز)

احمد پور شرقیہ کی جامع مسجد شریف ان کے عہد میں ۱۱۹۷ھ کو تعمیر ہوئی -

اسی نواب صاحب کے عہد میں طلا و نقرہ کا سکہ جاری ہوا - چونکہ اس وقت ریاست بہاولپور

(سکہ ریاست بہاولپور)

کے مقبوضات کا تعلق حکومت کابل سے تھا۔ اس لئے ان سکوں کی ایک طرف (سکۂ ہمایوں شاہ محمود) اور دوسری طرف (دارالریاست بہاولپور) نقش ہوا۔ ۱۲۱۷ھ دربار دہلی سے بھی ان کے نہایت خوشگوار تعلقات تھے۔ چنانچہ اس تعلق کے اظہار میں شاہ عالم ثانی کے دربار سے خطابات نواب رکن الدولہ نصرت جنگ مخلص الدولہ۔ حافظ الملک سیف الدولہ ذمعین الدولہ عطا ہوئے جو اب تک استعمال ہوتے ہیں۔

یکم رجب ۱۲۲۴ھ کو ان کا انتقال ہوا۔ اور سات فرزند یادگار رہے۔

واحد بخش خان۔ عبداللہ خان۔ خدا یار خان۔ نصیر خان۔ فیض یاب خان۔ قادر بخش خان۔ حاجی خان۔ ان کی وفات کے بعد صاجزادہ عبداللہ خان **نواب صادق محمد خان ثانی** کے لقب سے تخت نشین ہوئے۔ انہوں نے ریاست کے اراکین کے تقرر کا باقاعدہ انتظام کیا۔ اور باقی ماندہ عہدے تجویز کرکے ہر ایک عہدہ کے فرائض معین کئے۔ ان کا عہد گورگیجوں۔ غوریوں اور کلہوڑوں کی شورشوں میں گذرا۔ شورش پسندوں نے ایک دفعہ موقعہ پاکر بہاولپور کے تخت وتاج پر بھی حملہ کردیا تھا۔ مگر پھر جلدی اس کا تدارک ہوگیا۔

اس نواب صاحب نے ملتان۔ مظفرگڈھ۔ اور ڈیرہ غازی خان۔ کا کچھ علاقہ مہاراجہ رنجیت سنگھ سے ۲½ لاکھ روپیہ سالانہ اجارہ پر حاصل کیا تھا۔

۹ رمضان شریف ۱۲۴۱ھ ۱۸۲۵ء کو یہ نواب تین صاجزادے رحیم یار خان۔ عظیم یار خان۔ جعفر خان چھوڑ کر فوت ہوا۔

ان کے بعد صاجزادہ رحیم یار خان بلقب **محمد بہاول خان ثالث** مسند نشین تخت بہاولپور ہوا۔ ان کے عہد میں سرکار انگلشیہ کے ساتھ ریاست بہاولپور کے مخلصانہ تعلقات نہایت مضبوط اور استوار ہوئے۔ اور انتظامی امور میں ریاست کے اندر ایک نئی رُوح پھونک دی گئی۔

۲۲ فروری ۱۸۳۳ء کو ایک عہدنامہ سرکار انگریزی اور ریاست بہاولپور کے درمیان بتوسط کپتان سی۔ ایم۔ ویڈ صاحب پولٹیکل افسر لدھیانہ معرض تحریر میں آیا جس کی تجدید ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔ ۱۸۴۳ء میں برٹش گورنمنٹ کے علاقہ کی حد بندی ہوئی۔ اس موقعہ پر حسب استدعائے گورنمنٹ برطانیہ نواب صاحب نے اپنے علاقہ شرقی کا بہت بڑا آباد اور زرخیز حصہ جو آنرودئے دریا فاضلکا وفیروزپور کے ملحق تھا۔ نہایت فراخ دلی اور عالی حوصلگی سے گورنمنٹ برطانیہ کو اپنی حدود میں شامل کرنے کے لئے دے دیا۔

نواب صادق محمد خان ثانی
سن جلوس ۱۲۲۴ھ ۱۸۰۹ء
وفات ۱۲۴۱ھ ۱۸۲۵ء
خطابات

نواب محمد بہاول خان ثالث
پیدائش ۱۵ محرم ۱۲۱۲ھ
جلوس ۹ رمضان ۱۲۴۱ھ ۱۸۲۵ء
وفات ۱۲۶۹ھ ۱۸۵۲ء

۱۸۴۸ء میں سرکار انگریزی کو دیوان مولراج حاکم ملتان سے جنگ کرنے کی ضرورت پیش آئی اس موقعہ پر نواب صاحب نے ایک ہزار چار سو پچاس سوار اور سات ہزار ایک سو انتیس پیدل فوج کی امداد دی۔ اور تمام سامان رسد توپ خانہ اور اسلحہ وغیرہ کی امداد دیکر ملتان فتح کرایا۔ دیوان مولراج گرفتار ہوا۔ ملتان کی فتح سے سرکار انگریزی کا پرچم اقبال وظفر تمام پنجاب پر لہرانے لگا۔

نواب صاحب کی اِن خدمات خاص کے اعتراف میں گورنمنٹ انگریزی نے عہدنامہ کے شرائط کے مطابق علاقہ کوٹ سبزل وبھونگ بہارہ کو ریاست کے ساتھ شامل کردیا۔ اور ایک لاکھ روپیہ سالانہ الاؤنس بھی مقرر فرمایا۔ یہ الاؤنس تاحیات نواب صاحب کو ملتا رہا۔ ۲۰ سال کی کامیاب حکومت کے بعد ۵۷ سال کی عمر میں اس اقبال مند نواب نے ۵ محرم ۱۲۶۹ھ کو قضا کی اور چھ فرزند یادگار چھوڑے۔ حاجی خان ۔ محمد خان ۔ سعادت یار خان ۔ مبارک خان ۔ گل محمد خان ۔ عبداللہ خان اس کے بعد نواب صاحب کا تیسرا صاجزادہ سعادت یار خان بلقب **نواب صادق محمد خان** ثالث مسند نشین ہوا۔ بخوف بغاوت اس نے بڑے بھائی حاجی خان کو قید کردیا۔ اس سے اور بعض دیگر واقعات سے رعایا کے ممتاز افراد ناراض ہوگئے۔ اور انہوں نے صاجزادہ حاجی خان کو قید سے چھڑا کر اپنا حکمراں بنالیا اور صادق محمد خان کو ایسے حالات میں بجز اطاعت کے اور کوئی چارہ نہ رہا۔

نواب حاجی خان بلقب **فتح خان** ۱۱ جمادی الاول ۱۲۶۹ھ (۲۲ فروری ۱۸۵۳ء) کو تخت نشین ہوا۔ اور اپنے بھائی صادق محمد خان کو نظر بند کردیا۔ جس کو تھوڑے عرصہ کے بعد گورنمنٹ انگریزی نے مع عیال و اطفال لاہور میں بُلالیا۔ اور ریاست کی طرف سے اس کی پنشن مقرر ہوگئی۔

اس نواب صاحب کے عہد میں دہلی کا مشہور غدر واقع ہوا۔ ریاست بہاولپور نے امن قائم کرنے کے سلسلہ میں گورنمنٹ انگلشیہ کی بہت بڑی امداد کی۔

۳ اکتوبر ۱۸۵۸ء ۲۲ صفر المظفر ۱۲۷۵ھ کو ساڑھے پانچ سال کی حکومت کے بعد دو فرزند وارث چھوڑکر اس نواب صاحب نے انتقال کیا۔ رحیم یار خان ۔ محبت خان ۔ ان کی وفات کے بعد صاجزادہ رحیم یار خان بلقب **بہاول خان** رابع تخت نشین ہوا۔ اور سات سال آٹھ ماہ حکومت کی پریشانیوں بغاوتوں اور سازشوں کے تفکرات اور انتظامی مصروفیتوں اور سیاسی جھمیلوں میں مصروف رہ کر ۷ ذیقعدہ ۱۲۸۲ھ ۲۵ مارچ ۱۸۶۶ء کو ایک صاجزادہ بلند اقبال جندوڈہ خان چھوڑکر انتقال کیا۔

اپنے والد کی ناگہانی وفات کے بعد جندوڈہ خان **صادق محمد خان** رابع کے نام اور لقب سے چارسال سات ماہ کی عمر میں وارث تخت وتاج ہوا۔ انگریزی گورنمنٹ کی سرپرستی میں ان کی تربیت

جنگ ملتان میں امداد اور اس کا اعتراف — نواب صادق محمد خان ثالث ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲ء — معزولی ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۳ء — نواب فتح محمد خان جلوس ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۳ء وفات ۱۲۷۵ھ/۱۸۵۸ء

بہاول خان رابع جلوس ۱۲۷۵ھ/۱۸۵۸ء وفات ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء — صادق محمد خان رابع

ہوئی۔ اور ریاست کا انتظام ان کی طرف سے ایک برٹش ایجنسی کے سپرد ہوا۔

اس عہد میں ریاست بہاولپور کا انتظام انگریزی ممالک کی طرح قائم کیا گیا۔ اور ہر ایک کام کے لئے علیحدہ علیحدہ صیغے بنائے گئے۔ اور علیحدہ علیحدہ ذمہ دار افسر مقرر کئے گئے۔ جولائی ۱۸۷۷ء سے انتظامی امور کے اندر ریاست کے پرانے عہدیداروں کو موقع دیا جانے لگا۔ اور نواب صاحب خود بھی ہر ایک صیغہ کے کام کو خود دیکھنے اور سرانجام دینے لگ گئے۔ ایک انتظامی کونسل دیسی افسروں کی مرتب کی گئی۔ دو سال تک اس جدید انتظام کے کامیاب تجربہ کے بعد نومبر ۱۸۷۹ء میں نواب صاحب کو کامل اختیارات عطا کئے گئے۔ جنوری ۱۸۸۲ء کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب سرکار انگلشیہ کی طرف سے مرحمت ہوا۔[1] ۱۸۷۸ء میں جنگ افغانستان واقع ہوئی۔ ریاست کی طرف سے اس موقع پر بڑی امداد پیش کی گئی۔ اس فوج نے کامیاب خدمات انجام دیں اور آٹھ طلائی تمغے ۴۲ نقرئی اور ۶۴۴ دوسرے تمغے گورنمنٹ برطانیہ سے اپنی خدمات کے اعتراف میں حاصل کئے۔ ۸۵-۱۸۸۲ء میں مہم مصر اور ۱۸۹۵ء میں مہم چترال پر ریاست نے گورنمنٹ عالیہ کی امداد میں نمایاں حصہ لیا۔ عمر کی ۳۷ منزلیں اور حکومت کے ۱۹ سال نہایت کامیابی اقبال اور ہر دلعزیزی کے ساتھ گذار کر دو فرزند محمد مبارک خان اور محمد حاجی خان چھوڑ کر ۱۴ فروری ۱۸۹۹ء ۳ شوال المکرم ۱۳۱۶ھ راہی ملک بقا ہوئے۔

آپ کے عہد میں ریاست کے ایڈمنسٹریشن میں نمایاں تبدیلی ہوئی اور تمام شعبہ ہائے انتظامی کیلئے علیحدہ علیحدہ محکمے تجویز کئے جا کر جداگانہ افسروں کے سپرد کئے گئے۔ اور اس عہد میں ریاست کا انتظام گورنمنٹ برطانیہ کے متمدنہ ممالک کی طرح مکمل بنانے کی بنیادیں قائم کی گئیں۔

---

[1] اس خطاب معزز کے حاصل کرنے کیلئے نواب صاحب ۲۵ جنوری ۱۸۸۲ء کو نو بجے اپنے تمام درباری سٹاف کے ہمراہ گورنمنٹ ہاؤس کلکتہ میں تشریف لیگئے۔ جہاں اونکے شایان شان استقبال ہوا۔ مدارات درباری کے بعد۔ وہ فرمان شاہی پڑھا گیا۔ جس کے ذریعہ تمغائے "جی۔ سی۔ ایس۔ آئی" کا عطا کیا جانا مقصود تھا۔ اس کے بعد جونیر کمانڈر نے سکرٹری انچارج سے طلائی فیتہ لیکر نواب صاحب کو پہنایا پھر نائیٹ کمانڈر نے۔ جونیر نائیٹ سکرٹری سے تمغہ لیکر نواب صاحب کو خطاب کی گون پہنائی نواب صاحب نے سکرٹری کے ہمراہ جا کر تخت کے آگے گرینڈ ماسٹر کی رسم تعظیم و شکریت ادا کی۔

اسی اثنا میں انڈر سکرٹری فارن ڈیپارٹمنٹ نے میز پر سے کالر (گلوبند تعلقہ بخطاب نائیٹ گرینڈ کمانڈر) لیکر نہایت ہی ادب سے حضور وائیسرائے بہادر کی خدمت میں پیش کیا۔ جسکو ممدوح نے اپنے ہاتھ سے یہ الفاظ کہتے ہوئے نواب صاحب کو پہنانا۔ "حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے حکم اور نام سے میں آپکو سٹار آف انڈیا کے معزز نشانوں سے آراستہ کرتا ہوں جسکے طبقہ اعلیٰ کا ملکہ معظمہ نے خوش ہو کر براہ عنایت آپکو گرینڈ کمانڈر مقرر فرمایا ہے۔" علم کھولا گیا۔ گارڈ آف آنر نے سلامی اتاری۔ سکرٹری ان آرڈر نے نواب صاحب کا پورا نام معہ خطاب پڑھ کر سنایا۔ مبارکباد کی مسرت انگیز گونج میں دربار کا اختتام ہوا۔

دستار بندی جون ۱۸۶۶ء
مسند نشینی با ختیارات کامل نومبر ۱۸۷۹ء
وفات ۳ شوال ۱۳۱۶ھ ۱۴ فروری ۱۸۹۹ء

جنگ افغانستان
مہم مصر
مہم چترال

۴۸۶

نواب حاجی محمد بہاول خان عباسی خامس رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ ولادت	دستار بندی	تخت نشینی باختیارات کاملہ	انتقال پُر ملال
۲۳ اکتوبر ۱۸۸۳ء	۱۱ مارچ ۱۸۹۹ء	۱۲ نومبر ۱۹۰۳ء کو ہز ایکسیلنسی	۱۵ فروری ۱۹۰۷ء
۲۰ ذیحجہ ۱۳۰۰ھ	۱۳۱۷ھ	لارڈ کرزن نے تفویض	۱۳۲۵ھ
لہ		اختیارات کی ۱۳۲۱ھ	مقام عدن

ولادت

نواب صادق محمد خان صاحب عباسی رابع علیہ الرحمۃ کے مشکوئے معلّی میں صاحب زادہ مبارک خان صاحب کی (جو بعد میں محمد بہاول خان خامس کے نام ولقب سے فرماں روائے ریاست ہوئے) ۲۳ اکتوبر ۱۸۸۳ء کو محل عالیہ دولت خانہ بہاول پور میں ولادت ہوئی۔

اسباب مشکلات

یہ ایسا وقت تھا کہ نواب صاحب علیہ الرحمۃ کا پہلا فرزند رحیم یار خان معصوم جو منچن آباد کی خاتون محترم کے بطن سے ۶۔ ستمبر ۱۸۸۰ء کو پیدا ہوا تھا۔ تمام ملک اور خاندان شاہی کا یہ نہایت ہی پیارا اور محبوب بچہ ساڑھے تین سال کی عمر تک پہونچکر ۲۶ فروری ۱۸۸۳ء کو اتفاقیہ بارود میں آگ لگ جانے سے جھلس کر انتقال کر گیا تھا۔ اس کی موت کا صدمہ خاندان شاہی پر ابھی تک موجود تھا۔ شہزادہ مبارک خاں (نواب محمد بہاول خان صاحب) کی ولادت کا واقعہ رونما ہوا۔ ایوان سلطانی میں اس مژدہ سے غم غلط ہو جانا چاہیئے تھا۔ مگر حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ باوجود اس کوشش کے کہ نومولود کی والدہ ماجدہ نے کمال دانشمندی سے اپنے بچے کو اُس ملکہ کی گود میں ڈالکر اس کے سپرد کر دیا جس کا محل میں زیادہ اثر تھا۔ اور جس کا فرزند داغ مفارقت دے چکا تھا۔ لیکن یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہوئی اس لئے یہ شہزادہ اور اُس کی والدہ اپنی جائز اور متوقع منزلت اور رسوخ حاصل نہ کر سکے۔

اس غیر موافق فضا میں شہزادہ بلند اقبال کو پیدا ہوتے ہی زندگی کے ابتدائی مراحل طے کرنیکی مشکلات

لہ یہ تمام حالات نواب صاحب کی مفصل سوانح عمری (بہاول خان اعظم) سے جو راقم ناچیز کے زیر نظر ثانی ہے۔ لئے گئے ہیں۔ چونکہ یہ حالات ابھی تک طبع نہیں ہوئے اس لئے ضرورتاً کسی قدر تفصیل سے یہ حصہ تاریخ لکھا گیا ہے۔ عزیز

پیش آئیں۔ شہزادہ کی والدہ ماجدہ کو پرانے محل (پرانے کوٹ) میں رہائش پذیر ہونا پڑا۔ اور اس حالت میں شہزادہ کی رسوم شادی چھٹی۔ ختنہ اور کئی ایک سال گرھیں وغیرہ خاموشی میں ادا ہوئیں۔ اور پھر بہت جلد اس ماں بیٹے کو قلعہ ڈیراور[1] میں مقیم ہونا پڑا گو ضرورت کے سامان مہیا ہو جاتے تھے لیکن دلبستگی اور طمانیت عنقا رہی۔ تعلیم و تربیت کے لئے اتالیق بھی مقرر ہوتے رہے۔ مگر بالعموم ایسے اصحاب اس خدمت کے لئے منتخب ہوتے رہے۔ جنہوں نے کوئی علمی نمایاں کام نہ کیا۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب[2] (جو بعد میں جنرل سردار خان بہادر او۔ بی۔ اے ہو گئے) ۱۸۹۳ء میں جب اتالیق مقرر ہوئے۔ تو اس وقت صحیح معنوں میں تعلیم و تربیت کا آغاز ہوا۔

۱۸۹۴ء میں قلعہ ڈیراور سے دیرہ مبارک میں واپسی ہوئی۔ اور کچھ فضا موافق ہونے لگی۔ تو ۲۰ مارچ ۱۸۹۷ء کو شہزادہ کو والد محترم نے ایچیسن چیفس کالج لاہور میں تعلیم کے لئے داخل کر دیا۔ آپ بلحاظ استعداد موجودہ چوتھی لوئر میں داخل ہوئے۔ اور اس کے بعد ۱۸۹۹ء میں جماعت کے امتحانات کو اعلیٰ امتیاز (نمبر اول) سے پاس کر کے پنجم میں ترقی کی۔ اگلے سال دو سالوں کی پڑھائی کا اکٹھا امتحان کامیابی سے دیکر دوسری مڈل کی جماعت میں داخل ہو گئے۔ پھر اس سے اگلے سال ۱۹۰۰ء میں دو سالوں کی پڑھائی ختم کر کے مڈل کا امتحان پاس کیا۔ اور چہارم ہائی کلاس میں ترقی یاب ہوئے۔ پھر ایک ہی سال کے اندر ۱۹۰۱ء میں عام طلباء کے ساتھ امتحان انٹرنس میں شامل ہو کر اس میں کامیابی حاصل کی۔

کامیابی امتحان

آپ کی تعلیم کے متعلق ذکر کرتے ہوئے سر میکورتھ ینگ لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب نے ۱۳۔ مئی ۱۹۰۱ء کو جبکہ شہزادہ صاحب اُن کی ملاقات کے لئے گئے۔ ان الفاظ میں آپ کی ذہانت کا اعتراف فرمایا:۔

"ہم آپ کو امتحان کی کامیابی کی مبارکباد دیتے ہیں۔ آپ پہلے پرنس ہیں کہ باضابطہ تعلیم پا کر سات سال کے عرصہ میں انٹرنس کا امتحان پاس کیا ہے۔ اور مجھے خاص خوشی اس امر کی ہے کہ یہ عمدہ نمونہ میرے عہد میں ہوا۔"

تعلیم کے اس زمانہ میں نواب صادق محمد خان صاحب رابع علیہ الرحمۃ کی حرم خاص کا ۹ اگست ۱۸۹۶ء

---

[1] قلعہ ڈیراور ایک نہایت قدیم اور مشہور قلعہ ہے جسکی تاریخ بیشمار دلچسپیوں کا مجموعہ ہے۔ بہت عرصہ تک یہ مقام فرمانروایان بہاولپور کا صدر مقام رہا ہے۔ اور اب ریاست کے ریگستانی حصہ میں نہایت محفوظ اور جنگی لحاظ سے عمدہ موقعہ پر واقع ہے۔ لیکن اسوقت چونکہ یہ مقام دارالحکومت نہیں رہا تھا اور غیر آباد اور وحشت افزا صورت میں تھا۔ اس لئے آبادی سے دور اور تنہائی کا مقام سمجھا جاتا تھا۔ عزیز

[2] مولوی صاحب کی خود نوشتہ سوانح عمری اصل کتاب بہاول خان اعظم میں درج کی گئی ہے جو عنقریب شائع ہو گی۔ عزیز

کو انتقال ہوگیا۔ اس واقعہ سے آپ کے خلاف جو فضا مکدّر تھی صاف ہونے لگی۔ اور نواب صاحب علیہ الرحمۃ کو بھی اپنے ذہین ہونہار ولیعہد کی تعلیم کے ساتھ دلچسپی زیادہ ہوئی۔ اور محبت پدری نے رنگ دکھایا۔

لیکن اُن کی اپنی زندگی کا پیمانہ جلدی لبریز ہوگیا۔ ابھی تک شہزادہ صاحب کالج میں تعلیم پا رہے تھے کہ ۱۰۔ فروری ۱۸۹۹ء کو نواب صاحب کا سانحہ ارتحال پیش آیا۔ اور شہزادہ صاحب کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوگیا۔

دستار بندی

۱۱۔ مارچ ۱۸۹۹ء کو شہزادہ محمد مبارک خان صاحب اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ کی وراثت کے سلسلے میں دستار بندی کی رسم ادا کرنے کے لئے ایچیسن کالج لاہور سے بہاولپور تشریف لائے۔ اور برادری کے ایک بڑے جلسہ (دربار) میں صاحبزادہ محمد محبت خان صاحب عباسی (جو اس وقت اس خاندان عباسی میں عمر رسیدہ بزرگ تھے) کی تجویز اور تمام برادری کے اتفاق سے آپ کا اسم گرامی

محمد بہاول خان خامس

تجویز ہوا۔ کالج کی تعلیم کے دوران میں ہی جبکہ نواب صاحب کے سر پر ملک رانی کے فرائض اہم کا بوجھ عائد ہوگیا تھا۔ کرنل گرے[۱] (ایل۔ جے۔ ایچ گرے صاحب بہادر بخطابہ) سپرنٹنڈنٹ ریاست نے آپ کو عملی حکومت ریاست کے نظام سے انٹروڈیوس کرانے کا آغاز کردیا۔ چنانچہ آپ کالج کی تعطیلات اور فارغ اوقات میں ریاست کے کاروبار کو دیکھنے اور حکمرانی کی عملی تعلیم کی طرف متوجہ ہوگئے۔ اور کالج کی تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد بندوبست ریاست کا کام اپنے ہاتھ سے انجام دیتے رہے۔ بندوبست کے کام کا پورا تجربہ حاصل کرکے آپ صاحب سپرنٹنڈنٹ ریاست کے پرسنل اسسٹنٹ کی خدمات پر لگائے گئے۔ اور پھر ۱۵۔ نومبر ۱۹۰۱ء میں آپ کو مشیر مال ریاست بہاولپور کے عہدہ کا کام تفویض کیا گیا۔ آپ نے ریاست کے چپّہ چپّہ کو پورے غور سے دورہ کرکے مطالعہ کیا۔ اور رعایا کے حالات بچشم خود دیکھکر آیندہ کے لئے اپنے ملک کی سرسبزی و ترقی رعایا کی تدابیر پر غور کرنے کی طرف ہمہ تن مصروف ہوگئے۔ کرنل گرے صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ ریاست نے نواب صاحب کے اس کام کے متعلق سرکاری رپورٹ میں ظاہر کیا۔

"نواب صاحب اپنی ریاست کے انتظامی معاملات میں نہایت دلچسپی لے رہے ہیں۔ اور

---

[۱] کرنل گرے ریاست بہاولپور میں اس سے پہلے بھی نواب صادق محمد خاں صاحب رابع علیہ الرحمۃ کے وقت نابالغی میں سپرنٹنڈنٹ ریاست رہ چکے تھے۔ عزیز

اُن کی دلچسپی کے باعث ریاست کامیاب ترقی کی راہ میں گامزن ہے ؎

کالج کی تعلیم سے فارغ ہوکر نواب صاحب نے تمام صیغوں کا کام یکے بعد دیگرے اپنے ہاتھ سے کیا- چنانچہ پیمائش بندوبست پڑتال بندوبست اور تشخیص جمع کا کام خود انجام دیا- فرائض مشیر مال ومشیر تعمیرات وچیف جج کے علاوہ پرسنل اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کی خدمات کا کام بھی انجام دیتے رہے- اور اپنے آپ کو پوری طرح قابل حکمرانی ثابت کردیا- اپریل ۱۹۰۳ء میں جب مرزا جندوڈہ خان وزیر اعظم ریاست بہاولپور ریٹائر ہوئے- تو آپ نے وزارت کا چارج بھی خود سنبھالا- اور اس عہدہ کی نازک ذمہ داری کو نہایت کامیابی سے انجام دیا-

۳۰- اپریل ۱۹۰۳ء کو جب کرنل ایل- جے- ایچ گرے صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ ریاست اپنا عرصہ خدمات ختم کرکے ولایت گئے تو ان کا چارج بھی نواب صاحب نے لیکر اس منصب کے کام کو بھی نہایت دانشمندی اور خوش اسلوبی سے انجام دیا- ریاست بہاولپور کی پہلی انتظامی سالانہ رپورٹ جو خود نواب صاحب کی جانب سے شائع ہوئی ہے- وہ ریاست کے تمام صیغوں کی ترقی کی شہادت ہے- اور ریاست کی انتظامی ترقی کی تاریخ کا اُمید افزا نمونہ ہے-

یکم جنوری ۱۹۰۳ء کو کارونیشن دربار دہلی میں شامل ہوئے- اور اس تقریب کی خوشی میں ریاست کے کونہ کونہ میں فراخدلی سے حصہ لیا گیا-

تفویض اختیارات کا دربار

۱۲ نومبر ۱۹۰۳ء کو ہزایکسیلنسی لارڈ کرزن وائسرائے وگورنر جنرل ہند نے بہاولپور میں آکر نواب صاحب کو باضابطہ مسندنشین کیا- اور تفویض اختیارات کامل کا اعلان کیا- نواب صاحب نے اس موقعہ پر نہایت ہی اعلیٰ پیمانہ پر دربار منعقد کیا- ایک سو سے زیادہ یورپین افسر اس میں مدعو کئے گئے- اور پنجاب و ہندوستان کے تمام ممتاز اصحاب کو اس دربار میں شمولیت کا موقعہ دیا گیا- یوروپین اور دیسی مہمانوں کے علیحدہ علیحدہ کمپ مرتب کئے گئے- اس موقعہ پر ہزایکسیلنسی نے دربار میں جو تقریر فرمائی- اور اُس کے جواب میں نواب صاحب نے جو اسپیچ فرمائی وہ نہایت ہی فصیح وبلیغ ہونے کے علاوہ اپنے مضمون کے لحاظ سے خاص اہمیت رکھتی ہے- اس مبارک تقریب کی یادگار میں کرزن واٹرورکس کی تجویز کا اعلان ہوا-

نواب صاحب نے اس ذمہ داری کو جس قابلیت اور کامیابی کے ساتھ نبھایا وہ سرکاری رپورٹوں اخبارات کے فائلوں اور دربارِعالی کے ریکارڈ سے ظاہر ہوتی ہے- ریاست کے ایڈمنسٹریشن کو غور کے ساتھ مطالعہ کرنے کے بعد ایک جدید سکیم آپ نے جاری فرمائی- اور تمام ریاست کے اندر دورہ کرکے اصلاحی

تدابیر پر عمل شروع ہوا۔

نکاح ۱۱ جولائی ۱۹۰۱ء کو نواب صاحب کی شادی صاجزادہ محمد محبت خان صاحب عباسی کی دختر نیک اختر سے ہوئی۔

شادی

تولید سعید فرزند رشید اس عفیفہ محترمہ کے بطن مبارک سے ۲۹ ستمبر ۱۹۰۴ء کو ۱۲ بجے ۱۵ منٹ شب کو شہزادہ بلند اقبال خجستہ افعال (فرمانروائے حال دام اقبالہ و ملکہ) کا تولد ہوا۔ محل دولت خانہ خوشیوں کا مرکز بن گیا۔ خوشی کے گولے کی آوازوں نے اس مبارک خبر کو تمام شہر میں پھیلا دیا۔

تولید سعید

تمام ریاست کے ہر گوشہ میں اس مبارک تقریب کی خوشی منائی گئی۔ خیراتیں کی گئیں۔ مبارک بادوں کے نعرے فلک بوس ہوئے۔ گورنمنٹ میں اور بیرونجات کے رؤسا اور والیان کو اطلاعیں بھجوائی گئیں ہفتہ بھر دفاتر میں تعطیل رہی۔ شام کو نواب صاحب اپنی عام رعایا کی مبارکباد کی خوشی اور رنگ و گلپاشی کی غرض سے ہاتھی کی سواری پر شہر میں جلوہ فرما ہوئے۔ ایک شاندار پروسیشن نکلا۔ تمام رعایا کے خورد و بزرگ۔ مرد و زن نے نواب صاحب کو مبارک باد دی۔ پھولوں کے ہار پہنائے۔ روپے پھینکے گئے تمام مساجد و معابد میں شہزادہ کی عمر و اقبال مندی کے لئے دعائیں کی گئیں۔ جیل سے ۸۰ قیدی رہا کئے گئے۔ جن کو خود نواب صاحب نے موقعہ پر تشریف لے جا کر رہا فرمایا۔

گارڈن پارٹی ہوئی۔ آتشبازی چھوڑی گئی۔ چراغاں ہوئے۔ مدارس کے طلبا نے سپورٹس اور ڈرامے دکھلائے۔ تمام نواح اور بہاولپور کی جانب سے ایڈریس پیش ہوئے۔ بائسکوپ کا تماشا ہوا۔ غرض ریاست بہاولپور میں یہ زریں تاریخی ہفتہ چہل پہل سے گذرا۔

نواب محمد بہاول خان صاحب کے عہد کے مختصر واقعات

نومبر ۱۹۰۳ء سے نومبر ۱۹۰۶ء تک کا صرف تین سال کا عرصہ نواب صاحب نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیکر ریاست کے ہر ایک صیغہ میں ایک نئی روح پھونک دی۔ ہمیشہ ریاست کے انتظامی اور اصلاحی دوروں میں رہے۔ ہر دورہ میں تحصیل کے صدر مقامات پر عام دربار منعقد کرکے عام لوگوں کی فریاد رسی کرتے رہے۔ چھیڑ (بیگار) موقوف کردی۔ دوروں کے متعلق ایک ضابطہ مرتب کردیا۔ کہ کوئی شخص بغیر نقد قیمت ادا کئے کوئی چیز دورہ میں حاصل نہ کرے۔ دورے کی ضروریات بہم پہونچانے کے لئے

نواب محمد بہاول خان صاحب کے واقعات

رعایا کے کسی فرد کو نہ بلایا جاتا - بلکہ ایک ٹھیکہ دار تجویز کر دیا جاتا - وہی خوش خرید سامان مطلوبہ کیمپ میں لا کر نقد قیمت پر دے دیتا - دورہ کے انڈنٹ پہلے مرتب کئے جا کر ٹھیکہ داروں کے حوالہ کر دیئے جاتے - کہ وہ زیادہ سامان بہم پہونچا کر نقصان نہ اُٹھائیں سرکاری مودی دورہ میں ہمیشہ اپنی ضروریات کا سامان ہمراہ رکھتا تھا -

نواب صاحب خود بھیس بدلکر زمینداروں اور سوداگروں کے لباس میں خفیہ دورہ کرتے تھے - اور رعایا کے حالات اس طرح معلوم کر کے ان کی شکایات کا تدارک کرتے تھے -

اسی سلسلہ میں بعض ملازمان کی صحیح خدمات اور رعایا کے نیک سلوک کی وجہ سے اُن کو انعام اور ترقی عطا کرتے تھے - اور شکایات پر تنبیہ و سزا دیتے تھے - اس مختصر عرصہ کے بعض اہم واقعات کا ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں -

اہم واقعات کا مختصر ذکر

جیسا کہ اُوپر لکھا گیا ہے تخت نشینی کے بعد نواب صاحب نے متواتر اپنے ملک کا دورہ کیا - اور تمام شکایات کو جو رعایا کی جانب سے حکام مقامی کی نسبت پیدا ہوتی تھیں رفع فرمایا -

اگرچہ ہز امپیریل مجسٹی شہنشاہ معظم کے کارونیشن دربار میں لندن جانے کا عزم کیا تھا - مگر ناسازیٔ طبع کی وجہ سے ولایت کا جانا ملتوی ہو گیا - مگر بہاولپور میں اس تقریب کی خوشی منائی گئی - اور آپ دھلی کارونیشن دربار میں بڑی کامیابی کے ساتھ شامل ہوئے - اس دربار میں ایک طلائی تمغہ نواب صاحب کو اور تین نقرئی تمغے ریاست کے اعلیٰ عہدہ دارانِ ذیل کو ملے - (۱) سردار محمود خاں صاحب مشیر مال - (۲) مولوی عبدالرحمٰن صاحب مشیر تعریفات (۳) مولوی محمد دین صاحب فارن سکرٹری -

۸ مارچ ۱۹۰۴ء کو نواب صاحب اجمیر کانفرنس کی شرکت کے لئے اجمیر تشریف لے گئے - اور اس سفر کے سلسلہ میں بمبئی احمد آباد - احمد نگر - جبلپور - جھانسی - آگرہ اور علی گڈھ کی سیاحت کے بعد ۳۰ مارچ ۱۹۰۴ء کو واپس بہاولپور پہونچے -

ریاست کے نوجوان طلبار کے لئے ٹرینگ کی تجویز کی - اور کئی ایک نوجوان طلبا کو برٹش اضلاع میں مختلف کارہائے بندوبست - پولیس - انجینرنگ کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے لائل پور - کرنال حافظ آباد پھلور وغیرہ مقامات میں بھجوایا - وہ بالعموم جلسوں اور کلب کی میٹنگوں میں فرماتے تھے کہ اگر ہمارے اپنے ملک کی نئی پود ریاست کی خدمات کے قابل ہو جائے تو پھر ہم کو بیرونجات سے کام کرنے والے لوگوں

اہم واقعات کا مختصر ذکر

کے منگانے کی ضرورت نہ رہے گی۔
صادقیہ شرقیہ نہر کی توسیع اور استقلال کی تجویز فرمائی۔ جس سے ریاست کا بہت بڑا غیر آباد رقبہ سیراب اور آباد ہونے لگا۔
۲۳ دسمبر ۱۹۰۴ء کو پنجاب یونیورسٹی کے کانووکیشن میٹنگ میں بحیثیت فیلو یونیورسٹی شامل ہوئے
یکم فروری ۱۹۰۵ء کو ہز ایکسیلنسی وائسرائے و گورنر جنرل ہند کی ملاقات کے لئے کلکتہ تشریف لے گئے۔ اور اس سلسلہ میں کلکتہ تشریف لے جا کر وائسرائے اور لارڈ کچنر کی ملاقات کی۔ ان ملاقاتوں کے علاوہ مراد آباد۔ سہارنپور۔ لکھنؤ۔ اجودھیا۔ کانپور۔ اور دہلی کی سیر بھی کی۔
۲۹ نومبر ۱۹۰۵ء کو نواب صاحب نے بمقام لاہور ہز رائل ہائینس دی پرنس آف ویلز کی ملاقات فرمائی
۳۰ نومبر ۱۹۰۵ء کو ملاقات باز دید ہوئی۔ اور نواب صاحب نے ان کو گارڈن پارٹی دی۔
ریاست بہاولپور اور اضلاع ملتان و منٹگمری کے درمیان حد فاصل مستقل قائم کرنیکی تجویز ہوئی۔
بہاولپور کالج کا معائنہ یونیورسٹی انسپکشن کمیٹی نے کیا۔ جس میں مسٹر بیل ایم۔ اے۔ سی۔ آئی۔ ای ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن اور مسٹر وولز رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی شامل تھے۔
اکتوبر ۱۹۰۵ء میں نواب صاحب لارڈ کرزن کو الوداع کہنے کے لئے شملہ تشریف لے گئے۔
اسی سال خانپور چاچڑاں ریلوے کی تجویز فرمائی اور اسٹیمیٹ تیار ہوا۔
بہاولپور میں کلب جاری کیا گیا۔ اور اس کا سالانہ ٹورنیمنٹ ۱۹۰۵ء میں ہوا۔ نواب صاحب نے اس کے انعام تقسیم فرمائے۔ کلب کے متعلق اکثر جلسوں میں آپ نہایت آزادی سے افسران کو شامل کرکے ان کو فرماتے تھے کہ خبر نہیں میں کب تک آپ کے درمیان ہوں۔ آپ کو آزادی کی سپرٹ سے روشناس کرنا مقصود ہے۔ اس کلب میں آپ صاحبان نشست و برخاست اور وضعداری کے اپٹیکیٹ اور حکام کے ساتھ تعلقات پیدا کرنے کے طریقے شائستگی اور درستی کے ساتھ معلوم کرلیں۔
ریاست میں امتحان ملازمت کی سکیم منظور فرما کر سلسلۂ امتحان ملازمت جاری فرمایا۔
نارتھ ویسٹرن ریلوے نے ریاست میں ڈبل لائن کی تجویز کی۔
پیپلز بنک کی ایک شاخ بہاولپور میں کھولی گئی۔
مل فیکٹریاں بہاولپور میں جاری ہوئیں۔
ریاستی یتیم بچوں کی پرورش تعلیم و تربیت کے لئے بہاولپور میں ایک یتیم خانہ قائم کیا۔
محلاتِ شاہی کے لئے شہر سے دور سلسلہ عمارات قائم کیا۔ جن میں گلزار محل۔ فرخ محل مبارک محل

اور نشاط محل قابل ذکر ہیں۔
بہاولپور میں پولیس ٹریننگ کا اسکول جاری کرایا۔
کالج۔شفاخانہ۔ ہائی اسکول وغیرہ کی تعمیر ہوئی۔ اور سررشتہ تعلیم بہاولپور کے لئے تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا۔
میکلوڈ گنج ریلوے اسٹیشن کا سنگ بنیاد باشنار، دورہ علاقہ شرقیہ ۱۹۰۴ء میں رکھا۔
عدالتوں میں کورٹ انسپکٹر بطور کے پاس شدہ پیروی مقدمات کیلئے مقرر کرنے کی تجویز کی۔
انتظام ریاست کے متعلق ایک بہت بڑی سکیم جاری فرمائی۔ اور اس کو تجربتاً تمام ریاست کے ہر ایک صیغہ میں شروع کیا۔
ان تمام واقعات پر غور کرنے کے بعد جب نواب صاحب کی ذہانت اور طبعی ایجادات اور اولیات پر غور کی جاتی ہے تو ہم دیکھتے ہیں۔کہ:۔
نواب صاحب پہلے شہزادے ہیں جنہوں نے عام طلبا کے ساتھ چیفس کالج میں تعلیم پاکر سات سال کے عرصہ میں دس سال کی تعلیم انٹرنس کا کورس ختم کر کے کامیابی حاصل کی۔ اور
بہاولپور کے شاہی خاندان کی تعلیم۔ اصلاح تربیت اور ملازمت کے لئے تجاویز کیں۔ اور امراء شرفا بہاولپور کے لڑکوں اور رئیس زادوں کی تعلیم و تربیت کا خاص انتظام کیا اور وظائف مقرر کئے۔
دورہ۔دربار۔سالگرہ مسند نشینی اور حج کے مواقع کے لئے ضابطہ مرتب کرا کر شائع کئے اور اُن کی پابندی کا انتظام فرمایا۔
افسران کو ممانعت کر دی کہ کوئی چیز رعایا کے کسی طبقہ سے کسی موقعہ پر بلا ادائے قیمت مفت قبول نہ کریں۔
رعایا کی فریاد سُننے کے لئے دولت خانہ عالیہ کے دروازے پر ایک صندوق رکھوایا۔جس کی کلید اپنے پاس رکھی۔خود ہی کھلوا کر عرضیاں سماعت کر کے انصاف کیا کرتے تھے۔
عہدہ داران سول و ملٹری کے سلام و ملاقات کے لئے ایک ٹائم ٹیبل باضابطہ جاری فرمایا۔
پہلی دفعہ موٹر خرید کی جو جنوری ۱۹۰۳ء میں بہاولپور میں آئی۔
کلب میں بائیں ہاتھ سے ٹینس کھیلنے کا طریق ایجاد کیا۔ اور پہلے خود اس کی مشق بہم پہونچائی۔
اور اس قسم کے بیشمار اصلاحی تمدنی اور اخلاقی تجاویز کا اجرا کیا۔
مختصر یہ کہ ۱۹۰۱ء سے جبکہ نواب صاحب نے کالج کی تعلیم سے فراغت حاصل کر کے ملک رانی

اولیات

کے مراحل طے کرنے شروع کئے۔

نومبر ۱۹۰۶ء تک جبکہ آخری سفر پر روانہ ہوئے۔ نوابصاحب کا تمام وقت اپنے ملک کی نگرانی۔ مساعی ترقی وبہبود رعایا میں گذرا۔ ریاست کی انتظامی سالانہ رپورٹیں۔ اخبارات اور سرکاری ریکارڈ۔ اس تمام عرصہ کے متعلق نواب صاحب کے نمایاں کاروبار۔ رعیت نوازی۔ بہبودی ملک کی تجاویز اور ملک رانی کے صحیح شاہکاروں کے مرقع ہیں۔

نواب صاحب کا سفر حج

و

سفر آخرت

سفر حج

۱۹۰۶ء میں نواب صاحب نے حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا عزم فرمایا۔ اور اس غرض کے لئے ابتدائی مراحل طے کرنے کے بعد پہلے ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو بمبئی تشریف لے گئے۔ تاکہ اس سفر کے متعلق اسٹیمر کا انتخاب فرماویں۔ اور باقی حالات پر اطلاع حاصل کریں۔ ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو وہاں سے واپس آکر ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو لاہور تشریف لے جاکر۔ سر چارلس منٹگمری ریواز کے۔ سی ایس۔ آئی لفٹنٹ گورنر پنجاب۔ اور لفٹنٹ کرنل سی۔ ایم ڈاکس صاحب اے۔ اے پولٹیکل ایجنٹ اور دوسرے احباب سے ملے۔ اور اُن سے وداعی ملاقات کی۔ اور ان ایام میں نور محل کے ایک ڈنر میں اپنے ارادہ حج کا اظہار فرماتے ہوئے یہ الفاظ فرمائے۔ کہ

"صاحبان! جہان فانی ہے۔ معلوم نہیں کہ کب تک میں آپ کے درمیان میں موجود ہوں میں وصیت کرتا ہوں کہ جس طرح آپ نے میرے عہد میں میری مدد کی ہے۔ اور ریاست کی خدمت کی ہے۔ اسی طرح میرے فرزند دلبند کی میرے بعد خدمت کرنا۔ اور اس کو ہر طرح امداد دینا"۔

وصیت

جو صاحبان اس ڈنر میں شامل تھے اُن کا بیان ہے کہ حاضرین کے دل بھر آئے۔ سب حاضرین آبدیدہ ہو گئے۔ اور نواب صاحب اور ولیعہد صاحب کی صحت اور درازی عمر کی دعائیں کرتے رہے۔

اس مبارک سفر کے لئے نواب صاحب نے ایک ضابطہ مرتب کرایا جو ۳۵ - ۳۶ صفحوں پر مفصل چھپ کر شائع ہوا۔ اس دستور العمل میں تمام عملہ کارکن کے فرائض کی تفصیل سامان ضروری کے متعلق ہدایات اخراجات

اور مصارف کے متعلق ضروری نوٹ درج تھے ۔ اور ہمراہیان کی مفصل فہرست شامل کیگئی تھی ۔ جس میں پانچسو کے قریب ہمراہی درج تھے ۔ اس سفر میں نواب صاحب کے ہمراہ حضرت مائی صاحبہ والدہ ماجدہ نواب صاحب مدظلہا ودامت برکاتہا ۔ حضرت بیگم صاحبہ (اہلیہ محترمہ نواب صاحب) اور حضرت صاحبزادی صاحبہ زادعمرہا ۔ اور حضور ولیعہد صاحب (اعلحضرت کیوان منزلت حضور سرکار عالی فرمانروائے حال بہاولپور دام اقبالہٗ وملکہٗ) بھی تھے ۔ جن کے متعلقین پرستاران خدمت گار اور اقارب کی مجموعی تعداد ستر کے قریب تھی ۔

ضروری کاروباری لوگ کچھ پہلے روانہ ہوئے ۔ اور نواب صاحب ۲۲ نومبر ۱۹۰۶ء کو اسپیشل ٹرین کے ذریعہ روانہ ہوکر کراچی اور ۲۷ نومبر ۱۹۰۶ء کو بمبئی پہونچ گئے ۔ اور جہاز منصوری میں جس کا کرایہ ۳۵ ہزار کے قریب تجویز ہوا تھا ۔ ۲۸ کو معہ خدم وحشم سوار ہوئے ۔

۸ ردسمبر ۱۹۰۶ء کو یہ جہاز عدن پہونچا ۔ اور ۱۵ رکو جدّہ پہونچا ۔ کوارنٹین کا وقت گذر جانے کے بعد ۲۵ ردسمبر ۱۹۰۶ء کو یہ مقدّس قافلہ سرزمین عرب میں فروکش ہوا ۔ اور ۲۷ ردسمبر کو مدینہ منورہ کی روانگی ہوئی ۔ راستہ میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا کہ نواب صاحب علیہ الرحمتہ نے اپنے شغدف سے اتفاقاً باہر جو نظر کی تو سرراہ ایک انسان کی نعش نظر آئی ۔ آپ نے قافلہ کو وہیں رکوادیا ۔ دریافت کرنے پر ڈاکٹر نے ظاہر کیا کہ ابھی اس شخص میں جان باقی ہے ۔ آپ فوراً اونٹ سے نیچے اُتر آئے ۔ اور اُس قریب المرگ کو دوائی پانی وغیرہ دلایا ۔ اور کچھ دیر کی متواتر کوشش کے بعد اُس لاش میں سانس کی آمدوشد معلوم ہونے لگ گئی ۔ جب اُس کی زندگی کی اُمید پیدا ہوگئی تو آپ نے ایک نشست سواری کی فارغ کرا کر اس کو ہمراہ لے لیا ۔ اور مدینہ پاک میں جو تین چار منزل کے فاصلہ پر تھا لائے ۔ معالجہ اور پرداخت سے اُس کی حالت بہتر ہوگئی ۔ حتیٰ کہ کئی دن میں وہ بالکل تندرست ہوگیا ۔ نواب صاحب نے چاہا کہ وہ ہمراہ رہ جائے ۔ مگر اُس نے ہمراہ رہنے سے معذرت ظاہر کی ۔ یہ سب کچھ اُس نے اشارات میں سوال وجواب کئے ۔ ورنہ وہ کسی ایسی سرزمین کا باشندہ تھا جس کی زبان کسی کی سمجھ میں نہ آتی تھی ۔ نواب صاحب نے اُس کی خیرات سے امداد فرمائی ۔ اور وہ مدینہ طیبہ میں رہ گیا ۔

مدینہ طیبہ پہونچکر ۱۲ رجنوری ۱۹۰۷ء تک وہاں قیام رہا تمام تاریخی مقامات مقدسہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا ۔ اس عرصہ میں نواب صاحب کی صحت بحال رہی ۔ مگر واپسی کے وقت چلنے پھرنے میں تکلیف محسوس فرمانے لگے اور صحت مرکز اعتدال سے متجاوز ہونے لگی ۔

۱۹ رجنوری ۱۹۰۷ء کو رابغ پہونچکر تمام قافلہ نے احرام باندھا ۔ اور اس موقعہ پر معمول سے بدرجہا زیادہ خیرات اور انعام تقسیم کئے ۔

۲۲ جنوری ۱۹۰۷ء کو یہ مقدس قافلہ مکہ مکرمہ پہونچا - ۲۳ کو عرفات میں حج ادا ہوا - اور ۲۷ تک منیٰ میں قیام کرنے کے بعد شام کو مکہ مکرمہ میں واپسی ہوئی - اس عرصہ میں نواب صاحب بیماری اور ناطاقتی کی وجہ سے طواف حرم اور مطاف میں نماز پڑھنے سے معذور رہے - جس بالاخانہ میں قیام تھا - وہیں سے باجماعت نماز ادا کرتے رہے - ۲ فروری کو مکہ مکرمہ سے روانہ ہوکر ۳ کو جدہ پہونچے - یہاں پہونچکر نواب صاحب کو بخار اور پیچش کی بھی تکلیف شروع ہوگئی - علاج ہوتا رہا ۷ فروری کو کچھ طبیعت سنبھلی تو واپسی وطن کی تدبیر کی گئی - واپسی کے لئے شاہ بخت جہاز منتخب کیا گیا جس کا ۵۰ ہزار روپیہ کرایہ مقرر ہوا - ۸ فروری ۱۹۰۷ء کو اس جہاز میں تمام قافلہ سوار ہوا - سمندر کی آب و ہوا کا اثر نواب صاحب کی طبیعت کے حق میں سخت مضر ثابت ہوا - اور پھر بخار ہوگیا - ۱۰ فروری کو جہاز نے لنگر اٹھایا - مگر بخار بدستور رہا - اور ۱۳ فروری کو بخار کا ٹمپریچر ۱۰۴ تک پہونچ گیا - ۱۴ کو جہاز عدن پہونچا - بخار اس وقت تک کم نہ ہوا - عدن کے ہیلتھ افیسر کرنل مانک اور میڈیکل افسر کرنل ہینڈرسن کی طبی امداد حاصل کی گئی - انہوں نے سادہ نمونیا تشخیص کیا - ممکن علاج جاری رہا - ۱۵ فروری ۱۹۰۷ء ..... بھی نواب صاحب کی تکلیف کی وجہ سے تمام جہاز میں نہایت پریشانی اور بےچینی رہی - چار بجے بیہوشی طاری ہوگئی پھر ایک تہلکا برپا ہوگیا -

انجکشن کے عمل نے نواب صاحب علیہ الرحمتہ کے جسم میں حرارت عزیزی کا عارضی دوران پیدا کردیا - اس کے اثر سے نواب صاحب نے آنکھ کھولی اور فرمایا :-

آخری الفاظ

"وقت تو ہوچکا ہے - کچھ زندگی کے سانس باقی رہ گئے ہیں وہ لینے ہیں"

پھر مولوی رحیم بخش صاحب کو مخاطب ہوکر فرمایا :-

"مولوی صاحب! میری نعش کو سمندر میں نہ ڈالنا - اور میری والدہ ماجدہ اور بیوی کا ہر طرح خیال رکھنا - سب سے زیادہ اس چھوٹے بچے کی سرپرستی سے ہرگز غافل نہ رہنا"

اِن کلمات کے سُننے والوں کی طبیعت پر خاص اثر ہوا - اور سب رونے لگے -

نواب صاحب کو باتیں کرتا ہوا سُنکر جہاز کو پھر روانگی کے لئے تیار کیا گیا - اور کوشش کی گئی کہ جہاز جہاں تک ممکن ہو ہندوستان جلدی لے جایا جائے -

جہاز نے جس وقت حرکت کی اور چکر کھاکر سیدھی لائن پر آنے لگا - تو نواب صاحب کی زندگی کا وہ آخری وقت آگیا جو ہر انسان کے لئے ایک نہ ایک وقت ضرور آنے والا ہے - کلمہ شریف پڑھتے ہوئے نواب صاحب نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا - اور روح عنصر خاکی سے پرواز کرگئی - انا للہ وانا الیہ راجعون

آخری الفاظ

دم واپسیں

جہاز پھر عدن کے بندر پر واپس لایا گیا۔ یہاں صندوق تیار کرکے تجہیز وتکفین کے بعد صندوق نعش کو کافور اور عطریات میں بسا کر پھر کراچی کی واپسی ہوئی۔

طوفانِ غم

اس حادثہ جانکاہ کا تمام دنیا کو سخت صدمہ ہوا۔ ریاست میں تو پہلے محرم کی وجہ سے آل رسولؐ کا ماتم برپا تھا۔ اور اس سانحہ سے آلِ عمِ رسول کی اس مصیبت کا نوحہ شروع ہوگیا۔ اور مدت تک ریاست کے لوگ مبتلائے رنج وغم اور وقفِ ماتم رہے۔

جنازہ جس وقت اسٹیشن پر سے ڈیرہ اور (قبرستان فرمانروایان بہاولپور) کی طرف لیجایا جارہا تھا۔ لاکھوں ہندو مسلمان زن ومرد جنازے کے ساتھ آہ وبکا کرتے ہوئے بیتابانہ نوحہ کناں جارہے تھے۔ احمدپور کے ایک پٹھان حافظ محمد خان نے اس سانحہ کے لئے ایک مرثیہ بہاولپوری زبان میں تصنیف کیا تھا۔ وہ خود جنازہ کے ساتھ اس مرثیہ کو بلند آواز سے پڑھ پڑھ کر عوام کے زخموں پر نمک پاشی کرتا جارہا تھا۔ ماتم کا ایسا نظارہ پہلے کبھی نہ دیکھا گیا تھا۔ بڑے بڑے انگریز افسروں کے دل پر بھی اس سانحہ کا گہرا اثر ہوا۔ چنانچہ بہاولپور کالج کی عمارت کا سنگ بنیاد جس وقت کرنل ڈانس صاحب بہادر پولٹیکل ایجنٹ نصب فرمارہے تھے۔ تو اُس وقت رو رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے :۔

"یہ غمناک ڈیوٹی میرے ذمہ لگی ہے۔ یہ کام اس مبارک ہاتھ سے ہونا چاہیئے تھا جس نے اس کی منظوری دی تھی۔ وہ تعلیم کا حامی حج سے واپس آکر اس بنیاد کو اپنے ہاتھ سے رکھنے والا تھا۔ مگر افسوس کہ عمر چھوٹی تھی۔ اور کام بڑے بڑے درپیش تھے"

اسی طرح سر لوئیس ڈین صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب جب ۲۳ نومبر ۱۹۰۸ء کو ڈیرہ مبارک تشریف لائے تو انہوں نے ملاقات کے وقت یہ الفاظ کہے :۔

"یہ تیسرا نواب ہے کہ میں دیکھتا ہوں۔ سر صادق محمد خان رابع مرحوم کو مسند پر بٹھایا۔ اُسوقت سر ایچرٹن صاحب لفٹنٹ گورنر تھے۔ اور میں اُن کا پرائیویٹ سکرٹری تھا۔ پھر نواب محمد بہاول خان کو چیفس کالج میں پڑھایا اور ریاست کا مالک بنایا۔ مگر افسوس اُن کی عمر نے وفا نہ کی۔ اب دعا ہے کہ یہ نونہال شہزادہ جلد جوان ہو۔ اور عمدہ حکمراں ہو"

غرض اندرون اور بیرون ریاست میں نواب صاحب کی وفات کا غم مدتوں تازہ رہا۔

خاندان عباسیؓ
کی
عظمت کے چار نظارے

تاریخ بتلاتی ہے کہ ابوالقاسم احمدؒ بن ابوالنصر محمد الظاہر باللہ عباسی اپنے خاندان کے کچھ برگذیدہ ممبروں کو ہمراہ لے کر جب مصر میں پہونچا تو

مصر میں اسوقت ملک ظاہر رکن الدین بابیرس بندقداری فرماں روا تھا۔ جو مشہور خاندان ایوبیہ کا قابل ترین فرزند اور عدل گستر حاکم تھا۔ وہ عباسی خاندان کی عزت اور عظمت جاہ و جلال۔ تقدس اور اقبال سے واقف تھا اُس نے اس مقدس جماعت کا نہایت ارادتمندی اور عقیدت کے ساتھ پرتپاک استقبال کیا۔ اور مصر میں لاکر نہایت ادب عزت اور اطمینان کے ساتھ اِن کو ٹھہرایا۔ اور ابوالقاسم کو خلافت کی سند پر بٹھا کر پہلے خود بیعت کی۔ اور پھر تمام حکومت کے ارکان اور باشندگان سے بیعت لی۔ یہ عباسی خاندان کی بچی ہوئی بزرگ ہستیاں مصر میں پھر اُسی جاہ و جلال سے زندگی بسر کرنے لگیں۔

۲۔ اسی طرح ہندوستان کا مشہور بادشاہ محمد تغلقؒ جب آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں اپنے والد غیاث الدین تغلق کی وفات پر مالک تخت و تاج ہوا تو اُس نے خلفاء عباسیہ کی اجازت سے اپنے شہنشاہی کے شرعاً جائز ہونے کے لئے ضروری خیال کیا۔ اور اپنے دارالحکومت میں اُس وقت تک کے لئے جب تک خلیفہ عباسی سے بہر تصدیق حکمرانی نہ ثبت ہو۔ سکہ و خطبہ موقوف کر دیا۔ تاریخ فرشتہ کا مصنف لکھتا ہے کہ شہنشاہ محمدؐ تغلق اس اعتقاد پر مستحکم تھا کہ

لہ سلطان محمد تغلق شہنشاہ دہلی کے یہ تمام حالات تاریخ فرشتہ سے لئے گئے ہیں۔ فرشتہ تاریخ ہندوستان کا ایک مشہور مصنف گذرا ہے سنہ ۱۵۷۰ء میں یہ شہر احمد نگر میں پیدا ہوا تھا۔ اس کی فارسی تاریخ کا ڈو صاحب نے انگریزی زبان میں ترجمہ کیا اس کی کتاب ہندوستان کی تمام تاریخوں میں مستند سمجھی جاتی ہے اور بعد کے تمام مورخوں نے اسی کی تاریخ سے استفادہ کیا ہے عزیز

سلطنت بے اجازت خلیفہ عباسی جائز نیست

"سلطنت بے اجازت خلیفہ عباسی جائز نیست"

اور اسی خیال میں محو تھا۔ کہ کسی طرح خلیفہ عباسی کی اجازت حاصل کرے۔ اسی سلسلہ میں اُس نے ۷۴۴ھ میں اپنے ایک ایلچی کو دربار خلافت مصر میں روانہ کیا جس نے خلیفہ کے حضور میں حاضر ہو کر شہنشاہ ہندوستان کی درخواست بیعت و اجازت پیش کی۔ خلیفہ نے اپنے ایک معتمد خاص حاجی سعید حرمزی کو اُس ایلچی کے ہمراہ ہندوستان بھیجا۔ اور خلعت خلافت اور منشور حکومت بھی اُس کے ذریعہ محمدؐ تغلق بادشاہ ہندوستان کے نام روانہ کیا۔

محمد تغلق کو جب یہ اطلاع ہوئی۔ تو اُس نے اپنے دارالخلافہ کے تمام علماء و فضلاء اور مشائخ وقت اور ارکان دولت کو ہمراہ لیجا کر (پانچ میل کے فاصلہ پر) اس معتمد بارگاہ خلافت عباسی کا استقبال کیا۔ اُس کے قدم چومے منشور خلافت کو آنکھوں سے لگا کر سر پر رکھا۔ اور نہایت احترام کے ساتھ معتمد کو دارالحکومت میں لے جا کر اُس کی مدارات و تواضع کی۔

اس منشور خلافت کے حاصل کر لینے کے بعد اپنے آپ کو اُس نے جائز وارث تخت و تاج ہندوستان سمجھا۔ سکہ اور خطبہ میں پہلے خلیفہ عباسی کا نام درج کرایا۔ اور اس کے بعد اپنا نام درج کرایا۔ اور اپنی سلطنت کو اس کے بعد دارالاسلام سمجھ کر اُس میں جمعہ اور عیدین کی اجازت دی۔

۳۔ اسی سلطان محمدؐ تغلق کے عہد میں عباسی خاندان کی دو محترم ہستیاں دہلی میں بھی وارد ہوئیں ان مخدوم زادوں کا جس ادب و احترام عزت و تپاک کے ساتھ استقبال کیا گیا اُس کا تذکرہ تاریخ کی کتابوں میں زریں الفاظ سے لکھنے کے قابل ہے۔ بادشاہ نے ان عباسی مخدوم زادوں کو لا کر خاص شاہی محلوں میں ٹھہرایا۔ ان کو تخت پر بٹھلایا۔ ان کو بہت بڑی جاگیریں دیں۔ جس قدر اُن کے احترام میں غلو کیا وہ اس کے اسلامی جذبات صحیحہ کی دلیل ہے۔

۴۔ خلیفہ ابوالقاسم عباسی کی پانچویں پشت میں ایک شہزادہ بلند اقبال سلطان احمدؒ ثانی عباسی معہ رفقاء اس زمانہ میں مصر سے ہندوستان وارد ہوئے۔ اور بلوچستان سے گذر کر سندھ میں آکر مقیم ہوئے تو اُس زمانہ کے ہندو راجے کچھ برافروختہ ہو کر ان کے خلاف سازش کرنے لگے۔ مگر رائے دھورنگ نے اسلامی عباسی عظمت اور جلال تقدس اور اقبال کا احساس کر کے سلطان احمدؒ ثانی عباسی سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا۔ اور اپنے علاقہ حکومت کا تیسرا حصہ جُدا کر کے نذر کر دیا۔ یہ اور اس قسم کے متعدد تاریخی واقعات اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ دنیائے اسلام میں اور حکمرانانِ عالم کے دلوں میں حضرت عباسؓ کی اولاد کی

نسبت کس قدر عزت اور احترام کے جذبات موجزن تھے۔

ہمارے آقائے محترم اعلیٰحضرت فرمانروائے دولت خداداد بہاولپور دام اقبالہٗ وملکہٗ اُس خاندان معظم کے نورچشم اور قابلِ فخر جانشین ہیں۔ اور کمالات صوری ومعنوی کے مالک ہیں۔ اور اپنے اسلاف کی طرح ہر شخص کے دل پر حکومت فرمارہے ہیں۔ اپنی خاندانی عظمت۔ اخلاقی سرشت اور مذہبی تقدس کے مالک ہیں۔ ان تمام امتیازات ملکداری۔ آئینی۔ اخلاقی ومذہبی کے ساتھ ہی آپ نے اپنے عنفوانِ شباب میں فریضۂ حج اور دولت دیدار مرقد نبوی صلعم کا جو شرف حاصل کیا ہے۔ وہ اعلیٰحضرت کی عظمت کو دنیا کے دلوں کی گہرائیوں میں نقش کررہا ہے۔

اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ کی خصوصیات خسروی وامتیازات مذہبی پر آپ کی ہمہ گیر اخلاقی سادگی نے دنیا کی بڑی بڑی ہستیوں کو آپ کا گرویدہ کردیا ہے۔

دنیا کو شائستگی اور تہذیب وتمدن کا سبق آموز خاندان عباسی اس وقت تک اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم وتائید سے قائم اور ثابت ہے۔ اور ہمارے قابل احترام آقا کے وجود سے عباسی خصوصیات برابر زندہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا آقائے نامدار تمام دنیائے اسلام میں بے نظیر سلطان اور بے عدیل حکمران ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو بصحت وعافیت سلامت رکھے اور سایۂ گرامی تمام ملک اور رعایا کے سر پر ہمیشہ قائم رہے

یادگار حضرت عباسؓ ہردم زندہ باد

صادق پنجم امیر المومنین پائندہ باد   آمین





حاجی صادق محمد خان عباسی خامس فرمانروائے ریاست بہاولپور

موجودہ حکمران ریاست بہاولپور دام اقبالہٗ و عمرہٗ و ملکہٗ

حکمرانوں کی جماعت میں وہ ممتاز شخصیتیں جو اپنی ان تھک اور متواتر کوششوں سے دنیا میں شائستگی اور ترقی کے جذبات کی اشاعت کرتی ہیں۔ تمدن انسانیت اور نیک اخلاق کا بیج اپنے ملک کی آئندہ نسلوں کے لئے بونے میں ہمیشہ مصروف رہتی ہیں۔ علمی اور عملی نشو ونما کے سلسلہ میں اپنے ملک والوں کے لئے دور دراز ممالک سے نئے نئے خیالات کو لاکر پھیلانے کے مقدس فرض کا ادا کرنا انکا مطمح نظر رہتا ہے۔

فی الواقع اُن ہی حکمرانوں کے حالات دنیا کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کا صحیح ذریعہ ہو سکتے ہیں۔ اور اُن کے سوانح ملک کے سمجھدار اور ہوشمند فرزندوں کی رگِ حمیّت کو حرکت میں لانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ ایسے نامور حکمرانوں کے کارناموں کے مطالعہ سے ترقی خوش اخلاقی۔ مروّت اور ہمدردی کی زبردست تحریک دل میں پیدا ہوتی ہے۔

ایک فلاسفر مورخ لکھتا ہے کہ:۔

"بایوگریفی سمندر کے لائٹ ہوس اور ریل کے سگنل کی طرح دنیا کو پکار پکار کر اعلان کرتی ہے کہ آؤ! تم بھی اسی راہ پر چلو۔ اور ایسے ہی کام کرو۔ تاکہ منزل مقصود پر پہونچنے میں کامیاب ہوجاؤ"

اس سلسلے میں آپ نے دنیا کے مشہور ترین خاندان عباسیہ کے حالات پر ایک مختصر نظر ڈالی ہے اب آپ اس خاندانِ عالیشان کے موجودہ نیک دل، علم پرور، حق شناس، سرمایۂ عز و افتخار فرماں روائے دولت خداداد بہاولپور کے مختصر حالات اور کمالات پر اطلاع حاصل کریں۔ ان مختصر نوٹوں سے کسی ترتیب وار لائف لکھنے کا مقصد نہیں ہے۔ بلکہ بلحاظ سلسلۂ حالات خاندان عظیم الشان کچھ ذکر کیا جاتا ہے۔ تاکہ ناظرین کتاب کو اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ کی ذات بابرکات کے فضائل و محامد کی روشنی میں سفر حج کے بصیرت افروز وقائع کا پورا لطف حاصل ہو۔ اور ہمارے نیک دل آقا کے نیک ارادوں اور مستحسن مساعی کو پڑھ کر اہل ملک کے طبائع میں محنت۔ نیکی۔ وفاداری اور مروّت کے جذبات محرک ہوں۔



حاجی صادق محمد خان عبّاسی خامس فرمانروائے ریاست بہاولپور

موجودہ حکمران ریاست بہاولپور دام اقبالہ و عمرہ و ملکہ

حکمرانوں کی جماعت میں وہ ممتاز شخصیتیں جو اپنی ان تھک اور متواتر کوششوں سے دنیا میں یگانگی اور ترقی کے جذبات کی اشاعت کرتی ہیں۔ تمدن انسانیت اور نیک اخلاق کا بیج اپنے ملک کی آئندہ نسلوں کے لئے بونے میں ہمیشہ مصروف رہتی ہیں۔ علمی اور عملی نشو ونما کے سلسلہ میں اپنے ملک والوں کے لئے دور دراز ممالک سے نئے نئے خیالات کو لاکر پھیلانے کے مقدس فرض کا ادا کرنا انکا مطمح نظر رہتا ہے۔

فی الواقع اُن ہی حکمرانوں کے حالات دنیا کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کا صحیح ذریعہ ہو سکتے ہیں۔ اور اُن کے سوانح ملک کے سمجھدار اور ہوشمند فرزندوں کی رگِ حمیّت کو حرکت میں لانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ ایسے نامور حکمرانوں کے کارناموں کے مطالعہ سے ترقی خوش اخلاقی۔ مروّت اور ہمدردی کی زبردست تحریک دل میں پیدا ہوتی ہے۔

ایک فلاسفر مورّخ لکھتا ہے کہ:۔

"بایو گریفی سمندر کے لائٹ ہوس اور ریل کے سگنل کی طرح دنیا کو پکار پکار کر اعلان کرتی ہے کہ آؤ! تم بھی اسی راہ پر چلو۔ اور ایسے ہی کام کرو۔ تاکہ منزل مقصود پر پہونچنے میں کامیاب ہو جاؤ"

اس سلسلے میں آپ نے دنیا کے مشہور ترین خاندان عباسیہ کے حالات پر ایک مختصر نظر ڈالی ہے اب آپ اس خاندانِ عالیشان کے موجودہ نیک دل، علم پرور، حق شناس، سرمایۂ عز و افتخار فرماں روائے دولت خداداد بہاولپور کے مختصر حالات اور کمالات پر اطلاع حاصل کریں۔ ان مختصر نوٹوں سے کسی ترتیب وار لائف لکھنے کا مقصد نہیں ہے۔ بلکہ بلحاظ سلسلۂ حالات خاندان عظیم الشان کچھ ذکر کیا جاتا ہے۔ تاکہ ناظرین کتاب کو اعلحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ کی ذات بابرکات کے فضائل و محامد کی روشنی میں سفر حج کے بصیرت افروز وقائع کا پورا لطف حاصل ہو۔ اور ہمارے نیک دل آقا کے نیک ارادوں اور مستحسن مساعی کو پڑھ کر اہل ملک کے طبائع میں محنت۔ نیکی۔ وفاداری اور مروّت کے جذبات محرک ہوں۔

۷۸۶

ہمارے آقا

حکایت از قدِ آن شاہِ دلنواز کنیم
باین فسانہ مگر عمرِ خود دراز کنیم

۸ مارچ ۱۹۲۴ء کو سوا بارہ بجے دن کے بہاولپور کے ایوان نور محل عالیہ کے بڑے ہال میں ایک عظیم الشان بادشاہی دربار منعقد ہے۔ اس دربار میں ملک کے اکثر یورپین دیسی حکام۔ ایجنٹ گورنر جنرل ریاست ہائے پنجاب اور دوسری مشہور اور ممتاز ہستیاں قرینے سے اپنی اپنی مقررہ نشستوں پر رونق افروز ہیں پنجاب کی ریاست ہائے پٹیالہ۔ نابھہ۔ مالیر کوٹلہ۔ ناہن۔ لوہارو۔ ممدوٹ۔ خیر پور سندھ کے معتمد صاحبان اور ریاست کپورتھلہ کے کنور صاحب۔ ریاست بہاولپور کے سجادہ نشین صاحبان درگاہات ومخادیم صاحبان اور محترم رؤسائے معتبر زمینداران اور تمام معزز اصحاب کا ایک بڑا مجمع موجود ہے۔

ریاست کے ارکانِ حکومت۔ اعلیٰ عہدہ داران کے علاوہ ممبرانِ خاندانِ شاہی عباسی۔ اور نمک خوارانِ ریاست کی ایک بڑی تعداد شامل ہے

دربار ہال کے وسط میں صدر کے مقام پر تختِ طلائی بچھا ہوا ہے۔ اس تخت طلائی پر دو زریں کرسیاں بچھی ہوئی ہیں۔ ایک جو دائیں طرف ہے ذرا آگے بڑھی ہوئی ہے۔ دوسری کرسی جو بائیں طرف بچھی ہوئی ہے وہ ذرا پیچھے کو ہے۔

اس دائیں طرف والی کرسی صدارت پر ہز ایکسیلنسی رائٹ آنریبل ارل آف ریڈنگ وائسرائے و گورنر جنرل کشور ہند متمکن ہیں۔ اور دوسری طرف بائیں جانب والی کرسی پر ایک اُنیس ۱۹ سالہ نوجوان جو تمام خوبیوں سے آراستہ ہے جلوہ فرما ہے۔ ہز ایکسیلنسی گورنر جنرل ہند نے اپنی کرسی سے اُٹھ کر ایک نہایت نصیح وبلیغ اسپیچ کی۔ اس اسپیچ کا ترجمہ پنڈت گیان ناتھ صاحب اسسٹنٹ سکرٹری گورنر جنرل بہادر نے پڑھا۔

اس کے بعد ہز ایکسیلنسی وائسرائے وگورنر جنرل ہند نے اُس جواں بخت جوان اقبال کو جو دوسری کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ صدر کی اُس آگے والی طلائی کرسی پر لیجا کر مسند شاہی پر بٹھلا دیا۔ اور تاج برطانیہ عظمیٰ کی طرف سے جو شمشیر حکومت ایسے موقعوں پر ملا کرتی ہے۔ لیکر اپنے ہاتھ سے اُس نوجوان بلند اقبال کے زیب کمر فرمائی۔ اور پھر اُس طلائی کرسی پر جو بائیں طرف ذرا پیچھے کی طرف پڑی ہوئی تھی خود جا کر متمکن ہوئے۔ اور ہز ایکسیلنسی گورنر جنرل ہند کے پولیٹیکل سکرٹری نے ادب سے آگے بڑھ کر اس عالی جاہ بلند اقبال نوجوان تاجدار عباسی کا اسم گرامی اس طرح ظاہر کیا۔

"کیپٹن ہز ہائینس رکن الدولہ۔ نصرت جنگ۔ حافظ الملک۔ مخلص الدولہ۔ نواب سر صادق محمد خاں بہادر عباسی پنجم کے۔ سی۔ وی۔ او فرمانروائے بہاول پور۔"

سجا ہوا شاہی دربار۔ ایوان نور محل کی آرائش اور ہجوم رعایائے بہاولپور کا وفور شوق۔ خوشگوار موسم۔ گلکدہ نور محل کی عطر بیزی رنگ و بوئے چمن کی دلآویزی۔ فوجوں کی سلامی اور باجوں کی ترنم ریزی ایک ایسا دلکش اور روح پرور سماں پیدا کر رہے تھے کہ عقل وادراک محو حیرت رہ گئے۔

یہ نوجوان بلند اقبال عالی قدر والا منزلت رفیع الشان جو عباسی بے نظیر تاج پہنے ہوئے۔ اسوقت تمام ہندوستان کی بلند ترین ہستیوں کے سامنے تخت شاہی پر متمکن ہے۔ جس کی جبین مبارک کو بے بہا جواہرات سے بھرا ہوا تاج بوسے دے رہا ہے۔ اور تخت شاہی شرف پابوسی سے ممتاز ہو رہا ہے۔ اور تمام دنیائے ہندوستان کی مشہور و ممتاز ہستیاں اُس کی خدمت میں مسند نشینی تخت آبا و اجداد کی مبارک باد پیش کر رہی ہیں۔ آؤ اس کے مبارک حالات سے آگاہی حاصل کریں۔

ولادت

یہ فخر خاندان حضرت عباسؓ (عم رسول اللہ صلعم) ۲۹/۳۰ ستمبر ۱۹۰۴ء کو مبارک جمعہ کی رات کے ۱/۲ ۱۲ بجے دولت کدۂ اقبال و میمنت نواب حاجی محمد بہاول خاں خامس عباسی علیہ الرحمۃ کے مشکوئے محترم کے بطن مبارک سے جو نواب فتح خاں صاحب عباسی علیہ الرحمۃ فرماں روائے بہاولپور کی پوتی تھیں۔ اور صاحبزادہ محمد محبت خاں عباسی کی دختر نیک اختر تھیں۔ پیدا ہوئے۔ اور دنیائے وجود میں تشریف لائے۔

تولید فرزند کی دنیا میں جس قدر خوشیاں تصور میں آسکتی ہیں۔ وہ اس شہزادۂ بلند اقبال کی ولادت باسعادت کے موقعہ پر تمام قربان ہو رہی تھیں۔ ریاست کی حدود کے اندر تمام طبقات رعایا میں اس موقعہ مسعود پر ہر طرح کی خوشیاں منائی گئیں۔ خیراتیں لٹگئیں اسی خوشی میں آپ کے والد ماجد علیہ الرحمۃ نے انعام خلعتیں۔ تمغے۔ خیراتیں۔ صدقات۔ نہایت فراخدلی سے تقسیم کئے۔ رنگ رلیاں ہوئیں۔ پھولوں کے

ولادت

انبار لگ گئے۔ آپ کے نام نامی پر ایک آباد منڈی کے قائم کرنے کی تجویز ہوئی۔ جس کا نام منڈی صادق گنج رکھا گیا۔ تمام تقریبیں اور خوشی کی رسوم ادا ہوتی رہیں۔ چھٹی۔ سُنّت۔ عقیقہ و موتراشی کی رسوم نہایت شان و شوکت سے منائی گئیں۔ یہ نونہال بلند اقبال اپنی گرانقدر عمر کی تیسری منزل میں تھا کہ اواخر ۱۹۰۶ء میں اپنے والد ماجد علیہ الرحمتہ کے ہمراہ حج مبارک کے سفر میں ملک حجاز کیطرف روانگی ہوئی۔ واپسی کے وقت جب ۱۵ فروری ۱۹۰۷ء کو نواب حاجی محمد بہاول خان خامس عباسی علیہ الرحمتہ کا بمقام عدن انتقال ہوا۔ اُس وقت اس ڈہائی سالہ معصوم ہستی پر بیشمار مصائب کے بادل گھر گئے۔ تمام خاندان کی سرپرستی۔ اور ملک کی نگرانی اور سلطنت کا بارِ عظیم آپ کے نازک کندھوں پر آگیا۔ اور ان تمام ذمہ داریوں کو جس قابلیت۔ ہمت صبر۔ استقلال اور حوصلہ سے آپ نے نبھایا۔ وہ آپ ہی کے دل و گردے کا کام تھا۔

اس سفر سے واپسی پر غمکدہ ریاست میں سکون کے لئے ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء کو آپ کی دستار بندی کی رسم برادری اور سرکاری افسران اور خدام کے ایک بہت بڑے مجمع میں ادا کی گئی۔ صاحب پولٹیکل ایجنٹ کرنل ڈاس بہادر بھی اس میں شامل ہوئے۔ اور ایک پُر معنی سپیچ میں حاجی محمد بہاول خان صاحب علیہ الرحمتہ کے انتقال پر اظہار افسوس کے ساتھ وقتی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے گورنمنٹ برطانیہ کے الطاف اور ہمدردی کا ذکر کیا۔ اور ملازمان ریاست کی وفاداری اور جان نثاری کی توقعات ظاہر کیں۔ آپ کے فرق مبارک پر دستار پدری سجائی گئی۔ اس تقریب پر خلعتیں تقسیم ہوئیں۔ اور خیرات و صدقات ہوتے رہے۔

دستار بندی

کونسل آف ریجنسی

اگست ۱۹۰۸ء میں ریاست کے انتظامی امور کی سرانجام دینے کے لئے آپ کی ریاست میں کونسل آف ریجنسی کا تقرر ہوا۔ صاحبان ایجنٹ اور لفٹنٹ گورنر صاحبان پنجاب وقتاً فوقتاً انتظام ریاست کے دیکھنے اور آپ کی صحت و تربیت کے اطمینان کے لئے آتے رہے۔ چنانچہ ۲۳ نومبر ۱۹۰۸ء کو ہز آنر سر لوئیس ڈین لفٹنٹ گورنر پنجاب انہیں اغراض کے لئے بہاولپور آئے۔ اور اعلیحضرت کی صحت و عافیت معلوم کرنے کے لئے ڈیرہ مبارک پہونچے دربار کے کمرے میں ملاقات کی۔ اور نواب صاحب کی صحت کے متعلق مطمئن ہوئے۔ اور ایک تقریر میں فرمایا۔ کہ

کونسل آف ریجنسی

"میں بہاولپور میں تیسرے نواب صاحب کو دیکھتا ہوں۔ سر صادق محمد خان رابع کو جبکہ ایجرٹن صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب نے مسندنشین کیا تھا۔ اُس وقت میں لفٹنٹ گورنر کا پرائیویٹ سکرٹری تھا۔ اس کے بعد نواب محمد بہاول خان خامس مرحوم کو

پہلے چیفس کالج میں پڑھایا۔ اور پھر ریاست کا مالک بنا کر تخت نشین کیا۔ مگر افسوس کہ انکی عمر نے وفا نہ کی۔ اب دعا ہے کہ یہ شہزادہ نونہال جلد جوان ہو اور عمدہ حکمراں ہو۔"

سر ڈین یہ تقریر کرکے نواب صاحب کی جانب مخاطب ہوئے اور کہا کہ

"شہزادہ صاحب! اپنے دادا صادق محمد خان کی طرح بہادر اور شہسوار بننا۔ اور اپنے والد محمد بہاول خان خامس کی طرح خبردار اور ہوشیار بننا۔"

آغاز تعلیم

۱۲ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء کو اعلیحضرت حضور نواب صاحب دام اقبالہٗ وملکہٗ کی تعلیم کا اہتمام ہوا چنانچہ بسم اللہ خوانی کے موقعہ پر اس تاریخ کو ایک بہت بڑا جلسہ منعقد کیا گیا۔ اور آپ نہایت شوق سے تعلیم میں مصروف ہو گئے۔ علامہ مولوی غلام حسین صاحب بہادر جو ایک متبحر عالم اور قابل ترین فاضل ہیں۔ آپ کے اتالیق مقرر ہوئے۔ اور تربیت و نگرانی کے لئے ایک یورپین گورنس مقرر کی گئی۔

آپ کے علمی مراحل کے ساتھ ساتھ سیاسی تعلیم و مطالعہ اقتصادیات کا بھی اہتمام رہا۔ چنانچہ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء میں جبکہ آپ کی عمر ابھی سات سال کی تھی۔ دنیا کے مشہور عالم کارونیشن دربار دہلی میں شامل ہوئے اپنی پیاری صورت۔ دلآویز اور ہونہار وضع۔ بے نظیر مستعدی۔ خوش نما وردی کے ساتھ پروسیشن اور ریویو میں فوج کی کمان نہایت مستعدی اور ہوشیاری کے ساتھ اس خوبی سے سنبھالی اور اس شان سے ریویو کے نظارہ کو چار چاند لگا دیئے۔ کہ دنیا حیرت زدہ تھی۔ کہ ہفت سالہ کماندار فوج نے ہفتاد سالہ تجربہ کاران و ماہران فن کو انگشت بدنداں کر دیا۔ آپ کے فطرتی محاسن اور خوبیوں کو ہر شخص نے تسلیم کیا۔ اور ہز امپیریل مجسٹی شہنشاہ معظم کی دلی خوشنودی اور مسرت آمود حیرت کا باعث ہوئے۔ چنانچہ آپ نے جناب ممدوح کے ہاتھ سے طلائی تمغہ حاصل فرمایا ؎

بالائے سرش ز ہوشمندی
مے تافت ستارۂ بلندی

سلسلہ تعلیم کے اندر آپ سنہ ۱۹۱۳ء میں مسٹر اے۔ ایم اٹکنسن صاحب پولیٹیکل ایجنٹ ریاست ہائے پھولکیان کے ہمراہ انگلستان تشریف لے گئے۔ جہاں سمندر کے کنارے مقام پورلک میں جو سمرسٹ کے علاقہ میں خوش نما۔ اور آب و ہوا کے لحاظ سے بہترین موقعہ ہے۔ قیام فرمایا۔ آب و ہوائے یورپ کا فائدہ اٹھا کر واپسی پر لاہور کے ایچیسن چیفس کالج میں سنہ ۱۹۱۵ء سے سنہ ۱۹۲۱ء تک تعلیم پاتے رہے۔ اور نہایت کامیابی کے ساتھ اس تعلیم و تربیت سے جون سنہ ۱۹۲۱ء کو فراغت حاصل کرکے اپنے دارالسلطنت میں رونق افروز ہوئے۔ اس عرصہ میں علامہ مولوی غلام حسین صاحب بہادر آپ کی مذہبی تعلیم اور نگرانی

کے فرائض نہایت خوبی اور عمدگی کے ساتھ انجام دیتے رہے۔

ہر ایک صیغہ کے متعلق آپ نے نہایت شوق سے مطالعہ کرکے دلچسپی پیدا کی۔ لیکن فوج کے کام میں آپ کو ابتدا ہی سے شغف رہا۔ چنانچہ سنٹرل انڈیا ہارس کے رسالہ نمبر ۲۱ کونٹہ میں آپ نے نہایت شوق کے ساتھ سوار سے لیکر اعلیٰ آفیسر تک کی خدمات خود انجام دیں۔ اور فوجی ذمہ داریوں کا گہری نظر سے مطالعہ کیا۔

نومبر ۱۹۲۱ء میں آپ ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز کے ایڈیکانگ بنائے گئے۔ اس اہم عہدہ کی تمام ذمہ داریوں کو اس خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ نبھایا کہ کے۔سی۔وی۔او کے اعلیٰ خطاب سے ممتاز ہوئے۔ اس خطاب اور خدمات کا اظہار ۳۰ ستمبر ۱۹۲۲ء کے خاص دربار میں کرنل اے۔ بی منچن صاحب بہادر ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل ریاست ہائے پنجاب نے فرمایا۔

اس کے ساتھ ہی اپنے ملک کے تمام صیغوں کے کام میں گہری دلچسپی لیتے رہے۔ چنانچہ اسی سال آپ کو اپنی ریاست کے صیغہ ہائے فوج۔ تعلیم۔ جیل اور جوڈیشل کا انچارج بنایا گیا۔

اس اہم ذمہ داری کو آپ نے اس محنت اور تندہی کے ساتھ انجام دیا کہ بڑے بڑے مدبر اور منتظم تجربہ کار لوگ حیران رہ گئے۔ ہر ایک صیغہ کے کام کو اس طرح مطالعہ کے بعد نبھایا۔ کہ مدتوں کے تجربہ کار آفیسر بھی اعلیٰحضرت کی ذہنی قابلیت اور نکتہ رسی کے بے ساختہ قائل ہوگئے۔

توسیع اختیارات

اس جفاکشی اور عملی زندگی کو گورنمنٹ کے افسران نے نہایت طمانیت اور مسرت سے دیکھا۔ اور جلد ہی آپ کی صدارت (پریزیڈنٹی کونسل) کے اختیارات کا صاحب بہادر ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل ریاست ہائے پنجاب نے اعلان فرمادیا۔ یہ اعلان مارچ ۱۹۲۳ء میں ہوا۔ اور اس موقعہ پر آپ کی کونسل کے حسب ذیل ارکان تجویز ہوئے۔

وائس پریزیڈنٹ۔ ریونیو ممبر۔ ملٹری ممبر۔ ہوم ممبر۔ فنانشل ممبر۔

اور اب اعلیٰحضرت نواب صاحب بہادر بطور پریزیڈنٹ کونسل کے صیغہ ہائے انتظامی کے افسر انچارج ہوگئے اور شبانہ روز محنت کرکے اپنے آپ کو مکمل شاہی اختیارات کا صحیح معنوں میں عملی طور پر اہل اور قابل ثابت کردیا۔ اور گورنمنٹ نے مکمل اختیارات سلطنت تفویض کرنے کا فیصلہ کرکے تاریخ مقرر کردی۔

کامل اختیارات کا دربار

۸ مارچ ۱۹۲۴ء کو ہز ایکسیلینسی رائٹ آنریبل ارل آف ریڈنگ وائسرائے وگورنر جنرل ہند نے تشریف لاکر ایک بہت بڑے عظیم الشان دربار میں ریاست بہاولپور کی حکومت کے تمام مکمل اختیارات کی عنان آپ کے سپرد فرمائی اور اپنے ہاتھ

توسیع اختیارات
کامل اختیارات کا دربار

سے تخت شاہی پر بٹھلا کر شمشیر حکومت عطیہ سلطنت برطانیہ آپکے زیب کمر فرمائی۔ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

مسند نشینی کے بعد ایک اور عام دربار نور محل میں منعقد ہوا۔ شعراء نے قصیدے پڑھے۔ ملک کے تمام حصوں میں عام خوشی منائی گئی۔ تاجدار محترم نے ملک کی باگ سنبھال کر اُس کی بہبودی کے وسائل پر غور کرنا شروع کیا۔ توسیع انہار کی جو اہم سکیم شروع تھی۔ اُس کے حالات اور نتائج پر غور کیا۔ عباسی خاندان معظم کی روایتی سرپرستی تعلیم کے جذبات جو اعلیحضرت کو ورانتاً ملے تھے۔ آپ نے اس پر پوری توجہ فرمائی۔ اور اس کی توسیع کے ذرائع پر تبصرہ کیا۔ اور عملی قدم بڑھایا۔

صیغہ مال کے لئے عالی دماغ اور مسلمہ تجربہ کار افسروں کی خدمات حاصل کرکے اس کی ترقی اور اصلاح میں مناسب حصہ لیا۔ انہار اور آبپاشی کے شعبہ کے متعلق بھی بہت جدوجہد کے ساتھ ایسے وسائل اور ذرائع اختیار فرمائے جن سے ریاست کی زیرباری کے بادلوں کے چھٹ جانے اور کسی نہ کسی وقت اس بوجھ سے سبکدوش ہونے کی خوشگوار توقعات پیدا ہوگئیں۔

فوج کے انتظام کو اس طرح آراستہ اور ترقی دیکر قابلِ رشک بنادیا کہ ہزایکسیلنسی کمانڈر انچیف افواج برطانوی ہند نے متعجب ہو کر بڑے شاندار الفاظ میں ریاست کی فوج کی تعریف فرمائی۔ اور ریاست کی فوج کو ایک ایسا امتیاز عطا کیا۔ جسپر بجا طور پر فخر کیا جاسکتا ہے۔

جوڈیشل۔ پولیس۔ میونسپلٹی۔ جیل۔ میڈیکل۔ پبلک ورکس۔ اکونٹ اینڈ ٹریژری۔ فارسٹ غرض ہر ایک شعبہ انتظامی میں جان ڈالدی۔ اور آقا کی سرگرمی۔ ہمت مردانہ اور استقلال سے تمام صیغوں کے انچارج افسر سبق حاصل کرکے اپنے اپنے کام میں ہر دن دونی ترقی کر رہے ہیں۔

اعلیحضرت نے ہندوستان اور بیرون ہند ممالک کے متعدد سفر کرکے جو ترقی کی تدابیر جاری فرمائی ہیں اُن کو مدنظر رکھ کر یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلطنت خداداد جلدی ایک دن اپنے تمام ہمعصروں میں خاص امتیاز حاصل کرے گی۔ اور ممالک متمدنہ کی طرح ترقی کے تمام وسائل پر قابو پائیگی۔ سنہ ۱۹۲۴ء میں ریاست کی آمدنی ۴۲ لاکھ کے قریب تھی۔ جو اعلیحضرت کی خوش نظمی اور ترددِ آبادی سے سوا کروڑ تک پہونچ گئی ہے۔

شادیاں اور اولاد

اعلیحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ کی متاہلانہ (عیالداری) کی زندگی نہایت صاف اور اس قدر محاسن سے آراستہ ہے کہ شاید ہی کسی دوسرے حکمران کو ایسی خوش وقتی کا عہد نصیب ہوا ہو۔

بانی اسلام علیہ السلام کی نسبت روایت ہے کہ آپ کو اپنے اہل وعیال اور خوشبو (عطریات) سے

بیحد محبت تھی۔ موجودہ تہذیب و تمدن نے رفیق حیات (اہلیہ) کے متعلق مردانہ معاشرت اور رواداری کا جو نظریہ قائم کیا ہوا ہے۔ اس کی وضاحت کی زیادہ ضرورت نہیں۔

متذکرہ بالا دونو معیاروں کے لحاظ سے اعلیحضرت کی زندگی کا یہ حصہ مشاغل لائق استحسان ہے۔ آپ مذہبی اور تمدنی خیالات کے لحاظ سے ایک بہترین نمونہ کی زندگی کے مالک ہیں۔

آپ کی پہلی شادی (عقد مناکحت) جولائی سنہ ۱۹۲۱ء میں صاحبزادہ فیض محمد خان صاحب عباسی کی لخت جگر دختر نیک اختر کے ساتھ ہوئی۔ جن کے بطن مبارک سے ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء (۱۵ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۲ھ) کو اللہ تعالٰے نے ایک چاند سا بلند اقبال بیٹا (ولیعہد) عطا فرمایا۔ اس نونہال گلشن عباسی کا بابرکت نام خاندان معظم کے مورث اعلٰی کے نام پر محمد عباس تجویز ہوا۔

ریاست کے ایک معزز خاندان میں اعلیحضرت نے دوسری شادی کی۔ اس حرم سرا سے شہزادہ محمد ہارون الرشید پیدا ہوئے۔

ایک اور شادی ایک نیک دل یورپین لیڈی سے جو مسلمان ہو چکی تھی۔ قرار پائی۔ اس نیک خاتون کے بطن سے شہزادگان محمد مبارک۔ محمد داؤد اور محمد قاسم تولد ہوئے اور خدا تعالٰے کے فضل و کرم سے بصحت و عافیت تعلیم و تربیت سے آراستہ ہو رہے ہیں۔ اس نیک دل یورپین مسلمان خاتون کا بتقدیر الٰہی ۴ مارچ سنہ ۱۹۳۳ء کو انتقال ہو چکا ہے۔ اور مرحومہ کا ایک عالیشان مقبرہ خاندان شاہی کے قبرستان ڈیراور میں تیار ہوا ہے۔

ایک اور محترم خاتون کے ساتھ جو حلقہ اسلام میں داخل ہو گئی تھیں اعلیحضرت نے اکتوبر سنہ ۱۹۳۵ء کو نکاح فرمایا جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے۔ اعلیحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ خانہ داری کی ذمہ داریوں کو پورے احساس کے ساتھ نبھاتے ہیں جس طرح آپ کی پبلک لائف بے شمار خوبیوں اور بے انتہا کمالات کا نمونہ ہے اسی طرح آپ کی پرائیوٹ زندگی عدیم المثال محاسن اور اعلٰی اخلاق کا مرقع ہے۔

اہل و عیال کے ساتھ فطرتی جذبہ محبت اور اُنس رکھتے ہیں۔

اعلیحضرت کی جدت پسند طبیعت اور محبت اسلاف کا یہ بھی ایک نمونہ ہے کہ آپ نے اپنے شہزادگان بلند اقبال کے نام اپنے خاندان کے مشہور اور محترم بزرگوں کے نام کے مطابق تجویز فرمائے ہیں۔ مثلاً

شہزادہ محمد ہارون الرشید۔ شہزادہ محمد مبارک۔ شہزادہ محمد داؤد۔ شہزادہ محمد قاسم
شہزادہ صادق رشید۔ شہزادہ محمد معین الرشید۔ شہزادہ احمد رشید۔ شہزادہ سعید الرشید محمود

زید حیاتہم و سعادتہم -
اعلیٰحضرت دام اقبالہ و ملکہ کو اپنے بچوں کے ساتھ جو دلی محبت ہے - اس کا نقشہ ہمارے سامنے موجود ہے شہزادگان عمر دراز کی رضاعت اور تربیت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے - نہایت پاکیزہ کیرکٹر اور اعلیٰ طبقہ کے خوش اخلاق اور پسندیدہ مزاج نرسیں موجود ہیں - تعلیم و تربیت - حفظان صحت و ورزش کے لئے مُشفق تجربہ کار اور ماہر نگراں اور اتالیق تعینات ہیں - بہاولپور میں چونکہ گرمی زیادہ اور بچوں کے لئے ناقابل برداشت ہوتی ہے - اس لئے اُن کو موسم گرما بسر کرنے کے لئے پہاڑوں پر بھجوایا جاتا ہے - اور وقتاً فوقتاً اُن کی تربیت و پرداخت - صحت و تنومندی کے اطمینان کے لئے خاص افسر تعینات ہوکر جاتے ہیں - اور بعد اطمینان واپس آکر اطلاع عرض کرتے ہیں -

اللہ تعالےٰ اعلیٰحضرت دام اقبالہ و ملکہ کے سایہ ہما پایہ میں شہزادگان عالی قدر بلند اقبال کو بصحت و عافیت عمر دراز مرحمت فرمائے - اور یہ گلشن خاندان حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہمیشہ سرسبز اور پھلا پھولا رہے - آمین ثم آمین -

بعض مشہور واقعات

و

انتظامی اصلاحات عہد خسروی

اس عنوان کے ذیل میں بعض واقعات کا اشارۃً ذکر کیا جاتا ہے۔ واقعات کا احصاء اور ان کی تفصیل ایک بہت بڑے دفتر کی متقاضی تھی۔ اس لئے اس مختصر تذکرہ میں بھی مناسب خیال کیا گیا ہے۔

۷ مئی سنہ ۱۹۲۴ء کو سرکاری موٹروں کی استعمال اور چلانے کے قواعد تجویز فرما کر جاری کئے۔

مارچ سنہ ۱۹۲۵ء میں ہیڈ پلہ میں ریگولیٹر کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس موقع پر ہز ایکسیلنسی گورنر صاحب بہادر پنجاب بھی شامل ہوئے۔

اپریل سنہ ۱۹۲۵ء میں ہائی اسکول احمد پور شرقیہ کا افتتاح فرمایا۔

۲۴ ستمبر سنہ ۱۹۲۵ء۔ سب ججوں کی اسامیاں تخفیف میں لاکر جوڈیشل سکرٹری کے عہدہ کا نام رجسٹرار اجلاس رکھا۔

۱۳ فروری سنہ ۱۹۲۶ء کے حکم سے تمام مجسٹریٹان درجہ اول کو دفعہ ۱۱۰ ضابطہ کے اختیارات مرحمت فرمائے۔

۲۴ مئی سنہ ۱۹۲۶ء بہاولپور میں ہیلڈ بنک کی ایک شاخ کھولنے کی منظوری مرحمت فرمائی۔

اگست سنہ ۱۹۲۶ء جامعہ عباسیہ میں تعلیم طب کا اہتمام کیا گیا۔ اور اس شاخ کی اجرا کا افتتاح ہوا۔

یکم جنوری سنہ ۱۹۲۷ء سے سٹیشنری ڈپو قائم کرنے کی منظوری دی۔

۱۱۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۷ء مسٹر جے۔ اے اوفیٹز پیٹرک صاحب ریونیو منسٹر کی جگہ مسٹر سی۔ اے بیرن۔ سی ایس۔ آئی۔ سی۔ وی۔ او۔ ایف۔ آر۔ جی۔ ایس کا تقرر ہوا۔

۲۸۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۷ء اسلام ویر کا افتتاح ہز ایکسیلنسی لارڈ اروِن کے ہاتھ سے کرایا۔

جنوری سنہ ۱۹۲۸ء ہائی اسکول بہاول نگر کی منظوری دی۔

" خانپور کے مدرسہ کے لئے بورڈنگ ہاؤس تعمیر ہوا۔

" ڈاک خانہ جات چاچڑاں شریف ۔ چشتیاں شریف ۔ اور قائم پور میں تار گھر بنائے گئے

۳ر اپریل سنہ ۱۹۲۸ء - بہاول نگر - چولستان کی جدید شاخ ریلوے کا افتتاح فرمایا۔
۹- اپریل سنہ ۱۹۲۸ء - نواب مولا بخش خان صاحب بہادر سی - آئی - ای چیف منسٹر ریاست کی جگہ سردار سکندر حیات خان صاحب بہادر ایم - بی - ای - ایم - ایل - سی چیف منسٹر ریاست مقرر ہوئے۔
۲۸- فروری سنہ ۱۹۲۹ء خان بہادر نبی بخش محمد حسین صاحب ایم - اے - ایل - ایل - بی کا چیف منسٹری کے عہدہ پر تقرر فرمایا۔
نومبر سنہ ۱۹۲۹ء - ہز ایکسیلنسی گورنر جنرل بہادر اور ہز ایکسیلنسی کمانڈر انچیف افواج ہند اور دیگر ہندوستان و پنجاب کے ممتاز حکام تشریف فرمائے بہاولپور ہوئے - بڑے وسیع پیمانہ پر دربار ہوئے۔
۴- جنوری سنہ ۱۹۳۰ء - میجر جنرل جی - ای - اے - ایچ بیٹی - سی - بی - سی - ایس - آئی - آئی - سی - ایم - جی - ڈی - ایس - او ملٹری ایڈوائزر انچیف انڈین فورسز بہاولپور آئے - ملاحظہ افواج و شغل شکار کیا۔
۱۶- جنوری سنہ ۱۹۳۰ء - حسب استدعا عزت نشان - محسن الملک مولوی غلام حسین صاحب بہادر کو دس ہزار روپیہ سالانہ پنشن اور پچیس ۲۵ ہزار روپیہ بونس اور ۲۰ مربع زمین نہر مستقل پر عطا کی۔
۱۴- مارچ سنہ ۱۹۳۰ء کپورتھلہ کی جامع مسجد شریف کا افتتاح کپورتھلہ جا کر فرمایا۔
۵ ر اکتوبر سنہ ۱۹۳۱ء مسٹر سی - اے - ایچ ٹاؤنسنڈ سی - آئی - ای - آئی - سی - ایس کا تقرر بعہدہ ریونیو منسٹر منظور فرمایا۔
جون سنہ ۱۹۳۲ء عزت نشان - رئیس الوزراء خان بہادر نبی بخش محمد حسین صاحب ایم - اے - ایل - ایل بی - کو قیصر ہند کی سالگرہ مبارک کے موقعہ پر سی - آئی - ای کا خطاب ملا۔
فروری سنہ ۱۹۳۳ء - اعلیٰحضرت نے ریاست بہاولپور اور گورنمنٹ برطانیہ کے اتحاد کی یادگار میں صد سالہ جوبلی کا جشن منایا - نہایت اعلیٰ پیمانہ پر یہ جشن منایا گیا - عالیجناب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر اور لیڈی صاحبہ کے علاوہ مہاراجہ صاحب دھولپور - نواب صاحب بہادر لوہارو - گورنر صاحب اور بہت بڑی تعداد میں یورپین لیڈیز اور افسران شامل ہوئے - اور بکثرت معزز مہمانان دیسی مدعو کئے گئے تھے - کئی دن تک اس مبارک تقریب کی خوشیاں منائی جاتی رہیں۔
ستمبر سنہ ۱۹۳۴ء بعض خاص وجوہ کے تحت مسٹر فیاض حسین صاحب اگزکٹو آفیسر کمیٹیات۔
مسٹر ایم - اے - زاہدی صاحب پرنسپل کالج
سردار نور احمد خان صاحب نائب مشیر مال
صوفی عبدالغفور صاحب سپرنٹنڈنٹ تعلیم مدارس کمیٹیات

کو اپنے اپنے عہدوں سے سبکدوش کیا گیا۔
۱۶ستمبر ۱۹۳۴ءکو ایک فرمان کے ذریعہ اعلیٰحضرت نے صیغہ پولیس کو اپنے چارج میں لے کر اس صیغہ کی اصلاح کا عملی پروگرام تجویز فرمایا۔ نومبر ۱۹۳۴ء میں آیندہ سال منعقد ہونیوالے جشن سلور جوبلی شہنشاہ معظم کے متعلق ابتدائی انتظامات پر غور کرنے اور اس جشن کو نہایت ہی اعلیٰ پیمانے پر منانے کی تجاویز عمل میں لانے کے لئے ایک کمیٹی کونسل کا تقرر فرمایا۔ اور اس کے بعد وقتاً فوقتاً اس میں خود بھی شامل ہو کر جشن مبارک کے منانے کے متعلق غور فرماتے رہے۔
۶۔ دسمبر ۱۹۳۴ء مہاراجہ صاحب فرید کوٹ معہ کنور مہاراج صاحب بہاول پور میں تشریف لائے اس موقعہ پر کئی دن تک اور اس موقعہ پر بڑے بڑے افسران یوروپین اور دیسی مدعو ہوئے پارٹیاں دعوتیں اور شکار کے مشاغل رہے۔
۱۵۔ جنوری ۱۹۳۵ء ہز ایکسیلنسی فیلڈ مارشل سر فلپ۔ اے جٹ وڈ بیرونیٹ صاحب بہادر سابق کمانڈر انچیف افواج برطانیہ ہند بہاولپور آئے۔ اور ریاست کی افواج کی پریڈ اور کام دیکھکر نہایت ہی خوش ہوئے۔ اور فرسٹ بہاولپور انفنٹری کو نیا کلر (علم نشان) اپنے ہاتھ سے مرحمت کیا۔ یہ ایک بہت ہی بڑا فوجی اعزاز ہے جس پر بہاولپور کی فوج کو بجا طور پر فخر ہے۔
۲۳۔ جنوری ۱۹۳۵ء۔ فرمان جاری فرمایا کہ میجر مولوی شمس الدین محمد صاحب فارن سکرٹری بہاولپور ایامِ حج میں علاوہ اپنے فرائض منصبی کے اکسٹرا آرڈینری منسٹر کی خدمات انجام دیا کریں۔ اور اجلاس خاص میں شامل ہوتے رہیں۔
۲۴۔ جنوری ۱۹۳۵ء دیوان سکھانند صاحب منسٹر آف کامرس کی (جن کا تقرر امتحاناً ایک سال کے لئے ہوا تھا) بجائے مہتہ اودھو داس صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی پینشنر جج چیف کورٹ کا تقرر بعہدہ منسٹر آف کامرس تجویز فرمایا۔ اور اسی تاریخ کو سفر حجاز کا مبارک آغاز ہوا۔

عظیم الشان عمل

مارچ ۱۹۲۵ء میں اعلحضرت نے شریعت نبویؐ کے احترام اور تعمیل میں اپنی ہمشیرہ صاحبہ محترمہ کا نکاح اپنے عمزاد صاجزادہ محمدؐ معتصم باللہ خان صاحب کے ساتھ کرکے دنیا کو دکھا دیا کہ شرعی صلۂ رحم کے حقیقی معنی کیا ہیں۔

بیعت

۲۰۔ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو اعلحضرت نے حضرت خواجہ صاحب قدوۃ السالکین۔ زبدۃ العارفین قبلہ عالم حضرت خواجہ فیض احمدؐ صاحب دام برکاتہم سجادہ نشین چاچڑان شریف کے ہاتھ پر بیعت[۱] کی۔

[۱] مرید مکتب روحانیات کے طالب علم (مبتدی) کو کہتے ہیں۔ اور مرشد روحانیات کے معلم (منتہی) کو کہتے ہیں صوفیوں کی اصطلاح میں مرید اوس شخص کو کہتے ہیں۔ جو معرفت الٰہی کا خواستگار اور متلاشی ہو۔ اور مرشد اوس بزرگ کو کہتے ہیں جسکے طرف معرفت الٰہی خود متوجہ ہو۔ تاریخ اسلام میں اصحاب باطن اور کامل مرشدوں کی جو شان نظر آتی ہے۔ اوس سے حقیقت روحانیات کی عظمت کا پتہ ملتا ہے گلیم پوش درویشوں اور بوریہ نشین خاکساروں کے گوشہ تنہائی کے سامنے بڑے بڑے عالی مقام بادشاہ اور صاحب دولت امارت اُمراء کے سر جھکے ہوئے نظر آتے ہیں یہی دلیل ہے۔ کہ ان اہل باطن فقراء کے پاس ایسی نعمت موجود ہے۔ جو تخت و تاج اور حکم و حکمت والوں کے ہاں نہیں ہے۔ اور وہ اس نعمت کیلئے ان فقیروں کے آستان بوسی کرتے ہیں۔

مرشد کی گردن پر مرید کی کسقدر ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ اور مُرید کے ذمہ بیعت سے کسقدر فرائض عائد ہو جاتے ہیں یہہ ایک تفصیل طلب سوال ہے۔ یہاں اس کے تذکرہ کی گنجائش نہیں ہے۔

ہم نے کتاب صبح صادق میں اعلحضرت دام اقبالہ وملکہ کے جد امجد علیہ الرحمۃ کے مُرید ہونے کی کیفیت لکھی تہی جبکہ آپ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کے سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے تھے اس موقعہ پر ہم وہی الفاظ نقل کرتے ہیں تاکہ ناظرین کتاب کو روحانیات کے اس مرحلہ کا مختصر نظارہ نظر آجائے۔ م

[۲] حضرت خواجہ صاحب نے نواب صاحب کو اپنے مقابل زانو سے زانو ملاکر بٹھلایا۔ اوس وقت عجیب عالم تھا۔ کہ نواب صاحب اور حضرت خواجہ صاحب دونو خاموش سرجھکائے بیٹھے تھے۔ موںہہ سے کوئی بات نہ نکلتی تھی۔ مگر ایک بجلی تھی جو عالم روحانیات سے گذر کر ایک جسم میں اُترتی تھی۔ اور وہاں سے چلکر دوسرے جسم میں تیر جاتی تھی۔ اور دل و دماغ کو تجلیات ربانی میں غوطہ دیکر نکل جاتی تھی"۔ عزیز

سفرہائے بیرون ہند

سفرہائے بیرون ہند

اعلیحضرت حضور پُر نور سرکار ابد قرار دام اقبالہٗ وملکہٗ کو ابتدا عمر سے اقوام دُنیا کے طرز تمدّن - طریق معاشرت کے مطالعہ کا بیحد شوق رہا ہے - وہ اپنے ہر ایک سفر میں ملکوں کی ترقیات کو دیکھکر اپنی سلطنت خداداد کے لئے بہترین ذرائع - فلاح و اصلاح کے جذبات بہم پہونچانے کے نہایت مشتاق ہیں - ہم کسی دوسرے موقعہ پر ان تفصیلات کا ذکر کریں گے - جو اعلیحضرت کے روشن دل و دماغ کے ذریعہ سے ریاست بہاولپور کی ترقی - تہذیب - شائستگی - تمدّن و بہبودی معاشرت کے سلسلہ میں جدید صورت میں وقتاً فوقتاً روشناس ہوئیں - ہم اس عنوان کے تحت میں بعض اُن سفروں کا خلاصہ ذکر کرتے ہیں - جو اعلیحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ نے بیرون حدود ہندوستان فرمائے -

پہلا اور دوسرا سفر یورپ

پہلا اور دوسرا سفر یورپ

سنہ ۱۹۱۳ء میں جبکہ اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہٗ کی عمر ۹، ۱۰ سال کی تھی - مسٹر اے - ایم اٹیکنسن صاحب پولٹیکل ایجنٹ ریاست ہائے پھولکیان ڈاکٹر محمدؐ دین صاحب مشیر تصریفات - خان صاحب میاں غلام رسول خان صاحب مشیر حاضرباش کے ہمراہ تعلیم تبدیلی آب وہوا - اور حصول صحت کے اغراض سے انگلستان تشریف لے گئے - دس ماہ کے قیام کے بعد پھر ہندوستان آکر دوبارہ تشریف لے گئے - اور اس دفعہ اگرچہ ارادہ زیادہ قیام کا تھا - مگر جنگ عظیم کے رونما ہو جانے کی وجہ سے واپس تشریف فرمائے وطن ہوئے - اس عرصہ میں آپ کی صحت پر نہایت عمدہ اثر ہوا -

تیسرا سفر

تیسرا سفر

۱۴ جون سنہ ۱۹۲۴ء کو اعلیحضرت تبدیل آب وہوا اور اپنے ملک کی اصلاحی تدابیر کے لئے تمدن دنیا کے عملی نظارے دیکھنے کی غرض سے پھر عازم یورپ ہوئے - اس سفر میں کرنل اسکاف - خان غلام رسول خان صاحب مشیر تصریفات - میجر مولوی شمس الدین محمدؐ صاحب - پرائیویٹ سکرٹری - صاحبزادہ قادر بخش خان صاحب عبّاسی مشیر - میجر فیض احمدؐ خان صاحب نائب مشیر تصریفات - اور چودھری کریم بخش خان، خدمت گار کو شرفِ ملازمت ہمرکابی حاصل رہا -

۳۰ جون سنہ ۱۹۲۴ء کو پورٹ سعید پہونچے - ۴ جولائی سنہ ۱۹۲۴ء کو فرانس کی بندرگاہ مارسیلز پر اُترے - اور ۵ کو لندن پہونچے ۱۸ - اگست کو واپسی ہوئی - اس سفر میں شہنشاہ معظم سے بھی ملاقات ہوئی -

چوتھا سفر

مئی ۱۹۳۱ء کی گرمیوں میں انگلستان تشریف لے گئے۔ اس سفر میں کرنل شیخ مقبول حسن صاحب بہادر قریشی ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی وزیر حضوری۔ میجر فیض احمد خان صاحب شاری مشیر تقریبات۔ میجر نظر علی شاہ صاحب۔اے۔ڈی۔سی۔ کیپٹن مہر الدین صاحب سپرنٹنڈنٹ موٹر خانہ اور جمعدار اللہ ڈوایا خاں کو شرف ہمرکابی حاصل ہوا۔

جہاز چترال کے ذریعہ بمبئی سے آغاز سفر ہوا۔ ۱۳ مئی کو عدن پہونچے۔ اس سفر میں ساحل سوڈان۔ فرانس۔ انگلستان۔ پیرس کے مشہور مقامات کی سیاحت فرما کر واپسی پر مکہ معظمہ۔ مدینہ طیبہ۔ طائف۔ قاہرہ۔ مصر کی زیارات کا شرف حاصل فرمایا۔ اور واپسی کے وقت قاہرہ سے کراچی تک ۳۲ گھنٹوں میں تین ہزار میل کا سفر ہوائی جہاز میں فرما کر ۱۲ جولائی کو واپس پہونچے۔

اس سفر میں اعلیحضرت شہنشاہ معظم کے ساتھ ملاقات کی۔ اور ایک عالیشان دربار میں ملک معظم سے جی۔سی۔آئی۔ای کا اعزاز حاصل کیا۔

پانچواں سفر

جون ۱۹۳۲ء میں پھر اعلیحضرت یورپ کی سیاحت کے لئے تشریف لے گئے۔ اور ۸ ستمبر ۱۹۳۲ء کو واپسی ہوئی۔

چھٹا سفر

اکتوبر ۱۹۳۳ء کو اعلیحضرت "وائسرائے آف انڈیا" نامی جہاز کے ذریعہ ولایت تشریف لے گئے اور ۱۳ جنوری ۳۴ء کو واپس تشریف لائے۔

سفر حجاز

آغاز ۱۹۳۵ء میں یہ سفر ہوا۔ یہی وہ سفر مبارک ہے۔ جس کا تذکرہ آپ اس کتاب میں پڑھیں گے۔ اعلیحضرت وہ پہلے ہندوستانی فرمانروا ہیں جنہوں نے اس نوعمری میں یہ سعادت حاصل کی۔ اس کی کوئی دوسری نظیر سوائے اعلیحضرت کے والد ماجد علیہ الرحمۃ کے نہیں مل سکتی۔ اعلیحضرت کے والد بزرگوار علیہ الرحمۃ نے بھی حج فرمایا تھا۔ مگر حیات مستعار نے اُن کو خدمت مُلک کے لئے مہلت نہ دی۔

ان سفروں کے حالات نہایت ہی دلچسپ اور جاذب توجہ ہونے کے علاوہ مفید اور نتیجہ خیز ہیں۔ مگر چونکہ ہماری اس کتاب میں صرف ان سفروں کی نہایت مختصر کیفیت کا اندراج ضروری تھا۔ اسلئے اشارۃً انکا ذکر کر دیا گیا ہے۔

چوتھا سفر

پانچواں سفر

چھٹا سفر

سفر حجاز

سیاحت اندرون حدود ہندوستان کے بعض مناظر

اعلیحضرت دام اقبالہ، وملکہ، جس سرگرمی اور محنت کے ساتھ ہمیشہ اپنی ریاست کے اندر دورہ کرنے اور رعایا کی فریاد رسی اور تکالیف رفع کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اُسی جذبۂ ترقی ریاست وبہبودی ملک کے سلسلہ میں آپ بیرون ریاست بھی تشریف لے جانے اور دوسرے ممالک کی رفتار ترقی اور تدابیر حُسن نظام ملک کے مطالعہ کے لئے ہمیشہ مستعد اور سرگرم رہتے ہیں۔ ہندوستان کے اکثر بڑے بڑے شہروں کا سفر فرما کر آپ نے ترقی یافتہ ممالک کی بہت سی تدابیر کو اپنی ریاست کی بہبود کے لئے عملی جامہ پہنایا ہے شملہ۔ دہلی۔ اور لاہور چونکہ حکام عالی مقام کے صدر مقامات ہیں۔ اس لئے ان مقامات میں ہز ایکسلینسی اور دوسرے افسران کی ملاقات۔ دعوت اور تبادلہ خیالات کے لئے اکثر جانے کا اتفاق ہوا کرتا ہے۔ ان مقامات میں اعلیحضرت نے اپنے قیام کے لئے اپنے محل اور کوٹھیاں بنوائی ہوئی ہیں۔ شملہ تو ویسے بھی گرمیوں کے ایام بسر کرنے کا بہترین مقام ہے۔ اس لئے اعلیحضرت کبھی کبھی گرمیوں کے دن اس پہاڑ پر بسر فرمایا کرتے ہیں۔ دہلی میں علاوہ ان اغراض کے چیمبر آف پرنسس کے اکثر اجلاس میں شمولیت کیلئے تشریف لے جاتے ہیں۔ اس چیمبر کے اغراض دیسی ریاستوں کی بہبود اور حفاظت واقتدار پر مشتمل ہیں۔ لاہور میں علاوہ اغراض بالا کے دسمبر ۱۹۳۰ء کو انجمن حمایت اسلام لاہور کے چھیالیسویں سالانہ اجلاس کی صدارت کو زینت بخشنے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ اور آپ نے جو خطبۂ صدارت اس اجلاس میں ارشاد فرمایا تھا وہ دنیائے ہندوستان کے بڑے بڑے اسپیکروں اور مصلحان قوم وملت سے خراج تحسین حاصل کر چکا ہے۔ اس موقعہ پر اعلیحضرت نے مسلمانوں کی تعلیمی امداد میں پچیس ہزار روپیہ کا گرانقدر عطیہ مرحمت فرمایا۔

کوئٹہ۔ کشمیر۔ اور دہرہ دون سرد مقامات ہیں۔ یہاں بعض بعض اوقات گرمیوں کے دن بسر فرمانے اور اپنے ملکی اور اقتصادی حالات پر غور کرنے کے لئے تشریف فرما ہوتے رہے ہیں۔

کشمیر میں ۱۹۲۸ء کے قیام کا ایک مشہور واقعہ پیش آیا۔ جس کو تاریخ میں اپنی واجب جگہ حاصل کرنی چاہیئے $\frac{13}{14}$ اگست ۱۹۲۸ء کو اعلیحضرت کے کمپ میں ڈاکوؤں نے حملہ کیا۔ جمعدار پہرہ پر مستعد تھا۔ اُس نے خطرہ کا احساس کیا۔ اعلیحضرت اپنے خیمہ شاہی سے فوراً پستول ہاتھ میں لے کر مردانہ وار باہر آگئے۔ اور کمپ گارڈ کی اس ہوشیاری اور بیداری سے متاثر ہو کر ڈاکوؤں کو بجز فرار کے اور کوئی راستہ نہ ملا۔ تعاقب کیا گیا

جمعدار کمپ نے ایک ڈاکو کو جا کر پکڑا - اس زور آزمائی اور کشمکش میں جمعدار کی ٹانگ کی ہڈی پر زور آگیا اور پہاڑی راستہ کے نشیب و فراز نے ڈاکوؤں کو بھاگنے اور جان بچا کر چھپ جانے میں کامیاب کر دیا

علی گڈھ کو مسلمانوں کے دار العلوم ہونے کی وجہ سے ہندوستان میں ایک خاص شہرت اور عظمت حاصل ہے - اعلیحضرت اس دار العلوم (مسلم یونیورسٹی) کے جلسہ تقسیم اسناد علوم کی صدارت کے لئے مدعو ہوئے تھے - اعلیحضرت نے اس جلسہ عظیم الشان کی صدارت کے تمام فرض نہایت خوبی اور عمدگی سے ادا فرمائے - اور خطبہ صدارت جو اس موقعہ پر اعلیحضرت نے ارشاد فرمایا - وہ ایسی علمی مرکز کے لئے یادگار رہے گا - اسی موقعہ پر اعلیحضرت نے ایک لاکھ روپیہ کی حقیر رقم چندہ میں بھی مرحمت فرمائی -

بمبئی اور کراچی ہندوستان کے بحری کنارے کے عظیم الشان شہر ہیں - یورپ اور حجاز کے سفروں کے لئے اور سیاحت کی غرض سے ان مقامات کے حالات پر غور کرنے کا اشتیاق اعلیحضرت کو ان مقامات میں بھی لے گیا -

ریاست آلور میں مہاراجہ صاحب کے جوبلی میں شامل ہونے کی غرض سے جنوری سنہ ۱۹۲۹ء کو تشریف لے گئے -

اور کپور تھلہ کی عظیم الشان جامع مسجد شریف (جو کہ عالیشان عمارات کے نمونہ پر بنائی گئی ہے) کے افتتاح کے لئے اعلیحضرت کو مہاراجہ صاحب نے مدعو کیا - اور اعلیحضرت نے اس مقدس تقریب کو نہایت ہی شاندار طور پر انجام دیا -

اس قسم کے سفر اکثر وقوع میں آتے رہے ہیں - اعلیحضرت ہر ایک ایسے سفر میں اپنی ریاست کے تفکرات اور ترقی رعایا کے جذبات سے ہمیشہ متاثر رہے ہیں -

اللہ تعالے ایسے بہی خواہ ملک و رعایا - نیک سرشت اور پاک باطن فرمانروا کو ہمیشہ سلامت رکھے

آمین ثم آمین

بعض عطیّات خاص

بہاولپور کی وہ امدادیں جو گورنمنٹ برطانیہ کو ملتان کے فتح کرنے کے سلسلہ میں یا سرحدی لڑائیوں کے علاوہ جنگ عظیم کے موقعہ پر پیش کی گئی ہیں۔ ان کا ذکر ایک داستان دراز کے علاوہ عجیب حیرت انگیز ہے۔ اور ریاست بہاولپور کے فرمانروا کو اس قسم کے اہم اور مہتم بالشان خدمات جنگی پر فخر کرنے کا بجا طور پر حق حاصل ہے ملتان کی ظفرمندی کا سہرا اُن جوان ہمت ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہننے والے سپاہیوں کے سر پر سجایا گیا ہے۔ جنہوں نے ریاست بہاولپور کی طرف سے گورنمنٹ عالیہ برطانیہ کی امدادیں جانیں صرف کرکے یہ قیمتی موتی حاصل کیا۔ اور تاج برطانیہ کی زینت قرار پایا۔

جنگ عظیم میں بھی جو امداد بہاولپور کی جانب سے پیش کی گئی ہے۔ اس کا نہایت ہی شکریہ آمیز الفاظ میں اعتراف کیا گیا ہے۔ اس مختصر تذکرہ میں گنجائش نہیں۔ ورنہ ہم ان امدادوں کی تفصیل درج کرکے وہ نظارہ پیش کرتے۔ جس سے بہاولپور کی سچی محبت۔ اتحاد اور پُرخلوص جاں نثاری کے مرقعے سامنے آجاتے۔

اپنی کتاب کے محدود مقاصد کو پیش نظر رکھ کر ہم اُن عطیّات سلطانی کا ذکر بطور نمونہ مشتے از خروار کرتے ہیں۔ جو اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ نے اپنے جذبات فیاضی۔ ہمدردی۔ ہنرپروری۔ علم نوازی کے تقاضے سے فرمائیں۔

دسمبر سنہ ۱۹۲۵ء کو ۲۵ ہزار (عطیہ) علی گڈھ کالج کے پچاسویں جوبلی کے لئے مرحمت فرمایا۔ اور ارکان وفد کو باریاب سلام کیا۔

ستمبر سنہ ۱۹۲۸ء میں مولوی اصغر علی صاحب روحی پروفیسر السنہ شرقی اسلامیہ کالج لاہور کو ان کی ایک کتاب "دبیر عجم" کے لئے سات سو روپیہ انعام مرحمت فرمایا۔

۱۶ر جنوری سنہ ۱۹۳۰ء کو عزت نشان محسن الملک مولوی غلام حسین صاحب بہادر کو اُن کی پنشن یابی کے موقعہ پر بصلہ خدمات پچیس ۲۵ ہزار روپیہ بونس اور ۲۰ مربعہ آراضی مستقل نہر پر مرحمت فرمائی۔

اگست سنہ ۱۹۳۰ء مسافرخانہ ہسپتال کسولی کی دوسری منزل کی تعمیر کے لئے مبلغ ایک ہزار روپیہ عطا کیا۔

دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کو ایک لاکھ روپیہ کے عطیہ کا اعلان فرمایا۔

۲۷ - دسمبر ۱۹۳۰ء کو انجمن حمایت اسلام لاہور کی ۴۶ ویں سالانہ اجلاس کی صدارت فرمائی - اور پچیس ہزار روپیہ عطیہ کا اعلان فرمایا۔

۱۴ - فروری ۱۹۳۱ء کو راقم ناچیز کے بھائی حاجی محمد عبد الرحمٰن صاحب کی دوکان کا بہاولپور میں افتتاح فرمایا - اور دس ہزار روپیہ عطیہ کا اعلان فرمایا۔

۲ - اپریل ۱۹۳۱ء کو آیورویدک اینڈ یونانی طبی کالج دہلی کی تقسیم اسناد کے جلسہ کی صدارت میں بیس ہزار روپیہ کے عطیہ کا اعلان فرمایا۔

۸ - فروری ۱۹۳۴ء کو ڈیرہ مبارک کے گوردوارہ کی تعمیر کے لئے اپنے ہندو اور سکھ رعایا کے وفد کو پانچسو روپیہ مرحمت فرمایا۔

بہاولپور میں عیدگاہ کی منظوری مرحمت فرمائی - چنانچہ ایک عالیشان عمارت تیار ہوگئی ہے۔

جامع مسجد شریف بہاولپور کے لئے ایک لاکھ روپیہ مرحمت فرمایا - اور بہت بڑی قیمتی جائداد وقف فرمائی۔

سب سے بڑی خیرات مالی اور جسمانی سو سے زیادہ نمک خوار غلاموں - علماء اور فقراء کو حج کرایا - اور اس سفر حج میں قریباً لاکھ روپیہ نقدی اور طعام پختہ کی بے اندازہ خیرات فرمائی - اور یہ سلسلہ خیرات عطایات شب و روز جاری ہے

پنجاب اور ہندوستان کی دوسری علمی اور فنی انجمنیں اور جماعتیں جو مستقل اور غیر مستقل امدادیں حاصل کررہی ہیں وہ اس سے علاوہ ہیں - اعلیحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ کے بزرگان محترم نے جو بیش قدر اور کثیر التعداد امدادیں ملک کے ہر ایک صیغہ کے لئے وقف کردی تھیں وہ بھی اس کے علاوہ ہیں - مختصر یہ کہ اعلیحضرت اپنے بزرگان محترم خلفائے عباسیہ بغداد کی فیاضی - علم نوازی اور ہنر پروری کا ایک بہترین نمونہ اور اسوہ حسنہ ہیں۔

زندگی کے بعض ناخوشگوار مراحل

قانون فطرت کے مطابق انسان دنیا میں رنج و راحت کے حوادث سے متاثر ہونے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ جہاں خوشیوں کے خوشگوار اثر سے انسانی زندگی میں ایک تموج اور نمو رونما ہوتا ہے۔ اُسی طرح جسمانی تکالیف اور مصائب و مشکلات سے انسانی دل پر ناخوشگوار اثر بھی پڑتے ہیں۔

جس طرح نظام عالم کے لئے متضاد کیفیتیں لازمی ہیں اسی طرح انسان بھی رنج و راحت کے درختوں سے ضرور کچھ نہ کچھ بہرہ یاب ہوتا ہے۔

ابھی عمر مبارک ڈھائی سال کی تھی کہ سایہ ہما پایہ والد ماجد سر سے اُٹھ گیا۔

والدہ ماجدہ کی وفات حسرت آیات بھی کم صدمہ کا موجب نہ تھی۔

روحانی پیشوا حضرت خواجہ فیض احمد صاحب علیہ الرحمتہ کا انتقال اور ہز ہائینس بیگم صاحبہ مرحومہ کے انتقال کا واقعہ ۳ مارچ ۱۹۲۳ء اور بعض دوسرے غم آفریں واقعات کا اعلیٰحضرت کے دل پر خاص اثر رہا۔ اسی طرح بعض بیماریوں اور تکلیفوں کا بھی سامنا ہوتا رہا۔ چنانچہ ابھی چار یا پانچ سال کی عمر تھی کہ گلے کے غدود بڑھ جانے کی تکلیف رونما ہوئی۔ اور اس کے لئے میجر اینسورتھ صاحب میڈیکل ایڈوائزر مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ کی خدمات اُپریشن کرنے کی غرض کیلئے حاصل کی گئیں۔ اور یکم دسمبر ۱۹۰۸ء کو اُپریشن ہوا۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے یہ عمل کامیاب رہا۔ اور ۲ جنوری ۱۹۰۹ء کو بالکل صحت یاب ہو کر غسل صحت فرمایا۔ اسی طرح آپ کی ناک کے غدود بڑھ گئے تھے۔ اور پالی پس کی تکلیف کچھ دنوں رہی تھی۔ اس کا بھی لاہور میں اُپریشن کے ذریعہ کامیاب علاج ہوا۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس تکلیف سے نجات حاصل ہوئی۔

سنگ مثانہ کی تکلیف سے بھی کچھ عرصہ تک طبع نازک وقف پریشانی رہی۔ اور حج مبارک سے واپسی کے وقت عدن کے قریب اللہ تبارک و تعالےٰ کے فضل سے سنگ مثانہ خود بخود نکل پڑا۔ اور اس تکلیف کی بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص فضل و احسان سے صحت کاملہ مرحمت فرمائی۔ دعا ہے۔ کہ ؎

تنش بناز طبیباں نیاز مند مباد

امتیاز۔ خطاب۔ تمغے اور سندات

ریاست بہاولپور میں پہلے اس قسم کا کوئی طریق رائج نہیں تھا۔ جس سے افسران اور ملازمان کی خدمات حسنہ کا اعتراف بطور ایک مستقل یادگار کے کیا جاتا۔ یا خاص خاص اصحاب کی امداد۔ استعداد اور نمایاں کاموں کے متعلق ان کو کوئی امتیازی نشان۔ سند یا تمغہ عطا ہوتا۔ اعلیحضرت کے جدامجد علیہ الرحمتہ کے عہد مبارک میں گورنمنٹ برطانیہ کی جانب سے جنگ کابل وغیرہ کے کچھ تمغے یا بعض دوسری خاص خدمات سول وملٹری کے تمغے عطا ہوئے تھے۔ وہ مستحق لوگوں میں تقسیم کئے گئے تھے۔

جنت آشیاں نواب حاجی محمد بہاول خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ (اعلیحضرت کے والد ماجد) کے عہد میں اس قسم کا ایک خیال پیدا ہوا تھا۔ کہ مسند نشینی کے موقعہ پر اور تولید سعید ولیعہد (اعلیحضرت کی ولادت باسعادت) کی تقریب پر حسن خدمات کے باعث افسران۔ ملازمان اور بعض خاص اصحاب کو تمغے ملے تھے۔ اور بعض فوجی رینک بھی عطا کئے گئے تھے۔ لیکن یہ ایک ابتدائی خیال کا خاکہ تھا۔ اعلیحضرت نے اپنے عہد مبارک میں اس سلسلہ کو ایک باضابطہ قانون کی صورت میں لاکر سول ملٹری اور دوسرے خدام کے لئے اعتراف خدمات اور صلۂ فدویت کے متعلق جماعت وار امتیازات۔ خطابات گریڈ۔ رینک اور تمغے تجویز فرمادیئے اور اُن کے عطا کرنے کے متعلق ایک خاص ضابطہ اور اصول وضع فرماکر اس طریق حوصلہ افزائی کو نہایت مکمل اور بہت مضبوط کردیا۔ تاکہ وابستگان دولت عالیہ عباسیہ کو بیش از پیش جان نثاری اور خدمت انجام دینے کی خاص طور پر ترغیب ہو۔

اس موقعہ کی ضرورت کو مدنظر رکھ کر ہم اُن تمام کلاسیفکیشن (جماعت بندی) کو ایک نقشہ کی صورت میں درج کرتے ہیں۔ اور پھر بطور نمونہ بعض بعض اصحاب اور افسران ریاست کے متعلق یہ درج کرتے ہیں۔ کہ ان کی خاص خاص خدمات اور فداکارانہ جان نثاریوں کا کس طرح اعتراف کیا جاتا رہا ہے۔

فہرست اقسام امتیازات و تمغہ جات

نمبر شمار	نام امتیازات	درجہ ہائے مجوزہ			
۱	امتیاز ستلج	سیکنڈ گریڈ درجہ ثانی	تھرڈ گریڈ درجہ ثالث	فورتھ گریڈ درجہ رابع	
۲	امتیاز عباسیہ	اسپیشل گریڈ	فسٹ گریڈ درجہ اولیٰ	سکنڈ گریڈ درجہ ثانی	تھرڈ گریڈ درجہ ثالث
۳	امتیاز ہارونیہ	اسپیشل گریڈ	فسٹ گریڈ درجہ اولیٰ	سکنڈ گریڈ درجہ ثانی	تھرڈ گریڈ درجہ ثالث
۴	امتیاز حضوری		فسٹ گریڈ گولڈ درجہ اولیٰ طلائی	سکنڈ گریڈ سلور درجہ ثانی نقرئی	تھرڈ گریڈ درجہ ثالث
۵	ایفیشنسی (استعداد حربیہ)		فسٹ کلاس گولڈ (طلائی)	سکنڈ کلاس سلور نقرئی	
۶	گریٹ وار (جنگ عظیم این۔ ڈبلیو۔ ایف	براؤنز			
۷	کوٹ سنڈل (خدمات قیام امن شورش)	سلور			
۸	شجاعت				
۹	جنرل سروس (خدمات عمومیہ)	سلور برائے فوجی افسران			
۱۰	لانگ سروس (طویل خدمات)	” ” ”			
۱۱	گڈ سروس (خدمات حسنہ	” ” ”			
۱۲	گڈ کنڈکٹ (حسن عمل)	” ” ”			
۱۳	جنرل سروس (خدمات عمومیہ)	” سول ”			

نمبرشمار	نام امتیازات	درجہ ہائے مجوزہ
۱۴	لانگ سروس (طویل خدمات)	سلور برائے سول افسران
۱۵	گڈسروس (خدمات حسنہ)	" " "
۱۶	گڈکنڈکٹ (حُسن عمل)	" " "
۱۷	پولیس میڈل (تمغہ پولیس)	" پولیس "
۱۸	کورمیڈل	" ہردوسول اور ملٹری کے لئے استعمال ہوسکتا ہے
۱۹	کسٹینری	گولڈ اینڈ سلور براؤنز (اتحاد صد سالہ برطانیہ وبہاولپور) سنہ ۱۸۳۳ء تا سنہ ۱۹۳۳ء درجہ اول درجہ دوم درجہ سوم
۲۰	کاروِنیشن سنہ ۱۹۲۴ء (گدی نشینی حضور سرکار عالی ام اقبالہٗ وملکہٗ)	گولڈ سلور براؤنز درجہ اول درجہ دوم درجہ سوم
۲۱	کنگ سلور جوبلی	سلور
۲۲	تمغہ حج[1] بیت اللہ شریف حج میڈل	" (بیادگار سفر حجاز سرکار والاشان معہ افسران حاشیہ وخدام بتقریب زیارت حرمین شریفین واوائے مناسک حج۔) حج اکبر سنہ ۱۳۵۲ھ

علاوہ امتیازات بالا کے خطابات ذیل بھی خادمان سلطنت خداداد کے لئے وقتاً فوقتاً تجویز ہوتے رہے ہیں۔

رئیس الوزرار۔ نواب۔ عزت نشان۔ رفیع الشان۔ محسن الملک۔ عماد الملک۔ شجاع الملک افتخار الملک۔ امین الملک۔ عمدۃ الامرا۔ مخدوم الملک۔ سیٹھ بہادر۔ افسر الاطبار۔ افضل الحکمار ملک الشعرار دبیر الملک وغیرہ وغیرہ۔

[1] اس تمغہ کی تصویر کتاب کے آخیر میں دکھلائی گئی ہے۔ عزیز

فہرست خطاب یافتگان

نمبر شمار	نام خطاب یافتگان	درجہ خطاب	نام خطاب	تاریخ عطائے خطاب
۱	مولوی غلام حسین صاحب ریٹائرڈ ہوم منسٹر	۰	عزت نشان محسن الملک	دسمبر سنہ ۱۹۲۸ء
۲	خان بہادر نبی بخش محمد حسین صاحب بہادر ایم۔اے۔ایل ایل۔بی۔سی۔آئی۔ای۔کے۔سی۔اے۔او۔پرائم منسٹر	۰	عزت نشان عماد الملک رئیس الوزرار	۲۳ جولائی سنہ ۱۹۳۰ء
۳	عزت نشان عماد الملک رئیس الوزرار خان بہادر نبی بخش محمد حسین صاحب بہادر ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی۔سی۔آئی۔ای چیف منسٹر	۰	نواب	۲۷ ستمبر سنہ ۱۹۳۲ء
۴	لفٹنٹ کرنل محمد مقبول حسن صاحب بہادر ایم۔اے۔ایل ایل۔بی وزیر حضوری	۰	رفیع الشان افتخار الملک	"
۵	سردار حاجی محمد امیر خاں صاحب بہادر ہوم منسٹر	۰	عمدۃ الامرا امین الملک	"
۶	میجر جنرل صاحبزادہ حاجی محمد دلاور خاں صاحب عباسی وزیر عسکر	۰	رفیع الشان شجاع الملک	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۴ء
	" " " "	ترقی رینک	لفٹنٹ جنرل	"
۷	میجر خان بہادر ڈاکٹر دیوان علی صاحب ایم۔بی۔ای	"	لفٹنٹ کرنل	"

امتیاز ستلج درجہ ثالث

نمبر شمار	نام خطاب یافتگان	درجہ خطاب	نام خطاب	تاریخ عطائے خطاب
۱	مولوی محمد یار خاں صاحب بی۔اے چیف انسپکٹر مدارس	"	"	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۲ء
۲	سردار نور احمد خان صاحب نائب مشیر مال	"	"	"
۳	شیخ شیر محمد صاحب نائب منتظم آبادی	"	"	"

نمبر شمار	نام خطاب یافتگان	درجہ خطاب	نام خطاب	تاریخ عطائے خطاب
۴	عمدۃ الامرا امین الملک سردار محمد امیر خانصاحب بہادر ہوم منسٹر	درجہ ثالث	امتیاز ستلج	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۳ء
۵	عبدالحمید خان اگزیکٹو انجنیر	"	"	"
۶	سردار نور محمد خان صاحب لغاری	"	"	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۴ء
۷	مخدوم غلام میران شاہ صاحب جمالدین والی	درجہ ثالث	امتیاز ستلج	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۴ء

امتیاز ستلج درجہ رابع

نمبر شمار	نام خطاب یافتگان	درجہ خطاب	نام خطاب	تاریخ عطائے خطاب
۱	شیخ شیر محمد صاحب نائب منتظم آبادی	درجہ رابع	امتیاز ستلج	"
۲	سردار نور احمد خاں صاحب نائب مشیر مال	"	"	"
۳	مولوی محمد یار خاں صاحب چیف انسپکٹر مدارس	"	"	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۴ء
۴	منشی محمد اکبر خاں صاحب ڈسٹرکٹ جج بہاولپور	"	"	"
۵	لفٹنٹ نرندر سنگھ	"	"	"

امتیاز عباسیہ سپیشل گریڈ

نمبر شمار	نام خطاب یافتگان	درجہ خطاب	نام خطاب	تاریخ عطائے خطاب
۱	نواب امیر الدین خانصاحب بہادر کے۔ سی۔ آئی۔ ای (نواب آف لوہارو)	سپیشل گریڈ	امتیاز عباسیہ	
۲	پرنس محمد اکرم خان (ترک)	"	"	۲۹ جون سنہ ۱۹۳۵ء

امتیاز عباسیہ درجہ اولیٰ

نمبر شمار	نام خطاب یافتگان	درجہ خطاب	نام خطاب	تاریخ عطائے خطاب
۱	عزت نشان۔ عماد الملک۔ رئیس الوزرا خان بہادر نبی بخش محمد حسین خانصاحب بہادر ایم اے ایل ایل بی سی آئی ای پرائم منسٹر	درجہ اولیٰ	امتیاز عباسیہ	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۰ء

نمبر شمار	نام خطاب یافتگان	درجہ خطاب	نام خطاب	تاریخ عطائے خطاب

امتیاز عبّاسیہ درجہ ثانی

نمبر شمار	نام خطاب یافتگان	درجہ خطاب	نام خطاب	تاریخ عطائے خطاب
۱	میجر شمس الدین محمد صاحب بہادر بی۔اے فارن سکرٹری	درجہ ثانی	امتیاز عباسیہ	۳۰ ستمبر ۱۹۲۹ء
۲	لفٹنٹ کرنل صاحبزادہ قادر بخش خانصاحب عباسی	″	″	″
۳	ایم مہابت رائے صاحب او۔بی۔اے ریاست کپورتھلہ	″	″	مارچ ۱۹۳۰ء
۴	سردار جرمنی داس صاحب او بی۔اے ریاست کپورتھلہ	″	″	″
۵	رفیع الشان۔افتخار الملک۔لفٹنٹ کرنل۔خان بہادر مقبول حسن صاحب بہادر ایم۔اے۔ایل۔ایل بی وزیر حضوری	″	″	۳۰ ستمبر ۱۹۳۱ء
۶	رفیع الشان۔شجاع الملک۔لفٹنٹ جرنل صاحبزادہ حاجی محمد دلاور خاں صاحب بہادر عبّاسی۔ایم۔بی۔ای	″	″	″ ۱۹۳۲ء
۷	میجر جرنل محمد افضل خانصاحب سی آئی۔ای۔	″	″	″
۸	میجر فیض احمد خاں صاحب۔سی اے۔او۔سی۔ایچ۔او مشیر تصریفات۔	″	″	″

امتیاز عبّاسیہ درجہ ثالث

نمبر شمار	نام خطاب یافتگان	درجہ خطاب	نام خطاب	تاریخ عطائے خطاب
۱	خان غلام رسول خانصاحب مرحوم مشیر تصریفات	درجہ ثالث	امتیاز عبّاسیہ	۳ ستمبر ۱۹۲۹ء
۲	ڈاکٹر ریاض الحسن صاحب میڈیکل افسر	″	″	″
۳	میجر شیخ حفیظ اللہ صاحب بی۔اے ایل۔ایل۔بی سب جج	″	″	″
۴	میجر جی اٹکنسن صاحب سابق سپرنٹنڈنٹ پولیس بہاولپور	″	″	۳ ستمبر ۱۹۳۰ء
۵	کرنل تلوک چند صاحب قلعدار صادق گڑھ پیلس	″	″	″
۶	خانصاحب میجر فیض احمد خاں صاحب مشیر تصریفات	″	″	″

نمبر شمار	نام خطاب یافتگان	درجہ خطاب	نام خطاب	تاریخ عطائے خطاب
۷	میجر خان بہادر ڈاکٹر دیوان علی صاحب ایم۔بی۔ای چیف میڈیکل افسر	درجہ ثالث	امتیاز عباسیہ	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء
۸	لفٹنٹ کرنل محمد جعفر خاں ریٹائرڈ کمانڈنگ افسر فسٹ صادق انفنٹری	"	"	"
۹	لفٹنٹ کرنل عبدالرحمان خاں صاحب ہیسی	"	"	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۲ء
۱۰	منشی غلام محمد خاں صاحب تحصیلدار احمد پور شرقیہ	"	"	"
۱۱	دیوان سکھانند صاحب ریٹائرڈ اڈیٹر خزانہ	"	"	"
۱۲	بابو عمرالدین صاحب ڈویژنل افسر	"	"	"
۱۳	سیٹھ رام دت صاحب ہیڈ خزانچی	"	"	"
۱۴	میجر سید نذیر علی شاہ صاحب کمانڈنٹ فسٹ انفنٹری	"	"	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۴ء

امتیاز ہارونیہ سپیشل گریڈ

نمبر شمار	نام خطاب یافتگان	درجہ خطاب	نام خطاب	تاریخ عطائے خطاب
۱	صاحبزادہ فیض محمد خاں صاحب بہادر عباسی	سپیشل گریڈ	امتیاز ہارونیہ	"

امتیاز ہارونیہ درجہ اولیٰ

نمبر شمار	نام خطاب یافتگان	درجہ خطاب	نام خطاب	تاریخ عطائے خطاب
۱	صاحبزادہ حاجی محمد حاجی خانصاحب بہادر عبّاسی	درجہ اولیٰ	"	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۰ء
۲	صاحبزادہ غلام بہاوالدین خانصاحب بہادر عباسی	"	"	"
۳	ڈاکٹر سید راس مسعود صاحب وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علیگڈھ	"	"	نومبر "

امتیاز ہارونیہ درجہ ثانی

نمبر شمار	نام خطاب یافتگان	درجہ خطاب	نام خطاب	تاریخ عطائے خطاب
۱	ڈاکٹر ولایت احمد خانصاحب پروفیسر قانون مسلم یونیورسٹی علیگڈھ	درجہ ثانی	"	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۰ء

نمبر شمار	نام خطاب یافتگان	درجہ خطاب	نام خطاب	تاریخ عطائے خطاب
۲	رفیع الشان افتخار الملک خان بہادر لفٹننٹ کرنل مقبول حسن صاحب بہادر ایم-اے-ایل-ایل بی وزیر حضوری	درجہ ثانی	امتیاز ہارونیہ	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۰ء
۳	میجر فیض احمد خانصاحب مشیر تصریفات	"	"	"
۴	میجر جنرل محمد افضل خانصاحب سی آئی-ای ریٹائر	"	"	"
۵	لفٹننٹ کرنل مولوی ضیاء الدین صاحب ایم-اے-ایل ایل-بی کمشنر پولیس	"	"	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء
۶	عمدۃ الامرا امین الملک سردار محمد امیر خانصاحب بہادر ہوم منسٹر	"	"	"
۷	رفیع الشان-شجاع الملک-میجر جنرل صاحبزادہ حاجی محمد دلاور خانصاحب بہادر عباسی	"	"	"
۸	خان بہادر چودہری نبی احمد صاحب مشیر مال	"	"	"
۹	مولوی فضل حسین صاحب چیف جج	"	"	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۲ء
۱۰	کپتان مولوی غلام محمد صاحب پرائیویٹ سکرٹری	"	"	"
۱۱	کپتان سید سعید احمد صاحب ملٹری سکرٹری	"	"	"
۱۲	ڈاکٹر ریاض الحسن صاحب میڈیکل افسر	"	"	"
۱۳	جی ڈبلیو پرائس صاحب کمشنر پولیس	"	"	"
۱۴	شیخ عبد الغنی صاحب اکونٹنٹ جنرل	"	"	"
۱۵	مسٹر فیاض حسین صاحب ایگزیکٹو افسر کمیٹیات	"	"	"
۱۶	میجر خان بہادر ڈاکٹر دیوان علی صاحب چیف میڈیکل افسر ایم-بی-ای	"	"	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۳ء
۱۷	دیوان سکھانند صاحب منسٹر آف کامرس	"	"	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۴ء
۱۸	لفٹننٹ کرنل جے-ایچ ہارڈن چیف آف دی جنرل سٹاف	"	"	"
۱۹	خان بہادر رجب علی خاں صاحب مشیر مال	"	"	"
۲۰	ملک محمد الدین صاحب دربار سکرٹری آف ٹونک	"	"	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۵ء

نمبر شمار	نام خطاب یافتگان	درجہ خطاب	نام خطاب	تاریخ عطائے خطاب
	امتیاز ہارونیہ درجہ ثالث			
۱	میجر احمد یار خان صاحب کمانڈنٹ ہارون انفنٹری	ثالث	امتیاز ہارونیہ	۲۰ ستمبر ۱۹۳۲ء
۲	لالہ نراین داس صاحب تحصیلدار	"	"	"
۳	منشی محمد منیر صاحب کنٹرولر سٹیشنری	"	"	"
۴	منشی محمد الیاس صاحب سپرنٹنڈنٹ توشہ خانہ	"	"	"
۵	ڈاکٹر محمد دین صاحب اسسٹنٹ سرجن	"	"	"
۶	لفٹنٹ محمد حسین خانصاحب اے۔ڈی۔سی	"	"	"
۷	ماسٹر نذیر احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ نشتران وٹینگ آفس	"	"	"
۸	لفٹنٹ عبدالغفور خانصاحب سپرنٹنڈنٹ ملٹری آفس	"	"	"
۹	سید محمود شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ پرائیویٹ سکرٹری آفس	"	"	"
۱۰	شیخ رفیق احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ دربار معلّٰی	"	"	"
۱۱	مفتی غلام مصطفیٰ صاحب سکرٹری کمیٹیات	"	"	"
۱۲	منشی غلام محمد صاحب سپرنٹنڈنٹ ہوم آفس	"	"	"
۱۳	کپتان مولوی ضیاء الدین احمد صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس	"	"	۳۰ ستمبر ۱۹۳۴ء
۱۴	مولوی احمد حسن صاحب میر منشی دربار	"	"	"
۱۵	بابو فیض احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ انجنیر آفس	"	"	"
۱۶	لالہ ویربھان توشہ خانہ	"	"	"
۱۷	خانصاحب ابوالاثر عبدالحفیظ جالندہری۔شاعر دربار	"	"	۳۰ ستمبر ۱۹۳۵ء
۱۸	مہتہ دہرم چند ممبر کمیٹی نائب مکھی شہر احمد پور شرقیہ	"	"	۱۸ اکتوبر ۱۹۳۵ء
۱۹	لالہ لیکھراج ممبر کمیٹی سکرٹری پنچائت وسپرنٹنڈنٹ گئوشالہ احمد پور شرقیہ	"	"	"

نمبر شمار	نام خطاب یافتگان	درجہ خطاب	نام خطاب	تاریخ عطائے خطاب
	امتیاز حضوری درجہ اولیٰ			
۱	عزت نشان - عمادالملک - رئیس الوزرا خان بہادر نبی بخش محمد حسین صاحب ایم - اے - ایل - ایل - بی - سی - آئی - ای پرائم منسٹر	درجہ اولیٰ	امتیاز حضوری	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۲ء
۲	عمدۃ الامرا - امین الملک سردار محمد امیر خانصاحب بہادر ہوم منسٹر	"	"	"
۳	رفیع الشان - افتخار الملک - خان بہادر لفٹننٹ کرنل مقبول حسن صاحب بہادر ایم اے ایل - ایل - بی وزیر حضوری	"	"	"
۴	خان بہادر لفٹننٹ کرنل ڈاکٹر دیوان علی صاحب ایم - بی - ای چیف میڈیکل افسر	"	"	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۵ء
	امتیاز حضوری درجہ ثانی			
۱	میجر فیض احمد خانصاحب مشیر تصریفات	درجہ ثانی	"	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء
۲	میجر سید نذیر علی شاہ صاحب اے - ڈی - سی	"	"	"
۳	کیپٹن سید غلام قاسم شاہ صاحب اے - ڈی - سی	"	"	"
۴	کیپٹن مہرالدین صاحب اے - ڈی - سی	"	"	"
۵	کیپٹن ولی محمد خانصاحب اے - ڈی - سی	"	"	"
۶	کیپٹن سید سعید احمد صاحب ملٹری سکرٹری	"	"	"
۷	کیپٹن مولوی غلام محمد صاحب پرائیویٹ سکرٹری	"	"	"
۸	ڈاکٹر ریاض الحسن صاحب میڈیکل افسر	"	"	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۲ء
۹	کرنل صاحبزادہ قادر بخش خانصاحب عباسی کوارٹر ماسٹر جنرل	"	"	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۴ء

امتیاز حضوری درجہ اولیٰ

امتیاز حضوری درجہ ثانی

نمبر شمار	نام خطاب یافتگان	درجہ خطاب	نام خطاب	تاریخ عطائے خطاب
۱۰	خان غلام حسن خاں صاحب	درجہ ثانی	امتیاز حضوری	۳۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء

امتیاز حضوری درجہ ثالث

نمبر شمار	نام خطاب یافتگان	درجہ خطاب	نام خطاب	تاریخ عطائے خطاب
۱	الٰہی بخش خاں کلاں خدمت گار	درجہ ثالث	امتیاز حضوری	ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء
۶	صوبیدار سید صفدر علی شاہ صاحب	〃	〃	ستمبر سنہ ۱۹۳۲ء
۲	سپاہی لطف علی خان	〃	〃	ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء
۳	سپاہی محمد نواز خان	〃	〃	〃
۴	سپاہی پوکھر سنگھ	〃	〃	〃
۵	اللہ ڈوایا خان	〃	〃	〃
۷	محمد صدیق خان خدمت گار	〃	〃	ستمبر سنہ ۱۹۳۲ء
۸	مولوی بشیر احمد صاحب	〃	〃	〃
۹	غوث بخش خان خدمت گار	〃	〃	〃
۱۰	لفٹنٹ احمد بخش خان فورمین	〃	〃	〃
۱۱	سچو خان موٹر ڈرائیور	〃	〃	۲۰ جون سنہ ۱۹۳۴ء
۱۲	شیخ عبدالحفیظ داروغہ توشہ خانہ	〃	〃	〃

لفٹیننی فسٹ کلاس

(استعداد حربیہ)

نمبر شمار	نام خطاب یافتگان	درجہ خطاب	نام خطاب	تاریخ عطائے خطاب
۱	میجر نذیر علی شاہ صاحب اے۔ ڈی۔ سی	فسٹ کلاس	استعداد حربیہ	ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء
۲	کپتان سید غلام قاسم شاہ صاحب اے۔ ڈی۔ سی	〃	〃	〃
۳	کپتان سید سید علی شاہ صاحب	〃	〃	〃

امتیاز حضوری درجہ ثالث
لفٹیننی فسٹ کلاس

نمبر شمار	نام خطاب یافتگان	درجہ خطاب	نام خطاب	تاریخ عطائے خطاب
۴	کیپٹن غلام نبی خان صاحب رسالہ باڈی گارڈ	فسٹ کلاس	استعداد حربیہ	ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء
۵	کیپٹن مہر الدین صاحب اے۔ڈی۔سی	"	"	" سنہ ۱۹۳۲ء
۶	کیپٹن مصطفےٰ اشرف صاحب	"	"	"
۷	لفٹنٹ غلام محمد خان	"	"	"
۸	لفٹنٹ مہندر سنگھ	"	"	"

لفٹیننی سیکنڈ کلاس

لفٹیننی سیکنڈ کلاس

(استعداد حربیہ)

نمبر شمار	نام خطاب یافتگان	درجہ خطاب	نام خطاب	تاریخ عطائے خطاب
۱	جمعدار کالو خان	سیکنڈ کلاس	استعداد حربیہ	ستمبر سنہ ۱۹۳۲ء
۲	لیس محمد نواز خان	"	"	"
۳	سپاہی پھلن خان	"	"	"
۴	سپاہی لطف علی خان	"	"	"
۵	سپاہی خدا بخش خان	"	"	"
۶	نائک پوکھر سنگھ	"	"	"
۷	صوبہ دار سید صفدر علی شاہ صاحب	"	"	"
۸	صوبہ دار خانمیر خان	"	"	ستمبر سنہ ۱۹۳۴ء

تمغہ جات جنگ عظیم سنہ ۱۴-۱۹۱۹ء

تمغہ جات جنگ عظیم

نمبر شمار	نام تمغہ یافتگان	تعداد تمغہ	موقعہ عطائے تمغہ	قسم تمغہ
۱	فوجی افسران عہدہ داران وجوانان وغیرہ	۴۷۲	جنگ عظیم سنہ ۱۴-۱۹۱۹ء	براونز
۲	" " "	۴۵۹	"	"

نمبر شمار	نام تمغہ یافتگان	تعداد تمغہ	موقعہ عطائے تمغہ معہ تاریخ	قسم تمغہ

تمغہ جات شورش کوٹ سبزل

علاقہ احمدپور لمہ

۱	فوجی افسران عہدہ داران وغیرہ	۳۹۸	بموقعہ شورش کوٹ سبزل سنہ ۱۹۳۰ء و سنہ ۱۹۳۱ء	سلور
۲	افسران پولیس معہ جوانان	۱۰۴		〃

شجاعت

			تاریخ عطائے تمغہ	
۱	جمعدار واحد بخش خان	۱	ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء	سلور
۲	الٰہی بخش خان کلاں خدمتگار	۱	ستمبر سنہ ۱۹۳۲ء	〃

جنرل سروس

(خدمات عمومیہ) برائے فوجی افسران

۱	کرنل صاحبزادہ قادر بخش خانصاحب عباسی	۱	ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء	سلور
۲	کرنل تلوک چند صاحب		〃	〃
۳	کیپٹن مہرالدین صاحب		〃	〃
۴	لفٹنٹ علی محمد خاں صاحب		〃	〃
۵	لفٹنٹ محمد امیر خاں پولو		〃	〃
۶	جمعدار محمد بخش خان		〃	〃

لانگ سروس (طویل خدمات)

برائے فوجی افسران

نمبر شمار	نام تمغہ یافتگان	سبب عطائے تمغہ معہ تاریخ	قسم تمغہ
۱	میجر جنرل صاحبزادہ محمد دلاور خان صاحب بہادر عباسی	ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء	سلور
۲	کرنل تلوک چند صاحب	"	"
۳	کیپٹن مہر الدین صاحب اے۔ڈی۔سی	"	"
۴	لفٹنٹ اللہ دوسایا خان	"	"
۵	جمعدار شمس الدین خان	اگست سنہ ۱۹۳۳ء	"
۶	حافظ نور محمد کمپنی حوالدار میجر	"	"
۷	کرنل احمد یار خان صاحب	"	"
۸	صوبہ دار غلام محمد خان	"	"
۹	صوبہ دار حاجی اللہ بخش خان	"	"
۱۰	صوبہ دار اللہ ڈوایا خان	"	"

گڈ سروس (خدمات حسنہ)

برائے فوجی افسران

۱	میجر جنرل صاحبزادہ محمد دلاور خان صاحب بہادر عباسی	ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء	سلور
۲	کرنل تلوک چند صاحب	"	"
۳	کرنل عبد الرحمان خان نیسی	"	"
۴	کیپٹن عبد الغفور خان	"	"
۵	لفٹنٹ کرنل صاحبزادہ قادر بخش خان صاحب عباسی	"	"

گڈ کنڈکٹ (حسن عمل)

برائے فوجی افسران

۱	کیپٹن مہر الدین صاحب اے۔ڈی۔سی	ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء	سلور

گڈ سروس (خدمات حسنہ)

گڈ کنڈکٹ (حسن عمل)

نمبر شمار	نام تمغہ یافتگان	سبب عطائے تمغہ معہ تاریخ	قسم تمغہ
۲	لفٹنٹ علی محمدؐ خان	ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء	سلور
۳	صوبیدار صفدر علی شاہ صاحب	"	"
۴	صوبیدار غلام محمدؐ خان آرمور	"	"
۵	لیس نائک محمدؐ نواز خان	"	"
۶	سپاہی لطف علی خان	"	"
۷	میجر جنرل صاحبزادہ محمدؐ دلاور خانصاحب بہادر عباسی	"	"

جنرل سروس

جنرل سروس (خدمات عمومیہ)

برائے سول افسران

۱	کیپٹن غلام محمدؐ خاں صاحب پرائیویٹ سکرٹری	"	"
۲	لفٹنٹ احمدؐ بخش خان فورمین	"	"
۳	لفٹنٹ منشی محمدؐ بخش خان	"	"
۴	حافظ محمود بخش خان داروغہ	"	"
۵	مولوی بشیر احمد اکونٹنٹ سٹاف	"	"

لانگ سروس

لانگ سروس (طویل خدمات)

برائے سول افسران

۱	جمعدار چودہری کریم بخش خاں	۸ر جنوری سنہ ۱۹۳۴ء	سلور
۲	امام بخش خان داروغہ چڑیا خانہ	۱۴ر نومبر سنہ ۱۹۳۴ء	"

گڈ سروس

گڈ سروس (خدمات حسنہ)

نمبر شمار	نام تمغہ یافتگان	سبب عطائے تمغہ معہ تاریخ	قسم تمغہ
	برائے سول افسران		
۱	لفٹننٹ کرنل مقبول حسن صاحب بہادر	ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء	سلور
۲	سردار محمد امیر خانصاحب بہادر	〃	〃
۳	میجر فیض احمد خان صاحب	〃	〃
۴	خواجہ رحیم اللہ صاحب	〃	〃

گڈ کنڈکٹ (حسن عمل)

برائے سول افسران

نمبر شمار	نام تمغہ یافتگان	سبب عطائے تمغہ معہ تاریخ	قسم تمغہ
	برائے سول افسران		
۱	لفٹننٹ محمد حسین خان صاحب	ستمبر سنہ ۱۹۳۱ء	〃
۲	جمعدار محمد رحیم خان خدمت گار	〃	〃
۳	غوث بخش خان خدمت گار	〃	〃

تمغہ پولیس

نمبر شمار	نام تمغہ یافتگان	سبب عطائے تمغہ معہ تاریخ	قسم تمغہ
	برائے پولیس افسران		
۱	چودہری شاہ نواز خان ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس	۲۱ اکتوبر سنہ ۱۹۳۴ء	〃
۲	اللہ رکھیا خان سارجنٹ نمبر ۷۸۴	〃	〃

کور میڈل

نمبر شمار	نام تمغہ یافتگان	سبب عطائے تمغہ معہ تاریخ	قسم تمغہ
۱	میجر فیض احمد خان صاحب	〃	〃
۲	میجر سید نذیر علی شاہ صاحب		

نمبر شمار	نام تمغہ یافتگان	تاریخ عطائے تمغہ	قسم تمغہ
۳	کیپٹن عبد الکریم خان	کور میڈل	سلور
۴	لفٹنٹ محمد نواز خان	"	
۵	صوبیدار سید صفدر علی شاہ صاحب		
۶	صوبیدار محمد یار خان صاحب		
۷	جمعدار شمس الدین خان		
۸	جمعدار خان میر خان		
۹	حوالدار میجر کالو خان		
۱۰	حوالدار محمد یار خان		
۱۱	لیس فتح چند		
۱۲	حوالدار جیوا رام		
۱۳	نائک پوکھر سنگھ		
۱۴	لیس احمد شاہ		
۱۵	لیس محمد نواز خان		
۱۶	سپاہی مچلن خان		
۱۷	" شیر شاہ		
۱۸	" امام بخش		
۱۹	" لطف علی		
۲۰	" خدا بخش خان		
۲۱	" اللہ ڈوایا		
۲۲	" ارجن سنگھ		
۲۳	" گھار سنگھ		
۲۴	کیپٹن مولوی ضیاء الدین صاحب	سنہ ۱۹۲۹ء	

نمبر شمار		تعداد تمغہ	
	سنٹینری سیلی بریشین		
	(اتحاد صد سالہ برطانیہ و بہاولپور ۱۸۳۳ء تا ۱۹۳۳ء)		
۱	تمغہ جات سنہری (طلائی)، شاہی خاندان و منسٹر صاحبان بہادر کے لئے (رائل فیملی)	۱۲	صیغہ وار تقسیم ہوئے
۲	تمغہ جات نقری (سلور) (افسران) ملٹری اینڈ سروس۔ خدمتگاران عہدہ داران جوانان ملٹری اینڈ پولیس وغیرہ	۱۴۱۵	
۳	تمغہ جات براؤن (ملازمان فراش خانہ کنجکیان وغیرہ	۱۶۸	
	میزان	۱۵۹۵	

کارونیشن

	تمغہ جات گدی نشینی حضور سرکار عالی دام اقبالہ وملکہ	
۱	تمغہ جات طلائی (سنہری)	۷
۲	" نقرہ (سلور)	۱۳
۳	" براؤن	۷

تمغہ جات حج

	بموجب فہرست حاجیان ہمراہی تقسیم ہوئے ۲۹ ستمبر ۱۹۳۵ء	۷۰

اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ
کی
ذاتی خصوصیات

۵

بہ بانگِ چنگ بگوئیم داستان حضور
کہ از نہفتن آن دیگِ سینہ میزد جوش

صفحۂ دنیا پر آج تک جس قدر بڑے بڑے آدمی گذرے ہیں - یا موجود ہیں - اگر غور کیا جائے تو اُن کی ہستیاں قدرت کے خاص عطیات اور انعامات سے مالا مال اور ممتاز پیدا کی گئی ہیں - بالعموم ایسی بلند اور مشہور عالم ہستیاں جو آسمان عزت و اقبال پر آفتاب کی طرح روشن اور نمایاں ہیں - بچپن ہی میں یتیم ہو کر پروان چڑھی ہیں - تاکہ دنیا سمجھ لے کہ انسانی مساعی اور تربیت سے خداوند کریم کا سلسلۂ انعامات بہت بلند ہے - قدرت اپنے انعام خاص کے حاصل کرنے والوں کو صرف اپنے سایہ میں تربیت دیتی ہے -

ہمارے محترم حکمران ریاست بہاولپور کی ذاتی خصوصیات کا تذکرہ اس لئے بھی زیادہ دلچسپی سے پڑھا جائے گا - کہ اس وقت یہ محترم - مدبّر باہمت نوجوان جو ریاست بہاولپور کی کشتی کو ادبار پستی اور ابتلا کے طوفان سے شائستگی اور تمدّن حاضرہ کے ساحل کی طرف نہایت عقلمندی دُور اندیشی اور استقلال سے لے جانے میں کامیاب ثابت ہوا ہے - خاص ہستیوں کی طرح بچپن میں اپنے والد ماجد کے سایہ سے محروم ہو گئے تھے - اور عظیم الشان لوگوں کی فہرست میں اول نمبر پر ان کا اسم گرامی زیب دہ ہو گیا تھا - چنانچہ مقدر معصوم ہستی کا پیکر ڈھائی سالہ عمر میں ظل پدری سے جُدا ہو کر قدرت کی تربیت میں اس شان و عظمت سے پروان چڑھا کہ ایک دُنیا اُس کی خداداد ذہانت اور قابلیت پر حیرت زدہ ہو گئی - آپ دیکھیں گے کہ اس

سلطنت خداداد میں جس نظامِ عمل کے داغ بیل نواب محمدؐ بہاول خانصاحب ثالث نے قائم کی تھی اور جس تصویر کا ابتدائی خاکہ نواب سر صادق محمدؐ خانصاحب علیہ الرحمۃ رابع نے بساطِ ملک پر کھینچا تھا۔ اور جس کی سکیچ کو نواب حاجی محمدؐ بہاول خان صاحب خامس علیہ الرحمۃ نے رنگین اور خوشنما بنانے کے قابل کردیا تھا۔ اُس تصویر کے رنگ بھرنے اور اس نظام کے مکمّل کرنے کا سہرا اعلیحضرت کے فرقِ مبارک پر قدرت نے اس خوبی سے سجایا ہے کہ بے ساختہ زبان سے نکلتا ہے ع

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اعلیحضرت نے اپنے بزرگوار محترم والد ماجد کی دستارِ وراثت کو سر پر رکھکر عنانِ ملکداری کو سنبھالتے ہی باوجود کم عمری کے اپنے ملک کی بہبود کے لئے اپنا تمام وقت صرف کرنا شروع کردیا۔ اور مکتبی تعلیم کے ساتھ ساتھ اس اہم اور مشکل ترین صحیفہ ملک رانی کا مطالعہ روزِ اول سے شروع کردیا۔

آپ کے بزرگان محترم اور اسلاف معظم نے یورپ کے ممالک کی سیاحت نہ کی تھی۔ اور ممالک متمدنہ کی موجودہ ترقی کے مناظر اُن کے زیر نظر نہ تھے۔ مگر اعلیحضرت نے ہندوستان اور ایشیا کے دوسرے ممالک کے علاوہ ممالک یورپ کے طوفان تگ و پو کے منظر خود اپنی آنکھوں سے کئی دفعہ جاکر ملاحظہ فرمائے۔ یورپین ممالک کے نظام حکومت اور ترقی تہذیب کی موج افزا لہروں کی کیفیت کو پوری توجہ اور غائر نظروں سے دیکھکر اپنی ریاست کے لئے اُن میں سے مناسب مراحل کا انتخاب کرکے ان کو عملی جامہ پہنایا۔ اُنہوں نے مشرقی ممالک کے باشندوں کے قدیم خیالات کا جو مشاہدہ اپنے ملک میں کیا تھا۔ ان کو مغربی تہذیب کے ان اصول اور قواعد سے جنہیں خود انہوں نے اپنی آنکھوں سے یورپ میں جاکر مطالعہ کیا۔ شیر و شکر کی طرح مخلوط کرکے ایک اہم مشکل پر کامیابی حاصل کی ہے جو بظاہر مغرب کو مشرق میں لاکر جذب کردینے کا معجزہ معلوم ہوتا ہے۔

اعلیحضرت موجودہ حکمرانانِ عالم میں خصوصیت کے ساتھ زیورِ حُسنِ صورت کے ساتھ حُسنِ سیرت کی دولت سے مالا مال ہیں۔ تیس ۳۰ بتیس ۳۲ سال کی عمر ہے۔ صحت اور تنومندی کے ساتھ آپ کے تمام قوائے ظاہری و باطنی نہایت ہی درست اور اپنے اپنے افعال پر کامیابی سے ممتاز ہیں۔ آپ جس طرح حواس اور اعضاءِ عالمِ ظاہری سے کام لینے میں ان تھک اور قوی ہمت ہیں۔ اُسی طرح قوائے باطنی سے بھی پوری مستعدی کیساتھ کام لینے کے عادی ہیں۔ دماغی طاقت کے بل پر وہ اپنے ملکی معاملات میں شب و روز مصروف رہنے کے باوجود کبھی تکان محسوس نہیں کرتے۔ اللہ تعالےٰ نے اعلیحضرت کو ذہانت اور نکتہ رسی کی نعمتِ فراواں سے بہرۂ وافر مرحمت کیا ہے۔ اور اس لئے آپ ہر ایک مفید تجویز کی تہہ تک پہونچکر اُس کے نتائج پر غور کرنے

میں ہمیشہ کامیاب رہتے ہیں - آپ جس طرح سپہ گری - شہسواری - جفاکشی کے شعبوں - نیزہ بازی - فوجی پریڈوں - ورزشوں - ٹکنیکل ورکس میں یگانہ روزگار ہیں - اُسی طرح فنونِ لطیفہ - نقشہ کشی - مصوری موسیقی میں بھی پوری دستگاہ رکھتے ہیں -

وہ خود گھنٹوں فوج کے ساتھ مردانہ وار قواعد اور میلوں کے مارچ میں سپاہی کی طرح شامل رہتے ہیں خاص شہرت رکھتے ہیں - اور ملٹری سپورٹس میں ان کو خاص مہارت حاصل ہے - اسی سپاہیانہ اعلیٰ مذاق کا اثر ہے کہ مسند نشینی کے موقعہ پر ۱۹۲۴ء میں جس باقاعدہ فوج کی تعداد ۱۷۰ تھی - وہ اب ۱۲۰۰ کی تعداد تک پہونچ گئی ہے اور یہ تمام فوج نہایت مضبوط - باقاعدہ - قواعد داں اور جاں نثاری پر آمادہ ہے - آپ سواری اور سواروں کے تمام کرتبوں سے بھی پوری مہارت رکھتے ہیں -

ابھی تازہ واقعہ ہے کہ فروری ۱۹۳۳ء میں آپ نے نیزہ بازی کے مقابلہ میں تمام ماہران فن اور مشہور نیزہ بازوں سے ایک بہت بڑے مجمع میں جن میں نہایت معزز یورپین اور دیسی رؤسا اور مہاراجے شامل تھے - گوئے سبقت لیجا کر اول نمبر کا انعام حاصل فرمایا تھا -

وہ دورہ میں علاقہ کا ملاحظہ کرتے ہوئے - دھوپ اور سردی سے بالکل بے نیاز ہو کر دس دس اور بارہ بارہ گھنٹے تک مصروف کار رہتے ہیں - اور دربار عام کے موقعہ پر سینکڑوں فریادیوں اور ہزارہا افراد رعایا کی درخواستوں اور گذارشوں کو پوری ہمدردی اور نہایت فراخ حوصلگی سے سُنتے ہیں - اور اس ہجوم کار اور وقت طلب کام سے کبھی نہیں گھبراتے - ہر ایک پیش آمدہ سوال کے متعلق نہایت موزوں اور برمحل ارشاد صادر کرتے ہیں -

سیاسیات میں آپ کی قابلیت مسلّمہ ہے اور جس دانشمندی اور مآل اندیشی سے بعض اہم معاملات کی آسانی سے نہ سُلجھنے والی گتھیاں آپ نے سُلجھائی ہیں وہ صرف آپ ہی کے دماغ عالی کا حصہ ہے - ابھی تھوڑے دن ہوئے کہ ریاست کے حصہ غربی بجورہ میں اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ نے اعلیٰ زمینداروں کو جدید آلات کشاورزی کی استعمال کے ترغیب کے سلسلہ میں پوری وضاحت سے جدید ہلوں اور غلّہ صاف کرنے کی مشینوں اور دوسرے زراعتی آلات کے متعلق اس قدر تفصیلی تذکرہ کیا - کہ زمینداران آپ کی وسیع معلومات سے حیرت زدہ ہو گئے - آپ نے یہاں تک بھی فرمایا کہ جو زمینداران جدید آلات زراعت کو دیکھنا چاہیں وہ صادق گڈھ پیلس میں آکر دیکھ سکتا ہے اور اس کو استعمال کرنے کی ہدایات بھی میں خود سمجھا دوں گا - کیونکہ میں خود وہ کام کر سکتا ہوں - اس سے اعلیحضرت کے تازہ ترین آلات زراعتی کی معلومات اور دلچسپی کی کیفیت معلوم ہو سکتی ہے -

بیدار مغزی

بیدار مغزی آپ جس بیدار مغزی اور روشن ضمیری کے ساتھ فرائض ملک رانی انجام دے رہے ہیں وہ قابلِ حیرت ہے آپ اپنے ملک کے ہر صیغہ کے افسروں کے اعمال اور ملک کے ہر حصہ کے حالات اور تازہ واقعات سے اس قدر جلدی اطلاع حاصل کرنے کے ذرائع ہروقت مہیا رکھتے ہیں۔ کہ بڑے بڑے باخبر حکام بھی وقف حیرت رہ جاتے ہیں۔ یہ ایک مسلمہ واقعہ ہے کہ ریاست کے مشرقی اور مغربی مقامات کے کسی حادثہ کی اطلاع مقامی حکام سے پہلے اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ کیخدمتمیں پہونچ جاتی ہے۔ رعایا کے انفرادی اور اجتماعی جذبات اور خیالات کی تازہ ترین معلومات آپ کو حاصل رہتی ہیں خلیفہ منصور عباسی کی طرح آپ نے تمام مملکت خداداد کے حادثات اور عمال کی بے اعتدالیوں کے واقعات کی اطلاع بہم پہونچانے کا خاص اہتمام کیا ہوا ہے۔ اور یہ انتظام ایسا محفوظ اور قابل اطمینان ہے کہ کوئی واقعہ اطلاع سے باہر نہیں رہ جاتا۔ اور کسی واقعہ کی اطلاع میں مبالغہ یا غلطی کا احتمال نہیں ہوسکتا۔

قدردانی علم وفن

قدردانی علم وفن آپ کو اپنے اسلاف سے وراثتاً ملی ہے۔ دُنیا میں خلفائے عباسیہ کی علم نوازی اور فن پروری مشہور ہے۔ اس سلسلہ میں یہی لکھدینا کافی ہے کہ اعلیٰحضرت اُنہیں خلفائے عباسیہ کی اولاد میں سے ہیں۔ اور اُن کے تمام محاسن اور محامد کی صحیح طور پر مالک اور وارث ہیں۔ علماء وفضلا۔ شعراء وظیفہ خوار ہیں۔ تمام ہندوستان کی علمی جماعتیں فیض یاب ہورہی ہیں خاص اہلِ فن کی قدردانی خاص طور پر کی جاتی ہے۔ تعلیم تمام ریاست میں عام کردی ہے۔ ابتدائی تعلیم مفت ہے۔ اور اعلیٰ تعلیم کے لئے بشمار سہولتیں مہیا کی گئی ہیں۔ کئی قسم کے وظائف دیئے جاتے ہیں۔ اور ہر طرح سے حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

وسعت اخلاق

وسعت اخلاق اخلاق نبوی صلعم کا مجسم نمونہ ہیں۔ جس طرح صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت کا ہر فرد یہ سمجھتا تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی نظر التفات مجھ پر زیادہ ہے۔ اسی طرح اعلیٰحضرت کی نسبت ہر ایک ملنے والا شخص رعایا اور غلامان نمک خوار کا ہر فرد یہ یقین رکھتا ہے کہ اعلیٰحضرت اُس پر خصوصیت سے مہربان ہیں۔ نہایت خوش خلقی۔ خندہ پیشانی شیریں زبانی سے اُن کا گفتگو کرنا ہر مخاطب کے دل کو گرویدہ کرلیتا ہے۔ طرز گویائی میں جذب مقناطیسی ہے اور دلکش تقریر میں سحر سامری کا اثر معلوم ہوتا ہے۔ اُمرا دل باختہ۔ رعایا شکر گذار۔ نمک خوار جاں نثار اور اہل حاجت دیوانہ وار گرد پھرا کرتے ہیں۔ آپ کی اخلاقی عظمت اور رفعت کا درجہ اس قدر بلند ہے۔ کہ شاید ہی اس عالی مرتبہ تک کوئی دوسرا رئیس فائز ہوا ہو۔

سادگی

سادگی اعلیٰحضرت انتہا درجہ کی سادگی کے ساتھ رہنا بہت پسند فرماتے ہیں۔ بارہا آپ سپاہیوں

میں اس طرح مخلوط دیکھے گئے ہیں کہ کوئی اُن کو پہچان نہیں سکا - درباروں اور خاص خاص موقعوں کے سوا آپ ہمیشہ سادہ لباس میں رہتے ہیں -

وسیع النظری

وسیع النظری

آپ ہمیشہ اپنی رعایا کے مختلف المذاہب اور مختلف حیثیت کے طبقات کو یکساں محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں -

ہمدردی انسانی

ہمدردی انسانی

آپ جس طرح اپنے ملک اور رعایا کے خستہ اور ستم رسیدہ افراد پر دل سے مہربان ہیں - اُسی طرح عام انسانی طبقات کی تکالیف کو دیکھکر بیتاب ہوجاتے ہیں کوئٹہ کے زلزلہ کے متعلق آپ کی مخلصانہ اور سچی ہمدردی کی داستان دُنیا کے اطراف میں مشہور ہے - کئی دن تک جب تک صدمہ رسیدگان کوئٹہ کی ٹرینیں ڈیرہ نواب صاحب سے گذر کر پنجاب اور ہندوستان کی طرف جاتی رہیں - آپ بمعہ اپنے تمام عملہ کے ہر گاڑی پر خود موجود رہ کر بیماروں کا معالجہ زخمیوں کی مرہم پٹی بھوکوں کی خوراک - محتاجوں کی ضروریات کا خود اہتمام فرماتے رہے - اور صدمہ رسیدوں کی سچی ہمدردی اور تسلی دلانے سے خدمت کرتے رہے - اور اپنے تمام عملہ کو انہیں کاموں میں مصروف رکھا - اسی طرح سفر حج میں بھی جس مستحق مسافر نے راہ جاتے سوال کیا - تو اُس کی ضرورت کو فوراً پورا فرماتے رہے - اور خیرات کا ایک وسیع سلسلہ علاوہ باقاعدہ صیغۂ خیرات وامداد معینہ کے اپنی جیب خاص سے آپ نے جاری فرما رکھا ہے - اسی سلسلہ میں صادق گڈھ پیلیس کے مقام میں ایک مسافرخانہ بھی کھول دیا ہے - کہ باہر سے آنے والا ہر مسافر شخص وہاں رہ کر سرکاری مہمانی سے مستفید ہوتا ہے -

حُسنِ مذاق

حسن مذاق

خوبصورت اور عجیب چیزوں کا آپ کو طبعاً شوق ہے - دُنیا کے تمام ممالک کے مشہور زندہ جانور آپ کے زولوجیکل گارڈن میں موجود ہیں - دُنیا کی تمام عجائبات کے نمونے آثار قدیمہ کے مشہور تاریخی اسلحہ سامان واشیاء آپ کے میوزیم کی زینت ہیں - آپ کے کام اور نشست برخاست کے محل یورپ وایشیا کی مختلف آرائشوں سے سجے ہوئے آپ کے اعلیٰ مذاق کی شہادت دیتے ہیں - اسلامی روایات کے آثار اور نادر و نایاب چیزیں اور کتابیں آپ کے کتب خانہ عالیہ میں موجود ہیں - ایرانی شعراء کی نایاب اور ناپید تصانیف اور تذکرے آپ کے خاص کمروں کی زینت ہیں - عالمگیر بادشاہ کے قلم کا لکھا ہوا قرآن مجید کا پارہ سات آٹھ سو سال کی لکھی ہوئی تفسیر - حدیث کی مطلا خوش قلم کتابیں - امام طبرانی کی نایاب زمانہ معجم کبیر - اور بہت قدیم کوفی اور عربی خط کے طلائی کلام مجید - باتصویر مطلا شاہنامے حافظ اور ابن یمین کے اصل دیوان - اور دوسرے نایاب قدیمی کتبے - قلمی تصویریں دیکھنے والوں کو یہاں تصویر حیرت بنادیتی ہیں - سکندر اعظم مقدونوی کے عہد کے نایاب سکے - ہندو پیریڈ (زمانہ) کے اور مغل

بادشاہوں کے نایاب طلائی ونقرئی سکے۔ نورجہاں بیگم کے تیار کرائے ہوئے نایاب بروجی بارہ طلائی اشرفیوں کا مکمل سٹ جو ۱۰۲۸ھ میں خاص طور پر تیار ہوا تھا۔ آپ کو یہاں نظر آئیں گے۔ بچہ سقہ مدعی حکومت افغانستان کی ایک چرمی حمائل (پیٹی) جو اس کی باغیانہ تگ و پو میں اُس کے زیب بدن رہتی تھی۔ موجود ہے۔ زمانہ کی بہترین اور نایاب چیزیں۔ قیمتی جواہرات سے مرصع سامان آپ کے خاص خاص کمروں میں سجا ہوا نہایت ہی دلکش اور دیدہ زیب ہے۔ میوزیم میں ایسے ایسے نوادر مہیا کئے گئے ہیں۔ کہ عقل غرق تحیر ہو جاتی ہے۔

آپ نے ہر شعبہ ترقی ملک میں پرانے اور فرسودہ خیالات اور اسباب کی اصلاح میں جو قدم اُٹھایا ہے اس سے تمام ریاست کے اندر ایک نئی رُوح پیدا کر دی ہے۔ آپ نے ہر ایک خدمت کرنے والے کی اعتراف خدمت کرنے کے لئے مختلف امتیازات اور اعزاز کے علاوہ خطاب اور تمغے تجویز فرمائے ہیں۔ اور تمغوں کے ایسے عجیب اور موزوں نمونے تجویز کئے ہیں۔ جن میں خدمات کی علامات کے ساتھ ہی آپ کی طبعی جدّت کے بے نظیر شاہکار فردوس نظر ہو جاتے ہیں۔

درباروں کو عالیشان اور بلند منزلت بنانے کے سلسلہ میں تمام درباریوں کے لئے خاص خاص لباس تجویز کر دئے ہیں۔ اعلیحضرت کے والد ماجد بزرگوار علیہ الرحمۃ نے دربار میں ترکی ٹوپی اور لباس کو رواج دینا شروع فرمایا تھا۔ اعلیحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ نے اس مقصد کی تکمیل فرما دی ہے۔ اور اس سلسلہ کو ترقی دیکر نئی زندگی بخشی ہے۔ اب اعلیحضرت کے دربار قدیم مشرقی اور جدید مغربی درباروں کا مکمل نمونہ معلوم ہوتے ہیں دیکھنے والوں کی نگاہوں میں اعلیحضرت کا دربار غیر معمولی عظمت۔ رعب اور عجیب شان رکھتا ہے تمام وابستگان دولت عباسیہ ایک ہی لباس میں سینوں پر اپنی خدمات کے نشانات اعتراف سجائے ہوئے نظر آتے ہیں۔ درباریوں کے نذر اور نچھاور پیش کرنے کے لئے خاص نمونے کے طلائی اور نقرئی سکے تجویز فرما دئے ہیں۔ ریاست کے سٹامپ کی ٹکٹیں عجیب وغریب نمونوں کی تجویز کی ہیں۔ جن میں اسلامی عباسی اور ریاست کے مقامی ریگزار کے نمونے دلآویز معلوم ہوتے ہیں۔

مثلاً ایک ٹکٹ پر ریگستان عرب کی طرح ریگستان بہاولپور کے صحرا میں اونٹ اپنی جبلی آزادی کے ساتھ اس آیت شریف کی طرف توجہ دلا رہا ہے وَانْظُرْ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ۔

کسی پر ہرن۔ جو اس ملک کی خاص ریگستانی مخلوق ہے۔ آزادانہ کھڑے ہوئے ہیں۔ کہیں حواصل کی۔ جو دریائے ریاست کا ایک خاص پرندہ ہے۔ اور جس کی تصویریں ریاست کے نشان پر بھی نمایاں ہیں تصویر دکھلائی گئی ہے۔

بعض میں ریاست کے قدیم مشہور اور عجیب الخلقت مناظر ایوان شاہی۔ اور مسجد ڈیرہ اور نہایت

ہی قدیم ہندو مندر پتن منارہ کے منظر دکھائے گئے ہیں۔ بعض ٹکٹوں میں انہار کے جدید انتظام کی ویرس (ٹھوکریں) نمایاں ہیں۔ یہ ٹھوکریں یعنے ہیڈ سلیمان کے۔ ہیڈ اسلام ویر۔ پنج نند ویر کے نام سے موسوم ہیں۔ اگرچہ ریاست کی مالی مشکلات کے اضافہ کا موجب ضرور ہوئی ہیں۔ لیکن اس کا نتیجہ ضرور ریاست کی خوش حالی اور ملک کی سرسبزی کی پیشین گوئی کر رہا ہے۔

جدید ریلوں (خانپور۔ چاچڑاں۔ سمہ سٹہ بہاولنگر) کا سلسلہ بھی جو آبادکاروں اور مضافاتی تجارت کیلئے قائم کیا گیا ہے وہ بھی ملک کے رفاہ عام کے لئے کچھ کم مفید نہیں ہے۔

ریاست کے فرّہ کارنگ خلیفہ اوّل ابوالعباس سفّاح عباسی کی قرارداد کی طرح قائم کرکے نصر من اللہ و فتح قریب اور کلمۂ شہادت کے مبارک الفاظ لکھوائے اور اپنے نام کے ساتھ نشان اسلامی عباسی ریاست کو بھی مکمل بنادیا ہے۔

ریاست کے نشان (علم) میں بھی نہایت موزوں اور ضروری اصلاح عمل میں لائی گئی۔ پہلے اس نشان پر جو اصل کے درمیان صرف چاند ستارہ کھجوروں کے چند درخت دکھلائے جاتے تھے۔ مگر اب مقامی خصوصیات کی مجموعی صورت پیدا کردی گئی ہے۔ جس کو دیکھکر اعلیٰحضرت کی دانشمندانہ حُسن مذاق کا بہترین ثبوت ملتا ہے۔ موجودہ نشان میں پنجاب کے دریاؤں کا منظر دکھایا گیا ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ پنجاب کے پانچوں دریاؤں کا تعلق ریاست سے وابستہ ہے۔ ایک طرف ریگستان کے ٹیلے پر بہاولپور کا خاص جانور اونٹ دکھلایا گیا ہے۔ ایک پہلو میں ریاست کی عربی خصوصیت کی پیداوار کھجوریں اور اسلامی نشان چاند ستارہ موجود ہے۔ اس طرح یہ نشان دیکھنے والے کے دل میں جو خیال پیدا کرتا ہے۔ وہ ریاست کے مجموعی حالات کا سرسری نقشہ کہا جاسکتا ہے۔ یعنی یہ کہ ایک اسلامی ریاست ہے۔ جس سے پنجاب کے پانچ دریاؤں کا مفاد وابستہ ہے۔ ریاست کا ایک حصہ ریگستانی بھی ہے۔ جہاں اونٹ (خشکی کے جہازوں) کا رواج ہے ریاست میں کھجوروں کے درخت عام طور پر موجود ہیں۔

فوج کی عجیب وردیاں۔ اپنے باڈی گارڈ کے خاص عبّاسی اسلامی شان کے لباس جھنڈے کے موجودہ نقش ونگار یہ تمام اعلیٰحضرت کے حُسن مذاق کی بذلہ سنجی کر رہے ہیں۔

یہ تمام دور جدید اور تمدّن حاضرہ کے حیرت انگیز ترقیات ہر دل کی دانائی۔ کانوں کی شنوائی اور آنکھوں کی بینائی کو پیغام جان پرور دے رہی ہیں۔

مذہبی کارنامے آپ کو اپنے بزرگ اسلاف کی طرح مذہبی کاروبار میں بھی پورا شغف ہے۔ بہاولپور کی عیدگاہ اور جامع مسجد کی تعمیر ایک نمونہ ہیں اندرون و بیرون ریاست کے

مذہبی اداروں کی امداد سے بڑھ کر آپ کے سفرِ حج کی داستان مذہبی شغف کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ جسمیں لاکھوں روپیہ خیرات کے سلسلہ میں صرف ہوئے۔ آپ اسلامی علوم۔ ادبیات۔ عظمت وسطوت۔ معارف وتاریخ سے پوری واقفیت رکھتے ہیں۔

فنِ تقریر آپ کی اگر درباری اور خاص خاص موقعوں کی تقریروں[1] کو جمع کیا جائے تو فصاحت اور بلاغت کا ایک ناپیدا کنار سمندر موجزن معلوم ہوتا ہو۔ آپ کی پُر اثر اور بلیغ تقریریں۔ اسپیچیں کانفرنسوں اور اجلاسوں کے صدارتی خطبے ایک بہت بڑی ضخامت کے متقاضی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ آپ ہندوستان بلکہ دُنیا کی اُن ممتاز ہستیوں میں ہیں۔ جو ہر ایک مضمون پر نہایت قابلیت اور روانی کے ساتھ فصیح اور بلیغ لیکچر مسلسل گھنٹوں تک بلا تکان دے سکتے ہیں۔ آپ کی انگریزی سپیچیں اور اُردو کے خطبات اور تقریریں اس کی دلیل ہیں۔ جن خوش قسمت لوگوں کو آپ کی تقریر سُننے کا موقع نصیب ہوا ہے وہ جانتے ہیں کہ آپ کے الفاظ طبائع میں رُوح پھونکنے والے ہوتے ہیں اور خوش بیانی محبت اور حُسن قبول کی لہروں میں تازگی پیدا کر دیتی ہے۔

زبان دانی آپ ہندوستان کی اکثر زبانوں اُردو۔ ہندی۔ سندھی۔ پنجابی کے علاوہ انگریزی فارسی میں اہل زبان کی طرح پوری طاقت اور روانی کے ساتھ فصیح وبلیغ گفتگو فرماتے ہیں۔ عربی۔ فرنچ اور پشتو بھی بقدر ضرورت جانتے ہیں۔ اور آپ پنجاب یونیورسٹی کی ایل۔ ایل۔ ڈی کی ڈگری رکھتے ہیں۔ میرے ایک محترم دوست نے لکھا ہے کہ سفر یورپ میں بارہا اہل زبان کو حضور نواب صاحب بہادر کی زباندانی اور لب ولہجہ پر رشک آتا تھا (سالک صادق صفحہ ۸ نظر)

ایسے بے شمار واقعات بیان کئے جا سکتے ہیں کہ آپ کے گفتگو۔ لہجہ زباندانی کے متعلق بڑے بڑے قابل اور ماہرین فن کو حیرت ہوگئی۔ اور یہ سمجھا گیا کہ اعلحضرت مافوق القیاس انگریزی زبان میں بولنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ اعلحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ ذکر فرماتے تھے کہ ایک دفعہ ولایت کے کسی مقام پر جہاں آپنے ڈنر تناول فرمایا تھا۔ ایک بوڑھے لٹریری یورپین نے آپ کو صورت اور گفتگو کے خاص لہجہ کے باعث اسوقت تک الفانسو سمجھے رکھا تھا۔ جب تک اعلحضرت دام اقبالہٗ وملکہ نے خود اس کے اس خیال کی تصحیح نہ فرمادی۔ اور جب اُس نے یہ سُنا کہ اعلحضرت ایک ہندوستانی رئیس ہیں تو وہ نہایت حیرت زدہ ہوگیا۔ اور ظاہر کیا کہ اس قابلیت روانی ولہجہ کا ہندوستانی میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ نہ صرف تقریری اظہار ما فی الضمیر

---

[1] یہ تمام تقریریں جمع ہوکر ایک مرتب صورت میں عنقریب شائع ہوں گی ۔ عزیز

کی قابلیت اور روانی بیان سے اعلحضرت کا دماغ آراستہ ہے - بلکہ آپ ان زبانوں میں اس قدر قابلیت اور موزونیت کے سرمایہ دار ہیں - کہ ان زبانوں میں شعر بھی کہہ سکتے ہیں - ۱۹۲۳ء میں اعلحضرت نے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر جو انگریزی نظم کی صورت میں ایک مناجات لکھ کر پڑھی تھی - اور جو ہندوستان کے انگریزی اور اُردو اخبارات میں اعلحضرت کے حُسن تخیل اور خلوص کے ساتھ ہی زباندانی اور فصاحت کا خراج مدت تک حاصل کرتی رہی - وہ انگریزی قادر الکلامی کا ایک نمونہ ہے - اسی طرح دوسری زبانوں کی حالت ہے -

تفریح و شکار

مملکت خداداد بہاولپور کے شمالی جانب کی دریاؤں نے حد بندی کی ہوئی ہے اور جنوبی حصہ میں تمام ریگستان ہے اس لئے قدرتی طور پر ریاست کی حدود میں بری و بحری شکار ہر قسم کا عام پایا جاتا ہے - دریاؤں میں مرغابیاں - قاز - مچھلی - نگر مچھ کے تمام اقسام بکثرت پائے جاتے ہیں - اور دریائی کنارے کے جنگلوں کا خاص شکار خرگوش - لومڑی - پھاڑے اور دوسرے قسم کے شکار تیتر - بٹیر - مور وغیرہ کی بھی کمی نہیں - دوسری طرف صحرائی اور ریگستانی شکار سُرخ و سیاہ ہرن - نیل گائے - تلور - ریگستانی تیتر وغیرہ بھی بہت ہیں -

لیکن اعلحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ کو اپنی ملک رانی کے اہم فرائض اور مصروفیتوں سے اس قدر وقت نہیں ملتا کہ وہ اس شغل میں کچھ وقت دیں - پھر بھی سردیوں میں بڑے دنوں کی تقریب پر جب اعلحضرت کے احباب اور یورپین افسران تشریف لاتے ہیں - تو اُن کی سلسلہ دلبستگی میں اعلحضرت تحصیل خانپور کی جھیلوں میں مرغابی اور مچھلی کے شکار کے لئے کچھ وقت صرف فرمایا کرتے ہیں - اور کبھی کبھی تیتروں اور بٹیروں کا شکار بھی دیکھا کرتے ہیں - اور اس لحاظ سے آپ کے نشانے کی نسبت بہت تعریف کیجاتی ہے - ماشاء اللہ نشانہ بے خطا رہتا ہے -

چونکہ اعلحضرت نے رعایا سے بیگار (مفت خدمت لینے) کی سخت ممانعت کر دی ہے - اور رعایا کو کسی قسم کی تکلیف دینا گوارا نہیں فرماتے - اس لئے اپنی ذاتی جاگیرات میں اپنے شکار کھیلنے والے دوستوں کو شکار کھلانے کا انتظام فرما دیتے ہیں - اعلحضرت کی ذاتی جاگیروں میں ہر قسم کے شکار کی حفاظت کیجاتی ہے - اور ان اغراض کے لئے اپنے شکاری کتے بھی خاص تعداد میں رکھے ہوئے ہیں - اور شکاری باز - جرّے بھی پالے ہوئے ہیں - کُتے ہر ایک قسم اور ملک کی اعلیٰ اعلیٰ نسل کے موجود ہیں - جو ہر ایک قسم کے شکار اور حفاظت کی خدمات کے لئے سدھے ہوئے ہیں - کتّوں کے بعض بعض کمالات کو دیکھکر انسان حیرت زدہ ہو جاتا ہے - شکار کا بحفاظت مالک تک لانا - اور بعض دوسرے امور پہلے بھی سنتے تھے لیکن اعلحضرت

کے کتوں میں ایسے سدھے ہوئے کتے موجود ہیں جو دریاؤں اور جھیلوں میں سے تیر کر منہ میں خط لیکر دوسرے کنارے تک مکتوب الیہ کو دیکر اس کا جواب لاتے ہیں اور خط پانی کے اثر سے بالکل محفوظ رہتا ہے۔

حُسن انتظام

سب سے بڑی بات جو اعلٰحضرت کی خصوصیات کے عنوان میں ذکر کرنے کے قابل ہے وہ اعلٰحضرت کا حُسن نظم ونسق ہے۔ اعلٰحضرت نے اپنی پبلک اور پرائیویٹ اداروں کے نظام کو اس طاقت اور اس قابلیت کے ساتھ منظم اور مکمل کیا ہوا ہے۔ اور اس طرح اس دس لاکھ نفوس کے رکھوالے نے اپنے گلّے کی حفاظت اور بہبود کا انتظام کر رکھا ہے۔ کیا مجال کہ کہیں بھی بادِ خزاں کا کوئی جھونکا۔ اس گلشن خوش بہار کے نونہالوں سے چھو جائے۔

جس طرح اعلٰحضرت خود ہر ایک کام کو انجام فرمانے کی اعلیٰ سے اعلیٰ قابلیت اور شغف رکھتے ہیں۔ اسی طرح اعلٰحضرت کے نمک خواران جاں نثار بھی ہر ایک خدمت کے لئے ہر وقت تیار۔ مستعد۔ آمادہ۔ اور مشتاق نظر آتے ہیں۔ دیکھکر حیرت ہوتی ہے۔ کہ ایک خدمت گار ایک لمحہ میں خانساماں کی خدمت انجام دے رہا ہے پھر باورچی ہے۔ کبھی آبداری کی ذمہ داری کو انجام دے رہا ہے۔ پھر خدمت گار ہے۔ پھر دیکھو تو بہرہ ہے۔ ضرورت واقعہ ہو تو ڈاک کا ہرکارہ ہے۔ دروازہ کا بہرہ دار ہے۔ فوج کا سپاہی ہے۔ موٹر کا ڈرائیور۔ اور کلینر ہے۔ باڈی گارڈ کا ایک رکن ہے۔ ایک باقاعدہ والنٹیر ہے۔ خواب گاہ میں کسی وقت داستان گوئی اور قصّہ خوانی کی ضرورت انجام دے رہا ہے۔ کبھی کلرک کی ڈیوٹی انجام دے رہا ہے۔ کسی وقت ایک میوزیشن کے فرائض میں منہمک ہے۔ وقت پر فوج کے ساتھ مارچ میں اس خوبی کے ساتھ مصروف ہے۔ کہ گویا عمر بھر فوج کی ملازمت کی ہے۔ کیمپ کا ہر فرد سلطانی ضروری خدمات کے لئے اس طرح باہمہ صفات موصوف اور ہمہ گیری کے جذبات سے آراستہ ہے کہ اُن کی مستعدی کو دیکھکر آقا کی تربیت کا بہترین نمونہ نظر آجاتا ہے۔

اپنے تمام کیمپ کے ملازموں کے لئے اعلٰحضرت نے ابتدائی فوجی ٹریننگ اور استعداد حربیہ کی قابلیت لازمی قرار دی ہوئی ہے۔ اس لئے ہر ایک نمک خوار ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک تمام کام کرنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ اور ہر مشکل سے مشکل جفاکشی کی خدمت کے لئے ہر وقت منتظر ارشاد رہتا ہے۔ ان لوگوں کی پرائیویٹ لائف ملاحظہ ہو۔ مذہبی واقفیت سے آراستہ۔ حاجی پابند صوم وصلواۃ۔ محتاط مصروف ورد وظائف دیانتدار خانہ داری کی ذمّہ داریوں کو بر وقت انجام دینے والے۔ خوش وضع۔ پاک ضمیر۔ صاف اور ستھرے لباس پہننے والے۔ دل میں اپنے مالک کی جاں نثاری کے سچے جذبات کی پرورش کرنے والے ہیں۔ پرائیویٹ سٹاف کے تمام ملازمان ان تمام اوصاف میں مکمل ہیں۔ اور یہ ایک بے نظیر جماعت ہے کہ دنیا کے کسی رئیس کی خدمت میں شاید ہی ہو۔ یہ پروانوں کی طرح شمع جمال خسروی کے فدائی۔ بلبل کی طرح گلشن عباس کے نغمہ طراز۔ صبح سے

شام اور شام سے صبح تک حضور والا کی ہر خدمت کے لئے سربکف اور جاں نثار ہیں۔

ہر نمک خوار خادم ۔سچائی ۔خلوص ۔وفاداری اور فدائیت کی سرسبز لہلہاتی کِشت زعفران کا گل شگفتہ معلوم ہوتا ہے جس کے رنگ میں خلوص اور جاں نثاری کی تحریر نمایاں ہے ۔اور بُو میں محبت اور اطاعت کی مہک پائی جاتی ہے ۔امرار اور ارکان حکومت تک جفاکش ۔جاں نثار اور خدمت کے جذبات سے معمور ہیں۔

مردم شناسی

اعلیحضرت دام اقبالہٗ وملکہ کے قوائے دماغی اور ذہانت کے مافوق العادت کارنامے حیطۂ تحریر سے باہر ہیں ۔آپ ایک نظر میں سامنے آنے والے آدمی کو دیکھ کر اُسکے جذبات اور احساسات کا صحیح اندازہ کر لیتے ہیں ۔اور اپنی روشن ضمیری سے لوگوں کی پیشانی کی وہ مخفی تحریر جو خط فطرت سے لکھی ہوئی ہوتی ہیں پڑھ لیتے ہیں ۔اور ایک ہی نگاہ میں بھانپ لیتے ہیں ۔لیکن باوجود ملنسار طبیعت اور وسیع الاخلاق جبلت کے کسی شخص کے اثرات سے کبھی متاثر نہیں ہوتے ۔یہ آپ کی کمال حزم و دانشمندی کی دلیل ہے کہ اپنے مستحکم اور غیر متبدل صائب رائے پر کسی بیرونی اثر کو دخیل نہیں کرتے ۔یہی وجہ ہے کہ کوئی خود غرض غمّاز اور مُنہ چڑھا حاسد اعلیحضرت کے حضور میں رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔

استقلال طبع

آپ ہمیشہ بالغ النظری اور دُور اندیشی سے ہر ایک کام کی انتہائی منزل کو مرکوز خاطر رکھ کر اطمینان اور آہستگی کے ساتھ معمولی حالات میں اُس تجویز کے ابتدائی مراحل شروع کرا کر حوصلہ سے آخری منزل تک انتظار فرمایا کرتے ہیں ۔تعجیل آپ کی طبیعت میں پیدا ہی نہیں ہوئی ۔ان خصوصیات کے بل پر آپ کے وزرار امرار اور مقربان بارگاہ اطمینان[لہ] اور دلجمعی کے ساتھ شب و روز اپنے انجام فرائض میں بغیر کسی اندیشہ اور خطرہ کے مصروف رہتے ہیں۔

اعلیحضرت اس قدرتی اصول سے پوری طرح واقف ہیں ۔کہ جس سر پر حکمرانی کی ذمہ داریوں کا تاج رکھا جاتا ہے ۔اُس کو آرام کرنے کا وقت نہیں دیا جاتا ۔دس لاکھ رعایا کی گلہ بانی ۔اور ہر طبقہ رعایا کی

مردم شناسی

استقلال طبع

لہ شخصی حکومتوں اور دیسی حکمرانوں کے زیر اقتدار جب کسی امیر یا ملازم کا مرتبہ بلند ہو جاتا ہے اور بارگاہ سلطانی میں قرب ہوتا ہے تو اسکی اقبالمندی کیوجہ سے حاسد بڑھ جاتے ہیں ۔اور مختلف طریقوں سے آقا کے کان بھرتے رہتے ہیں اور اسی طرح رفتہ رفتہ آقا کے مزاج کو اس سے برانگیختہ کر کے اس کی بربادی کا باعث ہوتے ہیں ۔یا خود مقرب بارگاہ اپنے رسوخ اور اقبال پر مغرور ہو کر اپنے فرائض سے غافل ہونے لگ جاتا ہے ۔اور اپنی حد سے متجاوز ہو کر بے اعتدالیوں کیوجہ سے اپنی عزت کا خاتمہ کر دیتا ہے ۔اعلیحضرت دام اقبالہٗ وملکہ کے غلامان نمکخوار میں اس لئے یہ دو نو خطرات لاحق نہیں ہوتے ۔کہ اعلیحضرت ہر شخص کی طبیعت کارگذاری اور جذبات نمک حلالی کا پورا اندازہ فرما کر ترقی منصب و قرب سے مشرف فرماتے ہیں اور ان کے حالات پر ہر وقت نظر رکھتے ہیں اسلئے نہ کوئی ملازم خاص حد اعتدال سے متجاوز ہو سکتا ہے نہ کسی حاسد کو بدگوئی کا حوصلہ پیدا ہو سکتا ہے ۔عزیز

ترقی کی پیہم کوشش اور پھر اللہ تعالیٰ کے فرائض کی بہترین انجام دہی کوئی آسان کام نہیں ہے - دست بکار و دل بہ یار کا مرقع ہیں - اس نوعمری میں تقویٰ خداداد نیک دلی - عدل گستری - سادگی - خوش خلقی رعایا پروری - فیاضی اور پھر حج ایسی نمایاں خوبیاں کسی ایک ذات کے اندر جمع ہونا فضل الٰہی ہے ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

عفو و تسامح

اعلیٰحضرت بالطبع درگذر اور عفو قصور کی طرف مائل رہتے ہیں - اور الہامی ارشاد وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ؕ کے معنوی برکات سے مستفیض ہونے کے ہمیشہ مشتاق رہا کرتے ہیں - بلحاظ عمر و حالات اگر کبھی کسی خادم پر ناراضی ہوتی ہے - تو پھر جلدی آپ عفو کرنے کے لئے موقعہ کے منتظر رہا کرتے ہیں - یہ ایک ایسی اعلیٰ صفت ہے کہ بہت ہی کم کسی دوسرے نوجوان رئیس میں دیکھی گئی ہوگی - ان صفات عالیہ اور حسنات کاملہ کو دیکھکر بے ساختہ زبان سے یہ دعا نکلتی ہے ؎

دولت ترا متابع و اقبال یار باد
ذاتِ تو در حمایت پروردگار باد

اللہ تعالیٰ ایسے مہربان اور رحم مجسم آقا کو صدوسی سال تک سلامت رکھے آمین -

مختصر یہ کہ اعلیٰحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے بلحاظ ایک ممتاز فرمانروا اور منتظم حکمراں کے زمانہ کی چیدہ اور برگزیدہ شخصیتوں میں سے ہیں اور غیر معمولی قابلیت کے فرمانروا ہیں - ۱۹۲۲ء میں تاج برطانیہ سے "کے - سی - وی - او" اور ۱۹۲۹ء میں "کے - سی - ایس - آئی" اور ۱۹۳۱ء میں "جی - سی - . . . . آئی - ای" کے ممتاز خطابات حاصل فرمائے -

اور بلحاظ ایک عالم اور علم دوست تاجدار کے ۱۹۳۴ء میں پنجاب یونیورسٹی سے اعلیٰ ڈگری "ایل - ایل - ڈی" کی حاصل فرمائی -

اور بنظر دلچسپی خدمات فوجی آپ نے ۱۹۲۲ء میں "لفٹنٹ" اور ۱۹۲۴ء میں "کیپٹن" اور ۱۹۳۲ء میں "میجر" کا آنریری رنیک افواج برطانوی میں حاصل کیا -

عام حالات کو مدنظر رکھکر آپ چیمبر آف پرنس کی اسٹنڈنگ کمیٹی کے ممبر ہیں -

آپ وہ پہلے ہندوستانی حکمراں ہیں جنہوں یورپ سے واپسی کے وقت ہوائی جہاز کے ذریعہ ہندوستان کا سفر کیا -

آپ نے تاج برطانیہ کے اتحادی تعلقات کی استواری اور روابط کے استحکام کو مد نظر فرما کر اتحادی تاریخ کے سو سال گذرنے پر صد سالہ یادگار اتحاد کا جشن جوبلی نہایت ہی شان و عظمت سے منایا۔ اور اس کے متعلق لیٹ ہز مجسٹی شہنشاہ جارج پنجم کی خدمت میں جو اطلاع ریاست کی طرف سے بھجوائی گئی تھی۔ اس کا جواب شہنشاہ معظم نے نہایت ہی موثر الفاظ میں دیا۔ جس میں ریاست بھاولپور کے دیرینہ اتحاد اور اُس کے جلسہ مسرت کے متعلق اعتراف اور مبارکباد کا اظہار کیا۔

اس عنوان کے تحت میں جن امور کا ذکر نہایت مختصر طور پر چند الفاظ میں کیا گیا ہے۔ ہر ایک کے متعلق اگر تفصیل یا کم از کم کچھ مثالیں پیش کرنے کا خیال ملحوظ رکھا جاتا تو یہ مختصر نوٹ بھی ایک بہت بڑی سیرت کی کتاب بن جاتی۔ ایک شگفتہ باغ کے لاکھوں پھولوں میں سے میں نے کسی کسی پھول کی ایک پتی کا تذکرہ کر دیا ہے۔ ورنہ ہر ایک خصوصیت کے بیان کے لئے بہت بڑی تفصیل اور وقت کی ضرورت ہے۔ غرض آپ ہر ایک علم یعنے تہذیب الاخلاق۔ تدبیر منزل اور سیاست مدن کے عملی طور پر ماہر اور کامل فن ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مختصر کے لئے نمونتاً یہی نوٹ کافی خیال کئے جائیں گے۔

مصارفِ وقت

اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ

کا

پروگرام روزمرّہ

اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ عادتاً بہت سویرے نیند سے جاگ کر غسل وطہارت کی ضروریات اور عبادت صبح سے فارغ ہو کر محل کے احاطہ میں چہل قدمی فرماتے ہیں۔ اور پھر اپنے دفتر کے کمرے میں آکر مصروف کاروبار ملک ہو جاتے ہیں۔ مہمات ملک کی جو اہم تجاویز اور منظوری کے لئے جو ضروری کاغذات پیشی میں آئے ہوتے ہیں۔ اُن پر غور وخوض فرما کر ان پر مناسب احکام صادر کرتے ہیں ضروری چٹھیوں کے جواب بھجواتے ہیں اور اپنی مملکت خداداد کے خاص اور خفیہ اطلاعات کی ڈائریاں سماعت فرما کر مناسب احکام صادر فرماتے ہیں۔ آٹھ بجے کے قریب صبح کا ناشتہ تناول فرماتے ہیں۔

اس سے فارغ ہو کر محل کے اندرونی کاروبار پر ایک سرسری نظر ڈالنے کے بعد اگر وزیر اعظم کی پیشی کے کاغذات کے لئے وقت مقرر ہوتا ہے۔ تو ان کو وقت دیتے ہیں۔ اجلاس خاص کی تجویزوں پر غور فرماتے ہیں اور خاص خاص اہم مقدمات کے فائیل پڑھتے ہیں۔ عدالتوں کے فیصلوں کی اپیلیں اور نظر ثانیاں جو اجلاس خاص سے طے ہو کر آخری منظوری کے لئے پیش ہوتی ہیں سماعت فرماتے ہیں اور اہم امور ملکی طے فرماتے ہیں۔ اور خاص خاص کاغذات پر حکم منظوری صادر فرماتے ہیں۔ اور اپنے ملنے والے اصحاب کو جن کے لئے پہلے ملاقات[1] کا وقت مقرر کیا ہوا ہوتا ہے۔ سلام وملاقات سے مشرف فرماتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں

---

[1] ملاقاتیوں اور ملنے والے اصحاب کیلئے ایوان شاہی کے بیرونی دروازہ پر وزیٹرس بک رکھی رہتی ہے۔ جو لوگ اعلیٰحضرت کی خدمت میں مشرف ہونا چاہتے ہیں یا مل سکتے ہیں۔ اس کتاب میں اپنا نام اور غرض درج کر دیتے ہیں۔ روزانہ اس کتاب کا ملاحظہ ہو کر مناسب وقت مقرر کیا جاتا ہے۔ یا صاحب پرائیویٹ سکرٹری کے توسط سے وقت مقرر کیا جاتا ہے۔ عزیز

افسران فوج کے ذریعہ فوجی حالات کی اطلاع حاصل کرتے ہیں۔ اور ضروری احکام وہدایات صادر کرنے کے بعد اپنے محل کے کمرۂ دفتر میں جلوہ فرما ہوکر ڈاک کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ضروری خط وکتابت کے کام سے فارغ ہوکر تازہ اخبارات کے بعض خاص خاص عنوان پڑھ لیتے ہیں۔

اس طرح دنیا کے تازہ ترین واقعات کی اطلاع حاصل کرنے کے بعد اپنے وزرار اور اسٹاف کے بعض خاص اصحاب کو شرف سلام عطا کرتے ہیں۔ اور ان کے متعلقہ صیغوں کے کاغذات سُنکر مناسب ارشاد صادر فرماتے ہیں اور حالات عام پر اطلاع حاصل کرکے مناسب مشورے سے احکام کا اجرار ہوتا ہے۔

اگر کچھ وقت بچ جاتا ہے تو اس میں بعض تاریخ قدمار کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور پرائیویٹ اسٹاف کی خط وکتابت اور جوابات کے متعلق ارشاد صادر فرماتے ہیں۔

دوپہر کے ایک بجے کے بعد کھانے کے کمرے میں تشریف لے جاتے ہیں کھانا اگر محل کے اندر ہو تو اہل وعیال میں۔ اگر کسی مہمان یا وزرار کی معیت میں ہو تو دربار کے کھانے کے کمرہ میں تناول فرماتے ہیں۔ کھانے کے بعد قیلولہ کرتے ہیں۔ تین بجے سے پہلے بیدار ہوکر دفتر کے کمرے میں آجاتے ہیں۔ ضروری مہمات ریاست کے کاغذات پر غور فرماتے رہتے ہیں۔ اور اپنے وزرار متعلقہ کی آرار پر اظہار رائے فرماتے ہیں۔ اور ملک کے ضروری حالات سُنکر مناسب تجاویز کی منظوری مرحمت فرماتے ہیں۔

گرمیوں کے دنوں میں سات بجے کے بعد اور سردیوں میں ۵ بجے کے بعد سیر وتفریح کے لئے باہر تشریف لاتے ہیں۔ اور باغ کی سیر میں تمام متوسلین خاص کے کاروبار پر غائر نظر ڈالتے ہوئے کسی دن فوج کے کاروبار دیکھنے کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ کبھی محل کے احاطہ میں فوجی کرتب اور کھیل ملاحظہ کرتے ہیں اور کبھی کسی کھیل میں خود بھی شریک ہوکر دماغی تکان سے راحت حاصل کرتے ہیں۔ سردیوں میں پولو کے کھیل اور ورزش میں باقاعدہ شریک ہوا کرتے ہیں۔ کبھی کبھی ریگستان کے قدرتی مناظر اور کُھلی ہوا سے استفادہ کرنے کی غرض سے ریگستان میں دُور دُور تک چلے جاتے ہیں۔ اور کبھی اپنی خاص جاگیر میں باز وتیتر وغیرہ کے شکار کا لُطف دیکھتے ہیں۔ سردیوں میں رات کے دس بجے تک اور گرمیوں میں ۱۱ بجے تک تفریحی کھیلوں اور دلچسپ محاکات میں مصروف رہ کر رات کے کھانے میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ اگر مہمان یا ارکان دولت کو کھانے کی معیت کا شرف عطا فرمانا ہو تو محل کے کمرے میں ڈنر تناول فرماتے ہیں۔ ورنہ اندر اہل وعیال میں تناول طعام فرماتے ہیں۔

کھانا بالعموم دیسی طریق پر تیار کرایا جاتا ہے۔ بعض انگریزی بہترین اقسام کے طعام بھی استعمال فرماتے ہیں۔ لیکن کھانے کا طریق عربی اور ترکی ہے۔

اعلحضرت کو مسکرات سے طبعاً نفرت ہے۔ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔سادہ عرب لباس استعمال فرماتے ہیں۔بچوں سے نہایت محبت کرتے ہیں۔اور ان کی تعلیم و تربیت۔صحت و تنومندی کا خاص طور پر انتظام کیا ہوا ہے۔اور اس کا ہمیشہ نہایت ہی توجہ سے خیال رکھتے ہیں۔ شہزادگان بلند اقبال جب صدر میں موجود ہوں تو ان کی تربیت اور آداب مجلس کی تعلیم کے دیکھنے کے لئے بھی وقت دیتے ہیں۔

مصروفیت کے اس مختصر بیان کو پڑھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ایک نوجوان والئی ملک کے لئے جس کے دل میں مذہبی جذبات کی عظمت کے علاوہ ملک کی بہبود کی فکر۔رعایا کی ہمدردی۔امن و انصاف کے قائم رکھنے کے جذبات کا تلاطم۔رعیت کے مختلف طبقات کی ترقی کے خیالات۔اور آئینی کاروبار کا اس قدر ہجوم ہو اس کو اپنی صحت اور آسایش کے لئے کس قدر وقت ملتا ہوگا۔صبح بہت سویرے اُٹھتے ہی جس بیدار مغز بلند ہمت ہستی کے لئے بیشمار مشاغل ضروری کا کام سامنے آجاتا ہو۔اور آدھی رات تک برابر یہی مشغلہ قائم رہتا ہو۔اُس کا ایک ایک لمحہ کس قدر قیمتی اور ایک ایک منٹ کس قدر بیش بہا سمجھا جائے۔اس روزانہ مصروفیتوں کے علاوہ سیاسی اور ملکی جماعتوں کے وفود کے لئے پیشی بھی خاص اہمیت رکھتی ہے۔ بسا اوقات رعایا کے مختلف طبقات کے وفد اعلحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے ہیں۔جن کو شرف باریابی بخشا جاتا ہے۔ان جماعتوں کے ایڈریسوں سپیچوں اور تقریروں کو نہایت سکون متانت اور تدبر سے سماعت فرما کر ان کا مختصر۔جامع وصالح وقت اور تامل اندیشانہ جواب دیا جاتا ہے۔وفود کے تمام جذبات اور معروضات کا پورا پورا خیال فرما کر اُن کو مطمئن کر دیا جاتا ہے۔بجائے خود یہ ایک بہت بڑا اہم اور نازک فرض ہے جس کو دانشمندانہ طور پر نہایت خوبی سے ادا کیا جاتا ہے۔

یہ پروگرام اوقات دارالخلافہ کے متعلق ہے۔دورہ کا پروگرام ہنگامی اور مقامی حالات کی بنا پر اس سے مختلف ہوتا ہے۔

مملکت خداداد

یعنی

گورنمنٹ بہاولپور

ریاست بہاولپور شمالی ہندوستان کی سب سے بڑی اسلامی ریاست ہے۔ عظیم الشان خلفائے عباسیہ کے خاندان کے ایک اولوالعزم امیر محمد بہادل خان اوّل نے جب ۱۱۶۲ھ ۱۷۴۹ء میں شہر بہاولپور کی بنیاد ڈالی۔ اس وقت اپنے مقبوضات کو ریاست بہاولپور[1] کے نام سے موسوم کیا جو آجتک اسی نام سے موسوم ہے۔

اگرچہ پہلے اس ریاست کی حدود کی وسعت بہت دُور تک پھیلی ہوئی تھی۔ موجودہ ضلع منٹگمری فیروزپور۔ مظفر گڈھ وغیرہ کے کثیر التعداد وسیع مواضعات ریاست ہیں داخل تھے۔ لیکن فروری ۱۸۴۳ء میں جبکہ فرمانروایانِ بہاولپور نے بڑی عالی حوصلگی اور فراخ دلی سے اپنے مقبوضات کا بہت بڑا رقبہ گورنمنٹ برطانیہ کو دے دیا۔ تو اس وقت ریاست کی شمالی حدود دریائے گھارا تک محدود ہوگئی۔ پھر بھی اس وقت ریاست بہاولپور بائیس ہزار میل مربع میں پھیلی ہوئی ہے۔ جسمیں دس لاکھ کے قریب نفوس آباد

[1] اگرچہ بہاولپور کے نام کی نسبت سے اس ریاست کا نام امیر محمد بہادل خان اول کے عہد میں بہاولپور تجویز ہوا۔ لیکن اس آبادی کے موجودہ حدود کی واقعی داغ بیل امیر صادق محمد خان اول کے عہد میں قائم ہوئیں۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ صادق محمد خاں کے مبارک نام کا اس ریاست کی آبادی ترقی تنظیم اور بہبود میں بڑا دخل رہا ہے۔ چنانچہ صادق محمد خاں اول کے عہد میں حدود ریاست بہاولپور قائم ہوئیں۔ صادق محمد خاں ثانی نے اصلاح انتظامی کا سب سے پہلا پروگرام رائج کیا اور ایڈمنسٹریشن کی بنیاد قائم کی۔ صادق محمد خاں ثالث کا زمانہ بالکل مختصر تھا صادق محمد خاں رابع علیہ الرحمۃ نے ریاست کو متمدن ممالک کے نمونہ پر ڈھالنے کیلئے ابتدائی خاکہ وضع کیا۔ اب عمرش دراز باد صادق محمد خاں خامس خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ کے مبارک عہد میں ریاست بلحاظ آبادی اور بلحاظ انتظام توسیع اور بلحاظ ترقی زراعت صنعت وحرفت وخوشحالی ممالک متمدنہ یورپ کا نمونہ بن گئی ہے۔ ۱۲ عزیز

ہیں - اس آبادی میں زیادہ تر یعنے قریبًا $\frac{9}{10}$ مسلمان آباد ہیں - اور باقی تعداد کو ہندو سکھ عیسائی اور دیگر مذاہب کے لوگ پورا کرتے ہیں - مسلمان عام طور پر زراعت کاری کی زندگی بسر کرتے ہیں - تجارت ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے - اس کے ساتھ ہی ساہوکارہ بیوپار بھی انہیں کے قبضہ میں ہے - قرضہ اور سود در سود کا جال یہاں بھی اسی طرح پھیلا ہوا ہے جیسا کہ ملک کے دوسرے حصوں میں ہے - ریاست میں کچھ عرصہ سے قانون انتقال آراضیات اور قانون سود در سود کا اجرا ہو چکا ہے - پھر بھی ریاست کے بیشتر خاندان قرضہ کی آہنی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں - پیداوار ہر قسم کی ہوتی ہے سبزیاں. پھل میوے کیلئے یہ زمین موزوں ہے - اجناس بھی ہر قسم کے پیدا ہوتے ہیں امریکہ اور مصر کی کپاس بہت اچھی ہوتی ہے ریاست کی سالانہ آمدنی اس وقت سوا کروڑ کے قریب پہونچ گئی ہے - اور جدید انتظام توسیع ذرائع آبپاشی کے بڑھتے ہوئے فوائد سے اسمیں مزید ترقی کی خوشگوار توقعات ہیں -

فرمانروایان بہاولپور کے اسلاف محترم جب تک مسند آرائے تختِ بغداد و مصر رہے اس وقت تک خلیفۃ المسلمین امیر المومنین کے خطابات سے مخاطب ہوتے رہے - ابو القاسم عباسی شہید کی اولاد امیر کے لقب سے ملقب ہوئی - اسی ابو القاسم کی اولاد میں سے امیر سلطان احمد ثانی جب مصر سے سندھ کے علاقہ میں وارد ہوئے تو اسوقت بھی سرداران قوم امیر کے خطاب سے یاد کئے جاتے رہے - نواب صادق محمد خاں اول کو نادر شاہ بادشاہ ہندوستان کے دربار سے نواب صاحب کا خطاب ۱۱۵۲ھ سنہ ۱۷۳۹ء میں ملا اس وقت سے فرمانروایان بہاولپور نواب کے خطاب سے ملقب ہوئے - ۱۱۹۴ھ سنہ ۱۷۸۰ء کے قریب ہندوستان کے مغل بادشاہ کی جانب سے خطابات رکن الدولہ - نصرت جنگ سیف الدولہ حافظ الملک مخلص الدولہ و معین الدولہ کے عطا ہوئے - اسوقت سے یہ خطابات حکمرانان کے اسمائے گرامی کے ساتھ شامل ہوتے رہے ہیں - نواب صادق محمد خانصاحب رابع علیہ الرحمۃ کو گورنمنٹ برطانیہ کی جانب سے ۲۵ جنوری سنہ ۱۸۸۲ء کو جی - سی - ایس - آئی کا خطاب حاصل تھا - اور موجودہ بلند اقبال اولوالعزم فرمانروائے بہاولپور دام اقبالہ و ملکہ کو سلطنت برطانیہ کی طرف سے فوجی قابلیت کے لحاظ سے میجر کا رینک ملا - اور بلحاظ نظم و نسق ملک "جی - سی - آئی - ای" "کے - سی - ایس - آئی" اور "کے - سی - وی - او" کے معزز اور عظیم الشان خطابات حاصل ہیں - اللھم زد فزد - پنجاب کے مرکز علوم (یونیورسٹی) کی جانب سے آپ کی قابلیت اور سرپرستی علوم کیوجہ سے آپ کو "ایل - ایل - ڈی" کی انتہائی علمی ڈگری بھی ملی ہوئی ہے

فرمانروایان بہاولپور کی سلامی کے لئے ۱۷ توپوں کی شلک مقرر ہے -

۸ مارچ سنہ ۱۹۲۴ء میں ہندوستان کے وائسرائے و گورنر جنرل نائب السلطنت برطانیہ ہز ایکسلینسی رائٹ آنریبل ارل آف ریڈنگ بہادر نے بہاولپور تشریف لا کر اعلحضرت دام اقبالہ و ملکہ کو باختیارات کامل مسند نشین تخت ریاست بہاولپور کیا -

انتظامی طور پر ریاست بہاولپور تین ضلعوں میں منقسم ہے۔ ایڈمنسٹریشن دنیا کے مکمل ترین متمدن ممالک کی طرح نہایت مکمل اور قابل اطمینان ہے۔ پرائیم منسٹر تمام ریاست کے نظم ونسق کا نگراں حاکم ہے اور ریونیو۔ جوڈیشل۔ میونسپلٹی۔ تعلیم۔ فوج۔ کامرس۔ ڈیپارٹمنٹ علیحدہ علیحدہ منسٹر صاحبان کے زیر انتظام ہیں۔ اور تمام کاروبار کے محکمے انہار۔ مال۔ تعمیرات۔ جنگلات۔ زراعت۔ تعلیم۔ میڈیکل۔ میونسپل۔ جوڈیشل فوج۔ پولیس۔ حساب وخزانجات۔ رجسٹری۔ اسٹامپ۔ تصریفات۔ تجارت۔ بنک۔ تعلیم یافتہ اور قابل افسران کے انچارج میں ہیں۔ جو پوری سرگرمی سے مفوضہ فرائض انجام دے رہے ہیں۔

اگرچہ جدید اسکیم آب رسانی کی وجہ سے ریاست کا فنانس زیر بار ہوگیا ہے۔ لیکن آب رسانی کے وسائل اپنے مفید اثرات سے بہت جلد یہ کمی پوری کردینگے۔


تعلیم کے ساتھ ریاست بہاولپور کے فرمانرواؤں کو خاص دلچسپی ہے۔ اور اس وقت تعلیم کے دریا ریاست میں جاری ہیں۔

ریاست میں چارسو میل لمبی ریلوے لائن موجود ہے۔ اس میں سے ایک سو چالیس میل ریلوے ڈبل لائن ہے باقی تمام سنگل لائن ہے۔

رعایا کے تمام طبقات میں ترقی کی ایک رُوح پیدا ہوگئی ہے۔ اور ہر فرد رعایا اپنی بہبودی میں ہمہ تن مصروف ہے۔ بہت ہی جلدی وہ وقت آنے والا ہے جبکہ تمام رعایا اپنے کاروبار میں مرفع الحال اور زیور تعلیم سے آراستہ نظر آئے گی اور ریاست بہاول پور۔ ممالک متمدنہ یورپ کے دوش بدوش ترقی کے منازل اعلیٰ پر فائز ہوگی۔

سالے کہ نکوست از بہارش ویداست


اس نہایت مختصر جغرافی حالات کے اختتام پر میں ریاست بہاولپور کا ایک نقشہ بھی شامل کرتا ہوں۔



نقشہ ریاست بہاول پور
پیمانہ فی انچہ ۳۴ میل
شمال
ضلع ڈیرہ غازیخان
ضلع مظفر گڑھ
ضلع ملتان
ضلع منٹگمری
ضلع فیروزپور
ریاست بیکانیر
سرحد ریاست جیسلمیر
ضلع بہاول نگر
ضلع بہاولپور
خان گڑھ
خیر گڑھ
اسلام گڑھ
نواں کوٹ
خانپور
اوچ
دریائے چناب



حاجی صادق محمد خان عباسی خامس فرمانروائے ریاست بہاولپور


نقشہ ریاست بہاول پور
پیمانہ فی انچ ۳۲ میل
شمال
ضلع ڈیرہ غازیخان
ضلع مظفر گڑھ
ضلع ملتان
ضلع منٹگمری
ضلع فیروزپور
ضلع بہاولنگر
ضلع بہاولپور
ریاست بیکانیر
سرحد ریاست جیسلمیر
خان گڑھ
فورٹ عباس



حاجی صادق محمد خان عبّاسی خامس فرمانروائے ریاست بہاولپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اسلام اور حج

انسانی دنیا پر جب تک روحانیات کا تسلط ہے۔ جب تک سوسائٹی کی اصلاح کے لئے انسان کے دل میں نیک اخلاق۔ سچائی اور ہمدردی بنی نوع کی قدر و منزلت ہے۔ جھوٹ۔ بُرے افعال اور بداخلاقی سے بچنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اس وقت تک مذہب بنی نوع انسان کی زندگی کا جزو لاینفک رہے گا اور خدا کی خدائی میں رہتے ہوئے اپنے پیدا کرنے والے کی جستجو کا دلی جوش ہر انسان کے لئے ہمیشہ مقصد زندگی رہے گا۔ ؎

ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا — آتش پہ مغاں نے راگ گایا تیرا
دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھکو — انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا

حالی

یہ ایک فطرتی جذبہ ہے۔ جو انسان کی طبیعت میں لازمی طور پر ودیعت کیا گیا ہے۔ اور زندگی بھر تک انسان اس سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔

عشق تو در وجودم مہر تو در دلم — با شیر در بدن شد و با جان بدر رود

ذات پروردگار عالم کا ادراک۔ افکار و توہم سے بلند اور بالاتر ہے۔ کہاں ایک مٹی کا مادی بلبلہ اور کہاں ذات بیچوں و بیچگوں الٰہی۔ ع اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم

اس کی بارگاہ اعلیٰ تک رسائی ناممکن تھی۔ مگر اس کی تلاش کی ہوس کبھی کم نہیں ہوئی۔

لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنی مخلوق کی لاج رکھی۔ بیچارے ناکارے انسان کو اپنے جمال بے مثال سے

رسالت

آشنا کرنے کے طریقے سکھلانے والے بندے دنیا میں منتخب فرما کر بھیجے، جو بنی نوع انسان کو بہیمیت کے قعر ذلت سے نکال کر ایسی روحانی رفعت و منزلت تک پہنچا دینے کا کام کرتے رہے کہ اس خاکی پتلے کے لئے قدرتی نظاروں کے گہرے مطالعے کی راہیں کھل گئیں اور دنیا کے فطری رازوں میں اپنی روحانی طاقتوں کو زیادہ صیقل کر کے ذات پروردگار کے صحیح طور پر بندے بنکر اس کے انعام کے مستحق ہونے کے قابل ہونے لگ گئے۔

نبی آخر الزمان

ان خدا کے برگزیدہ اور اسرار فطرت کے ماہرین کو پیغمبرِ الٰہی کے پیارے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور اس سلسلہ کی آخری حجت حضرت سرورِ عالم فخر بنی آدم خیر الخلق سید البشر سیدنا و مولانا محمد بن عبد اللہ خاتم الانبیاء رحمۃ للعالمین سید الرسل کی ذات بابرکات ہے۔ جس نے توحید کا علم بلند کیا۔ سچائی۔ نیکی۔ مساوات اور ایثار کے فردوس کی طرف انسانی دنیا کو دعوت دی۔ بدی۔ گناہ۔ جھوٹ اور غرور سے لوگوں کو باز رہنے کا سبق دیا۔

مذہب اسلام

وہ خدائے لاشریک کا آخری اور مکمل پیغام دنیا کے لئے لایا۔ وہ خود خاتم النبیین ہے۔ اور اس کا پیغام بھی قیامت تک کے لئے مکمل ضابطۂ انسانیت اور دستورِ معرفت ہے۔ اس پیارے اور خدا کے برگزیدہ نبی نے دنیا کی ہدایت کے لئے جو سچا اور سادہ مذہب پیش کیا۔ وہ علمی اور عملی شاہراہ مقصد زندگی ہے۔ اسلام اس کا نام ہے۔ اسلام کے قانون و ضوابط۔ اوامر و نواہی۔ عبادات اور معاملات، اخلاق۔ عادات ہمدردی اخوت، مساوات۔ سیاست۔ تمدن۔ اتقاء پرہیزگاری۔ سادگی۔ صفائی۔ آزادی اور ایثار کے تمام شعائر میں نورِ حقیقت اور ضیاءِ صداقت کی روح بھری ہوئی ہے۔

احکام اسلام

اسلامی زندگی کے اجتماعی شیرازہ کو نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ اور حج کے اعمال نے اس قدر مضبوط اور مستحکم کر دیا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اور کوئی قانون۔ کوئی مذہب اور کوئی مجلسی دستور اس کی نظیر پیش نہیں کر سکا۔ یہی باتیں ہیں جو اسلام کے دوام اور زندگی جاوید کی ضامن ہیں۔

اور ایک مسلمان بالطبع خداوند واحد لاشریک کا عاجز بندہ اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کا جان نثار تابعدار فرد امت ہو کر فرائض خداوندی کے ادا کرنے کا ہر وقت دالہ و شیدا رہتا ہے۔ نماز پنجگانہ ہر روز اور روزہ یک ماہ۔ بارہویں مہینے اور زکوٰۃ چالیسواں حصہ مال کا ہر سال۔ اور حج بیت اللہ شریف صاحب استطاعت مسلمان پر عمر بھر میں ایک بار کرنے کا پابند کیا گیا ہے۔ یہ سہل اور سادہ احکام مذہبی اور ذرائع معراج روحانی مقرر ہیں

حج و زیارت

حج بیت اللہ کی اثنا میں چونکہ احکام نبوی کا مقتضیٰ یہ بھی ہے کہ حجاج اپنے پاک ہادی اور رہنما کی مزار اقدس کی زیارت بھی کریں۔ جو مدینہ طیبہ میں ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کی دلی خواہش اور قلبی تمنا ہمیشہ یہ رہتی ہے کہ وہ اپنے محبوب رہنما کی مرقد مطہر کی زیارت سے مشرف ہو۔

اعلیحضرت کے دل میں عظمت اسلام

محبت کا یہ جذبہ ایسا قوی ہوتا ہے کہ ہر امیر، غریب، عالم، جاہل مرد و زن کے دل میں ہمیشہ متلاطم اور موجزن رہتا ہے۔ اسی جذبہ کے ماتحت سالانہ لاکھوں مسلمان تمام دنیا کے ممالک سے حج اور زیارت مرقد نبوی کے لئے دور دراز ممالک کا سفر کرتے ہیں، دلی مرادیں اور روحانی برکات حاصل کرتے ہیں۔

اعلیحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ کے سینے میں اللہ تعالیٰ نے ایک مجسم محبت اور پیکر نیکی دل پیدا کر دیا ہے۔ ہر نیک خیال اور ہر پاک جذبہ محبت اس دل میں موجود ہے۔ ایک ملک کے ذمہ دار فرمانروا کی حیثیت سے جس قدر مصروفیت اور جفاکشی آپ کو دن رات رہتی ہے۔ اس سے کہیں زیادہ مذہب کی عظمت اور اسلامی ارکان کی ادائیگی کی فکر آپ کے ضمیر پرتنویر پر حاوی ہے۔

یہ مذہبی جذبہ ایک فطرتی خاصہ بن گیا ہے۔ بچپن ہی سے اعلیحضرت اس رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ اعلیحضرت کے والد ماجد جنت آشیاں نواب حاجی محمد بہادل خاں صاحب علیہ الرحمۃ والغفران جب ۱۹۰۶ء میں حج پر تشریف لے گئے تھے اعلیحضرت بھی ساتھ تھے۔ اور آپ کی عمر اس وقت ڈھائی سال کی تھی۔

آپ نے جن معصوم نگاہوں سے سرزمین حجاز کو دیکھا۔ اس کا گہرا نقش آپ کے دل پر جم گیا۔

اس کے بعد جب اعلیحضرت اپنے محترم بزرگوں کی تاریخ سے واقف ہوئے، آپ نے دیکھا کہ آپ کے جد اعلیٰ اور سلسلہ خاندان عباسیہ کے مورث محترم حضرت عباسؓ اور ان کی اولاد یعنی خلفائے عباسیہ نے وقتاً فوقتاً کعبہ اور حرم نبوی کی ایسی مستقل شاندار اور حیرت انگیز خدمات انجام دی ہیں جو تاریخ اسلام اور حالات خاندان عباسیہ کا زرین باب ہو گئی ہیں۔

اعلیحضرت کے دل میں بھی ادائگی فرض حج کے ساتھ ساتھ اس خیال سے جذبۂ خدمت حرم پیدا ہوا۔ اور اس مذہبی نقطہ خیال نے کہ ہر ایک مستطیع مسلمان کے لئے حج کعبہ فرض ہے۔ اور زیارت روضۂ نبوی صلعم ضروری اور موجب برکات ہے۔ تحریک سفر حجاز میں معاونت کی۔

عزم حج

آپ نے ارادہ فرما لیا کہ اس فرض خداوندی کو جہانتک ممکن ہو جلد ہی ادا کیا جائے۔ اور پاک سرزمین حجاز کی سیاحت اور روضۂ مطہرہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا جائے۔

سال ۱۹۳۱ء میں جب اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ اپنی ملکی ضروریات کے سلسلہ میں یورپ گئے ہوئے تھے۔ واپسی کے وقت دلی جذبۂ محبت نے تحریک کی۔ اگرچہ حج کا موسم نہ تھا پھر بھی آپ نے مدینہ طیبہ۔ مکہ مکرمہ۔ طائف وغیرہ مقامات کو دیکھا۔ بیت اللہ شریف کی زیارت فرمائی۔ دربار نبوی میں حاضر ہو کر شرف صلوٰۃ و سلام حاصل کیا اور سرزمین حجاز کے ان پاک اور مقدس مقامات کو دیکھکر یہ ارادہ مصمم فرما لیا کہ حج کے ایام میں فریضہ حج بھی ادا کریں گے۔ اور روضۂ اقدس کی زیارت اور صلوٰۃ و سلام کی سعادت پھر ایک بار حاصل ہو گی۔

اعلیٰحضرت کے اس خیال مبارک کو جناب کرنل حاجی محمد مقبول حسن صاحب بہادر۔ ایم اے۔ ایل ایل بی وزیر عدلیہ بہاولپور نے اپنے بے نظیر سفرنامہ ٹریولس ان دی ایسٹ اینڈ دی ویسٹ کے صفحہ نمبر ۶۵ پر ان الفاظ میں درج کیا ہے۔

"With heavy heart and tears welling up in our eyes we parted from the city of the Prophet Praying and hoping to be so fortunate as to revisit the Sacred Place."

دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی یہ دعا قبول ہوئی اور سچی محبت کے جذبات بارآور ہوئے۔
سنہ ۱۳۵۳ھ (سنہ ۱۹۳۵ء) کا سال اس ارادہ مبارک کو عملی صورت میں لانے کا وقت مقرر ہوا

مبارک سفر کی دل آویز تیاریاں

جب یہ قرار پا چکا کہ اس سال کے حج میں شامل ہونا ہے۔ تو اس سفر عظیم کے ابتدائی مراحل طے ہونے لگے، جماعت ہمرکاب کا انتخاب۔ سامان سفر کی تیاری۔ خیمہ و خرگاہ کی تجویز۔ لاریوں اور کاروں کی نامزدگی۔ اراکین۔ خدام اور ملازمان کے فرائض اور ذمہ داریوں کا تعین۔ ترتیب سفر۔ طریقہ نصب خیام و ادائے مناسک وغیرہ کے متعلق ایک نہایت مکمل ضابطہ اور بسیط دستور العمل شائع فرمادیا جس میں ہر ایک ضروری صیغہ ہمراہی کے متعلق مفصل ہدایات درج تھیں۔ توشہ خانہ۔ باورچیخانہ۔ آبدارخانہ۔ شفاخانہ۔ تصریفات۔ موٹرخانہ۔ الکٹرک پاور ہاؤس کے علاوہ عملہ کاروباری۔ خدام۔ درزی۔ دھوبی۔ حجام۔ مستری۔ لوہار۔ میکانک کے ضروری افراد مامور کئے گئے۔ سکرٹریٹ اور عملہ تحریر و حساب بھی بقدر ضرورت ہمرکاب منتخب ہوا۔ مذہبی احکام کے جزرس اور سفر حج کے مسائل کے واقف۔ تجربہ کار علما کا بھی انتخاب ہوگیا۔ اور رفتہ رفتہ یہ مختصر سا قافلہ اسّی افراد سے زیادہ تعداد میں مرتب ہوگیا۔ اور تیاری کے ابتدائی مراحل عملی طور پر طے کئے گئے۔

دستور العمل نمبر ۱۰۶

روانگی

۱۶ شوال المکرم ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۲ جنوری ۱۹۳۵ء

نظارہ روانگی

عزم حج کردشہ ما۔ ہمہ دلہا بااوست
ہر کجا باد خدایا بسلامت دارش

عرصۂ سفر حجاز کے لئے نظام ریاست اور دوسرے کاروبار کے چلانے کی ہدایات اراکین سلطنت کو دینے اور تمام معاملات کو حافظ حقیقی کے سپرد کرنے کے بعد ۲۲ر جنوری ۱۹۳۵ء کو شام کے ۶ بجے (ڈیرہ نواب صاحب) صادق گڑھ پیلیس سے اعلیحضرت تمام ملک کی دعاؤں کی خوشگوار فضا میں بذریعہ موٹر ریلوے اسٹیشن پر پہنچے۔ ڈیرہ مبارک سے ریلوے اسٹیشن تک سڑک کے دونو جانب لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ شمار نہ کیا جاسکتا تھا۔ ایک اخبار نے پچاس ہزار آدمی کا اندازہ کیا ہے۔ رعایائے بہاولپور کے تمام طبقات کے بے شمار اشخاص اپنے ہردلعزیز سلطان۔ والئ ملک آقا۔ درویش صفت بادشاہ کو دلی جذبۂ محبت و وفاداری کے ساتھ دعائے سلامت کر رہے تھے۔

اسی راستہ میں ہائی سکول شہر احمد پور کے طلبائے نے اپنے استادوں کی ہدایت اور معیت سے ایک نہایت شاندار دروازہ بنایا ہوا تھا۔ اور صفیں آراستہ کرکے دعائیہ گیت گاگا کر دعائیں دے رہے تھے (یہ دعائیہ قصیدہ درج ذیل ہے) اعلیحضرت نے ان معصوم بچوں کے ترانہ دعائیہ سننے اور ان کی دلدہی کرنے کے خیال سے موٹر کو ٹھیرالیا۔ اور نظم سن کر پھر آہستہ آہستہ رعایا کے سلام اور دعائیں سنتے اور اس ہجوم کو تبسم اور اشارے سے جواب سلام دیتے ہوئے ریلوے اسٹیشن پر پہونچے۔ مشتاقان جمال سلطانی کی دلی دعائیں اور دعائیہ کلمات کی پیہم صدائیں۔

تاجدار عباسی زندہ باد۔ خان سائیں سلامت باد۔ جیویں دولہا۔ بسلامت روی و باز آئی۔ آسمان کی فضا میں ایک پرکیف گونج پیدا کر رہی تھیں۔

قصیدہ دعائیہ

قصیدہ دعائیہ

از چودہری سردار احمد صاحب بی اے بی ٹی۔ ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول احمد پور شرقیہ

ہمارا شاہ سدا ہم پہ حکمران رہے
ہمیشہ اس پہ خدایا تیری امان رہے

جہاں میں گردش لیل و نہار ہے جب تک دلوں سے وقت کا جاری شمار ہے جب تک
چمن میں فصل خزان و بہار ہے جب تک خدا کے فضل پہ سب انحصار ہے جب تک
ہمارا شاہ سدا ہم پہ حکمراں رہے
ہمیشہ اس پہ خدایا تری اماں رہے

ہمارے شاہ نے عزم سفر کیا ہے آج خدا نے کیا ہی یہ موقع عطا کیا ہے آج
ہر اک زباں نے یہ مضمون ادا کیا ہے آج تمام ملک کو وقف دعا کیا ہے ۔ آج
ہمارا شاہ سدا ہم پہ حکمراں رہے
ہمیشہ اس پہ خدایا تری اماں رہے

مبارک آپ کو شاہا زیارت کعبہ نصیب ہو تجھے آقا زیارت کعبہ
ملے سعادت دارین کا تجھے تمغہ پھرائے ورد سنے مدرسے کے بچوں کا
ہمارا شاہ سدا ہم پہ حکمراں رہے
ہمیشہ اس پہ خدایا تری اماں رہے

خدا کرے کہ تو اپنی مراد کو پائے ترا جو گوہر مقصود ہے وہ ہاتھ آئے
سفر سے اپنے وطن کو تو جلد تر آئے تری رعایا خوشی میں ترانہ یہ گائے
ہمارا شاہ سدا ہم پہ حکمراں رہے
ہمیشہ اس پہ خدایا تری اماں رہے

ہمارے والئ نعمت جو حج سے آئیں گے خدا کی رحمت و برکات ساتھ لائیں گے
ہم اپنی آنکھیں سر رہ گذر بچھائیں گے خدا کا شکر کریں گے خوشی سے گائیں گے
ہمارا شاہ سدا ہم پہ حکمراں رہے
ہمیشہ اس پہ خدایا تری اماں رہے

آمین ۔ ثم آمین ۔ یا رب العالمین ۔ بطفیل نبی الکریم ۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

ریلوے سٹیشن ڈیرہ نواب صاحب کا نظارہ

احاطہ ریلوے سٹیشن میں پلیٹ فارم۔ مسافرخانہ اور تمام گرد و پیش رعایائے بہاولپور کا ہجوم تھا، دور دور تک پرے کے پرے جمے ہوئے تھے۔ پلیٹ فارم پر عمائد ریاست، الملازمان، نمکخواران اور رعایا کے نمایندگان جمع تھے۔ جملہ وابستگان ذات سلطانی اس موقع پر وداعی سلام و زیارت کے لئے آئے ہوئے تھے۔

وداعی سلام اور دعائیں

اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے نہایت کشادہ پیشانی اور اطمینان کے ساتھ ہر ایک کا سلام قبول فرمایا، اور اظہار انبساط کے ساتھ ہی سب کو دعا کے لئے ارشاد فرماتے رہے،

رعایا کی اس خلوص عقیدتمندی اور محبت کے اعتراف اور دعاؤں کے باران رحمت میں اعلیحضرت نے اپنے سیلون میں قدم رکھا، اس وقت لاکھوں انسانوں کے دل و جان سے اللہ اکبر اور شاہ صادق زندہ باد۔ خان سائیں زندہ باد۔ جیویں موتیاں والا دولھا کے فلک رس نعرے بلند ہوئے زمین والوں کے ساتھ آسمانی کائنات نے ان دعاؤں کو دہرایا اور صدائے بازگشت سے ایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔

یہ دلی دعائیں اور گہرے جذبات کی تمنائیں بے تابانہ زبانوں سے نکلکر آسمان تک جا رہی تھیں۔ ہر دل اعلیحضرت کی بخیریت واپسی کی دعا میں مصروف تھا۔ اور دوسری طرف سے آمین کے نعرے بلند تھے۔

بزرگوں نے دعائیں کیں۔ شاعروں نے قصیدے پڑھے۔ طلبا نے دعائیہ گیت الاپے رعایا نے

یہ سفر رفتنت مبارک باد
بسلامت روی و باز آئی

کا مضمون اپنی اپنی زبان اور دل سے دُہرایا۔ یہ شغل اس وقت تک برابر قائم رہا جب تک اسپیشل ٹرین روانہ ہو کر آنکھوں سے اوجھل نہ ہوئی۔

سپیشل ٹرین

اسپیشل ٹرین اعلی حضرت کے ارشاد کے مطابق سفر کے لئے اسپیشل ٹرین کا انتظام ہو چکا تھا جو اسٹیشن پر تیار تھی۔ اعلیحضرت کے دو سیلونوں کے علاوہ اس میں تین فرسٹ کلاس۔ تین سیکنڈ کلاس کے کمرے اور ایک تھرڈ کلاس کا درجہ سواریوں کے لئے اور باقی سامان اور گارڈ کی گاڑیاں شامل تھیں۔

سٹیٹ سیلون میں اعلیٰ حضرت دام اقبالہٗ وملکہ جلوہ بخش تھے اور دوسرے متصلہ سیلون میں

(۱) میجر فیض احمد خاں صاحب۔ مشیر تصریفات
(۲) لفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر دیوان علی خانصاحب بہادر چیف میڈیکل افسر۔
(۳) میجر مہر دین صاحب۔ قلعدار
(۴) کپٹن ولی محمد خاں
(۵) لفٹیننٹ محمد حسین خاں
(۶) لفٹیننٹ ملک محمد بخش
(۷) مولوی بشیر احمد

سوار ہوئے۔ اور فرسٹ کلاس کے ڈبوں میں

فرسٹ کلاس دو نشست :- پرائم منسٹر صاحب بہادر

فرسٹ کلاس دو نشست :- لفٹیننٹ کرنل مقبول حسن صاحب۔ کپٹن غلام محمد صاحب

فرسٹ کلاس نشستہائے زیریں :-- (۱) کپٹن سید سعید احمد صاحب ہاشمی ملٹری سکرٹیری
(۲) خاکسار محمد عزیز الرحمن۔ ڈسٹرکٹ جج وسپرنٹنڈنٹ میوزیم

" " بالائی :- (۱) میجر نذیر علی شاہ صاحب۔ اے۔ ڈی۔ سی۔
(۲) میجر قاسم علی شاہ صاحب اے۔ ڈی۔ سی۔

سیکنڈ کلاس دو برتھ سردار حاجی محمد امیر خانصاحب۔ ہوم منسٹر

سیکنڈ کلاس ۵ سیٹ والے :- (۱) مولوی غلام محمد صاحب۔ شیخ الجامع
(۲) ابو الاثر حضرت حفیظ جالندھری۔ شاعر دربار۔
(۳) ڈاکٹر عاشق علی
(۴) مسٹر محمد انور صاحب پبلسٹی افیسر
(۵) ڈاکٹر شریف الحسن صاحب

سیکنڈ کلاس پانچ نشست والے (۱) صاحبزادہ شہباز خانصاحب عباسی
(۲) میاں واحد بخش خاں۔ حاضر باش
(۳) لفٹیننٹ احمد بخش
(۴) حافظ محمود بخش

اور تیسرے نمبر کے درجوں میں باقی ہمرکاب سوار ہوئے۔ جن کی مکمل فہرست ضمیمہ دستور العمل میں موجود ہے ۷ بجے شام کے بعد ٹرین نے ڈیرہ نواب صاحب کی اسٹیشن سے حرکت کی۔ شیدائے آقا سلطان پرست وفادار رعایائے بہاولپور کا وہ ہجوم جو ریلوے اسٹیشن پر تھا اس کا طویل سلسلہ اسی گنجانی اور کثرت کے ساتھ دور تک ٹرین پر سے خوش منظر معلوم ہوتا تھا۔ تمام لوگ خوشی اور مسرت کی دعاؤں کے نعرے لگا رہے تھے اور جذبات محبت میں سرشار نظر آتے تھے۔ **خان سائیں زندہ باد۔ سلامت باد۔ بسلامت روی و باز آئی** کی آوازیں ٹرین کی گاڑیوں کے اندر اپنی ایک گونج پیدا کرتی تھیں۔ اور یہ ہجوم رفتہ رفتہ ..... کچھ تاریکی اور کچھ ٹرین کی تیز رفتاری کے باعث کم ہوگیا۔ مسافران حجاز اپنے سامان کی دیکھ بھال اور بستر وغیرہ درست کرنے کے بعد وقتی نمازوں میں مصروف ہوگئے

روانگیٔ ٹرین

اگرچہ دستور العمل اور احکام سلطانی کی رو سے ہمرکابان اعلیٰ حضرت کی تعداد اتنی سے زیادہ نہ تھی۔ لیکن ٹرین میں یہ تعداد بہت زیادہ نظر آرہی تھی۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ رعایائے بہاولپور کے متعدد اصحاب اس ارادہ سے کراچی چل رہے ہیں کہ وہاں پہنچکر ہمرکابی کے لئے کوشش کرینگے۔ یا کچھ نقدی امداد حاصل کرکے مناسک حج ادا کرنے میں کامیاب ہوں گے، بعض صاحبان اپنے عزیز واقارب کی مشایعت کے لئے بھی بغیر منظوری سوار ہو گئے تھے،

راستہ میں خانپور اور رحیم یار خاں کے اسٹیشنوں پر افسران مقامی۔ زعمائے زمینداران آنریری مجسٹریٹ صاحبان اور رعایا کے ممتاز اصحاب موجود تھے۔ اعلیٰحضرت نے اپنی پیاری رعایا کے جذبات محبت سے متاثر ہوکر ان کی تکلیف، دلخواہی۔ دعا اور استقبال کے جذبات کا اعتراف فرمایا۔ اور سلام کا جواب مرحمت فرما کر دعا کے سلسلے کو جاری رکھنے کی خواہش کا اظہار فرماتے رہے،

ٹرین ریاست کی حدود سے جسوقت نکلی اسوقت رات کے سیاہ پردے نے ٹرین کو اپنے سایہ میں لے لیا۔ اور پھر ابر رحمت نے گھر گھر کر گہر باری کی۔ صبح کے قریب جب کوٹری ریلوے اسٹیشن پر پہنچے تو وہاں اس مقدس قافلے کو باران فضل پروردگار نے اللہ کے راستے میں گھر بار عزیز واقربا چھوڑ کر آنے کی مبارکباد دی۔ اور اس جہاد نفس فی سبیل اللہ کے متعلق موتیوں کی بارش سے اظہار تہنیت کیا۔

باران رحمت

جنوری کے آخری ایام۔ میٹھی میٹھی سردی اور نرم نرم سرد ہوا کی لہریں۔ صبح کا وقت، گاڑی کا سفر۔ سندھ کے کوہستانی میدانوں میں حجاج کے قافلہ پر ابر رحمت کی یہ گہر باری ایک لطف دے گئی۔ اور یہ اس سفر کی نہایت مبارک فال سمجھی گئی

سالیکہ نکوست از بہارش پیداست

۱۸ شوال ۱۳۵۳ھ ۲۳ جنوری ۱۹۳۵ء کراچی ریلوے اسٹیشن

ہر ایک مسافر نے اس آثار رحمت الہی کو نیک فال سمجھکر شکرانہ پروردگار ادا کیا۔

۱۰ بجکر ۱۰ منٹ پر ۲۳ جنوری ۱۹۳۵ء کی صبح گاڑی اپنے سفر خشکی کے انتہائی مقام پر پہنچ گئی۔

کراچی[1]

ریلوے اسٹیشن پر بے شمار اصحاب استقبال کے لئے موجود تھے۔ انجمن اسلامیہ کراچی کے والنٹیرز نے باقاعدہ سلامی دی۔

مولٰنا الحاج سر رحیم بخش صاحب بہادر پنشنر پریسیڈنٹ کونسل بہاولپور

آنریبل خان بہادر علی بخش محمد حسین خاں۔ لفٹیننٹ کرنل مولوی ضیاء الدین احمد صاحب ایم اے ایل ایل بی۔ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس احاطہ سندھ۔ سابق کمشنر پولیس بہاولپور۔ خان بہادر نور نبی صاحب کلکٹر دادو۔ شیخ محمد حسین صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف کراچی۔ سیٹھ داد امین صدر دار حاجی ڈوسل اینڈ کو۔ مسٹر بھوٹانی پرنسپل سندھ کالج کراچی۔ سید احمد شاہ صاحب زمیندار ٹھٹھ میر مقبول خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کراچی۔ سید اکبر علی شاہ صاحب محکمہ ڈسٹرکٹ جج کراچی۔ ممبران انجمن اسلامیہ کراچی۔ سیکریٹری حج کمیٹی کراچی وغیرہ بیشمار معزز اور معتبر اصحاب انتظار کر رہے تھے

---

[1] کراچی ایک مشہور بندرگاہ ہے۔ ہندوستان کے شمال مغربی حصہ خشکی کا اس موقع پر خاتمہ ہو جاتا ہے۔ شمالی ہندوستان کے عازمان سفر بالعموم اسی مقام سے جہاز میں سوار ہو کر عرب کی طرف جاتے ہیں، پنجاب۔ صوبہ سرحدی، افغانستان، بلوچستان اور سندھ والے حجاج کا یہی راستہ ہے بلحاظ آبادی اور ترقی تجارت کے بھی یہ شہر ہندوستان میں خاص شہرت رکھتا ہے، یورپ امریکا اور ایشیائی مقامات ایران عراق افریقہ وغیرہ کے سواحل کی تجارت کا یہ بہت بڑا مرکز ہے، بمبئی کے بعد یہی بندرگاہ زیادہ بارونق اور خوش منظر ہے، یہاں کی زبان سندھی ہے مگر ساحل سمندر ہونے کی وجہ سے ساری زبانیں بولی اور سمجھی جاتی ہیں مگر اردو کا زیادہ رواج ہے، یہاں کی آب و ہوا نسبتاً معتدل اور خوشگوار ہے۔ سندھ کی سی خشکی اور بمبئی کی سی زیادہ مرطوب نہیں گرمی زیادہ سے زیادہ ۹۰ درجہ تک اور سردی ۵۰ درجہ تک پڑتی ہے بارش بھی عمدہ ہو جایا کرتی ہے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ ۱۵ اور ۲۰ انچ کے درمیان سالانہ بارش ہو جاتی ہے۔ لاہور سے ساڑھے سات سو میل۔ بہاولپور سے ۵۱۴ میل اور ڈیرہ نواب صاحب سے ۴۸۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ قدیم زمانہ میں یہ شہر خان قلات اور میر صاحبان کی حکومت میں ایک چھوٹا سا قصبہ تھا ۱۸۴۲ء میں سر چارلس نیپیر کے عہدنامہ کے رو سے گورنمنٹ انگریزی کے قبضہ میں آیا۔ اور اب یہ شہر ہندوستان کے آباد شہروں میں ایک خاص منزلت رکھتا ہے ۱۲ ار

اعلیحضرت سفرحج کا پہلا ریلوے لائن کا راستہ طے فرما کر سیلون سے مرحبا۔ خوش آمدید۔ جی آیوں۔ سدا آیوں کے نعروں اور پھولوں کے ہاروں سے مزین ہوتے ہوئے پلیٹ فارم پر فرد کش ہوئے اور استقبالی جماعت کے ساتھ علی قدر مراتب کسی سے مصافحہ فرمایا۔ کسی سے خیر و عافیت پوچھی اسی طرح اخلاق کا خوشگوار فرض ادا فرما کر دیر تک بات چیت فرماتے رہے۔

قیام خسروی سیلونوں میں رہا لیکن تھوڑی دیر کے بعد سیلون پلیٹ فارم سے اس موقع پر لیجائی گئی، جہاں اس کے ٹھرائے جانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

ہمنگواران ہم رکاب کے لئے شہر میں ایک نہایت ہی وسیع عالیشان اور بلند سہ منزلہ مکان پہلے ہم پہنچایا گیا تھا جس کے اندر تمام آرام و آسائش کا سامان موجود تھا۔ اس لئے تمام سامان اور اصحاب ہمرکاب اس مکان میں چلے گئے،

کیمپ کراچی کی منتظمہ جماعت نے ہر قسم کے آرام اور خوراک کا اہتمام کیا ہوا تہا۔ وہاں قیام کا اطمینان کر کے سپرنٹنڈنٹ رسد وغیرہ نے سامان خریدنے کا اہتمام کیا، باقی صاحبان نے بقدر ضرورت اپنے لئے بھی کوئی نہ کوئی چیز شہر سے جا کر خرید لی،

گارڈن پارٹی کراچی

گارڈن پارٹی کراچی[1] اسی ۲۳ جنوری ۱۹۳۵ء کی شام کو کراچی کلب کے گراونڈ میں خان بہادر علی بخش محمد حسین خاں صاحب۔ برادر عالیجناب پرائم منسٹر صاحب بہادر گورنمنٹ بہاولپور نے اعلیحضرت کی تشریف آوری کے اعزاز میں ایک گارڈن پارٹی کا اہتمام فرمایا تہا۔ اس میں اعلیحضرت اور سٹاف وعملے کے علاوہ کراچی کے ہر طبقہ کے معزز اور ممتاز یورپین اور انڈین اصحاب شامل ہوئے جن کی تعداد دو سو سے بھی زیادہ تھی۔

اعلیحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ نے ایڈریس۔ قصیدہ اور تقریروں کے بعد ایک فصیح و بلیغ پُراثر مختصر اسپیچ میں صاحب دعوت کا شکریہ اور تمام شرکا، پارٹی کے تصدیعہ کا اعتراف مروت فرمایا۔ اور جملہ اصحاب موجودہ پارٹی سے مصافحہ فرماتے ہوئے دعا کے لئے خواہش کی۔ تمام کلب گراونڈ میں اللہ اکبر کے نعروں نے ایک لطف آمیز سماں پیدا کر دیا۔

دعائیہ قصیدہ

لفٹیننٹ کرنل مولوی ضیاء الدین احمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس سندھ سابق پولیس کمشنر بہاولپور نے اس موقع پر مبارکباد اور دعائے واپسی بخیریت کا جو قصیدہ لکھا تھا پڑھا تمام حاضرین اس کی طرز ادا اور مضمون دعا سے محظوظ اور متاثر ہوئے۔ فوٹوگرافروں نے فوٹو لئے، مولوی صاحب کا قصیدہ اس موقع پر درج کیا جاتا ہے۔

[1] اگرچہ کراچی کے متعدد ہندو اور مسلمان معززین نے دعوت کی استدعا کی مگر چونکہ وقت نہیں تہا اس لئے اعلیحضرۃ نے شکریہ کیساتھ معذرت کی ۱۲

مبارکباد

لفٹیننٹ کرنل مولوی ضیاء الدین احمد صاحب۔ ایم اے۔ ایل۔ ایل بی سابق کمشنر پولیس بہاولپور

تمہیں حج اکبر پہ جانا مبارک — درِ شاہ پر بار پانا مبارک
عقیدت کی نذریں چڑھانا مبارک — دلوں کی مرادیں بر آنا مبارک
تمہیں حج اکبر پہ جانا مبارک

فرشتے یہ کہتے تھے عرشِ بریں کے — لو صادق چلے در پہ صادق امیں کے — دام اقبالہ وملکہ
وہ شاہ دو عالم یہ سلطاں زمیں کے — ہوئے بخت بیدار ان کی جبیں کے
جبینوں کو یہ آستانہ مبارک

بشر کو جنہوں نے کتابِ ہدیٰ دی — جہاں میں صداقت کی مشعل جلادی
فسونگاہ باطل کو حق کی ندا دی — ہمارے وہ آقا۔ ہمارے وہ ہادی
ہدایت تمہیں ان سے پانا مبارک

کیا تھا زبیدہ نے جو فیض جاری — وہ ارض مقدس میں ابتک ہے ساری
اسی سے حرم کی ہوئی آبیاری — یہ عباسیوں کی ہے خدمتگزاری
تمہیں رتبۂ خادمانہ مبارک

پہنچکر سوادِ حرم میں بہ راحت — کرو تازہ عباسیوں کی روایت
وہ ہارون و مامون کی رسم عقیدت — برس جاؤ بنکر سحابِ سخاوت
سخاوت کے گوہر لٹانا مبارک

بلاتے ہیں دربار میں تجھکو سرور — حرم کی کشش خود بنی تیرے رہبر
نگہ میں سمایا ہے یثرب کا منظر — زہے شوق صادق زہے حج اکبر
ضیا کی زباں پر ترانہ مبارک

کراچی کی مختلف مصروفیتیں ۱۸ شوال ۱۳۵۳ھ م ۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء

کراچی کی مختلف مصروفیتیں

علی الصباح کہ مردم بکار و بار روند

بلاکشان محبت بکوئے یار روند

۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء کا تمام دن مصروفیت میں گذرا۔ رخت سفر کے منتظمین سامان کی نقل و حرکت میں مصروف ہوگئے۔ منتظم ٹرانسپورٹ و باربرداری نے کاریں اور لاریاں بندرگاہ پر بھجوانے اور جہاز میں سوار کرنیکا کام سنبھالا۔ منتظم کیمپ نے اپنی ضرریات کو دیکھنا شروع کیا۔ جماعت ذمہ وار جہاز کی ٹکٹوں کی خرید۔ تکمیل۔ پاسپورٹ میں لگ گئی۔ مسافروں کا معائنہ ہوا۔ چونکہ ہمراہی مسافروں نے چیچک اور ہیضیہ کے ٹیکے ارشاد سلطانی کے مطابق پہلے بہاولپور اور صادق گڈھ پیلیس میں لگوائے تھے، اس لئے تمام ضروری کاروبار طبّی کے مرحلے طے کرنے کے بعد مسافر اور سامان بندرگاہ پر پہنچ گئے، جہاں رحمانی جہاز ان کے لئے تیار موجود تھا

جہاز رحمانی

جہاز

اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء ۵ بجے شام کے بعد کراچی بندر کے اس پلیٹ فام پر جلوہ فرما ہوئے۔ جو جہاز رحمانی کے سامنے تھا۔ اسوقت حج کمیٹی کراچی کے جملہ ممتاز ممبران انجمن اسلامیہ کے افراد محترم اور کراچی کے اعلیٰ افسران و ملازمان، روسار۔ تاجران دعا اور سلام کے لئے جمع تھے، اعلیحضرت کے لئے تمام حاضرین نے دعائے بخیریت واپسی کی۔ اعلیحضرت نے نہایت ہی خوش اخلاقی محبت اور خلوص سے ان کی محبت اور عقیدت کا اعتراف فرمایا۔ اور نیک دعاؤں کے لئے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور ۶ بجے کے قریب ہزارہا لوگوں کے اللہ اکبر کے نعروں

پادشاہ ریاست بہاولپور زندہ باد

کی دعاؤں کے نعموں میں جہاز رحمانی کو شرف سواری[1] بخشا۔ بہت دیر تک **صادق زندہ باد**

[1] پہلے یہ تجویز تھی کہ اعلیحضرت معہ نہایت مختصر جماعت کے ولایتی ڈاک کے جہاز میں پورٹ سعید تک سواری فرما کر وہاں سے مصری ڈاک کے جہاز کے ذریعہ جدہ پہنچیں لیکن اعلیحضرت نے اس آرام دہ اور اطمینان بخش تجویز کے قبول فرمانے سے انکار کر دیا کہ میں اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اسی جہاز میں سفر کروں گا جس میں وہ سفر کریں گے۔ اس سفر حج میں کسی ایسے امتیاز خاص یا آرام کو پسند نہ فرمایا اور معمولی مسافران جہاز کی معیت میں ہی سفر کا ارادہ مستحکم فرمایا۔ عزیز ۱۲

بسفر رفتنت مبارکباد۔ بسلامت روی و باز آئی، کے روح پرور دعاؤں کا پلیٹ فارم پر سلسلہ جاری رہا۔ کئی ایک فوٹو یہاں بھی لئے گئے، مشایعت کنندہ جماعت کو تمام مسافران جہاز نے اپنے اعلیٰ اور مسرت خیز مقدس مقصد کو مدنظر رکھکر خوشی خوشی الوداع کی۔ کچھ تعلقات کیوجہ سے اپنے عزیزوں کی جدائی ضرور شاق تھی لیکن ہماری وداع کہنے والی جماعت نے دلی دعاؤں اور فراق کے آئندہ ناقابل برداشت گھڑیوں کا احساس کرتے ہوئے جس شکستہ خاطری اور پرنم آنکھوں سے ہم کو رخصت کیا۔ اور آخری وقت تک جس بھرائی ہوئی آوازمیں دعائیں اور اللہ اکبر کے نعرے لگائے، ہمارے دلوں پر دیر تک موثر رہے۔ اور متعلقین کو اس طرح الوداع کرنے کا ہماری طبیعتوں پر بھی رنج رہا۔

سفر جہاز

ہندوستان کی خشکی کا سفر ۸۴۰ میل بذریعہ ریل طے کرکے اب ہمارا مبارک قافلہ سمندر کے سفر کو شروع کر رہا ہے، خشکی کی آخری منزل (کراچی) میں وہ تمام سامان بہم پہنچانے کے بعد تمام مسافر جہاز رحمانی[1] میں سوار ہوگئے تھے۔ اگرچہ فہرست دستور العمل کے مطابق ہمراہیوں کے تعداد اسّی کے قریب تھی مگر سواری کے وقت ایک سو کے قریب پہونچ گئی۔

اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ جہاز کی اوپر والی منزل پر کپتان جہاز کی کیبن کی متصلہ کیبن میں فروکش ہوئے، یہ مختصر سا کمرہ تمام ضروریات سے آراستہ تھا۔ اس کمرہ کے سامنے ایک وسیع صحن کشادہ تھا، جہاں سے تمام سمندر کا نظارہ اپنی تمام دلچسپیوں۔ دلآویزیوں اور نظر فریبیوں کے سامان گوناگوں سے آراستہ ہوکر پیش نظر رہتا تھا۔

---

[1] رحمانی جہاز بمبئی اینڈ پرشیا اسٹیم نیوگیشن کمپنی کے تجارتی سات جہازوں میں سے ایک عمدہ جہاز ہے۔ یہ جہاز ۱۹۲۸ء میں تیار ہوا تھا، پانچہزار دو سو اکانوے ٹن وزنی ہے، بہت مضبوط اور عمدہ حالت میں ہے۔ ۳۰ فرسٹ کلاس ۲۰ سکنڈ کلاس سیٹیں بنی ہوئی ہیں، اور سولہ سو ایک مسافروں کی ڈیک پر گنجایش ہے۔ تمام ضروریات کا مکمل انتظام ہے۔ اس سال کراچی سے جدہ تک کی شرح کرایہ آمدورفت حسب ذیل تھی،

درجہ اول چھ سو دو روپے درجہ دوم چار سو ستائیس روپے [٤٢٧] ڈیک (عرشہ) ایک سو بہتر روپے [١٧٢]

واپسی کا ٹکٹ ۱۰ ماہ کے لئے کارآمد ہوتا ہے۔ کرایہ میں خوراک کی قیمت۔ قرنطینہ کی فیس اور جدہ میں ساحل سے جہاز تک اور جہاز سے ساحل تک کی اجرتیں شامل ہوتی ہیں۔ ۱۲۰ عزیز

الاکین دولت علیہ عباسیہ اور وابستگان ذات خسروی۔ افسران اور دوسرے ہمرکاب غلامان اپنے اپنے مقررہ درجوں میں حسب ہدایات متمکن ہوگئے، لاریاں اور کاریں جہاز کے نیچے والے حصہ میں چڑھائی گئیں غیر ضروری سامان کے تمام بکس پلندے۔ بسترے اور کٹ بیگ سب منتظمین جہاز کی معرفت جہاز کے گوداموں میں محفوظ کردئے گئے،

شام تک مشایعت کرنے والے معززین اور اصحاب کا جہاز پر سلسلۂ آمد و رفت جاری رہا، اور پلیٹ فارم پر بھی احباب اور اعزہ کے پرے جمے رہے۔ ۶ سے ۸ بجے تک کا یہ وقت عجیب لطف و دلچسپی سے گذرا ۸ بجکر ۱۰ منٹ پر جہاز نے حرکت شروع کی۔ اسوقت تمام مشایعت کرنے والے اصحاب جہاز سے اتر کر نیچے چلے گئے تھے، اور پلیٹ فارم سے فی امان اللہ۔ اللہ اکبر صادق زندہ باد کے نعرے پھر ایک نئے جوش میں بلند ہوئے، جہاز نے لنگر اٹھایا۔ اور مسافران جہاز نے بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖیھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ کا ورد کیا۔ اعلیحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ اپنے تمام غلامان اور وابستگان کے بخیریت باطمینان سوار ہوجانے اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جانے کا اطمینان فرماکر منزل بالائی میں اپنے کیبن میں تشریف فرما ہوئے کراچی سے اعلیحضرت کے حلقہ بگوشوں میں سیٹھ حسین بھائی بندوق والا کراچی کا بھی اضافہ ہوگیا تھا۔ یہ بوری قوم کے نیک دل خوش طبع اور ہنس مکھ نوجوان ہیں۔ فرسٹ کلاس کے ایک زیرین برتھ میں آپ نے سفر کیا۔ اس کے سامنے زیرین برتھ میں خاکسار کی جگہ تھی۔ تمام سفر بحری آپ کی رفاقت میں خوب لطف سے گذرا۔

نوعیت سفر

سمندر کا سفر خشکی کے سفر سے بالکل دوسری اور مختلف نوعیت کا ہوتا ہے، یوں تو جہاز ایک چھوٹا سا شہر ہے، جہاں ہر ایک ضرورت انسانی کے بہم آوری کا انتظام موجود ہے، پکا پکایا کھانا۔ سبزی میوے پھل، انگریزی اور دیسی کھانے پینے کی ضروریات مچھلی، گوشت سب کچھ موجود۔ ڈاک خانہ، تار گھر، لاسلکی بے تار کا سنٹر، شفاخانہ، زنانہ نرس کا بھی انتظام مہیا۔ مسافروں کی آسایش کی ہر طرح نگہداشت ہوتی ہے، لیکن دوسری نظر سے دیکھا جائے تو دنیائے آب میں جہاز ایک بلبلہ سا معلوم ہوتا تھا، آسمان اور پانی کے سوا اور کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ ذرا ہوا چلی تو جہاز کی حرکت سے ہر ایک مسافر کے لئے دوران سر اور امتلائے معدہ وغیرہ کا سامان فراہم ہوجاتا تھا،

جہاز میں کھانے کا انتظام

پہلے اور دوسرے درجہ کے مسافروں کو دو وقتہ چائے، صبح کا ناشتہ، دوپہر اور شام کو کھانا ملتا ہے۔ عرشہ (ڈیک) کے مسافروں کو ایک وقت چائے، اور دو وقتہ کھانا جہاز سے ملتا ہے۔ مقررہ مقدار اور نوعیت کے علاوہ ہر شخص قیمت ادا کرنے پر ہر قسم کے اغذیہ۔ اشربہ۔ پھل۔ میوہ وغیرہ جو خرید

کرنا چاہے، لے سکتا ہے۔

اول درجہ کے کمرے، جہاز کے وسطی حصہ میں چپ و راست بجلی کی روشنی اور پنکھوں سے مکمل ہوتے ہیں۔ اس میں پینے کا مقطر پانی۔ ہاتھ منہ دھونے کے لئے ضروری سامان۔ تولئے۔ صابون۔ بستر مکمل۔ جہاز والوں کی طرف سے مہیا رہتے ہیں اور ان کمروں کی روزانہ صفائی ہوتی ہے۔ اور حسب ضرورت تولیہ۔ بستر کی چادر۔ صابون وغیرہ کی تبدیلی اور تجدید ہوتی رہتی ہے۔ اسی منزل پر ایک وسیع اور مکمل کھانے کا کمرہ ہے۔ جو موجودہ زمانہ کی تمام ضروریات سے آراستہ ہوتا ہے۔ کھانا ٹھیک وقت پر کھلایا جاتا ہے۔ خدمتگار ہر ضرورت کی چیز فوراً مہیا کر دیتے ہیں۔ مقررہ اشیاء کے علاوہ جو زائد چیز خریدی جائے۔ اس کا باقاعدہ بل پیش کر کے اس کی قیمت وصول کر لیتے ہیں،

عرشہ کے مسافر اپنی اپنی نشستگاہ پر اپنا اپنا کھانا حاصل کر کے کھا لیتے ہیں۔ وہ بھی جو چیز علاوہ معمولی اور مقررہ خوراک کے حاصل کرنا چاہیں قیمتاً حاصل کر لیتے تھے،

گوشت روزانہ تازہ بھیڑیں اور مرغیاں ذبح کر کے بہم پہنچایا جاتا ہے۔ اس ضرورت کے لئے جہاز میں خرچ کے مطابق بھیڑیں مرغیاں وغیرہ زندہ موجود رہتی ہیں۔

جہاز کے نیچے کچھ دو منزلوں کے مسافر اپنی اپنی ضرورت کے لئے عرشہ پر آجاتے ہیں۔ یہیں سے ان کو پانی اور حوائج ضروری وغیرہ پوری کرنی پڑتی ہیں، ان دونوں طبقات میں روشنی اور ہوا کی ضرور کمی رہتی ہے، بیماروں کے لئے عرشہ پر ایک شفاخانہ موجود ہے۔ اس میں بڑے کمرے کے اندر آرام کی جگہیں بنی ہوئی ہیں۔ جس میں متعدد بیمار علیحدہ علیحدہ رکھے جا سکتے ہیں۔ عملہ بھی کافی موجود ہے۔

اگرچہ جہاز میں اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ کے ہمرکابوں کی جماعت۔ علماء زہاد اور اصحاب دل کے افراد سے خالی نہ تھی۔ پنجاب کے مشہور اور ممتاز عالم اور متقی ہستیاں ہمراہ تھیں۔ مگر اتفاق حسنہ سے اسی جہاز کے دوسرے مسافروں میں افغانستان۔ حیدرآباد دکن۔ سندھ۔ اور دہلی کے اکابر حج کے لئے جانے والے بھی شامل ہو گئے تھے۔ اور اس طرح جہاز ایک منتخب روزگار ہستیوں کے باعث نزہتگاہ بنا ہوا تھا۔

سفر جہاز کی پہلی رات:۔ جہاز ابتداءً میں آہستہ آہستہ چلتا گیا۔ اور ہمارے مسافر اپنے رین بسیرے کے اذکار میں مصروف ہو گئے۔ سمندر خاموش اور ہوا کے سکون نے مسافروں کی طبائع میں کوئی مضر اثر پیدا نہ ہونے دیا۔ اور عام شہرت کے لحاظ سے مسافروں میں بیتابی اور ہیجان بالکل نہیں تھا۔ بلکہ نئے سفر کی وجہ سے ایک گونہ شگفتہ خاطری کے آثار نمودار تھے۔ نیند بھی آئی۔ کچھ جاگتے بھی رہے۔ اکثر صاحبوں نے شب

بیداری کا لطف اٹھایا۔ اور اوراد و نوافل میں رات گذاردی، کچھ جہاز کی حرکت کے باعث شش و پنج میں رہے اچھے وہی رہے جنہوں نے اپنے مالک کی یاد میں وقت گذارا۔ ؎

(شب جہاز گذشت و شب نماز گذشت)

جہاز میں نماز جمعہ ۱۹ شوال ۱۳۵۳ھ ۲۵ جنوری ۱۹۳۵ء

جہاز میں نماز جمعہ ۔ صبح ۲۵ جنوری ۱۹۳۵ء جمعہ کا دن تھا۔ اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ اپنے تمام غلامان ہمرکاب کی معیت میں جمعہ کے خطبہ میں شامل ہوئے۔ مولوی صاحب علامہ الحاج مولوی غلام محمد صاحب شیخ الجامع بہاولپور نے امامت کی۔ اور سفر کا پہلا جمعہ نہایت رونق خلوص خشوع اور خضوع کے ساتھ ادا ہوا۔ جہاز خاموش سمندر اور پرسکون موسم کی وجہ سے متانت کے ساتھ رواں رہا۔ بجز ایک دو ہمراہیوں کے باقی سب تندرست اور ہشاش بشاش رہے۔

اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ وقتاً فوقتاً تحتی منازل میں تشریف فرما ہو کر اپنے غلاموں اور باقی مسافران جہاز کے متعلق حالات کا اطمینان فرمایا کرتے تھے، اور چیف میڈیکل افیسر ریاست خان بہادر لفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر دیوان علی صاحب کو تمام مسافروں کی طبی امداد کے لئے ارشاد فرمایا کرتے تھے، ایک مکمل شفاخانہ اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کے ہمرکاب تھا جس میں ڈاکٹر۔ کمپونڈر۔ ڈریسر اور ضروری عملہ موجود تھا۔ جہاز کے ہر مسافر کو جہاز کے شفاخانہ سے بھی ضروری دوائی مل جاتی تھی، مگر اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کے اس فیاضانہ خیرات سے مسافران جہاز نے بے انتہا فائدہ اٹھایا اور دعا کرتے رہے۔

۲۰ و ۲۱ شوال ۱۳۵۳ھ ۲۵ و ۲۶ جنوری ۱۹۳۵ء

سمندر میں بارش

سمندر میں بارش ۲۵، ۲۶ جنوری کی درمیانی شب کو جہاز میں بارش کا نزول ہوا، سُبْحَانَ اللہ سمندر میں بھی باران رحمت الٰہی کا سلسلہ نہیں رُک سکتا۔ میری طرح ایک ناقص العقل خیال کرتا تھا کہ سمندر کی دنیائے آب کو بارش سے کیا فائدہ ہوگا۔ مگر ادب منہ بند کر دیتا تھا۔ آؤ ذرا بارش کے ایک قطرہ کی جو سمندر میں گرتا ہے۔ وہ حقیقت سنیں جو ایک عارف صادق کے دل پر مترتب ہوئی، ؎

یکے قطرہ باراں زابرے چکید — خجل شد چو پہنائے دریا بدید
کہ جائیکہ دریاست من کیستم — گر او ہست حقا کہ من نیستم
چو خود را بچشم حقارت بدید — صدف در کنارش بجاں پرورید
سپہرش بجائے رسانید کار — کہ شد نامور لؤلوئے شاہوار
بلندی بداں یافت کو پست شد — در نیستی کوفت تا ہست شد (سعدیؒ)

بعض ہمراہیوں کے درد سر نزلہ اور بخار کی کیفیت کو معلوم فرما کر اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے ہدایت جاری فرمادی کہ سمندر کے سفر میں زیادہ کھانا مضر ہوتا ہے، کیونکہ یہاں ورزش اور اسباب ہضم کا بھی کوئی موقع

نہیں ہے۔ اس لئے ہر ایک مسافر کو غذا ہلکی اور کم مقدار میں کھانی چاہیئے۔ اور جس طرح ممکن ہو کچھ چل پھر کر ورزش بھی کر لینی چاہیئے۔ تاکہ غیر مانوس آب و ہوا میں طبیعت خراب نہ ہو جائے۔ اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کی اس ہدایت کی وجہ سے مسافروں کی صحت پر نمایاں اثر پیدا ہو گیا۔

سقوطرہ۔ ہمارا جہاز ۲۴/۲۵ جنوری ۱۹۳۵ء کی رات سقوطرہ کے طوفان خیز اور تلاطم انگیز سمندر میں پہنچا، یہاں قدرتی طور پر بوجہ زیادہ گہرائی کے سمندر میں لہریں زیادہ اٹھتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ ہوا بھی تند ہو جاتی ہے۔ اور طوفان کا سا عالم نمودار ہو جاتا ہے۔ جہاز میں ہچکولے زیادہ شروع ہو گئے۔ اس موقع پر بالعموم جہاز کی سواریوں کو کئی ایک تکلیفوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اکثر نازک طبع مسافر دوران سر اور امتلائے معدہ کے عوارض میں مبتلا ہو گئے۔ بعض تو منہ سر لپیٹ کر بستروں میں لیٹ رہے، راقم بھی اس عام فیض طوفانی اور پرجوش سمندر کے خصوصی عوارض سے محروم نہ رہ سکا، اور اپنے بستر پر لیٹا رہا دو وقت تک کھانے کے کمرہ میں بھی نہ جا سکا۔ اگرچہ استفراغ تک نوبت نہ آئی۔ پھر بھی سرہانے سے سر نہ اٹھا سکتا تھا۔ چار بجے شام تک سمندر کی یہی حالت رہی، ہمارا جہاز بھی کروٹیں لیتا رہا۔ مسافر بھی بے چینی کا شکار رہے۔ مگر اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کی طبع مبارک خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بالکل درست رہی۔ اور اس بحری شور و اضطراب سے بالکل محفوظ رہے۔

اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِنَصْرِكَ الْعَزِيْز

سمندر کے اس ناخوشگوار حالت کا اثر تمام جہاز میں یکساں پھیلا تھا، خود ہمارے مسیحائے کاروان خان بہادر ڈاکٹر دیوان علی خان صاحب کی طبیعت بھی ناساز ہو گئی۔ سردار حاجی محمد امیر خاں صاحب بہادر ہوم منسٹر، میجر خان سردار فیض احمد خانصاحب مشیر تصریفات بھی مبتلائے عوارض بحری ہو گئے۔ اور دیر تک ان کی طبائع پر یہ مضر اثر رہا اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کو خداوند کریم سلامت رکھے، ان صاحبان کے ساتھ اظہار ہمدردی فرماتے رہے

چھ سات دن تک ہمارا جہاز عالم آب میں چلتا رہا۔ اوپر آسمان اور نیچے پانی۔ کبھی کبھی سمندر کے نیلگوں پانی میں کچھ مچھلیاں تیرتی ہوئی نظر آجاتی تھیں۔ یا کچھ سفید اور بھورے رنگ کے پرندے ہوا میں نظر آجاتے تھے کبھی کبھی کوئی مسافر جہاز ولایت سے یا دوسرے مقامات سے قریب سے گذرتا ہوا نظر آجاتا تھا جس کے دیکھنے کے لئے اکثر مسافر ڈیک پر آجاتے تھے۔ ہمارا ہفتہ اسی طرح گذر گیا۔ ۳۰/۳۱ جنوری ۱۹۳۵ء کی رات کو ایک بجے کے قریب ہمارا جہاز **عدن** سے گذرا۔ رات کا وقت تھا۔ صرف لائٹ ہاؤس کی روشنی اور لب سمندر رات کے وقت چراغوں کے پرنور نظارہ سے جاگتا ہوا کوئی مسافر لطف اندوز ہو سکا۔ ورنہ اور تمام مسافر محو خواب رہے دیر تک بحری زندگی بسر کرنے سے دل نئی کیفیتوں کے لئے بیتاب۔ آنکھیں جدید مناظر کے لئے منتظر ہو گئی تھیں، بارے خدا خدا کر کے جہاز کے دونوں جانب بہت دور دور کچھ پہاڑوں کا سلسلہ نگاہوں میں کھٹکا

۲۴/۲۵ جنوری ۱۹۳۵ء ۱۹/۲۰ شوال ۱۳۵۳ھ سقوطرہ

۳۰/۳۱ جنوری ۱۹۳۵ء ۲۵/۲۶ شوال ۱۳۵۳ھ عدن

پھر جہاز کچھ آگے بڑھا تو شمالی جانب سلسلۂ کوہستان میں آبادی کے آثار بھی معلوم ہونے لگے، جہاز میں جن جن صاحبوں کے پاس دوربینیں تھیں جھٹ دوربینیں لیکر جہاز کے کنارے پر آگئے، اور اپنی دوربینوں کے ذریعہ نزدیک و دور کے مناظر دیکھ دیکھ کر دلچسپی حاصل کرنے لگے۔

معلوم ہوا کہ جنوبی جانب کا خشک اور وحشت خیز سلسلہ کوہستان صحرائے افریقہ کے کنارے کا منظر ہے۔

جزیرہ پیرم | یہ شمالی حصہ کوہستانی دور اور دیر تک ہمارا مشق نظر رہا۔ حتیٰ کہ رات ہوگئی۔ صبح ۳۱ جنوری ۱۹۳۵ء کو اسی سلسلہ میں ہمارا جہاز جزیرہ پیرم (آبنائے باب المندب جس کو باب سکندر بھی کہتے ہیں) گذرا۔ خشکی اور آبادی کو دیکھکر طبیعتیں شگفتہ ہوگئیں، تمام مسافروں کے چہروں پر اس تھکا دینے والے سمندری نظارہ کی تبدیلی کے باعث مسرت کی علامات کھیلنے لگیں۔ فوٹو لے گئے، بوسیدہ اور فرسودہ داستانوں کو دہرایا گیا۔ کسی نے کچھ خیال آرائی فرمائی، اور کسی صاحب نے کچھ سنی سنائی کہدی۔ اور سندباد جہازی کے افسانے بیان کرکے دل بہلایا۔ ہم نے دیکھا اور یہی سمجھا کہ اب بحیرہ عرب کے دور دراز سفر کو جہاز نے ختم کرلیا ہے، اور اب ہمارے سفر کا قدم بحیرۂ قلزم میں داخل ہوا۔

دیکھنے کو تو وہی سمندر، وہی عالم آب۔ وہی رنگ، وہی حالت۔ مگر حضرت انسان نے اپنے سلسلہ سفر کو ٹکڑوں ٹکڑوں میں تقسیم کرنے اور مقامی حالات کو معین کرنے کے لئے اس سمندر کے بھی حصے بخرے کرلئے ہیں، یہ ایک مشہور بندرگاہ ہے۔ مختصر سی آبادی بھی معلوم ہوتی تھی۔ کنارۂ سمندر پر کچھ چہل پہل کے آثار بھی تھے۔ اس پہاڑی سلسلہ کے ایک مقام پر لائٹ ہاؤس بھی تھا۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض جہاز اس مقام پر کوئلہ وغیرہ لیا کرتے ہیں، کچھ دیر تک یہ منظر مصرعہ طرح مشاعرہ رہا۔ اس مقام پر ہمارے جہاز کا سرکاری طور پر خیر مقدم کیا گیا۔ اور اس غرض سے اُدھر سرکاری عمارات سے جھنڈا بلند ہوا، ادھر ہمارے جہاز سے بھی سلامی کے چار جھنڈے لہرائے گئے، یہاں سے بڑھکر ہمارا جہاز سیدھا شمال رو ہوگیا۔ اور اب ہم لوگ شمال کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں اور اسی جانب سجدے کرتے ہیں۔ کیونکہ کعبۃ اللہ اب شمال کی جانب ہے۔

اعلیحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ برابر دو تین دفعہ دن میں اپنے ناچیز نمک خوار غلاموں کی منازل میں قدم رنجہ فرماکر دیکھ لیتے ہیں۔ اور ہر ایک کی حالت صحت وغیرہ کا اطمینان فرما لیتے ہیں۔

جہاز میں اکثر عبادت اور ریاضت کے دلچسپ اور روحانی منازل طے کرنے کے اسباب موجود تھے۔ شیخ الجامعہ صاحب بسا اوقات آداب زیارت روضۂ اقدس کے متعلق ہدایات فرمایا کرتے تھے

اور اس مبارک سفر کے تاریخی حالات، دینی برکات اور اعتقادی مسائل کے روح پرور مواعظ سے حاضرین مجلس اور شرکائے وعظ کی ایمانی طاقتوں میں بجلی کی رَو پیدا کرتے رہتے تھے۔ حضرت حفیظ صاحب جالندھری بھی مسافران جہاز کے سینوں میں اپنی نعتیہ کلام اور سلام نبوی سے گرمی اور جذبات محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پرجوش تحریک پیدا کرتے تھے، آپ کا کلام اور پھر انکے اپنے لہجہ اور ترنم سے جس قدر دلکش اور روح پرور ہو جاتا تھا۔ اس کا اندازہ بیان سے باہر ہے۔

مجالس وعظ و نعت

جزیرہ کامران یکم فروری ۱۹۳۵ء کو صبح ۹ بجے کے بعد ہمارا جہاز جزیرۂ کامران میں پہنچا۔ یہ عرب کی زمین ہے۔ یمن کا علاقہ ہے۔ زبان عربی ہے۔ ہر چیز مناسب نرخ پر مل جاتی ہے۔ پانی عمدہ۔ ہوا خوشگوار اور صحت بخش بیان کی جاتی ہے۔ یہاں مسافران جہاز کا کوارنٹین (قرنطینہ) ہوتا ہے۔ مگر ہمارا جہاز صحت کے لحاظ سے قابل اطمینان حالت میں تھا، اس لئے صرف دو گھنٹے جہاز یہاں لنگر انداز رہا۔ مسافران جہاز نے اپنے اپنے گھروں کے لئے خط لکھ لکھا ڈاک کا سامان پہلے جمع کر دیا تھا، ڈاک جمع شدہ اتار دی گئی۔ جو ہندوستان روانہ ہو جائے گی۔ جزیرے سے ایک ڈاکٹر صاحب جہاز میں تشریف لائے اور مسافروں کی صحت کا معائنہ کیا افسران جہاز کے ساتھ ملاقات کر کے اطمینان کے بعد واپس چلے گئے۔ اس دو گھنٹہ قیام میں مسافروں کے لئے ایک عجیب مشغلہ مصروفیت بہم پہنچ گیا۔ آبادی کے چھوٹے چھوٹے حبشی اور عرب بچے کنارہ سے جہاز کے قریب مچھلیوں کی طرح پانی میں اچھلتے کودتے ہوئے جمع ہو گئے۔ یہ وہی لڑکے تھے جن کا ذکر اکثر سیاحوں اور سفرنامے لکھنے والے مصنفین نے کیا ہے، جہاز کے مسافروں نے سمندر میں پیسے۔ دوانیاں۔ چونیاں پھینک پھینک کر ان کی غوطہ زنی کے کمالات کا تماشا دیکھا،

۲۶ شوال ۱۳۵۳ھ یکم فروری ۱۹۳۵ء کامران

اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ بھی ان انسان نما مچھلیوں کی پھرتی اور تیز تیراکی کے تماشے سے مسرور ہوتے رہے۔ اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کی جدت آفریں طبیعت نے ان کے کمالات کے انتہائی مناظر دیکھنے کی ایک نئی تدبیر ایجاد بھی کی۔ اور وہ یہ کہ پانچ سات سکے یکجا اکھٹے کر کے سمندر میں پھینک دیتے تھے، اور یہ چالاک لڑکے ایک دوسرے کے پہلو سے پھسلتے ہوئے اوپر نیچے تیزی سے غوطے لگاتے ہوئے آن کی آن میں سب سکے پکڑ کر منہ اور ہاتھ میں لئے ہوئے سامنے آجاتے تھے، ان سیاہ فام حبشیوں کے منہ میں دور سے چاندی اور نکل کے سفید سکے نہایت ہی خوبصورت معلوم ہوتے تھے،

غوطہ زن لڑکے

تماشے میں ایک جدت

جہاز کے نزدیک بستی کے لوگ اپنی اپنی چھوٹی کشتیوں میں گوشت، مچھلی، فروٹ، مربا، حلوے۔ خشکی اور سمندر کی طرح طرح کی اشیاء لا لا کر فروخت کرنے کے لئے جمع ہو گئے۔ اور مسافروں نے لمبے لمبے سفر کے بعد حسب ضرورت کچھ خرید و فروخت کی،

کامران سے ۱۱ بجے دوپہر کو روانگی ہوئی۔ اس جگہ کچھ ہوا کارخ تیز ہوگیا۔ اور تین چار گھنٹوں تک منہ زور اور سرکش گھوڑے کی طرح سمندر شوریدہ رہا۔ مسافروں کی حالت پریشان ہونے لگی۔ مگر پھر حالت اچھی ہوگئی۔ ہوا تھم گئی۔ سمندر کا شور سکون سے بدل گیا۔ اور مسافروں کی جان میں جان آئی۔ ابھی تک خان بہادر لفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر دیوان علی خان صاحب اور میجر فیض احمد خاں صاحب بہادر مشاری مشیر تصریفات کی صحت اچھی نہیں ہوئی۔ منشی عبدالکریم اور عبداللہ درزی ہمراہیان کی حالت بھی کچھ خراب ہوگئی جہاز اپنی معمولی رفتار میں چلتا رہا۔

۲ فروری ۱۹۳۵ء کو اعلیٰ حضرت دام اقبالہ وملکہ نے جہاز کے کپتان افسران اور تمام کارکن عملہ میں بیش قیمت تحائف اور انعامات تقسیم فرمائے، ملازمان جہاز اس عنایات سلطانی سے نہایت ہی بشاش۔ شکر گذار اور متاثر معلوم ہوتے تھے،

انعام سلطانی ۲۰ شوال ۱۳۵۳ھ ۲ فروری ۱۹۳۵ء

اسی تاریخ کو ۴ بجے شام کے قریب ہمارا جہاز یَلَمْلَمْ کے پہاڑ سے گذرا۔ جہاز نے وِسل (سیٹی) سے اعلان کیا۔ کہ میقات احرام آگیا ہے۔ یہاں پہنچکر ہندی، سندھی، افغانستانی عراقی۔ بخاری اور عازمان حج احرام باندھ لیتے ہیں۔

یلملم

میقات حج

میقات[له]:۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک اور مقدس گھر کے آنے والوں کے لئے خاص قواعد اور دری

له حج اور عمرہ کرنے والوں کے لئے اطراف بیت اللہ سے حسب ذیل میقاتیں شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجویز فرمائے ہیں

(۱) مدینہ طیبہ سے حج اور عمرہ کرنیوالوں کیلئے۔ **ذوالحلیفہ**:۔ یہ مقام مدینہ طیبہ سے دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسی مقام کو بیر علی کہتے ہیں

(۲) شام کے حجاج کے لئے: **جحفہ**:۔ مکہ مکرمہ سے شمال مغرب کی جانب تین منزل کے فاصلہ پر یہ مقام واقع ہے۔

(۳) یمن، ہندوستان اور افغانستان وغیرہ کے حجاج کیلئے **یلملم** یہ مقام کہ مکرمہ سے دو منزل کے فاصلہ پر ہے۔ ہندوستان سے جہاز اس پہاڑی کے محاذ سے جب گذرتے ہیں اسوقت جہاز والے اعلان کردیتے ہیں۔

(۴) نجد وعراق کے حجاج کے لئے۔ **عقیق** (یا ذات عراق) ایک پہاڑی ہے جو مکہ مکرمہ سے جانب عراق تین منزل کے فاصلہ پر واقع ہے

(۵) طائف وغیرہ کے حجاج کے لئے **قرن**:۔ کہ مکرمہ سے دو منزل سے فاصلہ پر ایک پہاڑی ہے۔

(۶) باشندگان مکہ مکرمہ کے لئے حج کا احرام۔ **تنعیم** سے باندھتے ہیں۔ جو کہ مکرمہ سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے۔ عمرہ کا احرام بھی اسی تنعیم سے باندھا جاتا ہے۔

طریق احرام:۔ جب احرام کا ارادہ کیا جائے تو پہلے وضو کرلیجئے۔ یا اگر ممکن ہو تو غسل کیا جائے۔ (غسل مستحب ہے) حجامت کرانا ناخن کتروانا۔ زیر ناف کی صفائی مستحبات احرام سے ہے۔ سر پر بال ہوں تو کنگھی کرلیجائے۔ نیا یا دھلا ہوا کپڑا جو سیا ہوا نہ ہو پہنکر خوشبو وغیرہ لگائے۔ اور دو رکعت نماز پڑھکر اس طرح نیت حج کرے، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ۔ اس کے بعد

طریق احرام

لبیک کہنا شروع کرے، اب وہ محرم ہوگیا۔ تمام ممنوعات اور مکروہات سے پرہیز کرنے کا پابند ہوگیا ہے۔　عزیز

مقرر کی ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت اللہ شریف کے چاروں طرف عازمان حج کے لئے خاص خاص مقام مقرر فرما دئے ہیں۔ وہاں پہنچکر ہر حج اور عمرہ کرنے والے شخص کو اپنی دنیاداری کے تمام کاروبار۔ آسایش اور خود بینی کے اسباب۔ عیش وعشرت کے تمام مشاغل ترک کر کے محض جذبات عبودیت کے ساتھ بندوں اور غلاموں کی صورت۔ سیرت۔ وضع۔ قطع اختیار کرنے کا حکم ہے۔ طہارت چونکہ لازمی ہے۔ اس لئے اس مقام پر پہنچکر ہر عازم حج مسلمان غسل کر لیتا ہے۔ یا کم از کم وضو کرتا ہے۔ اور عطر لگاتا ہے۔ اگر بیوی ساتھ ہو۔ اور خواہش ہو تو ہمبستری بھی کر لیتا ہے۔ حجامت وغیرہ کرتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسا لباس پہنتا ہے (یعنی ایک تہ بند اور ایک چادر بغیر سلائی کے) یا وہ لباس پہن لیتا ہے جو ہر شخص کے مرنے کے بعد قبر میں جانے کے لئے مقرر ہے۔ یعنی کفن۔ پادشاہ اپنے شاہی لباس سے اور فقیر اپنی گلیم صد پارہ سے جدا ہو جاتا ہے۔ اور تمام حج کرنے والے ایک ہی لباس۔ صورت وشکل میں سر برہنہ ہو کر اللہ کے بندے ہونے اور اسلام کی مساوات کے منظر سے متاثر ہونے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ صرف یہی لباس حجاج کی امتیاز کا نشان ہو جاتا ہے۔ ایک محرم آدمی کو دیکھکر فوراً یہ سمجھ لیا جاتا ہے۔ کہ یہ شخص سنت ابراہیمی ادا کرنے اور حکم الٰہی بجا لانے کے لئے اپنے پاک ہادی کی اطاعت میں حاضر ہوا ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صورت بنا کر صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت وتوحید کا صحیح طور پر مقر ہے۔ جو لوگ طرح طرح کے انگریزی اور جدید فیشن کے لباسوں کے عادی ہوتے ہیں۔ یا جو لوگ عمامہ وجبہ ودستار فضیلت کے مشتاق ہوتے ہیں۔ ان سب کو اس ڈھیلے ڈھالے بغیر سئے ہوئے لباس میں یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اسلام نے اس فرض مقدس میں کس قدر یکسانیت عجز وانکسار اور تواضع کی بنیاد کو مستحکم کیا ہے۔ اور کیونکر نسل انسانی کے مختلف طبقات کو مساوات کا سبق پڑھایا ہے۔ ایک پادشاہ اور گدا کس طرح اپنے خاکساری کے ہم وضع لباس میں اپنے وحدہ لاشریک ذوالجلال والاکرام خدا کی عبادت میں عبودیت کا عملی نمونہ بن گئے ہیں۔ ہر انسان دوسرے انسان کو بالکل اپنے جیسا دیکھکر امتیاز وافتخار کے خیالات سے بالاتر ہو جاتا ہے۔

جہاز کے جن مسافروں نے جدہ شریف اتر کر بیت اللہ شریف کی طرف جانیکا ارادہ کر لیا تھا، انہوں نے احرام باندھکر نوافل احرام ادا کرلیں۔ لبیک کی صدائیں بلند کرنے لگ گئے۔ اس سے جہاز کا منظر عجیب۔ پر لطف اور موثر ہو گیا۔ مبارک سلامت کی آواز ہر طرف سے فردوس گوش ہونے لگی ہمارے قافلہ کو چونکہ پہلے مدینہ طیبہ کا سفر مقصود تھا۔ اس لئے کسی نے احرام نہ باندھا۔

قرب منزل۔ ۳ فروری ۳۵ء ابھی کچھ حصہ رات کا باقی تھا کہ جہاز کے ملازم عملہ نے مسافروں کو

چائے پینے کی طرف متوجہ کیا۔ مسافران جہاز کی طبائع میں سرزمین عرب کے پہنچنے کی خوشیاں چٹکیاں لے رہی تھیں، جذبات میں ایک جوش پیدا ہوگیا تھا۔ دل بے تاب اور نگاہیں منتظر تھیں۔ اکثر مسافروں نے اسباب کی درستی اور بندش سے فراغت حاصل کرلی، اب ہر شخص کی منتظر آنکھیں جدہ شریف کی سفید اور گنجان عمارتوں اور دلکش مناظر کی جانب اٹھی ہوئی تھیں،

اعلیٰ حضرت دام اقبالہٗ وملکہ کے فرمان مبارک کی تعمیل میں صاحب سپرنٹنڈنٹ کمپ نے یہ احکام جاری کردئے تھے کہ ہمراہی رسد کے ذخیرہ سے صرف تین ہفتوں کے لئے رسد ہمراہ لیجانے کی تدبیر کیجائے باقی تمام رسد کا ذخیرہ جدہ میں محفوظ کردیا جائے گا۔ اس ارشاد کے مطابق صاحب منتظم رسد نے اس کا اہتمام کیا۔ اور مدینہ طیبہ کے لئے تین ہفتہ کی ضروریات کو مدنظر رکھکر باقی سامان علیحدہ کردیا۔ تاکہ بہ تعمیل ارشاد جدہ میں محفوظ کردیا جائے۔

یہ بھی ارشاد ہوا کہ جدہ پہنچکر جہاز سے اترنے کا جب تک حکم صادر نہ ہو۔ کوئی کیمپ کا آدمی جہاز سے نیچے نہ اترے۔

پھر جب حکم ہو جہاز سے نیچے اترنے کے وقت تمام کیمپ کا لباس خاکی ہونا چاہئے۔ اور ٹوپی بھی ترکی خاکی رنگ کی استعمال کی جائیگی۔ اس کی تعمیل کی گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد جدہ کا خوشنما منظر سامنے آگیا یہ ایسا منظر تھا کہ جس کو دیکھکر کسی شخص کا دل قابو میں رہ جاتا۔ سرزمین عرب کا پہلا نظارہ ہر مسافر کے لئے کافی جاذبیت اور کشش کے سامان کا سرمایہ دار تھا۔

عالم آب کے چند روزہ انتظار افزا سفر نے کچھ اور بھی لوگوں کو وقف اضطراب کیا ہوا تھا، دور سے سمندر کے نیلے نیلے پانی پر سفید سفید سنگین اور خوش وضع عمارات کی قطاروں کو دیکھکر عشاق عرب کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ فرط خوشی سے ہر شخص ڈیک پر آنکھیں مل مل کر اس دلکش اور طمانیت بخش منظر کو دیکھتا اور ایک دوسرے کو مبارک باد کہتا تھا۔

سامنے خوبصورت مختلف وضع کے شاندار بنگلوں پر مختلف ممالک کے نشان حکومت لہراتے ہوئے منظر کی دلاویزی میں برقی طاقت بھردیتے تھے، ساحل سمندر کی بیشمار کشتیوں کے لمبے لمبے مستول اور بادبان بھی اسی نظارے کی جان تھے۔ جدہ کے پرلطف نظارہ نے مسافروں کی تمام کوفت کا علاج کردیا۔ اور جہاز میں شادمانی ومسرت کی ایک لہر دوڑ گئی۔ جدہ کا بندر ایک ایسے مقام پر واقع ہے جہاں دور دور تک پانی جہاز کی روانی کی قابلیت سے بہت کم گہرا ہے اور سمندر میں تہ آب اس قدر پہاڑی چٹانیں اور نشیب وفراز ہیں کہ کوئی جہاز ساحل کے قریب نہیں آسکتا۔ اور خاصے فاصلہ پر جہاز رک جاتے ہیں سواریاں اور سامان کشتیوں کے ذریعہ کنارے پر لائے جاتے ہیں۔ ہمارا بھی یہی حال ہوا۔ بہاولپوری قافلہ اپنے قافلہ سالار کی تعمیل حکم کا منتظر رہا۔ دوسرے مسافر تمام بیتابانہ اضطراب و عجلت میں ایک دوسرے سے سبقت لیجانیکی کوشش میں مصروف ہوگئے کہ بجائے خود یہ نظارہ بھی ایک تماشا ہوگیا۔

بندر جدّہ

بلحاظ تلفظ۔ جدہ بالضم۔ بالفتح اور بالکسر تینوں صورتوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس جُدہ بالضم کے معنے کنارہ سمندر۔ اور جدہ بالفتح کے معنی راہ فراخ اور جدہ بالکسر کے معنے یمن اور سعادت کے ہیں۔

بحر احمر کے کنارہ پر جدہ کے نام سے یہ ایک آباد قصبہ چار پانچہزار مکانات پر مشتمل ہے۔ لب سمندر یہ ایک بڑا تجارتی مرکز ہے۔ لؤلؤ۔ مرجان اور ہر قسم کی صدف۔ پتھر۔ سمندر جھاگ، مونگے۔ سپنج وغیرہ کی یہاں عام تجارت ہوتی ہے۔ اور اس قسم کے سامان کی تجارت کا سلسلہ مصر۔ شام۔ ہندوستان وغیرہ ممالک سے جاری ہے۔

اس کے باشندے اچھی اقتصادی حالت میں ہیں۔ اکثر ماہی گیری اور غواصی پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ ..... اور اطمینان سے زندگی گذار رہے ہیں۔

حج کے دنوں میں یہاں کی چہل پہل بہت ہی زیادہ ہوجاتی ہے۔ حجاج کی آمدورفت کی وجہ سے تجارت کی گرم بازاری رہتی ہے۔ یہاں کئی ایک مسجدیں بھی ہیں۔ ان میں مسجد حنفی۔ مسجد شافعی۔ مسجد المعمار۔ مسجد عکاش۔ مسجد باشا وغیرہ مشہور ہیں۔

سلطانی اور پرائیوٹ مدارس بھی موجود ہیں۔ ڈاک خانہ و تار گھر بھی ہے۔ اکثر حکومتوں کے نشان ہائے سلطنت سفیروں کے بنگلوں پر اڑتے رہتے ہیں۔ اور یہ منظر سمندر سے زیادہ خوشنما معلوم ہوتا ہے ایک بڑے کارخانہ میں آٹا پیسنے۔ برف بنانے کی مشینیں بھی موجود ہیں۔

بیرون شہر فصیل ہے جس میں پانچ دروازے ہیں۔ مشہور دروازہ **باب المکہ** ہے جس سے حجاج کے قافلے گذرتے ہیں۔ یہ فصیل سوا نو ہزار فٹ لمبی ہے۔ پانی یہاں کنوؤں کا اور بارش کا عام استعمال میں آتا ہے۔ تبخیر کیا ہوا پانی بھی جو مشینوں کے ذریعہ تیار کیا جاتا ہے عام طور پر فروخت ہوتا ہے۔ شہر کی عمارات پختہ اور سنگین ہیں۔ تاجر، پیشہ ور، ملازم، حکام۔ فوج۔ ماہی گیر۔ غواص اور مزدوری پیشہ لوگ رہتے ہیں۔ غیر ممالک کے سفیر اور کانسل یہاں بکثرت مقیم ہیں۔ ان کے ... علیحدہ علیحدہ بنگلے اور خوشنما کوٹھیاں ہیں۔ سفارت برطانی کا دفتر انگریزی زبان میں ہے۔ اس مقام پر فوجی مرکز بھی ہے جس میں سلطان نجد و حجاز کی فوج مقیم رہتی ہے۔



کراچی بندر پر
اعلیحضرت [illegible] جہاز رحمانی میں سوار ہو رہے ہیں



بندر جدّہ



کراچی بندر پر ہجوم
اعلیحضرت عالم قبلہ جہاز رحمانی میں سوار ہو رہے ہیں



بندر جدہ



شہر مدینہ طیبہ کا
منظر باب عنبریہ کے اوپر سے



بہاولپور کیمپ مدینہ طیبہ میں

یہ بندرگاہ خلیفہ سوم امیر المومنین حضرت امیر عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے خود اس موقع پر تشریف لاکر منتخب فرمایا تھا۔ اس سے پیشتر مکہ مکرمہ کے جانیوالوں کے لئے سمندر کے کنارہ پر ایک اور بندر تھا جس کا نام شعیبہ تھا۔ یہ شعیبہ وہی بندر تھا جس سے مسلمانوں کی پہلی جماعت مہاجرین نے حبش کی جانب ہجرت کی تھی۔

۳ فروری ۱۹۳۵ء صبح ۹ بجے ہمارا جہاز رحمانی جدہ کے بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا۔ معًا صاحب بہادر مسٹر کلورٹ سکرٹیری انڈین کونسل۔ اور خان بہادر منشی احسان اللہ خاں صاحب وائس کونسل جو ایک پنجابی سیالکوٹ کے رہنے والے بلند ہمت اور وسیع الاخلاق ہستی کے مالک ہیں۔ منجانب ہز ایکسلینسی منسٹر برطانیہ۔ شیخ علی طہٰ اسسٹنٹ گورنر اینڈ فارن افسر (مقیم جدہ) منجانب گورنمنٹ حجاز مدیر الشرطہ منجانب ایکسلینسی امیر جدہ۔ پریسیڈنٹ جدہ میونسپلٹی۔ اور شیخ المطوفین وغیرہ صاحبان اعلیٰ حضرت سکندر شوکت دام اقبالہ و ملکہ کی خدمت میں مرحبا گوئی اور استقبال کے لئے لانچوں پر سوار ہو کر جہاز پر تشریف لائے، مسٹر کلورٹ صاحب بہادر نے ان اصحاب کا انٹروڈیوس کرایا۔ جو انکے ہمراہ جدہ سے جہاز پر آئے تھے۔ اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے جملہ اصحاب کے ساتھ مصافحہ فرمایا۔ اور طبع پرسی کی رسمی گفتگو کے بعد حضور ممدوح ان کے ہمراہ لانچوں کے ذریعہ سمندر کے کنارے پر تشریف لے گئے، وزراء و سٹاف حضور ممدوح بھی ہمرکاب سمندر کے کنارے پہنچا۔

سمندر کے کنارہ پر سرزمین عرب (جدہ) میں ہز ایکسلینسی سَر اینڈریو رائن منسٹر دولت عالیہ برطانیہ۔ ہز ایکسلینسی عبد العزیز بن معمر امیر جدہ مع اپنے اسٹاف کے اور جنرل حمدی بے ملٹری کمانڈنٹ افواج مدینہ منجانب ہز مجیسٹی کنگ حجاز و نجد کے موجود تھے۔ جنہوں نے پرتپاک استقبال کیا۔ ہز ایکسلینسی مسٹر اینڈریو رین نے ہز ایکسلینسی امیر جدہ کا اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ سے تعارف کرایا اور ہز ایکسلینسی امیر جدہ نے اپنے سٹاف کو اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کے سلام سے مفتخر کیا، اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے اپنے وزراء و سٹاف کا ہز اکسیلنسی سے انٹروڈیوس کرایا۔ تمام کونسلر اور معززین شہر، ممبران میونسپل کمیٹی۔ عمائد و شیوخ اطراف و اکناف نے شرف سلام حاصل کیا۔ حجازی گورنمنٹ کا گارڈ آف آنر صف بستہ موجود تھا، اس نے باقاعدہ سلامی کا فرض انجام دیا۔ مسعودی فوج کے پانچسو سپاہیوں نے باقاعدہ فوجی سلام کی عزت حاصل کی، اور ایک دستہ فوج جو مدینہ طیبہ کے درمیانی مقامات کے انتظام حفاظت کے لئے ہمراہ جانے کی خاطر منتخب شدہ وہاں موجود تھا۔ اس نے بھی سلامی کی۔ اعلیحضرت نہایت خندہ پیشانی اور مسرت سے تمام مشتاقان جمال سلطانی کا

شہر مدینہ طیبہ کا
منظر باب عنبریہ کے اوپر سے



بہاولپور کیمپ مدینہ طیبہ میں



استقبالِ سلطانی

۲۸ شوال ۱۳۵۳ھ م ۳ فروری ۱۹۳۵ء یکشنبہ

یہ بندرگاہ خلیفہ سوم امیر المومنین حضرت امیر عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود اس موقع پر تشریف لا کر منتخب فرمایا تھا۔ اس سے پیشتر مکہ مکرمہ کے جانیوالوں کے لئے سمندر کے کنارہ پر ایک اور بندر تھا جس کا نام شعیبہ تھا۔ یہ شعیبہ وہی بندر تھا جس سے مسلمانوں کی پہلی جماعت مہاجرین نے حبش کی جانب ہجرت کی تھی۔

۳ فروری ۱۹۳۵ء صبح ۹ بجے ہمارا جہاز رحمانی جدہ کے بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا۔ معاً صاحب بہادر مسٹر کلورٹ سکرٹیری انڈین کونسل۔ اور خان بہادر منشی احسان اللہ خاں صاحب وائس کونسل جو ایک پنجابی سیالکوٹ کے رہنے والے بلند ہمت اور وسیع الاخلاق ہستی کے مالک ہیں۔ منجانب ہز ایکسیلینسی منسٹر برطانیہ۔ شیخ علی طہٰ اسسٹنٹ گورنر اینڈ فارن افسر (مقیم جدہ) منجانب گورنمنٹ حجاز مدیر الشرطہ منجانب ایکسیلنسی امیر جدہ۔ پریسیڈنٹ جدہ میونسپلٹی۔ اور شیخ المطوفین وغیرہ صاحبان اعلیٰ حضرت سکندر شوکت دام اقبالہ و ملکہ کی خدمت میں مرحبا گوئی اور استقبال کے لئے لانچوں پر سوار ہو کر جہاز پر تشریف لائے، مسٹر کلورٹ صاحب بہادر نے ان اصحاب کا انٹروڈیوس کرایا۔ جو انکے ہمراہ جدہ سے جہاز پر آئے تھے۔ اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے جملہ اصحاب کے ساتھ مصافحہ فرمایا۔ اور طبع پرسی کی رسمی گفتگو کے بعد حضور ممدوح ان کے ہمراہ لانچوں کے ذریعہ سمندر کے کنارے پر تشریف لے گئے، وزراء و اسٹاف حضور ممدوح بھی ہمرکاب سمندر کے کنارے پہنچا۔

سمندر کے کنارہ پر سرزمین عرب (جدہ) میں ہز ایکسیلینسی سَر اینڈریو رائن منسٹر دولت عالیہ برطانیہ۔ ہز ایکسیلینسی عبد العزیز بن معمر امیر جدہ مع اپنے اسٹاف کے اور جنرل حمدی بے ملٹری کمانڈنٹ افواج مدینہ منجانب ہز مجسٹی کنگ حجاز و نجد کے موجود تھے۔ جنہوں نے پرتپاک استقبال کیا۔ ہز ایکسیلینسی سر اینڈریورین نے ہز ایکسیلینسی امیر جدہ کا اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ سے تعارف کرایا اور ہز ایکسیلینسی امیر جدہ نے اپنے سٹاف کو اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کے سلام سے مفتخر کیا، اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے اپنے وزراء و سٹاف کا ہز اکسیلنسی سے انٹروڈیوس کرایا۔ تمام کونسلر اور معززین شہر، ممبران میونسپل کمیٹی۔ عمائد و شیوخ اطراف و اکناف نے شرف سلام حاصل کیا۔ حجازی گورنمنٹ کا گارڈ آف آنر صف بستہ موجود تھا، اس نے باقاعدہ سلامی کا فرض انجام دیا۔ مسعودی فوج کے پانچسو سپاہیوں نے باقاعدہ فوجی سلام کی عزت حاصل کی، اور ایک دستہ فوج جو مدینہ طیبہ کے درمیانی مقامات کے انتظام حفاظت کے لئے ہمراہ جانے کی خاطر منتخب شدہ وہاں موجود تھا۔ اس نے بھی سلامی کی۔ اعلیحضرت نہایت خندہ پیشانی اور مسرت سے تمام مشتاقان جمال سلطانی کا

سلام قبول فرماتے ہوئے

سرزمین عرب میں پہلا قدم[1]

بندرگاہ سے باہر تشریف فرما ہوئے اور ہز ایکسیلینسی سرانیڈر یورین کے ہمراہ انکی کوٹھی پر بطور مہمان تشریف فرما ہوئے، سٹاف کے دو افسران کیپٹن سید سعید احمد صاحب ہاشمی ملٹری سکرٹیری اور سید قاسم علی شاہ صاحب اے ڈی۔ سی بھی حضور ممدوح کے ہمرکاب معزز میزبان کے ہاں مقیم ہوئے، باقی ماندہ افسران وقافلۂ ہمرکاب نے آہستہ آہستہ لانچوں کے ذریعہ کنارہ تک پہنچکر خان بہادر منشی احسان اللہ خاں صاحب انڈین وائس کونسل کے ہاں قیام کیا اور ان کے مہمان ہوئے۔

یہ ایک عجیب دلکش سماں اور دلچسپ نظارہ تھا اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ سفید یونیفارم میں جلوہ فرمائے سرزمین حجاز ہوئے تھے۔ اور وزرار اور افسران ہمراہی بھی اپنے آقا کی محبت واطاعت میں ہمرنگ تھے

۴ رفروری ۳۵ئہ کو اعلیحضرت فلک رفعت دام اقبالہ وملکہ نے مع اپنے سٹاف افیسروں کے مسٹر احمد عبداللہ فلبی کے ہاں لنچ تناول فرمایا۔

اسی دن دوپہر کو کرنل شیخ مقبول حسن صاحب بہادر قریشی۔ منسٹر ان ویٹنگ اور سردار حاجی محمد امیر خان صاحب بہادر ہوم منسٹر ہز ایکسیلینسی امیر جدہ کی ملاقات بازدید کے لئے تشریف لے گئے۔ دروازہ پر فرنٹی سلامی ہوئی۔ اور پہلے دروازہ پر اسسٹنٹ گورنر جدہ نے آکر اس جماعت کو ریسیو کیا۔ اندرون کمرہ کے دروازہ پر خود امیر صاحب جدہ نے استقبال فرمایا۔ رسمی تبادلہ خیالات اور خیر دعافیت کے حالات معلوم کرنے کے بعد قہوہ اور شربت کی تواضع ہوئی۔ واپسی کے وقت بھی مدارات کا وہی طریق رہا۔ جو آمد پر ہوا تھا۔

خان بہادر منشی احسان اللہ خاں انڈین وائس کونسل جدہ نے اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ کی تشریف آوری کے اعزاز میں اسی شام کو ایک ٹی پارٹی کا اہتمام کیا جس میں بردئے فہرست مشمولہ افسران وعمائد معززین جدہ مدعو تھے۔ اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ مع وزرائے دولت عالیہ وسٹاف کے شریک پارٹی ہوئے۔ دیر تک پر لطف مجمع رہا۔ اور حاضرین نے اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ کی زیارت۔ سلام اور نیک خیالات سے استفادہ کیا۔

پارٹی کی تصاویر بھی لی گئیں۔

سرزمین عرب میں پہلا قدم

۲۹ رشوال ۱۳۵۳ھ ۴ رفروری ۱۹۳۵ء

ٹی پارٹی

---

[1] سرزمین عرب کے لئے ملاحظہ طلب ضمیمہ ۱

شب کو ہز ایکسیلینسی امیر جدہ کی جانب سے حجاز گورنمنٹ ہاؤس میں ڈنر تھا۔ جس میں علاوہ اعلیٰحضرت دام اقبالہ و ملکہ وزراء و افسران دولت عباسیہ کے ہز ایکسیلینسی منسٹر برطانیہ و سکریٹری صاحبان بھی مدعو تھے، عمائد شہر نے بھی دعوت میں شرکت کی۔ کھانے کی میز پر ۳۴ - اصحاب شامل ہوئے تھے۔ اعلیٰحضرت دام اقبالہ و ملکہ کے ہمرکاب حسب ذیل خدام شریک دعوت ہوئے،

وزیر صاحب عدلیہ - وزیر صاحب داخلیہ - پرائیوٹ سکریٹری صاحب - ملٹری سکریٹری صاحب میجر نذیر علی شاہ صاحب ۔ میجر قاسم علیشاہ صاحب میجر مہرالدین صاحب خاکسار محمد عزیز الرحمن قاضی ولایت بہاولپور۔

خان بہادر منشی احسان اللہ خاں صاحب کی دعوت میں شامل ہونے والوں کی فہرست

اعلیٰحضرت دام اقبالہ و ملکہ کی ٹی پارٹی میں علاوہ سٹاف اعلیٰحضرت دام اقبالہ و ملکہ کے اصحاب ذیل شامل ہوئے

گورنمنٹ برطانیہ عظمیٰ (برٹش لیگیشن) جدہ

نمبر شمار	نام	عہدہ وغیرہ
۱	ہز ایکسیلینسی سر انڈر بورائن	منسٹر ہز میجسٹی شہنشاہ برطانیہ
۲	ہز ایکسیلینسی لیڈی سر اندر بورائن	
۳	مسٹر اے۔ ایس کلورٹ	قونصل برطانیہ
۴	مسٹر ایچ - ایم - ایئرس	وائس قونصل برطانیہ
۵	مسٹر اے سی اوپن ہیم	
۶	خان بہادر احسان اللہ خاں	انڈین وائس قونصل برطانیہ
۷	مسٹر این - ایل فورٹر	اکونٹنٹ
۸	مسٹر آر دی ہال	ارکیوسٹ
۹	مسٹر والٹر ہنوو	ٹائپسٹ
۱۰	مسٹر سی عشمان	برٹش پرو قونصل
۱۱	مسز س دی ایم عثمان	
۱۲	ڈاکٹر عبدالحمید	انڈین میڈیکل افیسر
۱۳	حاجی عبدالحمید	ملایا پلگرمیج افیسر

نمبر شمار	نام	عہدہ وغیرہ
۱۴	محمد اسماعیل آفندی	فرسٹ انسپکٹر
۱۵	میچل آفندی سمان	سیکنڈ انسپکٹر
۱۶	مسٹر شاہجہاں امیر کبیر	چیف پلگریمیج کلرک
۱۷	مسٹر اقبال دین	سیکنڈ پلگریمیج کلرک
۱۸	منشی، ایف، اے قاضی	ٹمپریری پلگریمیج کلرک
۱۹	حاجی محمد جمیل	ملایا پلگریمیج کلرک.
۲۰	حامد حسن اسرائیلی	فرسٹ ڈسپنسر
۲۱	محمد سعید	سکنڈ ڈسپنسر
۲۲	سید فضل الٰہی چشتی	اسسٹنٹ ڈسپنسر
	ٹرکش لیگیشن جدہ	
۲۳	ہز ایکسیلنسی جلال بے	چارج افیئرس
	ایجپشن (مصری) کانسلیٹ جدہ	
۲۴	ہز ایکسیلنسی حسن ابو علم	قونصل
۲۵	مسٹر امین ٹی ابو الذہاب	سکریٹری
۲۶	علی اکبر الگندور	کانسلیٹ ڈاکٹر۔
	فرنچ لیگیشن جدہ	
۲۷	چوکری ٹودِل بے	سکریٹری
	عراقی لیگیشن جدہ	
۲۸	ہز ایکسیلنسی سید کامل الگیلانی	چارج افیئرس و قونصل جنرل
۲۹	عبد اللہ آفندی رشید	چانسلر
	اٹالین لیگیشن جدہ	
۳۰	ہز ایکسیلنسی رِگ پرسی کو	چارج افیئرس
۳۱	بسیکر موسی	وائس قونصل

بیندر لینڈرس لیگیشن جدہ

۳۲	ہزایکسیلینسی سی ایڈری آنس	چارج ڈ افیئرس
۳۳	شیخ عبدالقادر دیجوجوٹموڈجو	وائس قونصل

پرشین لیگیشن جدہ

۳۴	ہزایکسیلینسی محمّد علی خاں مقدم	منسٹر
۳۵	مسٹر بہجت روحی	سکریٹری
۳۶	مسٹر مرتضیٰ خاں شریفی	″
۳۷	بدرالدین فلاح	″

سعودی عرب گورنمنٹ افیشیل جدہ

۳۸	ہزایکسیلینسی عبدالعزیز بن معمر	گورنر۔ اینڈ امیر جدہ
۳۹	شیخ علی طٰہٰ	اسسٹنٹ گورنر اینڈ فارن آفسر و سپرنٹنڈنٹ
۴۰	شیخ خلیل بے	سپرنٹنڈنٹ پولیس
۴۱	حمدی بے	ملٹری کمانڈنٹ، اینڈ سکورٹ آف ہز ہائینس ٹو مدینہ
۴۲	شیخ عبدالقادر محتسب	ڈائرکٹر آف پوسٹس
۴۳	شیخ صالح کیال	ڈائرکٹر آف ٹیلیگراف
۴۴	سید عمر صائم الدہر	پریسیڈنٹ حج کمیٹی
۴۵	شیخ عبداللہ محتسب	ممبر حج کمیٹی
۴۶	شیخ علی سلامہ	پریسڈنٹ میونسپل
۴۷	شیخ عبدالرحمن مظہر	شیخ المطوفین
۴۸	شیخ عبدالرزاق بخش	نقیب جدہ

ممبران یوریپین کالونی جدہ

۴۹	مسرس فلبی	بیت فلبی جدہ
۵۰	مسٹر میکنزی	″

۵۱	مسٹر آر فیئرس	بیت قلبی جدہ
۵۲	مسٹر پی۔سی کورنیٹ	"
۵۳	مسٹر سی ایل بندلوس	"
۵۴	مسٹر اے۔جی گریفن	انٹرنیشنل انجنیر
۵۵	مسٹر اینڈ مسٹرس۔ ایل۔ انڈرسن	"
۵۶	مسٹر ایچ انٹروپ	ڈچ بنک
۵۷	مسٹر رویکنس	"
۵۸	مسٹر اینڈ مسٹرس وانک	"
۵۹	مسٹر ڈی فیو	بیت پیرزنی جدہ
۶۰	مسٹر بوٹنی	"
۶۱	مسٹر ڈبلیو۔ جے لناہن	بیت امریکن جدہ
۶۲	مسٹر ایچل	مرچنٹ جدہ
۶۳	مسٹر کوکولاس	بیت ہانگی جدہ

زعمائے جدہ

۶۴	حاجی یوسف زینل علی رضا	ایجنٹ مغل لائن
۶۵	شیخ عبدالقادر قابل	مرچنٹ جدہ
۶۶	شیخ سلیمان قابل	"
۶۷	شیخ محمد بناجہ	"
۶۸	شیخ محمد صالح جوجوم	"
۶۹	شیخ با ایشین	مرچنٹ جدہ
۷۰	شیخ محمد نثار	بیت ہانگی جدہ
۷۱	شیخ اسماعیل دہلوی	مرچنٹ مکہ
۷۲	شیخ عبدالغنی نورولی الپٹنی	مرچنٹ جدہ
۷۳	شیخ عمر عبدالبدیع	"

۷۴	شیخ ادیب علامہ	مرچنٹ جدہ
۷۵	شیخ ابراہیم سنیہ	"
۷۶	شیخ عبداللہ۔ عبدالرحمن بن ترکی	"
۷۷	شیخ الفضل	ڈپٹی آف فنانس ڈیپارٹمنٹ جدہ
۷۸	شیخ عبدالرحمن الیپٹی	مرچنٹ جدہ
۷۹	ڈاکٹر ابراہیم ادہم	ڈاکٹر آف کوارنٹین جدہ

اگرچہ یہ سرزمین جہاں اس وقت ہمارے آقا کے اعزاز میں ٹی پارٹی کا اہتمام ہے۔ ہمارے آقا دام اقبالہ و ملکہ کے اسلاف محترم کا اصلی وطن اور ابتدائی مرز بوم تھی۔ لیکن صدیوں سے خاندان حضرت عباس نے یہاں کی رہائش کا سلسلہ اسلام کی خدمت اور علم و ہنر کی اشاعت کی غرض سے بدل کر بغداد اور مصر کی جانب منتقل کیا اور ہندوستان اور سندھ کی طرف اپنی عنان توجہ مبذول کی۔ اور اس وقت اتفاق حج و زیارت روضۂ نبوی صلعم کے مقاصد دل میں لیکر ہمارا عباسی فرمانروا ہندوستان کے ایک گوشے سے اس سرزمین میں وارد ہوا ہے۔ اور آج اس مقام پر اس کی وسیع مدارات اور عالمگیر اخلاقی دلبستگی کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے کہ یہاں مختلف ممالک کے سربرآوردہ اور ممتاز ہستیاں جمع ہیں۔ انگریز۔ عرب۔ ترک۔ نجدی۔ مصری۔ عراقی۔ ایرانی۔ یونانی۔ فرینچ۔ اٹالین۔ امریکن نیوزی لینڈ کے صاحب نے یکساں توجہ کی۔ اور متفقہ التفات کے ساتھ ہمارے عباسی چاند کے گرد چکور ہو رہے ہیں اور کس دلی محبت اور سچے خلوص کے ساتھ یہ مختلف المذاہب و مختلف اللسان اور مختلف رنگ و نسل کی ہستیاں یک زبان ہو کر ہمارے آقا کو مرحبا کہتے ہیں۔ اور پرجوش تپاک کا اظہار کر رہے ہیں۔ میں تو پھر بھی نمک پروردہ جان نثار خادم ہوں، اور اپنے وابستگی تعلقات کی وجہ سے اگر اظہار جان نثاری و خلوص کروں تو میرا فرض ہے۔ مگر ان لوگوں کے جذبات خلوص کو دیکھکر بے اختیار زبان پر یہ شعر آجاتا ہے۔ ؎

نہ من بریں گل صادق غزل سرایم و بس
کہ عندلیب رخش ہر طرف ہزار انند

جدہ کے قیام کے تمام عرصہ میں خیرات اور عطیات کا سلسلہ وسیع پیمانے پر شروع رہا۔ شہر کے مستحق مساکین۔ مرد۔ عورت اور بچوں کا ہجوم بے شمار روانگی کے وقت تک فیاضی اعلیٰ حضرت سے مستفیض

ہوتا رہا۔ اور دوسری جماعتیں۔ انجمنیں اور سوسائٹیاں بھی اپنا اپنا نصیب اور بہرہ خزانہ عالیہ عباسیہ سے حاصل کرتی رہیں۔

نہر وزیریہ کا چندہ

زعماء جدہ کا ایک وفد اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کی خدمت میں بہ سرپرستی خان بہادر احسان اللہ خاں صاحب نہر وزیریہ جدہ کی درستی اور تعمیر کی امداد کا سوال لیکر پیش ہوا۔ اعلیحضرت نے پانچہزار روپے کا گرانبہا عطیہ مرحمت فرمایا۔ اس امداد کا تذکرہ عرب اور ہندوستان کی اخباروں میں دیر تک ہوتا رہا۔ برٹش لیگیشن فنڈ کے لئے امداد کی استدعا پر ایک معقول چندہ عطا فرمایا۔

ابر مکرمت سلطانی اسی طرح مصروف باران فیض رسانی رہا۔ ہر ایک صیغہ کے ذمہ دار افسران اپنے اپنے کام کی درستی اور مدینہ طیبہ کے سفر کی تیاری میں سرگرم رہے۔ باقی قافلہ والوں نے جدہ کے شہر اور زیارات سے استفادہ کیا۔

یہ مقام چونکہ سرزمین عرب کا پہلا مقام تھا اور کئی دن کے متواتر بحری سفر کے بعد تمام قافلہ صحت اور خیریت سے اس پاک زمین پر پہونچا تھا۔ اس لئے یہاں کا قیام بھی مسرت اور خوشی کا باعث رہا۔

یکم ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ ۵ فروری ۱۹۳۵ء

روانگی از جدہ

۵ فروری ۱۹۳۵ء مطابق یکم ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ کو اعلیحضرت دام اقبالہم و ملکہم نے معہ خادمان و اسٹاف خان بہادر احسان اللہ خاں کے ہاں لنچ تناول فرمایا۔

جدہ سے مدینہ کو

بعد از دوپہر اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ (یعنی قافلہ سالار حجاز) اپنے قافلہ کو لیکر موٹروں، لاریوں، میں دیار حبیب الٰہی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوئے۔ ہز میجسٹی کنگ نجد و حجاز کی جانب سے اس قافلہ کے ہمراہ بغرض امداد و حفاظت جنرل حمدی بے معہ اپنے دستہ کے ہمرکاب ہوئے،

دعا

یہ بادیہ پیمایان صحرائے حجاز کا قافلہ جدہ کی آبادی سے نکل کر ایک کف دست میدان میں ٹھر گیا۔ اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کی صحت درازی عمر و مراجعت بخیر کے لئے خلوص دل سے شیخ الجامع صاحب نے دعا کی اور تمام حاضرین نے دل سے آمین کا نعرہ بلند کیا۔ خانصاحب حفیظ سلمہ نے اپنے لحن داؤدی میں اس موقع پر یہ نظم پڑھی

نظم حفیظ جالندھری

مدینہ کو چلا ہے قافلہ ایمان والوں کا ۔۔۔ رہ حق میں سر تسلیم خم ہے شان والوں کا

خدا چاہے تو دونوں جگ میں بیڑا پار ہے اسکا ۔۔۔ کہ سر صادق محمد کارواں سالار ہے اسکا

یہ شوکت زندہ باد اے یادگار شان عباسی ۔۔۔ ترے دم سے ہے قائم دہر میں احسان عباسی

ترے باعث ملی ہے یہ سعادت آج ہم کو بھی ۔۔۔ کہ حاصل ہو رہی ہے زیست کی معراج ہمکو بھی

کیا ہے قصد تو نے جس طرح حج و زیارت کا ۔۔۔ یہی شان ریاست ہے یہی ہے حق امارت کا

در محبوبؐ حق پر جا رہا ہے سر جھکانے کو — وہ خاکِ پاک اپنی آنکھ کا سرمہ بنانے کو
بزرگوں کے وطن کا دیکھنا تجھ کو مبارک ہو — نشانات کہن کا دیکھنا تجھ کو مبارک ہو
وہاں تیری رعایا کی دعائیں ساتھ ہوں تیرے — یہاں تیرے رفیقوں کی دعائیں ساتھ ہوں تیرے
چلا ہے شاد شاد اپنے وطن سے شاد شاد آئے — درِ محبوب حق سے کامیاب و با مراد آئے
ولی عہد اور صاحبزادگاں کو شادماں دیکھے — رعیت کو وفادار و مطیع و کامراں دیکھے

رسولؐ اللہ کے جلوؤں سے دل پر نور ہو تیرا
مرادیں تیری پوری اور حج منظور ہو تیرا

موتیوں کی لڑیاں

ایک عجیب سماں تھا۔ ہر ایک دل میں تمناؤں کی ایک دنیا آباد ہو گئی تھی۔ سرزمین عرب نے اعلحضرت دام اقبالہ و ملکہ اور ہمرکابان سفر کی طبائع میں ایک قسم کا کیف پیدا کر دیا تھا۔ سینوں میں طور کی سی بجلیاں چمک رہی تھیں۔ آنکھوں میں ایک نئے منظر کا شوق دیدار اچھل اچھل کر عالم وجد پیدا کر رہا تھا۔ سب نے سوز و گداز کے نغمے سنے۔ راز و نیاز کی دعاؤں پر آمین کہی۔ مدینہ طیبہ کے مسافروں نے اب منزل مقصود کی راہ لی۔ خوشی کے مارے آنسو نکل رہے تھے۔ اور سینے سے سرد آہیں گرم آنسو کی قطاروں کا انتظار کر رہی تھیں۔ عجیب پر لطف گھڑی تھی

الٰہی پھر بھی ایسی پر لطف گھڑیاں نصیب ہوں
آمین

پابہ گِل لاری

دعا اور پر سوز التجا منظوم کے بعد یہ مبارک قافلہ اپنے محترم قافلہ سالار کی اقتدا میں آگے روانہ ہوا۔ جرنل حمدی بے کے ساتھ جناب کرنل قریشی صاحب بہادر منسٹر ان ویٹنگ ایک موٹر کار میں قافلہ کے آگے اور پیچھے حفاظت نگرانی اور رہنمائی کے فرائض میں مصروف ہو گئے۔ سمندر کے کنارے کنارے ہمارے قافلہ کی لاریاں سفر میں مصروف ہو گئیں۔ دس میل کے قریب سفر ہوا تھا کہ نمبر ۲۰ کی ایک لاری سمندر کے کنارے کے قریب دھنس گئی۔ **اعلحضرت** دام اقبالہ و ملکہ فوراً وہاں پہنچ گئے۔ اور اس لاری کے سامان کو ہلکا کرا کے دوسری لاریوں میں حسب تناسب تقسیم فرمایا۔ اور اس طرح لاری کا بوجھ ہلکا ہوا۔ اور لاری کو دلدل سے نکال کر پھر رواں کیا گیا۔ اس مقام کے قریب **فراع** نام ایک بستی واقع ہے۔

ذیقعدہ کا چاند

عرب کی سرزمین پر پہلی شام اور ذیقعدہ شریف کا چاند۔ جدہ سے بیس بائیس میل طے کرنے کے بعد مغرب کا وقت ہو گیا۔ اور تمام قافلہ نے ایک ریت کے ٹیلہ پر سمندر کے کنارے باجماعت

نماز مغرب ادا کی۔ اور اسی وقت ذیقعدہ شریف کے چاند نے اس مبارک قافلہ کے دیکھنے کے لئے اپنا روشن مکھڑا ظاہر کیا۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ آسمان بھی سرزمین عرب میں اس مبارک قافلہ کی انتظار کر رہا تھا۔ اور اس پاک زمین میں پہلی شام کو ستاروں بھرے آسمان نے ذیقعدہ کے چاند کو نمایاں کر کے ہمارے قافلہ کو مرحبا کہی۔ ایک مست نے اس چاند کو دیکھکر مستانہ نعرہ لگایا، اور کہا کہ اے ذیقعدہ کے چاند آج ہم نے تجھے اس مقدس زمین پر آکر دیکھا، بے شک تیری زیارت قابل مبارک باد ہے۔ مگر ہم عرب کے چاند کے چکور ہیں۔ ہم اسی کے لئے اپنی آنکھوں اور دل میں جگہ رکھتے ہیں۔ بس تیرا راہگذر سلام ہو چکا، تیرا دیدار مبارک، ہم کو جانے دے کہ ہم جلدی اپنے چاند کی منزل پر پہنچیں۔ اور یہ پروانے اپنی محترم شمع پر نثار ہوں۔

بگذار تا بہ منزل محبوب جا کنیم

دل را فدائے روضۂ خیر الورا کنیم

دعائے مسنون پڑھی گئی۔ اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ کی خدمت میں ان کے تمام نمک پروردہ، غلاموں نے چاند کی مبارکباد عرض کی، اور تمام قافلہ نے مبارک سلامت کے تبادلہ اور خوشی کے جذبات میں سرزمین عرب کی پہلی مبارک شام کا استقبال کیا۔ اور اس کی مبارک فال سے طرح طرح کے جذبات سے بھرے ہوئے خیالات دلوں میں موجزن ہوئے، چاند مبارک

چاند کی مبارک بادیوں سے فارغ ہو کر پھر سوار ہوئے، اور جدہ سے قریباً تیس میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ہمارا قافلہ عشا کے قریب دھبان میں پہنچا۔ دہبان

اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ نے سب سے پہلے پہونچکر کیمپ کے نصب کرانے کے متعلق ہدایات صادر فرمائیں اور ہمرکابان سفر نے ہمت اور مستعدی کے ساتھ کیمپ جلدی نصب کرالیا، لاریوں اور موٹروں کا ایک نہایت خوبصورت با قرینہ قلعہ بنا لیا گیا۔ اور کیمپ کے خیمہ وخرگاہ فوجی ترتیب اور خوبی کے ساتھ نصب ہو گئے کچھ عملہ نے اپنی اپنی لاریوں کی حفاظت اور نگرانی کی خدمت سنبھالی، کچھ کارکنان نے دھبان کے مسافرخانہ کے قریب جہاں کیمپ نصب کیا گیا مختلف مشاغل میں مصروفیت شروع کر دی۔ باورچیخانہ اپنے کام میں لگ گیا، موٹروں اور لاریوں کے متعلقہ ملازمان نے ان کی صفائی درستی اور آراستگی شروع کر دی۔ ڈاکٹر صاحب نے تمام کیمپ کی صحت کے متعلق معلومات حاصل کر کے اطمینان کیا، باڈی گارڈ نے اپنی فوجی وردیوں میں مسلح ہو کر کیمپ کی نگرانی کا پہرہ سنبھالا۔ دیر تک مشاغل میں مصروفیت رہی۔ کیمپ نے عشا کی نماز باجماعت ادا کی اور عرب کی سرزمین میں ہماری پہلی مبارک رات اس طرح خوشی اور دلچسپی کے مشاغل عبادت وریاضت میں اس ریگستانی منزل میں بسر ہوئی، قہوہ خانہ کی نخلی کائنات کے نیچے اکثر

احباب نے یاد منزل میں رات گذاری،

دھبان:۔ ایک میدانی خطہ ہے۔ ریگستان کے ایک فرازی موقع پر کچھ چھپر موٹی سوٹی عمارتیں کچی دیواروں اور پھوس کی چھتوں کے جھونپڑے بنے ہوئے ہیں۔ اس چھوٹی سی آبادی میں کچھ دکانات بھی ہیں، مچھلی، انڈا۔ ڈبل روٹی۔ دودھ۔ چار کبسکٹ وغیرہ ان میں موجود ہوتے ہیں۔ تربوز عام اور سستے ملتے ہیں، کھجوریں بھی کئی قسم کی بکثرت یہاں ملتی ہیں۔ نرخ بھی کچھ گراں نہیں. عام عمارتی کاموں میں یہاں کھجور ہی کا استعمال مروج ہے۔ ہر ایک ضرورت اسی کھجور کی اجزائے پوری کی جاتی ہے، دیواریں ستون شہتیر کڑیاں، چھت ڈالنے کی چھڑیاں سب کھجور کی ہوتی ہیں۔ کرسیوں اور کوچوں اور چارپائیوں کی بناوٹ بید اور مونج کے بان کی بجائے کھجوروں کے بنے ہوئے پتوں کی ہوتی ہے۔ غرض بدوؤں (صحرائی عربوں) کی ضروریات زندگی کا کفیل کھجور ہی کا درخت ہوتا ہے۔ علاوہ تعمیری ضرورتوں کے اور بھی بہت سے کام اس سے لئے جاتے ہیں، کھجوروں کے بند کرنے کے تھیلے سامان لادنے کے بورے۔ پنکھے، بوریئے، دسترخوان مصلے۔ تکئے، گمس رانیاں، چھوٹی بڑی ٹوکریاں، رسے، جھاڑو، جلانے کی لکڑیاں وغیرہ اس سے بناتے ہیں۔ کھجور کی گٹھلی مویشیوں کے چارے اور خوراک وغیرہ کے کام آتی ہے۔ غرض تمام ضروریات زندگی میں کھجور کا استعمال کیا جاتا ہے اور یہی درخت وہاں باآسانی میسر آسکتا ہے،

عرب کی سرزمین پاک کی آب و ہوا عجیب روح پرور تاثیر رکھتی ہے۔ ضبان میں ادھر ادھر دور نزدیک چھوٹی چھوٹی کھجوروں کے باغ دلکش نظارہ پیدا کرتے تھے۔ ان کو نخلہ کہتے ہیں۔ عرب کے یہی باغ ہیں۔ اور اکثر قبائل کا گذارہ ان کھجوروں کے ثمر پر ہے۔

قافلہ کے بیشتر اصحاب تہجد اور وظائف میں آخری حصہ شب میں مصروف رہے۔

صبح تمام کیمپ کے اصحاب نے اپنی اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر نماز صبح ادا کی۔ کعبۃ اللہ یہاں مشرق کی جانب ہے، نماز اسی طرف رخ کرکے پڑھی گئی۔

اس مقام پر کیمپ کی صورت فوجی ہالٹنگ اسٹیشن کی سی تھی،

طبی خیرات:۔ ایک کراہنے کی دردناک آواز نے صبح سویرے کیمپ کے لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کیا، دریافت پر معلوم ہوا۔ کہ اس مقام پر پنڈ دادن خاں ضلع جہلم پنجاب کے ایک سید صاحب بیمار ہیں اور پیشاب کے بند ہو جانے کے باعث سخت تکلیف میں ہیں۔ اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ نے خان بہادر ڈاکٹر دیوان علی صاحب کو اس کے معالجہ کے واسطے مامور فرمایا، ڈاکٹر صاحب نے جا کر علاج کیا وہ غریب تندرست ہوگیا۔ اللہ تعالی کا شکر ادا کیا اور ہمارے درویش صفت غمگسار دل آقا کو دعائیں دیتا ہوا

بادیہ پیمایانِ عرب کی پہلی صبح

نسیم صبح عنبر بوست امروز
مگر صادق رہ ز بطحا گرفت است

بادیہ پیمایانِ عرب کی پہلی صبح

سرزمین عرب میں آج ہماری جماعت کے لئے پہلا سورج نکلا، سبحان اللہ ریت کے ایک ٹیلہ پر سلطان ہند (عباسی فرمانروا) کا کیمپ ہے، دور دور تک ریگستانی میدان پر آفتاب کی روشنی نے نور کا عالم برپا کر دیا ہے، ذرات ریگ آفتابی شعاعوں کی وجہ سے زمین پر آسمان کا سا عالم پیدا کر رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کے ستارے زمین پر اتر کر پھیلے ہوئے ہیں۔ سورج کی کرنیں اپنے بازو لمبے کر کر کے ریگستان عرب میں ہماری بغل گیر ہو رہی تھیں۔ اور ہم کو ریگستان ریاست بہاولپور کی طرف سے سلام و پیام خیریت سنا رہی تھیں۔

ہمارے قافلہ نے سرزمین حجاز کی اس پہلی صبح کے آفتاب کو تسبیح و تہلیل کے ساتھ مرحبا کہی۔ سبحان اللہ ہم ہند کے گناہگاروں کو یہ شرف حاصل ہوا کہ ہمارے قد و قامت کا سایہ آفتاب صبح حجاز کی توجہ کے باعث سرزمین عرب کی پیمایش میں مصروف نظر آتا ہے

خداوند پاک کی اس بے بہا نعمت کا شکر کس طرح ادا کیا جائے۔ اس کی نعمتیں
بے شمار ہیں۔ اور بندوں کے احصار اور شمار کی یہاں کوئی حقیقت نہیں ہے

شیخ القریہ

شیخ القریہ محمود حمد عانی نے چند شرفائے مضافات کے ساتھ شامل ہو کر اعلحضرت کی خدمت میں شرف سلام حاصل کیا۔ اعلحضرت دام اقبالہ و ملکہ عرب بدویوں کے اس اخلاق سے بہت متاثر ہوئے اور شاہی انعام سے سرفراز فرمایا۔ لکڑی۔ . . . . پانی اور دوسری ضروریات جو کیمپ کے لئے حاصل کی گئی تھیں، ان کے مالکان کو قیمت اور انعام سے سرفراز کیا گیا۔ دھبان اور اس کی نواح کے صدہا زن و مرد اور بچے صبح ہی سلطان الہند کی زیارت اور خیرات کے لئے جمع ہو گئے۔

تقسیم خیرات

حمدی بے فوجی افسر نے ان تمام مہمانوں کو ایک قطار میں باترتیب بٹھلا دیا۔ ان معصوم اور مستحق مجمع کی زبان سے **سلطان الہند** کے حق میں عربی دعائیں سن کر طبیعت پر عجیب اثر پیدا ہوتا تھا۔ چھوٹے چھوٹے بچے اور بچیاں عربی زبان میں نہایت دلاویز ترنم کے ساتھ دعائیں دیتی تھیں۔ ان لوگوں کے لئے اعلحضرت کے باورچی خانہ میں کھانا تیار کیا گیا تھا۔ پختہ طعام اور نقدی خیرات ان میں تقسیم کی گئی۔

در رہِ منزل مقصود خطرہاست ولیک
شرط اول قدم آن است کہ بیدل باشی

۲ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ
۶ فروری ۱۹۳۵ء

بے شمار دعاؤں کی صداؤں میں ہمارا محترم قافلہ سالار دام اقبالہ و ملکہ اپنے کیمپ کو ہمرکاب لیکر مقام وہبان سے آگے روانگی کے لئے تیار ہوگیا۔ اس وقت ۸ بجے صبح کا وقت تھا۔ اس مقام پر کیمپ کے مختلف مناظر کے عکس بھی لئے گئے آج کے سفر کا راستہ بہت ریتلا تھا۔ ساحل سمندر کے ریت کے ذرات ہمارے چولستان بہاولپور کی ریت سے مختلف ہیں یہ ریت کے ذرے جسم میں بڑے ہیں۔ خاصی بجری بچھی ہوئی معلوم ہوتی ہے لاریاں رُک رُک جاتی ہیں، دس میل کا فاصلہ طے کیا تھا کہ ایک لاری رک گئی۔ بہت دیر تک کوشش کی گئی کہ کسی طرح اس کا نقص رفع ہو، مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر یہ تدبیر بھی سوچی گئی کہ آہنی رسوں سے اس کو باندھکر دوسری لاریوں کی طاقت سے اس کو رواں کیا جائے۔ مگر۔

خدا خود میر سامان است اسباب توکّل را

کچھ ایسی صورت پیدا ہوگئی کہ لاری کا نقص خودبخود رفع ہوگیا۔ اور کیمپ کے مسافر خدا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آگے بڑھے، تمام راستہ میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر عرب بادیہ نشین بچے بچیاں اور عورتیں خیرات کے لئے لاریوں کے قریب آکر سوال کرتیں۔ ہمارے کیمپ کے اصحاب کچھ نقدی خیرات پھینک کر ان کی امداد کردیتے تھے۔

۱۱ بجے کے قریب ہماری لاریاں مقام طول سے گذریں۔ یہاں مقامی اور قریب قریب کی آبادیوں کے زن و مرد کثیر التعداد موجود تھے، اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے اور کیمپ کے اکثر مخیر غلامان نمک خوار دولت عباسیہ نے دل کھول کر ان بیچارے، بے پناہ بھوکے اور لاغر بچوں کی امداد کی۔ سب دعائیں دیتے رہے کچھ آگے چلے تو ایک لاری کا پہیہ پنکچر ہوگیا۔ کچھ دیر اس کی درستی میں لگی۔ ذرا آگے بڑھے تو ایک لاری ریت میں دھنس گئی، اتر کر اس کو ریت سے دھکیل کر آگے نکالا گیا۔ روانہ ہوئے تو تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر قریب کی آبادیوں کے مرد۔ بچے۔ اور بچیاں سر راہ دعائیں اور صدائیں بلند کر رہی تھیں کچھ گیت گاتے۔ ۔ ۔ ۔ گیت میں بھی دعائیں دیتے۔ حج اور روضہ کی زیارت و مبارک کے دلکش نغمے لطف آفریں تھے

حاجی شاہ اللہ سلامت۔ حج گبول (قبول) کے ٹیپ کو اس خوبصورت اور خوش لہجے میں یک زبان ہوکر گاتے۔ کہ رقت پیدا ہوتی۔ آنسو ابل آتے۔ دل دھڑکنے لگتا، دوپہر کے قریب مقام قضیمہ (قدیمہ) گذرے ظہر کا وقت ایک مقام پر ہوا جس کو ضُبُعَہ کہتے تھے، یہاں قہوہ خانہ ہے

دودھ۔ چار۔ انڈے۔ پانی روٹی کی دکانیں موجود تھیں۔ نماز ظہر ادا کی گئی۔ خیرات کا سلسلہ جاری رہا عرب۔ بدوی لوگوں کا ہجوم برابر ہمارے استقبال اور مشایعت میں مصروف رہا۔ اور کیمپ کے اصحاب ان بیچارے مستحق لوگوں میں خیرات تقسیم کرتے رہے،

سوا چار بجے شام کے ہمارا قافلہ رابغ پہنچا یعنی جدہ سے ۱۹ میل اور دھبان سے ۶۰ میل سفر طے کیا۔ رابغ ایک تاریخی مقام ہے۔ اچھا قصبہ ہے۔ سرسبز اور آباد معلوم ہوتا ہے، یہاں ایک قلعہ بھی ہے۔ بازار بھی ہے۔ ہر چیز عام طور پر ملتی ہے۔ پکا پکایا کھانا، دودھ۔ انڈے۔ چار اور سمندر کی بعض اقسام کی مچھلیاں عام ملتی ہیں۔ کنکر۔ پتھر مرجان۔ مونگے۔ کوڑیاں وغیرہ بکثرت عورتیں لاکر فروخت کرتی ہیں سمندر یہاں سے دو تین میل کے فاصلہ پر بتلایا جاتا ہے۔ تربوز یہاں بھی بکثرت ملتے ہیں۔ رابغ

معجم البلدان میں لکھا ہے کہ " وادی رابغ ابوا اور جحفہ کے درمیان جحفہ سے دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ زراعت اور نخلستان کے باغوں پر یہاں کے باشندوں کا گذر اوقات ہوتا ہے " برسات ہو جاتی ہے تو ہر ایک جنس پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر برسات کی کمی کی شکایت تھی، گرمی اور سردی اپنے موسم میں خاصی ہوتی ہے " یہاں پٹرول کا ذخیرہ موجود ہے، ہمارے کیمپ کی لاریوں کے لئے بھی اس مقام سے پیٹرول وغیرہ خرید کیا گیا۔ رابغ اور قریبی آبادیوں میں چار پانچ ہزار آدمی کی آبادی بتلائی گئی۔

اعلیحضرت و ام اقبالہ و ملکہ تو کیمپ کے انتظام کی خاطر یہاں سے جلدی گذر کر آگے چلے گئے مگر باقی قافلہ کی لاریاں یہاں گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ ٹھیریں۔ پٹرول لیا۔ نماز ادا کی گئی۔ کسی نے چارپی۔ کسی نے کچھ خرید کر کھایا،

ہم لوگ قلعہ میں گئے۔ جہاں مدیر شرطہ (افیسر پولیس) شیخ صلح کردی سے ملاقات ہوئی، نہایت با اخلاق آدمی ہیں۔ یہ قلعہ انہیں کے زیر انتظام و نگرانی میں ہے۔ اس قصبہ کے امیر کبیر شیخ اسمعیل بن مبارک ہیں۔ جو قبیلہ عوانم کے ممتاز بزرگ مانے جاتے ہیں، ان کے چچا شیخ برکت اور امیر کبیر کے تین صاحبزادے امیر عبد المحسن۔ محمد سالم اور محمد عمر سے بھی ملاقات ہوئی۔ عربی اخلاق کا نمونہ نظر آیا۔ چار قہوہ سے ہماری مدارات ہوئی۔ مقامی حالات سنکر کچھ وقت بسر کیا۔ عرب بدو مفلوک الحال بچے بچیاں۔ لاغر، بیمار اور بے سروسامان بکثرت بخشش کے لئے موجود تھے، ان کی خدمت کی گئی۔ ان مشاغل میں کچھ وقت صرف کرنے کے بعد ۵ بجے یہاں سے روانہ ہو کر ۹ بجے رات کے قریب مقام مستورہ میں پہنچے، گویا جدہ سے ۱۷۱ میل فاصلہ طے کر لئے۔ مستورہ

سفر کی دوسری رات

مستورہ :- یہاں رات کا قیام ہوا، اچھا قصبہ ہے۔ ایک ہزار نفوس کے قریب یہاں کی آبادی بیان کی گئی جس میں قرب و نواح کی آبادیاں بھی شامل ہیں۔ حجاج کی خدمت پر ان لوگوں کی معیشت کا انحصار ہے۔ کچھ بکریاں بھی پال لیتے ہیں۔ بارش ہو جائے تو کچھ زراعت بھی کر لیتے ہیں، پہلے اونٹ بہت رکھتے تھے۔ مگر موٹروں اور لاریوں کی کثرت نے اب اونٹوں کو قریباً بے رواج کر دیا ہے۔

مستورہ کا شیخ بھی قبیلہ عوانم کا ایک ممتاز سردار ہے۔ شیخ مبارک کبیر نام ہے۔

کیمپ حسب دستور نصب ہو گیا۔ اور مدینہ طیبہ کے عشاق نے اس ریگستان کے محترم مقام پر رین بسیرا کیا۔ صبح ہی چھوٹے چھوٹے بچوں اور بچیوں کے پرسوز اور باثر مولود شریف کی آوازوں نے وجد کی سی کیفیت طاری کر دی، اعلیٰ حضرت دام اقبالہ و ملکہ ان نعتیہ ترانوں اور معصوم نغموں سے بہت محظوظ ہوئے۔ اور تمام نمک خواران اعلیٰ حضرت دام اقبالہ و ملکہ ان میلادی اور دعائیہ ترانوں سے دیر تک لطف اٹھاتے رہے۔ چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کی پیاری پیاری عربی زبان کے گیت اس قدر دلکش اور پُراثر تھے کہ طبیعت سیر نہ ہوتی تھی،

ایک بچوں کی چھوٹی سی پارٹی کی گیتوں کا ٹیپ یہ تھا۔

الا یا داخل الجنۃ وجارا اللہ نعم اللہ

دوسری پارٹی کا :- نبینا رسول اللہ :- محمد یا رسول اللہ :- وجارنا نبی اللہ محمد بن عبد اللہ

ایک پارٹی کا :- الا یا ساقی الجنۃ :- محمد بن عبد اللہ

ایک اور پارٹی کا :- یا نبی سلام علیک :- یا رسول سلام علیک تھا

عربی نعتیہ اشعار کے بعد جب بچوں کی زبان سے یہ ٹیپ کے مصرعے خوش آہنگی سے یکجا نکلتے تھے، ایک عجیب عالم کیف طاری ہو جاتا تھا۔ دل بے قابو۔ اور آنکھیں پرنم ہو جاتی تھیں۔

مستورہ کا ریگستانی میدان اور سلطان الہند عباسی کا دبدبہ اور عرب بدوی اعلیحضرت کو سلطان الہند کہتے تھے) کیمپ دیر تک ان نغموں سے رشک فردوس رہا۔ اعلیحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ نے بھی ابر نیساں کی طرح ان پر خیرات و عطیات کا مینہ برسا دیا۔

اس مقام پر سرگودھا کے دو پنجابی عازم سفر حجاز حاجی عبد اللہ و حاجی اللہ بخش پیش ہوئے، اور امداد

کے لئے سوال کیا۔ اعلیٰ حضرت دام اقبالہ وملکہ نے ان کو بھی اپنے چشمۂ فیض واحسان سے مشکور ومشرف فرمایا۔ اور خیرات مرحمت فرمائی، ان شکستہ حالوں کی بیماری افلاس کا علاج نقدی کے شربت فلوس سے فرمایا۔ دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہوئے،

لکڑی، پانی، دودھ۔ چار کوئلہ۔ انڈے، وغیرہ کے مصارف اور کام کرنے والے مزدوروں کی اجرتیں باقاعدہ ادا کرنے کے بعد صاحب منسٹران وٹینگ اور جرنل حمدی بہ حسب معمول اپنے کام میں مصروف ہوگئے۔ یعنی تمام خیرات لینے والے زن ومرد لوگوں کو ایک لمبی قطار میں باترتیب بٹھلا کر ان کو خیرات نقدی وپختہ طعام سے مالامال فرمایا۔

یہاں کے شیخ القریہ کبیر غوانم نے اپنے دوسرے معزز ہمراہیوں کے ساتھ بارگاہ سلطانی میں شرف سلام حاصل کیا۔ اور اعلیٰ حضرت دام اقبالہ وملکہ کی پر اخلاق گفتگو وعنایت آمود سلوک سے نہایت شاد اور دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہوئے،

سلسلۂ سفر کا تیسرا دن

سلسلۂ سفر کا تیسرا دن

۷ر فروری ۱۹۳۵ء۔ ۳ر ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ

مستورہ سے سوا آٹھ بجے صبح کے اعلیٰحضرت دام اقبالہ وملکہ سوار ہوئے، اور تمام قافلہ بھی اعلیٰحضرت دام اقبالہ وملکہ کے ہمرکاب روانہ ہوا۔

ایک شکستہ حال قافلہ

دو گھنٹے کے سفر کے بعد ایک لق ودق بھیانک مقام پر یہ مبارک قافلہ پہنچا، جہاں میدان میں ایک کرایہ کی ٹکسی (موٹر لاری) بیکار (شکستہ ہوکر) پڑی ہوئی تھی، اور اس کے سوار مسافر پانچ دن سے نہایت پریشان اور آشفتہ حال ہو رہے تھے۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ لاری کا ڈرائیور کوئی پرزہ درستی کے لئے نکال کر چلا گیا ہے۔ جواب تک واپس نہیں آیا۔ یہ مختصر قافلہ حیدرآباد دکن کے ایک شریف خاندان کے افراد پر مشتمل تھا جس میں متعدد مستورات اور چھوٹے چھوٹے معصوم بچے بھی شامل تھے پانچ روز سے یہ سراسیمہ اور مضطرب تھے۔ پانی جس قدر ان کے ہمراہ تھا۔ وہ سب صرف ہو چکا تھا چھوٹے چھوٹے بچے پیاس سے بیتاب تھے، ان کی مضطرب نگاہیں ادھر ادھر کسی تلاش میں بیتاب تھیں۔ گردنیں اٹھی ہوئی تھیں۔ طبیعتیں بے چین تھیں۔ چہرے یاس زدہ اور زرد پڑ گئے تھے، امید سبز باغ دکھا دکھا کر اب تھک گئی تھی۔ زبان حال سے کہہ رہے تھے، ؎

لاری شکستگانیم اے باد شرطہ برخیز   باشد کہ باز بینیم خضر رہ صفا را

اللہ تعالیٰ نے ان کی فریادرسی اور اعلیٰ حضرت دام اقبالہ وملکہ کی سواری کا گذر ہوا۔ اس قافلہ کے سرکردہ میر نصرت علی صاحب متخلص بہ فطرت، تعلیم یافتہ مذاق سخن سے آشنا۔ با اخلاق بزرگ تھے معلوم ہوا کہ تحریر میں بھی ماہر ہیں۔ ایک کتاب ان کی خیابان فطرت کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ سخت پریشانی کی حالت میں تھے۔ دھوپ، بھوک اور پیاس کی بیتابی۔ اور سفر میں ایک میدان کے اندر مستورات اور چھوٹے معصوم بچوں کا پانچ دن سے مصائب اور مشکلات میں رہنے کے حالات سن کر اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ کے نازک دل پر نہایت ہی گہرا اثر ہوا۔ اعلیٰ حضرت دام اقبالہ وملکہ اپنی سواری سے اتر پڑے، اور ان مسافروں کے لئے فوراً دو کنستر پانی بھجوایا۔ اور اپنے وزراء اور امیروں کی لاری کو خالی کرا کر ان بیچاروں کو سوار کرایا۔ تاکہ ان کو اگلے مقام تک فوراً پہنچایا جائے۔ چنانچہ یہ مختصر قافلہ اعلیٰحضرت دام ملکہ واقبالہ کے فیض نوال سے مالامال ہو کر نہایت آسایش سے درویش دل پادشاہ عباسی کو دعائیں دیتا ہوا ابیار بن حصانی کے مقام کو روانہ ہوا۔ بچوں اور شکستہ خاطر قافلہ کی دعاؤں کی آوازیں آسمان کی طرف گئیں۔ ذرا آگے اسی وادی میں سر راہ ایک جھاڑی (کرینہ) کے نیچے ایک بوڑھا عرب بدو اپنی آخری حالت میں بیمار پڑا تھا۔ اس کی ایک خستہ حال بہن اس کے سرہانے بیٹھی ہوئی اس کی زندگی کے آخری سانس رو رو کر گن رہی تھی۔ ہمارے قافلہ والوں میں سے بعض اصحاب نے جا کر اس کو دیکھا، اور اس عورت ضعیفہ کی امداد کی۔ ابھی وہیں موجود ہی تھے۔ کہ بیچارے مریض کو پیغام اجل پہنچ گیا۔ کف دست ریگستان کی دھوپ میں اس پر رونے والی وہی ایک ضعیفہ تھی۔ اگرچہ بعد میں ایک اور مرد بھی آگیا تھا۔ لیکن۔

پس ازاں کہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

والا منظر تھا۔ سبحان اللہ جائے عبرت تھی۔ سب مسافروں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، اور اور اس اجل رسیدہ کو خدا کی رحمت کے سپرد کر کے آگے روانہ ہوئے،

آج کی منزل کا راستہ نہایت ہی دشوار گذار اور مشہور تکلیف دہ رہا۔ جابجا رکاوٹ کے سامان۔ پیدا ہوتے رہے، ریت نے ہمارے قافلہ کو حسب معمول پوری تکلیف اور تکلف کے ساتھ دعوت دی۔ تھوڑے تھوڑے وقفہ اور محنت شاقہ کے ساتھ ہم سفر کرتے ہوئے وادی النار (میدان آتشیں) میں پہنچے۔ یہ نہایت ہی ہمت آزما اور حوصلہ شکن وادی ہے۔ اور یہاں سے لاریوں اور موٹروں کا گذرنا امتحان سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ ہماری کئی ایک لاریاں اس خطرناک ریت کی کشمکش میں وقف ابتلا ہوئیں۔

اعلیٰ حضرت دام اقبالہ وملکہ کی لاری تو محترم قائد کی روحانی طاقت کے زیر اثر سبک رفتار باد صبا کی طرح گذر گئی۔ چونکہ اعلیٰحضرت دام اقبالہ وملکہ کو رات کے مقام اور کیمپ کا اہتمام بھی کرنا تھا۔ اس لئے

صحرائے عرب میں ایک بے کس عورت

وادی النار

آپ مقام قیام کی جانب بڑھے چلے گئے۔ لیکن باقی لاریوں کے تمام مسافر اتر پڑے اور سب نے مل کر دھسی ہوئی لاریوں کو نکالنے کی انتہائی کوشش کی۔ اور وادی النار کے اس ابتلا اور کشمکش سے نجات کے لئے وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار کی دعائیں پڑھیں۔ اس کوشش کے سلسلہ کو شام ہو گئی۔ بالآخر کئی ایک لاریوں سے کچھ سامان اتار لیا گیا۔ اس طرح سے کچھ بوجھ ہلکا کیا گیا۔ اور تمام کیمپ کے اصحاب کی زور آزمائی اور محنت شاقہ کے بعد کئی ایک لاریاں یکے بعد دیگرے روانگی کے قابل ہوتی گئیں کچھ لاریاں اور سامان کا ایک حصہ اُسی میدان میں چھوڑ دیا گیا۔ اور لفٹیننٹ ملک محمد بخش خانصاحب سپرنٹنڈنٹ سٹاف مع کچھ ضروری عملہ کے اُسی جنگل اور سنسان ریگستان میں رات کی تاریکی کے اندر دھنسی ہوئی لاری اور مال کی حفاظت کے لئے ٹھہر گئے۔ کیمپ پر پہنچکر پھر خالی لاریاں ان کی امداد کے لئے بھجوائی گئیں۔ جو دوسری صبح کو سامان اور سپرنٹنڈنٹ صاحب سٹاف کو کیمپ میں لے آئیں۔

ابیار بن حصانی آج رات کا قیام مقام ابیار بن حصانی پر ہوا۔

اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ اگرچہ سب سے پہلے اس مقام پر پہنچ گئے تھے۔ مگر جب تک تمام قافلہ بسلامت کیمپ میں پہنچکر اطمینان سے جاگزیں نہ ہو لیا۔ اس وقت تک برابر اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ کیمپ کے نصب کرانے اور تمام راستہ کے حالات دریافت کرنے اور ناچیز نمک خواروں کی دلدہی میں مصروف رہے اور سب قافلہ کے آرام کرنے کے بعد اپنے کمرہ میں تشریف لے گئے۔ اللہ تعالی اس غلام نواز اور ہمدرد آقا کو دین و دنیا کی نعمتوں سے ہمیشہ مالامال رکھے۔ آمین

ابیار بن حصانی ایک آباد قصبہ ہے۔ ایک سنگین عالیشان ہوٹل بھی موجود ہے جس کے کمرے بڑے بڑے متمدن شہروں کی طرح ہر ایک ضروریات سے آراستہ اور مکمل ہیں، کئی قہوہ خانے، ایک وسیع مسجد اور چند چاہان قریب قریب واقع ہیں۔ بیان کیا گیا کہ اس مقام پر پہلے کچھ باغ تھے۔ جن کی ساٹھ چاہان آبپاشی کرتے تھے۔ اس وقت بھی اس میدان میں دس بارہ چاہان قریب قریب نظر آتے ہیں۔ اور اس پہاڑوں سے محدود مقام کی آب وہوا پتہ دیتی ہے کہ کسی وقت یہاں کی آبادی کی کیفیت پر لطف ہوگی۔ کھانا پکا پکایا دوکانوں پر موجود ہے۔ چاء۔ دودھ۔ انڈے اور پھل یہاں دستیاب ہوتے ہیں، عرب بدوی عورتیں اور لڑکے بکریوں کے گلے اِدھر اُدھر چراتے ہوئے اس دامن کوہ میں عجیب پُرلطف سماں پیدا کرتے ہیں۔

اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ نے آبادی سے کچھ فاصلہ پر اپنا کیمپ نصب کرنے کا انتظام فرمایا تھا مگر صبح ۸ر فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۴ر ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ کو امیر آبیار کے سلام اور اصرار کے باعث کیمپ کے

خیمہ و خرگاہ آبادی کے کچھ قریب لائے جا کر نصب کئے گئے۔

اس مقام کی آبادیوں میں مختلف قبائل کے افراد ملے جلے رہتے ہیں۔ چنانچہ قبیلۂ حماد۔ غانم۔ حمزہ حرب۔ اور جہنیہ کے لوگ یہاں آباد ہیں۔ بکریاں پالتے ہیں۔ حجاج کی خدمت اور باغات نخل پر ان کا گذارہ ہے۔ عام حالت نہایت افلاس اور بے سروسامانی کی شہادت دیتی ہے۔

تمام راستہ میں جو کیفیت عرب بدوؤں کی دیکھتے چلے آ رہے تھے۔ ویسی یہاں بھی نظر آئی صحرائی عرب اس وقت بحر فنا کے کنارے پہنچے ہوئے ہیں۔ مرد اور عورتیں بھوک اور افلاس کی وجہ سے نہایت ہی خستہ حال۔ لاغر ہیں۔ ان کا ذریعہ معاش اب کوئی نہیں رہا۔ بچے نہایت ہی کمزور۔ دُبلے اور طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ بچوں کی شرح اموات تمام دنیا کی قوموں اور ملکوں کی شرح اموات سے زیادہ اور ہولناک بیان کی گئی ہے، بھوک کی تکلیف اور ذرائع بحالی حیات کے مفقود ہونے کے باعث یہ لوگ سخت قابل رحم حالت میں ہیں۔

اس مقام کی آبادی کا مجموعہ چار پانچہزار نفوس کے قریب بیان کیا گیا ہے۔

نماز جمعہ

نماز جمعہ۔ جمعہ کا دن تھا۔ اعلیٰحضرت کے کیمپ میں نماز جمعہ ادا کرنے کا اہتمام نہایت اعلیٰ پیمانہ پر کیا گیا تھا۔ سارے کیمپ نے جمع ہو کر شاہی شامیانوں کے سایہ میں جمعہ ادا کیا اور بعض مقامی اصحاب بھی اس میں شامل ہوئے۔ رات بھر چونکہ لاریوں اور سامان کے لانے میں بیداری اور تکلیف رہی تھی۔ اور کچھ لاریاں بھی اس قابل ہو گئی تھیں کہ ان کی درستی اور صفائی و مرمت ضروری سمجھی گئی۔ اور سب سے زیادہ ایک ہمرکاب نمک خوار سلطانی میاں واحد بخش جمعدار محل صادق گڈھ پیلیس کی بیماری نے کچھ ایسی صورت اختیار کر لی کہ اعلیٰحضرت نے اس بیمار کی ہمدردی کے جذبات سے متاثر ہو کر اس مقام پر دو دن کے قیام کا ارادہ فرمایا یعنی ۴ و ۵ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۸ و ۹ فروری ۱۹۳۵ء کو سلطانی کیمپ ابیار حصانی میں رہا۔

دعوت سلطان الہند

دعوت سلطان الہند

معلوم ہوا کہ جدہ سے اعلیٰحضرت کی روانگی کی اطلاع ۵ فروری ۱۹۳۵ء کو مدینہ طیبہ میں پہنچ گئی تھی اور اس محترم قافلہ کا انتظار مدینہ طیبہ میں ۶ فروری ۱۹۳۵ء سے شروع ہو گیا تھا۔ جب ۷ کی شام تک یہ قافلہ مدینہ طیبہ میں نہ پہنچا تو ہز اکسیلنسی گورنر صاحب مدینہ نے بعض افسران حکومت کو دریافت حالات کے لئے بھجوایا تھا۔ جو اس مقام پر آ کر مشرف بسلام ہوئے اور حالات کی اطلاع حاصل کی۔ اور گورنر مدینہ کی طرف سے مرحبا گوئی کا خوشگوار فرض بھی ادا کیا۔ اعلیٰحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے مناسب طور پر گورنر کے پیغامات ریسیو کئے۔ اور ان کی تکلیف کا شکریہ ادا کیا۔ اور معزز سفراء کی دلجوئی اور محبت کا اعتراف فرمایا۔ اور ان افسران حکومت کو اپنے ساتھ کھانے میں شمولیت کی

عزت بخشی۔ مقامی شیخ القریہ اعواذ بن بکری اور اس کے وزیر امیر مقبل نے بھی شرف سلام حاصل کیا تھا اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے ان کو بھی کھانے پر مدعو فرما کر ان کی عزت افزائی فرمائی۔

اس طرح رات کو شاہی کھانے پر جو اصحاب شامل ہوئے۔ ان کی نشست کی صورت حسب ذیل تھی

اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہٗ

کی

نشست گاہ

جرنل جمدی بے عسکری افواج سعودی مکہ	شیخ البلد امیر بن حصان اعواذ بکری
سردار محمد امیر خانصاحب ہوم منسٹر سرکار بہاولپور	کرنل شیخ مقبول حسن صاحب قریشی منسٹر فار لا اینڈ جسٹس سرکار بہاولپور
امیر سلیمان بن عبد اللہ بن سیف امیر الحجاج عراق	مندوب گورنر مدینہ طیبہ
میجر فیض احمد خانصاحب لشاری مشیر تصریفات	خان بہادر ڈاکٹر دیوان علی صاحب سپرنٹنڈنٹ کیمپ حجاج
عبد الحفیظ عرب ملکی ترجمان	معاون مندوب گورنر مدینہ طیبہ
میر سعید احمد صاحب ہاشمی ملٹری سکرٹری	کیپٹن مولوی غلام محمد صاحب پرائیوٹ سکرٹیری بہادر

جملہ مدعو شدہ صاحبان کمرۂ انتظار میں جمع ہوئے۔ جہاں شاہی ایڈیکانگ میجر نذیر علی شاہ صاحب کمانڈنٹ نے ان کو ریسیو کیا۔ اور جگہ مقررہ اور وقت مقررہ پر ان اصحاب کو بٹھایا۔ صاحب بہادر وزیر عدلیہ و سیاسیہ بہاولپور نے خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد کھانے کے کمرہ میں لیجا کر مندرجہ بالا ترتیب کے ساتھ ان کو اپنی اپنی نشستوں پر متمکن کیا۔ اس ترتیب کے قائم ہو جانے کے بعد اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کھانے کے کمرہ میں رونق افروز ہوئے۔ صاحب پرائیوٹ سکرٹیری اور صاحب ملٹری سکرٹری بھی اعلیحضرت کے ہمرکاب تھے۔ وزیر صاحب عدلیہ نے اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کی خدمت میں جملہ مہمانان مدعو شدہ کو پیش کر کے تعارف کرایا۔ اور اخلاقی طور پر مناسب گفتگو کے بعد کھانا تناول کیا گیا۔

تمام حضرات نہایت ہی محظوظ اور مشکور ہو کر اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہٗ کی مہمان نوازی اور اسلامی اخلاق سے متاثر ہوئے۔ اور دلی محبت کے معترفانہ جذبات لیکر کھانے سے فارغ ہوئے۔ آج دن اور رات کو برابر ہوا چلتی رہی۔ اس کے تیز اور تند جھونکوں نے ہمارے کیمپ کے خیمہ و خرگاہ کے مضبوط اور مستحکم رسیوں کو کشمکش کے امتحان میں ڈال دیا۔ اور کئی ایک چھولداریوں اور خیموں کو پھر زیادہ مضبوط

کر کے نصب کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

بیمار کی حالت

واحد بخش جمعدار محل کی بیماری کچھ زیادہ تشویشناک صورت اختیار کر گئی۔ اس کو نمونیہ ہوگیا۔ علاج ہوتا رہا۔ اس مقام پر ہمارے ورود سے پہلے جاوی مسافران حجاز کا ایک قافلہ اترا ہوا تھا۔ جو مدینہ طیبہ کی زیارت سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ کو حج کے مناسک ادا کرنے کے لئے جارہا تھا۔ یہ قافلہ اونٹوں کے ذریعہ سفر کر رہا تھا۔ عرب کے اونٹوں کی حالت بھی عرب کے باشندوں کی طرح نہایت ہی تاسف انگیز ہے۔ اونٹ قد کے چھوٹے، نہایت لاغر اور عام طور پر ناقابل مشقت ہیں۔ یہ عام اقتصادی ادبار کا اثر ہے، رات کو قیام کر کے دوسرے دن یہ قافلہ مصروف سفر ہوگیا۔ اس مقام پر بیری کے درخت بکثرت ہیں، ایک دو موقعوں پر نخلستان کے نو روئیدہ درخت بھی باغ کی سی بہار کا پیغام دے رہے ہیں۔ اگر بارش نے ان کی امداد کر دی۔ تو کسی وقت پھر یہ خطہ باغستان کی حیثیت اختیار کر لیگا۔ متواتر خشک سالیوں نے اس مقام کے منظر کو تصویر حیرت بنا دیا ہے۔

جاوی حجاج کا قافلہ

سہ پہر کو اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ نے مقامی منظر سے متاثر ہو کر اپنے کیمپ کے سامنے گو و چوگان کا مشغلہ فرمایا۔ اور کچھ دیر تک اس زندہ دلی کے کھیل میں مصروف رہے۔

شام کو عرب بدویوں کی چھوٹی چھوٹی بدوی بچیوں کے عربی مولود شریفوں کے معصوم نغمول روح پرور اور رقت انگیز ترنمات کو سنکر جذبات محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تموج پیدا کرتے رہے یہاں چونکہ آبادی زیادہ تھی۔ اس لئے گرد و نواح سے بے شمار زن و مرد خیرات سلطانی کے چرچے سنکر جمع ہوگئے تھے۔ اور چھوٹی چھوٹی معصوم بچیوں کے بھاگ جاگ پڑے۔ عربی لہجہ میں رواں بحروں کے مولود اور نغتیہ اشعار سن سن کر اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ محظوظ ہو کر اس تقریب سے چھوٹے معصوموں کو انعام مرحمت فرماتے رہے۔

۹ رفروری ۱۹۳۵ء کا دن بھی اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ کا قیام خیام اسی مقام پر رہا۔ لاریوں کی درستی ہوتی رہی۔ رابغ سے پیٹرول کی اور کچھ مقدار منگائی گئی۔

طعام پختہ اور نقدی کی خیرات برابر تقسیم ہوتی رہی۔ نمک خواران دولت عباسیہ نے بھی دل کھول کر اپنے آقا کی تقلید کی۔

واحد بخش جمعدار کی حالت پہلے سے بھی زیادہ خراب ہوگئی۔ ڈاکٹر صاحب نے جب یہ اطلاع دی کہ اب مریض اس قابل نہیں ہے۔ کہ مدینہ طیبہ تک ہمراہ لے جایا جا سکے۔ اسوقت اعلیحضرت دام اقبالہٗ وملکہ کی طبع مبارک پر اس کی مسافرانہ حالت اور اس کے چھوٹے بچوں اور بیویوں کی پریشانی کا خیال

ہمدردی

طاری رہا۔ ناچار اس کے علاج۔ تیمارداری اور خدمت کے لئے ڈاکٹر عاشق علی صاحب اور بخشیندہ
خدمت گار کو ہوٹل میں ٹھہرا کر مجبوراً اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے آگے جانے کا ارادہ فرمایا۔
اور ۱۰ فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۶ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ صبح ساڑھے آٹھ بجے آبیار حصانی سے مدینہ طیبہ
کی جانب روانگی ہوئی۔ روانگی سے پہلے حسب دستور تمام گرد و نواح کے بے شمار مرد و زن بچے بچیوں
میں اسی ترتیب وار جماعت بندی میں پختہ و نقدی خیرات تقسیم کرائی۔ جیسا کہ پچھلے مقامات پر
کیا جاتا رہا۔

یہاں سے ایک راستہ مقام بدر کو ہو کر مدینہ طیبہ جاتا تھا۔ مگر موٹروں اور لاریوں کا راستہ یہی ہے جس کو
ہم نے اختیار کیا ہے۔ بدر والا راستہ موٹروں کے لئے غیر موزوں بیان کیا گیا۔ اب سڑک کی دونوں
طرف بہت اونچے اونچے ہیبت ناک خشک اور مختلف رنگوں کے بے آب و گیاہ پہاڑوں کا سلسلہ
شروع ہو گیا ہے۔ سڑک ان پہاڑوں کے بیچ میں چکر کاٹ کاٹ کر سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی گذرتی
ہے۔ کہیں کہیں میدان بھی آجاتے ہیں۔ جن میں جنڈ کے بڑے بڑے درختوں کا سلسلہ کچھ دور تک
چلا جاتا ہے۔ اور ریگستانی کھپ وغیرہ کے بوٹے بھی اپنے سبز لباس کی جھلک دکھا جاتے ہیں۔

کرنل قریشی صاحب بہادر جو قافلہ کے پیچھے تمام سامان اور مسافرون کی نگرانی کے اطمینان کے
لئے حسب معمول ٹھہر گئے تھے۔ جب قافلہ میں آکر شامل ہوئے تو انہوں نے واحد بخش جمعدار کی حالت
نازک ظاہر کی، خان بہادر ڈاکٹر دیوان علی خان صاحب نے اس موقع پر ذکر فرمایا کہ جس وقت ہمارا
قافلہ تیار ہو رہا تھا اور میں جمعدار واحد بخش کی حالت کو معائنہ کرنے گیا تھا، تو اس نے اپنی نازک
حالت کا احساس کر لیا تھا۔ اور قافلہ کی روانگی کے احساس کا بھی بیمار کے دل پر خاص اثر معلوم ہوتا
تھا۔ راستہ میں ہمارے کاروان کو مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ جانے والے متعدد قافلے ملے۔ بعض مسافر
پیدل کمر ہمت باندھے ہوئے مصروف راہ حجاز بھی ملاقی ہوئے۔ اعلیٰ حضرت دام اقبالہ و ملکہ نے ایک
موقع منتخب کر کے اس راہ گذار قافلہ والوں کا عکس بھی لیا۔

تھوڑی دیر کے بعد ہمارے قافلہ کی سواریاں مقام شفیعہ سے گذریں، یہاں بھی کئی ایک
قافلے ڈیرہ ڈالے ہوئے تھے۔ آبادی کی بہت سی عورتیں۔ مرد بچے بچیاں خیرات اور بخشش کی انتظار
میں تھے۔ جو اپنا حصہ قسمت حاصل کر گئے۔

اس مقام پر سر بفلک اور ڈراونے پہاڑوں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ مگر چھوٹی پہاڑیوں کا ایک نیا
دلفریب منظر شروع ہو گیا۔ کچھ دور تک جا کر یہ چھوٹے پہاڑوں کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا۔ اور پھر وہی بلند

اور بھیانک فلک رس پہاڑ شروع ہو گئے۔ کہیں کہیں راستہ ریتیلا اور ناہموار آنے لگا، پہاڑ مختلف رنگوں کے ہیں۔ سرخ سیاہ۔ بھوسلے۔ نیلگوں بھوری ریت کی صورت وغیرہ۔ ہم ان ہیبت ناک وحشت انگیز مختلف ہیئت اور رنگ کے پہاڑوں کے دامنوں سے گذرتے ہوئے، اپنے خیالی اور دلی جذبہ کے سلسلہ میں ہمہ تن منتظرِ منزل چلے جارہے ہیں۔ کچھ فاصلہ طے کرکے ہم قریہ مُسیّمی سے گزرے یہ ایک خاصی بستی ہے۔ یہاں پتھر کی بنی ہوئی ایک سرائے بھی ہے۔ اس آبادی کے قریب کچھ بکریاں چرتی ہوئی نظر آئیں۔ سرکاری چوکی پر کچھ سپاہی سعودی اپنے مخصوص لباس میں نظر آئے۔ دکانیں بھی کھلی ہوئی تھیں۔ ضروری اشیاء یہاں بھی میسر آتی تھیں۔

مسیمی

تھوڑی دیر میں بیر درویش پر پہنچے۔ یہ ایک اچھی بستی ہے۔ وسیع منزل ہے۔ ایک پختہ چاہ موجود ہے۔ کچے مکانات اور قہوہ خانے بھی ہیں۔ درویش کا فارسی لفظ عرب کے ایک مقام کی اہمیت پر عائد شدہ سنکر حیرت ہوئی۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ ایک عجمی بزرگ یہاں آکر مقیم رہے تھے، ان کو درویش درویش کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ انہوں نے اپنے عرصہ قیام میں چندہ کرکے یہ کنواں اصلاح کرایا تھا اس لئے اس مقام کو بیر درویش کہتے ہیں۔

بیر درویش

۵ بجے شام کو ایک ایسے موقع پر پہنچے جہاں سرراہ ایک ضعیف العمر قندھار کا باشندہ پٹھان عبدالجبار خاں نامی قبیلہ اچک زئی اسہال اور درد شکم کی سخت تکلیف میں مبتلا پڑا ہوا کراہ رہا تھا۔ اور اس کا ایک ہمراہی عزیز دل اکبر نامی اس کے سرہانے پریشان حالت میں بیٹھا ہوا تھا۔ ہمارے کیمپ کے سپرنٹنڈنٹ خان بہادر ڈاکٹر دیوان علی خان صاحب اسی وقت لاری سے اترے۔ اس کو دوا دی۔ بیمار اور تیماردار کی حوصلہ افزائی کی۔ اور شبانہ روز کی دوائی کی چند خوراکیں بنا کر اس کے حوالہ کیں۔ استعمال کا طریقہ سمجھایا مریض کے حواس کچھ مائل درستی ہوئے۔ اطمینان کے بعد ہماری سواریاں آگے روانہ ہوئیں۔

سرراہ ایک قندھاری بیمار

ذوالحلیفہ (بیر علی) :- آدھے گھنٹے کی مختصر مسافت طے کرنے کے بعد ہماری لاریاں بیر علی پر پہونچیں، اس مقام کو ذوالحلیفہ بھی کہتے ہیں۔ اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ نے اس مقام پر فروکش ہونے سے پہلے قریب کی ایک پہاڑی پر چڑھکر دوربین کے ذریعہ جگر پارۂ کائنات یعنی سبز روضہ مبارک کی زیارت کرلی۔ اور اپنی منزل مقصود کے نمایاں آثار محبت کے دوربین لگا کر معائنہ فرمائے۔ اور اسی پہاڑی پر بیٹھکر اپنے غلاموں اور خدمتگاران ہمراہی کو بھی اس نعمت غیر متناہی کی زیارت سے شرف اندوز فرمایا۔ وہاں کچھ وقفہ فرما کر اپنے خادموں سے پُراثر اشتیاقیہ جذبات کی کچھ نظمیں بھی سنتے رہے

ذوالحلیفہ

اس نظارے، اور مشتاقانہ نغموں سے اعلیٰ حضرت دام اقبالہ و ملکہ اور ہمراہی غلامان اس قدر متاثر ہوئے تھے کہ پہاڑی سے اترنے کے وقت جب ہم نمک خوارون نے اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کے روئے پرانوار کو دیکھا۔ تو آنکھیں فرط مسرت دیدار روضۂ اقدس کے باعث پرنم تھیں۔ اور بتلا رہی تھیں کہ کسی جلوۂ اولیں نے ایسی رقت کا عالم طاری کر رکھا ہے۔ کہ بے شمار گوہر تابدار نثار جلوہ فرما کر رہے ہیں۔ چہرۂ مبارک پر خوشی اور بشاشت کھیل رہی تھی۔ نرم اور سرخ ہونٹوں پر بے ساختہ تبسم کی نورانی تحریر نمایاں تھی۔ اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نہایت خوشی سے اپنی اس فائز المرامی اور زیارت روضۂ اقدس کی سعادت کا اظہار فرماتے رہے۔ اسی وقت معلوم ہوا کہ اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے اس پہاڑی پر جمال جہاں آرا کی زیارت اولیں اور آثار مقدسہ کی نگاہ بصیرت افروز کے موقعہ پر نیازمند زادہ سعادت عنوان محمد حفیظ الرحمٰن سلمہٗ ربہٗ کی بہاولپوری زبان کی وہ نظم اپنے خوش گلو خدمتگاران جمعدار اللہ بخش خان وغیرہ کے پرسوز ترنم اور گداز افروز لے میں سنی تھی، جو نیازمند زادہ نے گذشتہ سے پیوستہ سال اپنے سفر حج میں اسی موقعہ پر متاثر ہو کر لکھی تھی، اور جو اس کے سفرنامہ میں شائع ہو چکی تھی۔ میں اس پراثر نظم کو اس موقع پر اس یادگار کے طور پر درج کرتا ہوں کہ اس موقع پر اس نظم کو اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کی سمع مبارک تک رسائی کا شرف حاصل ہوا

مدینہ طیبہ کا جلوہ اولین

نظم

نظم حفیظ بہاولپوری

شکر تھیا سب مطلب پاتا
جیندیاں عرب ڈٹھو سے
ٹل گئے ڈکھڑے مٹ گیاں تانگاں — آس پُنی خوش تھیو سے
شکر تھیا سب مطلب پاتا
جیندیاں عرب ڈٹھو سے
زخمی دلدار دلدھا۔ وارہ بخت ڈتو سے — بھل گئے سارے کرپ کشالے۔ عید دا چند ڈٹھو سے
شکر تھیا سب مطلب پاتا
جیندیاں عرب ڈٹھو سے
ہجر دیاں گذریاں راتیں کالیاں۔ وصل دا سجھ ابھریو سے — بانگ صلوۃ عرب دی مٹھڑی کنیں وڑیو سے
شکر تھیا سب مطلب پاتا
جیندیاں عرب ڈٹھو سے

بٹھ پیا ہند سندھ گھر در دِ سرہا ۔ عرب شریف ہتوسے ‌ ‌ رسکاں لہسن ۔ موبجھاں ٹکسن ۔ اجھو یار ملیوسے

شکر تھیا سب مطلب پاتا

جیندیاں عرب ڈٹھوسے

بیڑا آ کر کندھی لگا ۔ جدہ آ پہونتوسے ‌ ‌ گوڑے ، کھوٹے ، گندڑے مندڑے ۔ سائیں دے اُن بھیوسے

شکر تھیا سب مطلب پاتا

جیندیاں عرب ڈٹھوسے

ہن لجپال دے گل سب لاجان ۔ دامن آن لگوسے ‌ ‌ آپ شفاعت کرسی سوہنڑاں ۔ ورتے آن ڈٹھوسے

شکر تھیا سب مطلب پاتا

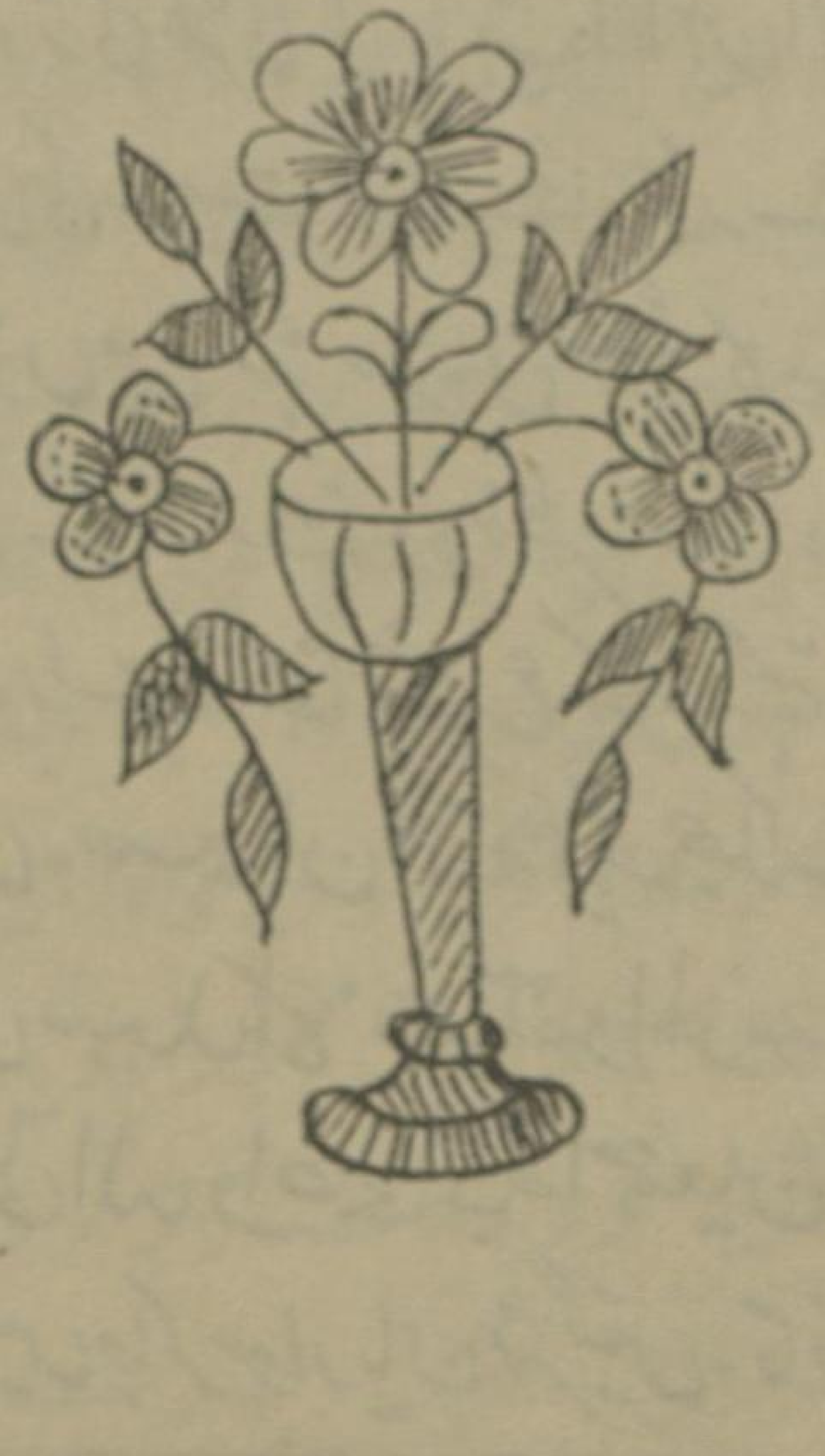
جیندیاں عرب ڈٹھوسے

نیک نصیبے دار ا ۔ ڈِ تر ا ‌ ‌ ستے بھاگ جگیوسے

بخت بلند حفیظ دے پوکھے ‌ ‌ ایہہ جہاں گہیندا ہوسے

شکر تھیا سب مطلب پاتا

جیندیاں عرب ڈِٹھوسے



مدینہ آگیا

سُبحَانَ اللہ! کیا پیارا پیارا مژدہ جاں بخش۔ گوش آشنا ہوا۔ اس مبارک کلمے کے سننے کے لئے کان مشتاق تھے۔ دل مضطرب تھا، طبیعت بے چین تھی، ابھی ہماری لاریاں اپنی رفتار سے چل رہی تھیں۔ کہ ہاتف روح پرور نے حضرت ہاشمی سلمہ ربہ کی زبان سے یہ مژدہ سنایا۔ کہ مدینہ آگیا۔ سردار حاجی محمد امیر خاں صاحب ہوم منسٹر نے جو لاری کے باہر والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے درود پاک کا ورد فرما رہے تھے۔ آنکھوں سے سیلاب محبت بہاتے ہوئے بھرّائی ہوئی آواز میں اسی مژدہ کو دوبارہ دہرایا۔ ایک سید بزرگ زادے نیک نہاد پاک باطن کی محبت بھری زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ اس خوبی سے نکلے اور اس طرح بجلی کی طرح تمام لاری کے مسافروں کے دلوں میں تیر کر نکل گئے، کہ پتہ نہ لگ سکا، خدا جانے ان الفاظ میں کچھ ایسی تاثیر تھی۔ یا میر سید احمد صاحب ہاشمی کے لہجے نے ان الفاظ میں کوئی برقی طاقت بھر دی تھی، یا بیان واقعہ ہونے کی صداقت نے روحانیت کا جذبہ پیدا کر دیا تھا کہ سنتے ہی دل سینوں میں اچھلنے لگے، کلیجوں میں سے بے ساختہ ایک ہوک سی اٹھی، رونگٹے کھڑے ہو گئے، بدن میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ پسینہ آگیا، آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگ گئے، فوراً بے تابانہ عجلت سے موٹر کی کھڑکی کی جانب نگاہیں اٹھیں۔ آنکھوں کے آگے فرط انبساط سے ایسے آئینے آ گئے، کہ بہت کوشش کی۔ بہت تلملائے، غور سے ٹکٹکی باندھی۔ صرف ایک دفعہ کچھ سفید سفید بادلوں کے سے نشانوں میں سبز سبز دل بستگی کا سامان جھلک دکھا کر پھر اوجھل ہو گیا لاری کا رخ ادھر سرک گیا، کھڑکی کے سامنے وہ منظر نہ رہا۔ دل کے روزنوں سے بے پناہ سیلاب اشک خونیں نے آنکھ کے راستے نکلنا شروع کیا۔ کہتے تھے کہ وہ سبزی رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی تھی۔ سبحان اللہ ایک جھلک ہم نے بھی سر راہ دیکھ لی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وسلم وبارک علی سید الانبیاء والمرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعلمین محمد صادق الوعد الامین وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

بیر علی (ذوالحلیفہ) کی وادی میں جا کر سواریاں ٹھہر گئیں۔ قافلہ سواریوں سے اترا۔ وہ نظارہ

جو بجلی کی طرح سامنے سے گذر گیا تھا۔ قریب کے اونچے موقعہ پر سے دل کھول کر دیکھا۔ آنکھوں میں نور دل میں سرور پیدا ہوا، یاد نہیں کہ ہم نے یہ نظارہ خواب میں دیکھا یا فی الواقع عالم بیداری میں محویت طاری تھی دل کی کیفیت ناقابل بیان تھی۔ خبر نہیں کہ اس وقت ہم کہاں تھے۔ خوشی کی ایک لہر آنکھوں کی راہ سے دل میں اتر جاتی تھی، اور پھر جوش میں تبخیر پاکر دماغ پر چھا جاتی تھی، ہوش و حواس جسم خاکی سے وداع کہہ رہے تھے۔ غش کی سی نوبت معلوم ہوتی تھی۔ فرط مسرت و انبساط کا یہ عالم تھا کہ روح تحلیل ہوئی جاتی تھی۔ بدن کے تمام بے تاب رگ و پے سوز و گداز کے مرحلے طے کر رہے تھے عقل گم تھی۔ وہ کیف وجدان کی کیفیت نہ زبان سے بیان ہو سکتی ہے۔ نہ قلم اس کو ادا کر سکتا ہے۔ ؎

جذبہ باطن کے منکر کور دل ہیں ورنہ یاں

دل محیط گریہ ہے۔ لب آشنائے خندہ ہے

کہنے کو تو جب سے سرزمین حجاز میں قدم رکھا تھا۔ اور جدہ سے خاک پاک مدینہ کی طرف صحرا پیمائی کا جنون انگیز مرحلہ شروع کیا تھا۔ اس وقت سے دلی جذبات میں ایک مافوق الفطرت تلاطم موجزن ہو گیا تھا۔ آستان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روز افزوں شوق اور سرکار مدینہ کے دروازہ کا بے تابانہ عشق قدم قدم پر زیادہ ہوتا جاتا تھا۔

راستہ میں منزل بمنزل دل و دماغ کی وجدانی کیفیت میں ایک محسوس انقلاب پیدا ہوا جاتا تھا، تمام راستہ میں ایک ایک قدم پر لحظہ بلحظہ عجب دلکش مناظر اور دلچسپ سامان بیخودی بہم پہونچتے رہے۔

پہلی منزل دھبان میں تھی۔ وہاں پہنچے تو یہ مبارک خیال دل و دماغ پر مستولی تھا کہ سرکار نبوی صلعم کے آستان پاک کے فاصلہ کی ایک منزل طے ہوئی۔ اسی طرح جوں جوں ہم مدینہ طیبہ کے قریب ہوتے رہے، حسرتوں اور تمناؤں کے انبار سینے میں بڑھتے چلے آئے،

پتہ نہ چلا کہ کیسے کیسے فردوس خیال پے در پے جذبات دل کی گہرائیوں میں بے تاب رہتے تھے، کہ رات بھر نیند نہ آتی تھی، اور دن بھی حیرت و استعجاب میں گذر جاتا تھا۔

ابیار بن حصانی کے دو روزہ قیام نے آتش شوق کو اور بھی زیادہ تیز کر دیا تھا۔

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک ؎

آتش شوق تیز تر گردد

الحمد للہ آج ایسے مقام قرب پر پہنچ گئے ہیں۔ جہاں سے دیار مقدس اور قبۂ خضرا کا دلکش

منظر سامنے ہے۔ وہ شمع معرفت کی تجلیاں خرمن صبر و قرار پر حملہ آور ہو رہی ہیں۔ وادی ایمن کے وہ بے حجاب جلوے دلوں میں تڑپ پیدا کر رہے ہیں۔ بے چین دل۔ خونبار آنکھیں، زرد چہرے، سرخ اور پر داغ سینے۔ کوفتہ اور شکستہ اعضا آج اپنے مشاغل کے لئے ایک نئی کیفیت محسوس کر رہے ہیں۔ سینے میں جو آگ مشتعل تھی، اب اس سے شعلہ جوالہ نکل نکل کر آہ آتشیں کی صورت اختیار کر رہے ہیں۔

پہلو میں کچھ میٹھا میٹھا درد اٹھتا ہے، اور ایک ٹھنڈے سانس کے ساتھ سیلاب اشک بہاتا ہوا ایک دم بیٹھ جاتا ہے۔

دل خوش ہے کہ اس نے اپنے ارمانوں کے خزانہ کا مصرف پالیا ہے۔ حسرتیں بے تاب ہیں کہ انکے مدفون رہنے کا زمانہ گذر چکا ہے۔

انسانی فطرت جس حقیقی حسن کی تلاش میں سرگرداں تھی، وہ سامنے کی پہاڑیوں کے درمیان سبز نقاب میں جلوہ ریز ہے۔ پاک روحیں جس حیات ابدی کے لئے بیتاب تھیں۔ اس کا سرچشمہ سامنے چھلک رہا ہے۔ خوش قسمتی کا فرشتہ وہ سامنے آواز دے رہا ہے۔

کہ اے خستہ دل شکستہ پا ناتوانو! امید وبیم کے صحرا و سمندر طے کرنے والے جوانو!!

شمع حقیقت پر جان فدا کرنے والے پروانو!!! سفر اور انتظار کی کوفت۔ بیماری اور کمزوری کے مصائب۔ کم مائگی اور بے سروسامانی کی مشکلات کو ہمت۔ استقلال اور صبر کے ساتھ برداشت کرنے والے مسلمانو!!!!

آؤ! آؤ!!

وہ سامنے حیات ابدی کا پرجوش اور ابلتا ہوا مقدس چشمہ جس کے لئے تم تشنہ لب۔ وقف اضطراب ہو۔ مصروف دعوت ہے۔ اور تمہارا منتظر ہے،

مبارک ہو۔ تمہاری محنتیں ٹھکانے لگیں، تمہاری دعائیں قبول ہوئیں۔ تمہاری دیرینہ آرزوئیں پوری ہوئیں۔ نخل تمنا بارور ہوئی۔ وہ منزل مقصود اب قریب آگئی ہے،

تم حرم نبوی میں آگئے۔ تم حصار امن میں پہنچ گئے۔ تم اب رحمۃٌ للعالمین کے دامان رحمت کے سایہ میں ہو۔ تم محبوب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہو، تم آقائے دوجہاں کے آستان پاک پر آگئے، تم نے اپنا مقصود حاصل کرلیا۔ مرادیں پالیں، دردِ دل کی دوا۔ بیماریوں کی شفا کا مل جانا تم کو مبارک ہو۔ وہ شہر آگیا، جہاں آشفتہ خاطری کا علاج ہوتا ہے۔ وہ مقدس مقام آگیا

جہاں محبت کے دیوانوں کو اچھا کیا جاتا ہے۔ اسی مدینہ طیبہ کی لنسبت حدیث پاک میں ارشاد ہے۔

غُبَارُهَا شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ

(اس مبارک سرزمین کا غبار ہر مرض (ظاہری و باطنی) کے لئے اکسیر ہے)

وہ پاک شہر۔ وہ رسول اللہ کا وطن مبارک۔ وہ رشک فردوس مدینہ سامنے ہے۔

وہ سا وادِ سبز گنبد

سبز است درِ دوست بیا تا نگذاریم
دست از سرِ آبے۔ کہ جہاں جملہ سراب است

بیر علی:۔ یہی وادی ذوالحلیفہ ہے۔ ایک آباد اور سرسبز مقام ہے۔ یہاں سے مدینہ طیبہ کے رہنے والے حجاج احرام باندھ لیا کرتے ہیں۔ اس وسیع وادی میں علاوہ بیر علی (چاہ) کے اور بھی ایک کنواں موجود ہے۔ جس پر اسوقت بھی سبز گندم۔ زیرہ۔ کدو۔ اور سبزی کی بہار خوش منظر پیدا کر رہی ہے۔ یہاں ایک سنگین وسیع مسجد شریف بھی ہے جس کا طول ۱۳۰ کرم اور عرض ۱۳ کرم ہے۔ مسقف حصہ میں پانچ محراب ہیں۔ درمیانی محراب پر ایک قبہ بنا ہوا ہے۔ اس کا غیر مسقف حصہ کھلا ہوا ہے۔ گرد و نواح کی چھوٹی چھوٹی آبادیوں کو شامل کر کے یہاں کی آبادی قریباً ایک ہزار نفوس کی بیان کی گئی۔ قریب ہی مشہور اور وسیع وادی عقیق شروع ہو جاتی ہے۔ دور دور تک نظر سبزہ زاروں اور کھجوروں کے باغوں پر منتہی ہوتی ہے۔

قافلہ نے اسی مقام پر شب باشی کا اہتمام کیا۔ مسجد میں آکر نماز ادا کی۔ ادھر ادھر سبزے کی بہاریں درود پاک اور نعتیہ اشعار سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

اعلیٰ حضرت۔ دام اقبالہ و ملکہ کے فرمان کے مطابق مدینہ طیبہ میں کیمپ نصب کرنے کے لئے ضروری عملہ اور سامان پہلے چلا گیا۔ ہمارے خوش نصیب ساتھی ہم سے سبقت لے گئے۔

یہاں جس لطف اور انتظار کی گھڑیاں کٹیں۔ ان کا پر لطف سماں اب تک دل میں گدگدی پیدا کرتا ہے۔ جب تک کچھ نہ کچھ روشنی رہی اور منزل مقصود کا دلربا منظر پیش نظر رہا۔ عشاق نبوی کے بیتابانہ درود مبارک کے اوراد اور عشقیہ مولود شریف ورد زبان رہے۔ ہمارے زندہ دل عاشق نبوی حضرت ہاشمی نے یہ رات جس لذت آمود مشاغل صلوٰۃ و سلام و درود میں گذاری وہ قابل یادگار ہے۔ میجر سید نذیر علی شاہ صاحب بھی سینے میں ایک درد آشنا اور گداز آفریں دل رکھتے ہیں۔ ان کے درود و سلام میں جو مزہ آیا۔ وہ عمر بھر نہیں فراموش ہو سکتا۔ خان بہادر ڈاکٹر دیوان علی صاحب کے دلی محبت کا

اندازہ اُن کی سیلاب اشک میں غلطیدہ اور لغزیدہ نگاہوں سے ہو رہا تھا۔ بہرحال یہ انتظار کی رات اختر شماری میں گذر رہی گئی۔

اس لحاظ سے کہ یہ مقام منزل مقصود پر پہونچنے والوں کے لئے پیغام کامیابی دے رہا ہے۔ ہم کو یہ نہایت ہی محبوب اور پیارا پیارا نظر آیا۔ اس کے میدان کے چھوٹے چھوٹے خوبصورت پتھروں کے ٹکڑے، چمکدار ریت کے ذرے لعل و جواہر سے زیادہ بیش قیمت معلوم ہوتے تھے،

اس مقام کے خوش قسمت باشندوں کی پاکیزہ شمائل اور خوش خصال پر دل فدا ہوا جاتا تھا

۷۔ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۱ فروری ۱۹۳۵ء کو صبح یہاں کے شیخ قبیلہ مقبول سرانی محمد علی بن سُوَیعد حازمی باریاب سلام سلطانی ہوئے۔ قبیلہ عمر یہاں کی آبادی کا بڑا عنصر ہے۔ یہ شیخ اس قبیلہ کے سردار ہیں۔ نہایت بااخلاق۔ حلیم الطبع وسیع معلومات۔ بلند ہمت نورانی چہرہ کے بزرگ ہیں۔ اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کی خوش اخلاقی اور مدارات سے نہایت مشکور ہوئے۔ اور دعائیں دیتے رہے، یہاں بھی اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے خیرات کا سلسلہ وسیع پیمانہ پر جاری رکھا، نمک خواران دولت نے بھی غریب اور مستحق مردوں۔ عورتوں اور بچوں کی امداد میں کافی حصہ لیا۔

منزل

صحن بستان ذوق بخش و صحبت یاراں خوش است
وقت گل خوش باد کز دے وقت میخواراں خوش است

کل شام کے وہ الفاظ جو لاری میں بے ساختہ ہاشمی صاحب کی زبان گوہر فشاں سے نکلے تھے، رات بھر وہ بادیہ پیمایان حریم محبوب کے لئے ضیافت بے قراری میں مصروف رہے۔

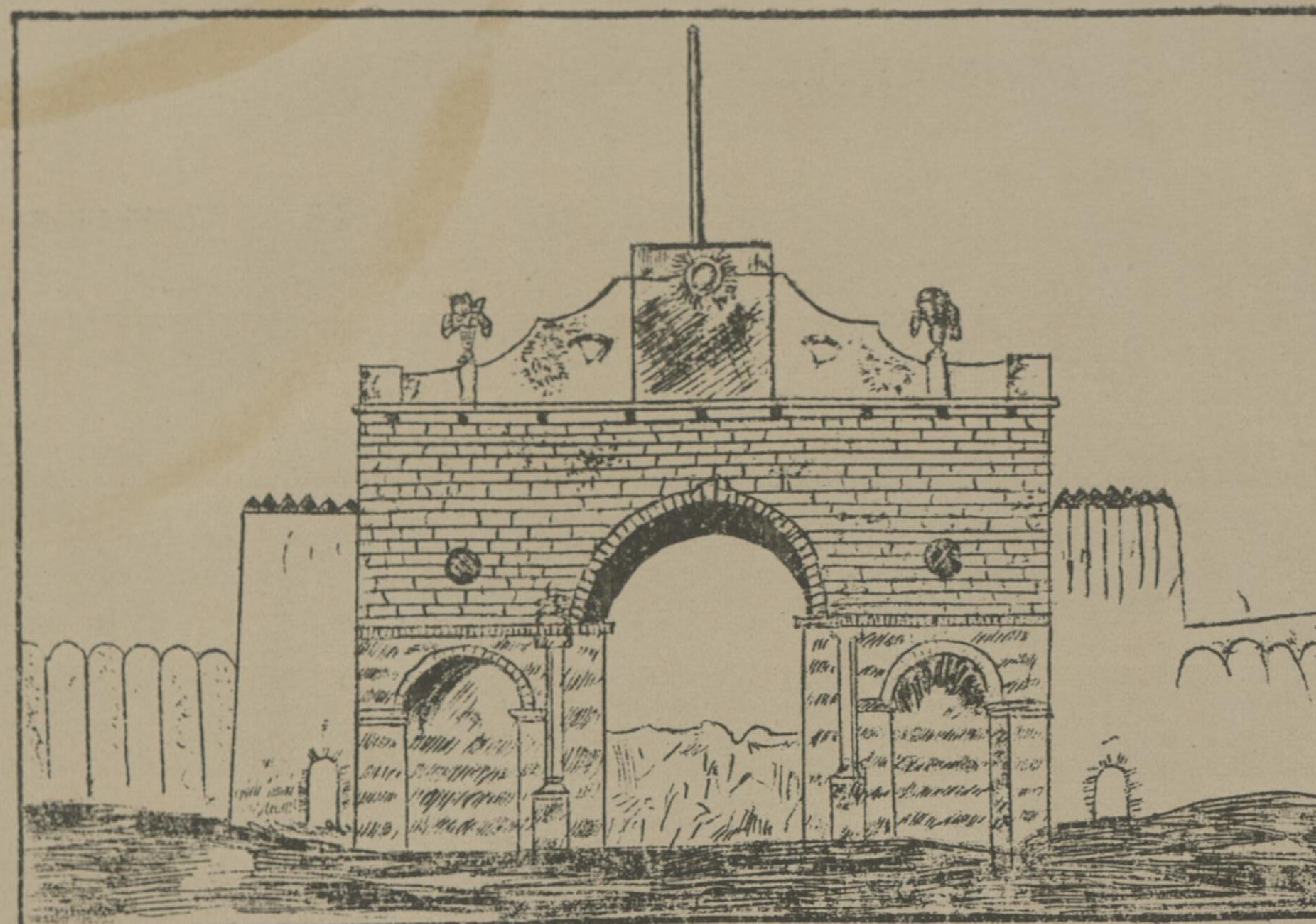
صبح سویرے قافلہ نے در دولت کدہ شہنشاہ عرب و عجم کی حاضری کے لئے تیاری کا سامان کر لیا اور اپنے آقا (پروانہ شمع حرم) دام اقبالہ و ملکہ کے جلَو میں سوار ہو کر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما
مطرب بگو کہ کار جہاں شد بکام ما

قافلہ آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اور یہ بھی یقین تھا کہ ہمارا ہر قدم ہم کو منزل مقصود کے قریب لیجانے کا باعث ہو رہا ہے۔ مگر دل کی عجیب کیفیت تھی۔

اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے اپنے نمک خواران خاص کو ترکی لباس پہننے کا ارشاد فرما دیا تھا۔ اس لئے تمام وزراء و افسران نے سیاہ کوٹ۔ اور سرخ ترکی ٹوپی کے یکساں لباس پہن کر

شہر مدینہ کا باب العنبریہ



عجیب جاذب توجہ اور دل ربا صورت بنالی تھی۔ جن اصحاب و عمائد کو بارگاہ شاہی سے شمشیر بندی کی عزت ملی ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنی اپنی کرچیں سنہری حمائل سے آراستہ کرکے پہن لی تھیں۔ آج سواریوں کو بھی سواروں کے دل کی طرح بے تابی تھی۔ تھوڑی دیر میں شہر[1] مقدس کی زیر دیوار پہنچ گئے مدینہ طیبہ۔ دارِ رسول۔ تجلی گاہ نبوی صلعم کا پہلا دروازہ عنبریہ[1] آنکھوں کے سامنے آیا۔ ع

"خرم آں شہرے کہ آں جا دلبر است"

سعودی فوج کی باقاعدہ صفوں نے (جو نہایت خوشنما اور چست وردی سے آراستہ تھیں) سلامی کا فرض ادا کیا۔ اعلیٰ حضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ اس موقعہ پر سواریوں سے اتر پڑے، افواج کی قطاروں میں سے ان کی سلامی کا خندہ پیشانی اور مسرت کے ساتھ جواب دیتے اور اعتراف خلوص کرتے ہوئے باب العنبریہ میں پہنچے۔

شکر خدا کہ ہرچہ طلب کردم از خدا　　بر منتہائے مطلب خود کامراں شدم

یہاں ہز ایکسلینسی امیر مدینہ مع اسٹاف اور زعمار شہر۔ امرائے و شرفائے نواحی کی ایک بہت بڑی جماعت نے پرجوش استقبال کیا۔ اس موقع پر مدینہ منورہ کے باشندے۔ مسافر۔ خورد و کلاں مرد و زن اس شاندار منظر کو دیکھنے کے لئے بیرون از شمار جمع تھے۔

جماعت استقبال

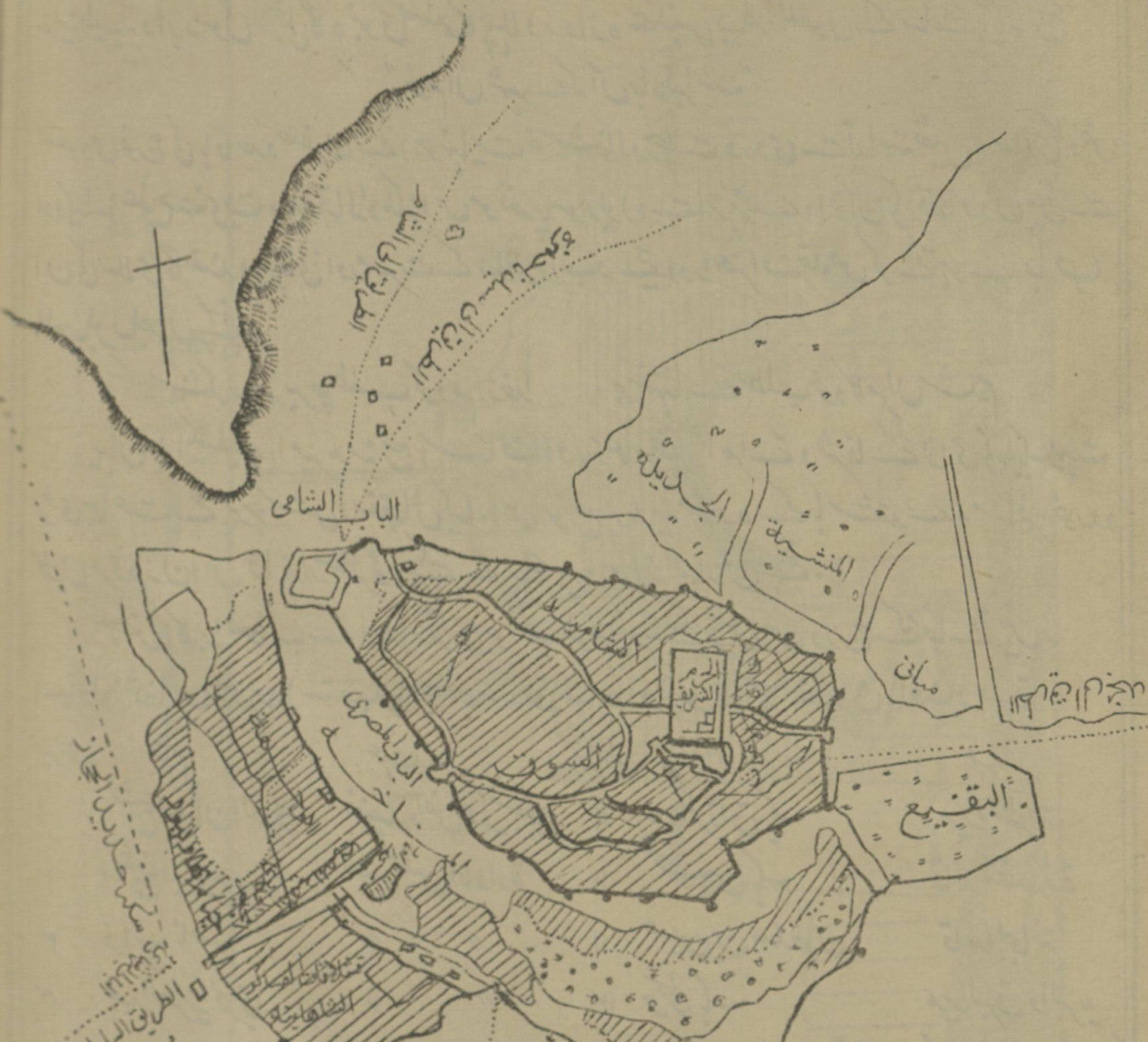
بعض اکابر اصحاب کے اسمار گرامی جو معلوم ہوسکے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

اسماء الاشخاص الذین استقبلوا عظمۃ نواب بہاولپور الافخم فی العنبریۃ

نمبر شمار	نام	عہدہ	نمبر شمار	نام	عہد
۱	الشیخ سلیمان العمری	فضیلۃ قاض المحکمۃ المستعجلۃ	۹	عبدالرزاق بک	مدیر الشرطۃ
۲	الشیخ ابراہیم بری	عضو مجلس الادارۃ	۱۰	تحسین بک	قائد المفسرزۃ
۳	ذیاب ناصر	″	۱۱	حسین بن صلطان	قائد الہجانۃ
۴	عبدالعزیز الخرجی	″	۱۲	یحیی بک	مدیر البرق والبرید
۵	السید علید مدنی	″	۱۳	السید زین العابدین مدنی	رئیس لجنۃ العین الزرقاء
۶	محمد حسن سمان	رئیس البلدیہ	۱۴	الشیخ احمد صقر	مدیر المدرسۃ الامیریہ
۷	اسماعیل آفندی حفظی	رئیس دیوان الامارۃ	۱۵	محمود رشیدی	کاتب العدل
۸	عبداللہ بن عمرو	رئیس ہیئۃ الامر بالمعروف			

[1] مدینہ طیبہ کے حالات کے لئے ملاحظہ طلب ضمیمہ نمبر ۲

نقشہ مدینہ منورہ



اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ اس مقدس جماعت کے استقبال اور تواضع کا آئینہ دل میں نقش لیکر ریلوے اسٹیشن مدینہ کے عالیشان ایوان میں تشریف لے گئے۔ جو باب عنابریہ کے متصل اندرونی طرف اسی غرض کے لئے آراستہ کیا گیا تھا۔ اعلیٰحضرت دام اقبالہ وملکہ۔ ہمرکاب جماعت۔ امیر مدینہ اور امرائے بلدیہ وزعمائے علاقہ کی نشستوں کا اہتمام تھا۔ قہوہ۔ شربت اور بخور عنبری سے محترم درویش دل سلطان ہند کی تواضع کی گئی۔ اور امیر مفخم نے خیر عافیت کے تبادلۂ خیالات کے بعد روضۂ اقدس پر چلنے کی دعوت دی۔

آمد

اعلیٰحضرت دام اقبالہ وملکہ مع اپنے ہمرکاب نمک خواران اور جماعت کثیر عربی کے حرم نبوی ؐ کی زیارت اور درِ رسول ؐ کی حاضری کے لئے ادب اور خلوص کے ساتھ پیدل تشریف لے گئے۔

سبحان اللہ کیا مبارک وقت تھا

غبار راہِ سردار دو عالمؐ   دل پر جوش و ہر دو دیدہ پُرنم

ہمارا عباسی تاجدار اس راستہ سے حاضر ہوا۔ جس راستہ پر آقائے دوجہاں محبوب رب العلمین سید المرسلین۔ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم اکثر خرام ناز فرمایا کرتے تھے۔ انہیں مبارک کوچوں سے گذرے جن سے محبوبؐ خدا گذر فرماتے تھے۔ سبحان اللہ کیا مبارک کوچے ہیں۔ یہیں شکستہ دلوں کے علاج ہوتے ہیں۔ ؎

دل شکستہ دریں کوئے میکنند درست
چنانکہ خود نشناسی کہ از کجا بشکست

ہمارا قافلہ سالار اپنے نمک خواروں اور مدینہ طیبہ کے تمام محترم اور مقدس ہستیوں کو ہمرکاب لیکر حکومت کے سرکاری ایوانات۔ دفتر۔ بلدیہ۔ چونگی خانہ۔ مصری تکیوں، مہمانسرا۔ بازار۔ اور مناخہ سے ہوتے ہوئے مسجد غمامہ کے دائیں پہلو سے گذر کر نئی بازار زیر تعمیر سے ہوتے ہوئے حرم پاک کے باب السلام پر پہنچے۔ سامنے روضہ کو دیکھکر بے ساختہ زبان سے نکلا

گدائے کوئے تو از ہشت خلد مستغنی است
اسیر ہند تو از ہر دو عالم آزاد است

یہ بہشت کا دروازہ ہے۔ اس کی عظمت اس کے نام ہی سے ظاہر ہے،

ہم ناچیز و ناتوان آستانہ مبارک پر پہنچ گئے۔ دل و دیدہ کی عجیب حالت تھی۔ روضۂ نبوی صلعم کے پروانے روضۂ اقدس کے سامنے حاضر ہیں۔ آستان عالیہ پر دل سے نکلا ؎

ازبہا دلپور آور دم برائے ارمغاں،

ایں دل صد پارہ مضطر بود در پہلوئے من

آستانِ نبوی

آستان مقدس پر پہنچکر خدام حرم میں سے ایک فرشتۂ رحمت نے لپک کر ہم غلامان سرکار نبوی صلعم کے جوڑے (پاپوش) لینے کی خواہش ظاہر کی، ایک مدنی بزرگ متواضع کی اس خدمت کو دیکھکر میرے دل بیتاب میں رشک پیدا ہوا۔ سبحان اللہ کیا خوش قسمت ہستیاں ہیں۔ در رسول پر ہر وقت موجود ہیں۔ کروڑوں غلامان بارگاہ کی خدمت کرتے ہیں۔ صحیفۂ اخلاق کا یہ پہلا سبق تھا۔ جو دروازہ اقدس پر ہمکو حاصل ہوا۔ دل چاہتا تھا کہ اس بزرگ (بوّاب) دربان کے آگے بڑھکر قدم چوم لوں۔ یہ کیسی عظیم الشان بارگاہ کا دربان ہے اس بزرگ کو ہماری مادی دنیا کی درباداری کے فرائض و آداب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہ یہ اندر جانے کے لئے کسی ٹکٹ دیکھنے کا معتاد ہے۔ نہ کسی کے زرق برق یا پھٹے پرانے کپڑوں پر اس کی نظر ہے۔ یہ دل والی ہستیوں کا ہر وقت منتظر ہے۔ کس میٹھی میٹھی دلکش اور روح پرور نرم اور محبت بھری آواز اور شیریں زبان کے عربی لہجہ میں اس نے مرحبا کہی۔ سبحان اللہ کس الفت اور صداقت بھری نگاہوں سے ہم سیہ کار۔ سفید ریش۔ بدکردار۔ خوش پوش۔ گندم نما جو فروش۔ ننگ اسلاف کو اَهْلاً وَّسَهْلاً و خوش آمدید کہا۔ قرینہ گفتگو اور اخلاق حسنہ سے متاثر ہو کر ہم نے بھی اپنی دل و زبان سے ان کی محبت کا شکریہ ادا کیا۔ اور مہربانی کا اعتراف کیا۔ ان کی تعمیل ارشاد کی۔ جوڑے ان کی حفاظت میں رکھکر دارالسلام میں باب السلام سے داخل ہونے کی تمنا میں قدم بڑھایا۔ آستان مقدس پر عرض کیا۔ ؎

مارا بر آستان تو بس حق خدمت است　　اے خواجہ باز بیں بہ ترحم غلام را

بہشت میں داخل ہوئے۔ امن و امان کے قلعہ میں پہنچ گئے، دوزخ کی آگ سے محفوظ رہنے کا فائر پروف قبالہ حاصل کر لیا۔

صحن حرم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایۂ عاطفت میں مامون ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے پاک محبوب کے قلعہ پاک میں محفوظ ہو گئے۔ حرم نبویؐ میں زوار کا ہجوم ہے۔ شمع منور پر پروانے متواتر گر رہے ہیں۔ ہر شخص ادب کے ساتھ صلاۃ وسلام۔ درود و نماز۔ تلاوت تسبیح میں مصروف ہے۔ صحن حرم۔ خوش نصیب مسلمانوں اور شمع جمال نبوی کے پروانوں سے پُر ہے۔ مگر کیا مجال کہ کوئی آواز بلند بھی ہو۔

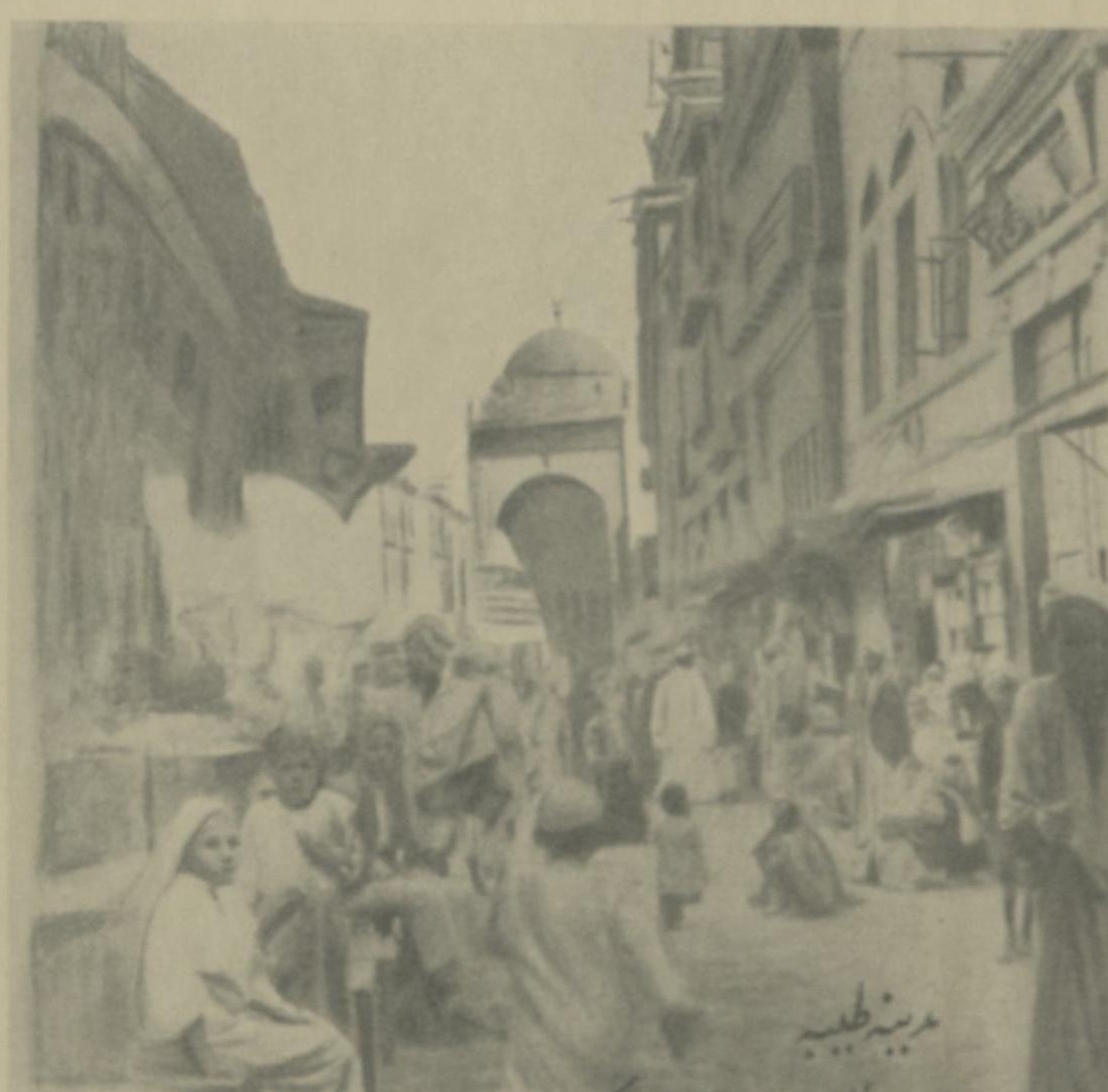
لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ

کے ارشاد الہامی پر ہر شخص کاربند ہے۔ ادب کا سکہ جاری ہے۔ کیف و وجدان کا دور چل رہا ہے، روحانیات کا سمندر موجزن ہے جس کو دیکھو مصروف مجاہدات اور محو تجلیات ہے۔ کسی کو اپنی خبر نہیں۔ سب اسی جالی



مدینہ طیبہ

روضۂ اقدس کا ایک منظر سُوق جدید (نئی بازار)



مدینہ طیبہ

باب السلام بازار کی طرف سے

از بہا دلپورآور دم برائے ارمغاں،،
ایں دل صد پارہ مضطر بود در پہلوئے من

آستانِ نبوی

آستان مقدس پر پہنچکر خدام حرم میں سے ایک فرشتۂ رحمت نے لپک کر ہم غلامان سرکار نبوی صلعم کے جوڑے (پاپوش) لینے کی خواہش ظاہر کی، ایک مدنی بزرگ متواضع کی اس خدمت کو دیکھکر میرے دل بیتاب میں رشک پیدا ہوا۔ سبحان اللہ کیا خوش قسمت ہستیاں ہیں۔ در رسول پر ہر وقت موجود ہیں۔ کروڑوں غلامان بارگاہ کی خدمت کرتے ہیں۔ صحیفۂ اخلاق کا یہ پہلا سبق تھا۔ جو دروازہ اقدس پر ہمکو حاصل ہوا۔ دل چاہتا تھا کہ اس بزرگ (بوّاب) دربان کے آگے بڑھکر قدم چوم لوں۔ یہ کیسی عظیم الشان بارگاہ کا دربان ہے۔ اس بزرگ کو ہماری مادی دنیا کی دربارداری کے فرائض وآداب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہ یہ اندر جانے کے لئے کسی ٹکٹ دیکھنے کا معتاد ہے۔ نہ کسی کے زرق برق یا پھٹے پرانے کپڑوں پر اس کی نظر ہے۔ یہ دل والی ہستیوں کا ہر وقت منتظر ہے۔ کس میٹھی میٹھی دلکش اور روح پرور نرم اور محبت بھری آواز اور شیریں زبان کے عربی لہجہ میں اس نے مرحبا کہی۔ سبحان اللہ کس الفت اور صداقت بھری نگاہوں سے ہم سیہ کار۔ سفید ریش۔ بدکردار۔ خوش پوش۔ گندم نما جو فروش۔ ننگ اسلاف کو اَھْلاً وَّ سَھْلاً و خوش آمدید کہا۔ قرینہ گفتگو اور اخلاق حسنہ سے متاثر ہو کر ہم نے بھی اپنی دل وزبان سے ان کی محبت کا شکریہ ادا کیا۔ اور مہربانی کا اعتراف کیا۔ ان کی تعمیل ارشاد کی۔ جوڑے ان کی حفاظت میں رکھکر دارالسلام میں باب السلامؑ سے داخل ہونے کی تمنا میں قدم بڑھایا۔ آستان مقدس پر عرض کیا۔ ؎

مارا بر آستان تو بس حق خدمت است ۔۔۔ اے خواجہ باز بیں بترحم غلام را

بہشت میں داخل ہوئے۔ امن وامان کے قلعہ میں پہنچ گئے، دوزخ کی آگ سے محفوظ رہنے کا فائرپروف قبالہ حاصل کر لیا۔

صحن حرم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایۂ عاطفت میں مامون ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے پاک محبوب کے قلعہ پاک میں محفوظ ہو گئے۔ حرم نبوی میں زوار کا ہجوم ہے۔ شمع منور پر پروانے متواتر گر رہے ہیں۔ ہر شخص ادب کے ساتھ صلاۃ وسلام۔ درود ونماز۔ تلاوت تسبیح میں مصروف ہے۔ صحن حرم۔ خوش نصیب مسلمانوں اور شمع جمال نبوی کے پروانوں سے پُر ہے۔ مگر کیا مجال کہ کوئی آواز بلند بھی ہو۔

لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ

کے ارشاد الہامی پر ہر شخص کاربند ہے۔ ادب کا سکہ جاری ہے۔ کیف ووجدان کا دور چل رہا ہے، روحانیات کا سمندر موجزن ہے جس کو دیکھو مصروف مجاہدات اور محو تجلیات ہے۔ کسی کو اپنی خبر نہیں۔ سب اسی جمالی



مدینہ طیبہ

روضۂ اقدس کا ایک منظر سُوق جدید (نئی بازار)



مدینہ طیبہ

باب السلام بازار کی طرف سے



اعلیٰحضرت دام اقبالہ و ملکہ کا سٹاف دربار نبوی کی
حاضری کے لئے تیار ہے



کیمپ مدینہ طیبہ سٹاف کا ایک گروپ

[illegible]ے ایوانِ عظیم الشان کی طرف ٹکٹکی باندھے محو اور از خود رفتہ ہیں۔

کشش نیاز شد تماشا ناز نیست — [illegible] ذوق جلوہ خود بے نیاز نیست

کوئی درود و سلام پڑھ رہا ہے۔ کوئی دلائل الخیرات کا ورد کر رہا ہے۔ کسی کی آنکھوں سے محبت کے [illegible] ٹپک رہے ہیں۔ کوئی خاموشی میں ٹھنڈے [illegible] سانس بھر رہا ہے۔ کوئی سامنے کی دیوار کے سہارے حصن حصین شریف کا وظیفہ کر رہا ہے۔ [illegible] اپنے دل کی کیفیت کو اپنی اپنی زبان سے رب پروردگار کی جناب میں پیش کر رہا ہے۔

ہمارا درویش منش بادشاہ [illegible] عارف باطن قائد روشن ضمیر قافلہ سالار، [illegible] دودمانِ عباسی۔ قدوۃ خاندانِ [illegible] سید العرب المعمور فرمانروائے ملک خداداد بہاولپور۔ نوافل تحیہ ادا کرنے سے فارغ ہو کر دربارِ نبوی میں حاضر ہوا۔ ایک فصیح اللسان عرب معلم کی اقتدا میں صلوٰۃ و سلام نبوی میں مصروف ہو گیا۔

جذبات صلوٰۃ و سلام مندرجہ ذیل بہاولپوری نظم سے اندازہ کئے جا سکتے ہیں۔

سلام بجناب سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم

یا نبی اللہ الاکرم
صلی اللہ علیک وسلم

تیڈے روضہ پاک تے ہر دم — [illegible]
رب دی ذات ڈِٹھیاں ایہو عالم — [illegible]
یا نبی اللہ الاکرم
صلی اللہ علیک وسلم

توں رب دا پاک نبی ہیں — [illegible]
تو گوہر مطلبی ہیں — [illegible]
یا نبی اللہ الاکرم
صلی اللہ علیک وسلم

[illegible] روز جزا دا — [illegible]
[illegible] چھپا چا — [illegible]
یا نبی اللہ الاکرم



اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کا سٹاف دربار نبوی کی
حاضری کے لئے تیار ہے



والے ایوان عظیم الشان کی طرف ٹکٹکی باندھے متحیر اور از خود رفتہ ہیں۔

حسنش نیاز مند تماشا ز ناز نیست　　اما ز ذوق جلوہ خود بے نیاز نیست

کوئی درود و سلام پڑھ رہا ہے۔ کوئی دلائل الخیرات کا ورد کر رہا ہے۔ کسی کی آنکھوں سے محبت کے سچے موتی ٹپک رہے ہیں۔ کوئی خاموشی میں ٹھنڈے ٹھنڈے سانس بھر رہا ہے۔ کوئی سامنے کی دیوار کے سہارے حصن حصین شریف کا وظیفہ کر رہا ہے۔ ہر ایک شخص اپنے اپنے دل کی کیفیت کو اپنی اپنی زبان سے محبوب پروردگار کی جناب میں پیش کر رہا ہے۔

ہمارا درویش منش پادشاہ۔ نیک دل آقا۔ صاف باطن قائد۔ روشن ضمیر قافلہ سالار، زبدۂ دودمان عباسی۔ قدوۂ خاندان عم نبیؐ۔ فرمانبردار سید العرب المعمور فرمانروائے ملک خداداد بہاولپور۔ نوافل تحیہ ادا کرنے سے فارغ ہو کر دربار نبویؐ میں حاضر ہوا۔ ایک فصیح اللسان عرب معلم کی اقتدا میں صلوۃ و سلام نبوی میں مصروف ہو گیا۔

جذبات صلوۃ و سلام مندرجہ ذیل بہاولپوری نظم سے اندازہ کئے جا سکتے ہیں۔

سلام بجناب سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم

یا نبی اللہ الاکرم
صلی اللہ علیک وسلم

تیڈے روضہ پاکؐ تے ہر دم　　وسّے مینہ رحمت دا ہر دم
رہے رات ڈینہاں ایہو عالم　　جیویں آندی ہے پھل تے شبنم

یا نبی اللہ الاکرم
صلے اللہ علیک وسلم

توں رب دا پاک نبیؐ ہیں　　محبوب خدا عربی ہیں
تو گوہر مطلبی ہیں　　توں سید ولد آدم

یا نبی اللہ الاکرم
صلے اللہ علیک وسلم

ہیں شافع روز جزا دا　　بے واہی کون دامن لاچا
ہیکون کملی ہیٹھ چھپا چا　　این چشم ز لطف تو دارم

یا نبی اللہ الاکرم

صلے اللہ علیک وسلم

تیڈے حرم دی چو دیواری ہے نور دی سب گلکاری
جند واراں سو سو واری تیڈے روضہ پاک توں ہر دم

یا نبی اللہ الاکرم
صلے اللہ علیک وسلم

لج پال سوہناں لج پالیں ایں بیڑے کوں آپ سمبھالیں
ہک نظر کرم دی بھالیں تیڈے لطف توں ٹلسی سب غم

یا نبی اللہ الاکرم
صلے اللہ علیک وسلم

مسکین ڈُترم قسمت دارا تھیا بخت سولڑے دا کارا
گیتم روضہ دا آ نظارا در سوہنے تے آکر ڈٹھم

یا نبی اللہ الاکرم
صلے اللہ علیک وسلم

کیتا فکراں ڈاڈھا ماندا ڈینہہ رات آرام نہ آندا
کیکوں آکھاں حال غماندا نہیں باجھ تیڈے کوئی محرم

یا نبی اللہ الاکرم
صلے اللہ علیک وسلم

گئی عمر عزیز دی ساری تیڈا عشق ہے لوں لوں ساری
ڈینہہ رات ہنجوں ہم جاری کر کاری سرورِ عالم

یا نبی اللہ الاکرم
صلے اللہ علیک وسلم

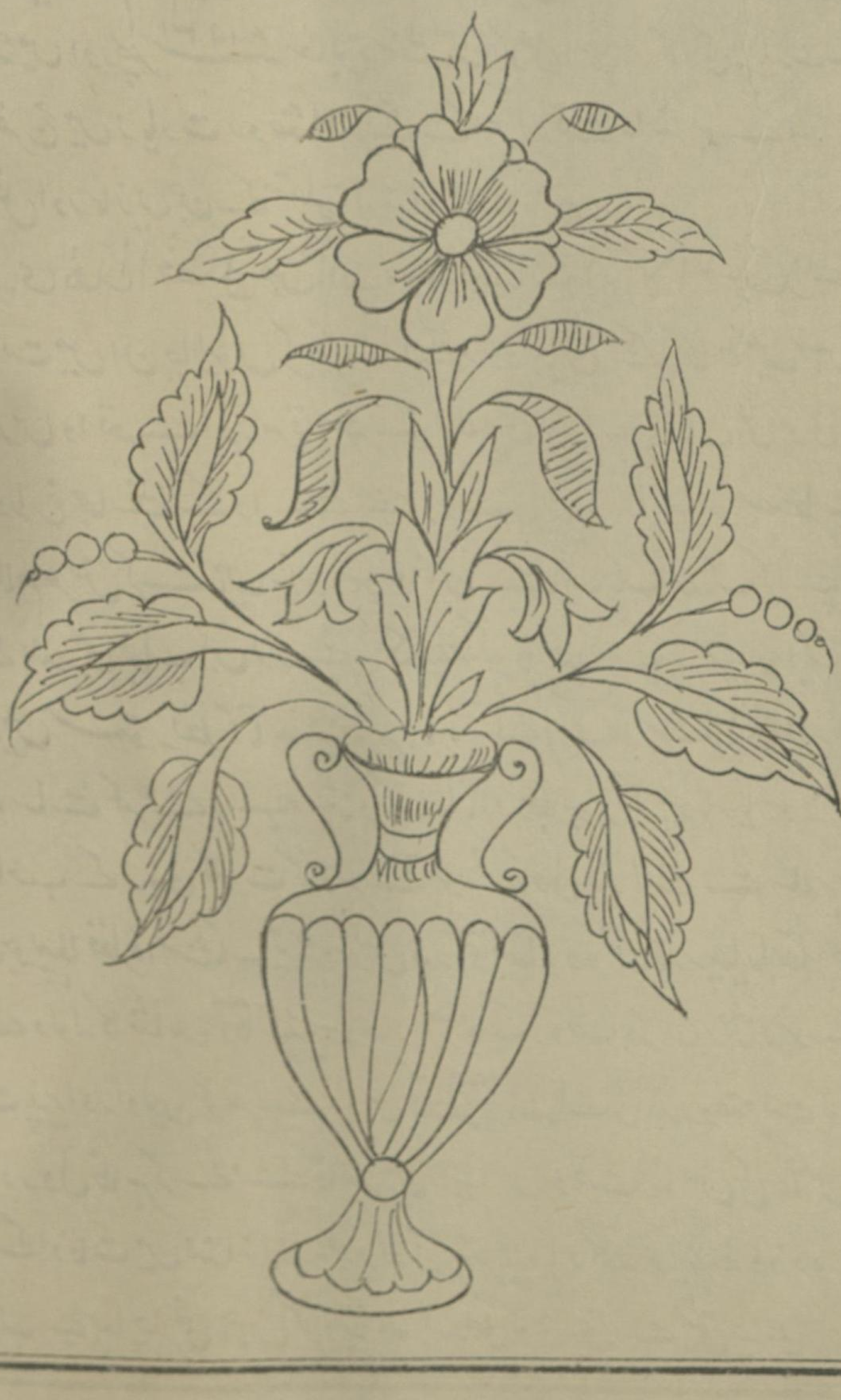
دربارِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی حاضری کا پہلا لمحہ

ایک بے بہا گوہر

۱۱ فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۱۰ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ) دوشنبہ کا دن پہر دن چڑھے کا وہ مبارک وقت تھا، کہ ہمارے آقائے محترم خدیو معظم دام اقبالہ وملکہ دربار نبوت میں پہلی دفعہ حاضر ہوئے۔ اگرچہ اس سے پیشتر ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۹۰۶ء میں اور پھر ۱۹۳۱ء مطابق ۱۳۵۰ھ کو بھی اس بارگاہ کی زیارت سے فیض یاب ہوئے تھے، لیکن اس سفر حج میں زیارت روضۂ اطہر کے لئے اس وقت حاضر ہوئے،

حرم نبوی میں نوافل اور نمازیں جن کے متعلق ارشاد ہے۔
صَلٰوۃٌ فِی مَسْجِدِی ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ مَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ ادا کرنے کے بعد جس بے تابانہ حالت میں ان جالیوں کی طرف گئے۔ وہ بیان کے احاطہ میں نہیں آسکتی۔ مسجد کی بائیں طرف روضہ مقدس واقعہ ہے اور مرقد مطہر کے فولادی قلعہ میں جالیاں لگی ہوئی ہیں، اور ان جالیوں میں گول گول سوراخ جھانکنے کے واسطے بنے ہوئے ہیں۔ بیتاب اور مضطرب عشاق جالیوں کو پکڑ پکڑ کر صلوۃ وسلام عرض کرتے ہیں۔ اور سوراخوں سے جھانک جھانک کر اپنے دل کی تپش کا علاج کرتے ہیں۔ اس کے اندر بھی حجاب ہیں نور ہے۔ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ۔ یہ ایک سبز طلائی پردہ ہے۔ نور حقیقت غلاف میں مستور نظر آتا ہے۔ مگر ہمارے ادب آشنا آقا اور ان کے غلام نہایت ادب کے ساتھ سامنے کھڑے رہے، نزدیک جانا اور جالیوں کو چھونا۔ یا سوراخوں سے جھانکنا سوء ادب سمجھا۔ اور معلم صاحب کے زبانی کلمات کو دہراتے ہوئے دلی جذبات سے سلام عرض کرتے رہے آنکھوں سے اس وقت جو پہلا قطرۂ اشک ٹپکا وہ کس قدر قیمتی تھا۔ وہ کس قدر پیارا تھا محبوب خدا کے سامنے اظہار عقیدت کے گہرے ولولہ کا شاہد۔ آقائے دوجہاں صلعم کے روضہ اقدس پر نثار ہونے والے بے شمار موتیوں میں سے سبقت پذیر اور اولین گوہر ہے۔ اس قطرۂ اشک کی قدر ومنزلت کو انسانی خیال۔ مضمون۔ زبان۔ قلم اور دل ظاہر کرنے سے قاصر ہیں۔ یہ اس وقت خاص کی حاصل شدہ آبرو کا آب چشم ہے۔ عمر بھر کے اوقات میں ممتاز اور مسعود لمحہ کی بہترین یادگار محویت زدہ دماغ کی تراوش تھی یہ ایک بے بہا چیز تھی۔ جس کو دنیا وما فیہا کی کوئی قیمتی سے قیمتی چیز بھی

نہیں خرید سکتی۔ نہ کوئی لعل اس کا پاسنگ ہو سکتا ہے۔
آنکھ سے ٹپکا اور بے تاب سینوں کے سامنے سے ہوتا ہوا لڑھک گیا۔ اس کے بعد متواتر تسبیح کے دانوں کی طرح یکے بعد دیگرے موتی ڈھلکنے لگے۔ اور ہم حضرت معلم صاحب کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کے موثر جذبات میں مدہوش ہو گئے۔ سلام وصلوۃ عرض کئے۔ دل نے اپنی خاص زبان میں اپنا درد بیان کیا۔ آنکھوں نے اپنی تمناؤں کے جمع شدہ خزانے نثار کئے۔ زبان نے اپنی خاموشی اور بے زبانی کے اقرار کے ساتھ کچھ غیر مفہوم باتیں عرض کیں۔



درود و سلام کے بعد

جناب نبوی صلعم میں گذارش

رسُولَ اللہِ جِئتُکَ مُستَعِیذًا
عَلَیکَ صَلٰوۃُ رَبِّی وَالسَّلَامُ

اے رحمۃ للعلمین! شفیع المذنبین!! صاحب المعراج والکتاب المبین۔ محمد مصطفےٰ۔ احمد مجتبےٰ۔ پیشوائے انبیاء۔ محبوب کبریا۔ ہند اور سندھ کے ایک گوشہ سے تیری گنہگار امت کے چند ناچیز افراد اپنے ولی نعمت، تیرے پیارے اور محترم چچا حضرت عباسؓ کی محترم یادگار کا وسیلہ لیکر تیری جناب میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ کی مقدس ذات نے تمام جہان میں توحید کا نور پھیلا دیا ہے، اخوت اور مساوات کا جو سبق آپ نے دنیا کو پڑھایا ہے۔ وہ عالم۔ جاہل۔ زردار۔ مفلس۔ فرمانروا اور فرمانبردار سب کے لئے قیامت تک یکساں طمانیت بخش اور انسانیت آموز ہے۔ آپ کی ذات گرامی رحمت للعلمین۔ ہم رحمت کے پیاسے لطف وکرم کے محتاج ہیں۔

رسُولَ اللہِ جِئتُ اِلَیکَ ضَیفًا
وَحَقُّ الضَّیفِ یَعرِفُہُ الکِرَامُ

ہم اپنے دیس کو سخت امتحان کی حالت میں چھوڑکر آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے ہیں۔ ہماری قوم اور ملک کے لئے بارگاہ لم یزلی میں شفاعت فرمائیے۔ ہمارا فرمانروا اپنے ملک اور رعایا کی بہبود اور ترقی کے جن خیالات کو ذہن میں مرکوز رکھکر نخل امید کے بارور ہونے کی تمنا لیکر حاضر ہوا ہے۔ اس کی دلی مراد کے پورے ہونے کے اسباب بہم پہنچانے کی دعا فرمائیے۔

آقا! تیرے عم محترم کی یہ قابل احترام یادگار ہمیشہ کامیاب۔ ظفر مند۔ کامران رہے۔ شمالی ہندوستان میں حضرت عباس کا یہ ہرا بھرا چمن قیامت تک شگفتہ وشاداب رہے۔ اس کا ملک آباد۔ رعیت شاد ہو۔ اس کی فیاض اور عدل گستر ہستی صد وسی سال تک بعافیت وصحت کاملہ قائم رہے۔

اس کے صاحبزادے بلند اقبال صحت وعافیت کے ساتھ اپنے محترم والد بزرگوار کے سایہ میں میوہ حسن تربیت سے ممتاز اور بہرہ اندوز رہیں۔ اور زیور اخلاق وخوش خصالی سے آراستہ ہوں، ان کی

عمریں دراز ہوں۔ اور وہ آسمان اقبال پر خاندان عباسی کے روشن ستارے ہوں۔ آمین
یہ گذارش کر کے خلفائے راشدین کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہوئے۔ حضرت فاطمہ رضؓ بتول رضی اللہ عنہا کی مزار کے سامنے پہنچے۔ اور وہاں سلام عرض کیا۔

مدت کی آرزوئیں پوری ہوئیں۔ دل کے ارمان نکلے۔ درود وسلام عرض ومعروض سے فارغ ہو کر صحن حرم کی شمیم جاں فزا سے معطر ہوتے ہوئے۔ ہم سب اپنے آقائے محترم دام اقبالہ وملکہ کے ہمرکاب اپنے کیمپ میں آگئے۔

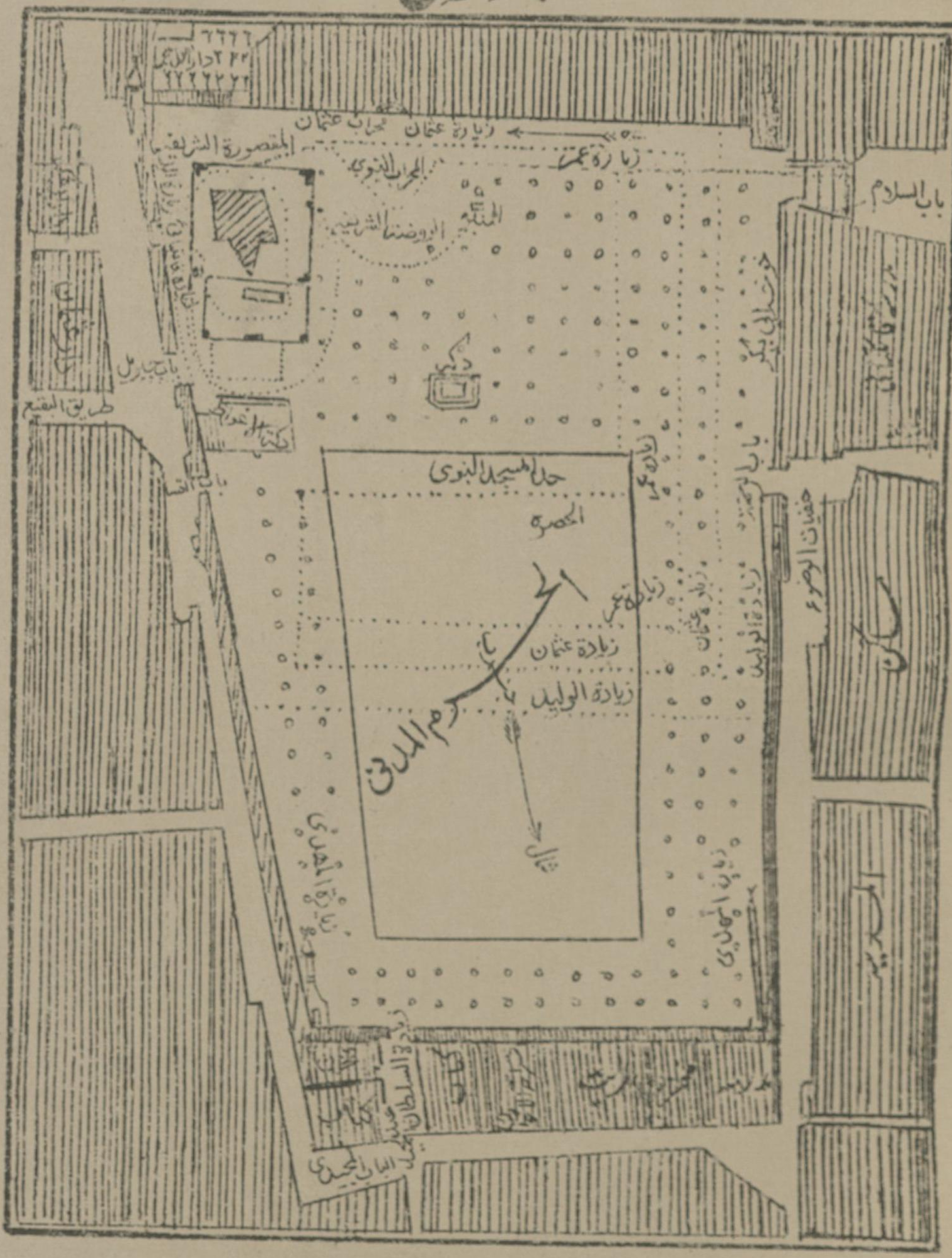
مسجد اور حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مسجد نبوی کی تاریخ نہایت دلچسپ ہے۔ یہ مسجد مبارک موجودہ صورت میں متعدد مراحل تعمیر و توسیع طے کرنے کے بعد پہنچی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی تو پہلے پہل مدینہ کے قریب وادی قبا میں نزول اجلال فرمایا۔ اور بنو سالم بن عوف کی امداد سے مسجد قبا کی تعمیر ہوئی یہاں پہلا جمعہ پڑھا گیا (اس مسجد شریف کا ذکر موقع پر ہوا ہے)۔ پھر مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہوئے۔ اور بنی النجار سے کھجوروں کا ایک باغ لیکر اس میں مسجد کی ابتدائی بنیاد قائم فرمائی۔ سو گز مربع کی صورت میں یہ موقع پہلے تجویز ہوا تھا۔ قریب ہی ایک کنواں بیر ایوب تھا وہ اس مسجد کے لئے حاصل کر لیا گیا۔

پہلے پہل اس عمارت کے تین دروازے بنائے گئے۔ (۱) باب رئیسی۔ جو قبلہ کی جانب تھا۔ تحویل کے وقت یہ دروازہ بند ہو گیا۔ اسی جانب جو مینار ہے۔ اس کو اب بھی منار رئیسیہ کہتے ہیں۔ (۲) باب عاتکہ یہ دروازہ اب باب الرحمۃ کے نام سے موسوم ہے (۳) باب عثمان جو اس وقت باب جبریل کے نام سے موسوم ہے۔

اس مسجد کی شرق رویہ دو حجرے بھی تعمیر ہوئے تھے۔ ایک حضرت بی بی سودہؓ کے لئے اور دوسرا حضرت بی بی عائشہ رضؓ کے لئے۔ باقی حجرے بعد میں ہر ایک حرم محترم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقتاً فوقتاً بنائے جاتے رہے۔ اور آخر میں ان کی تعداد ازواج مطہرات کی تعداد کے مطابق ۹ تک پہنچ گئی۔ ہر ایک حجرہ ۱۰×۱۲ ہاتھ کی پیمایش میں تھا، دھوپ اور بارش کی حفاظت کے لئے مسجد کے محراب کے قریبی حصہ کو چھتوا دیا گیا تھا ہجرت کے ساتویں یا آٹھویں سال مسجد میں چوبی منبر رکھا گیا۔

مسجد نبوی



زيادة عثمان
محراب عثمان
المقصورة الشريفة
زيادة عمر
المحراب النبوي
المنبر
الروضة الشريفة
باب السلام
دكة
باب جبريل
طريق البقيع
حد المسجد النبوي
الحصوة
زيادة عمر
زيادة عثمان
زيادة الوليد
الحرم المدني
شمال
زيادة المهدي

امیر المومنین خلیفہ حضرت عمر رضؓ کے زمانہ یعنی ۱۷ھ ہجری (۶۳۸ء) میں کچھ ایزادی اور ترمیم ہوئی پھر امیر المومنین خلیفہ حضرت عثمان رضؓ کے عہد یعنی ۲۹ھ (۶۵۰ء) میں کچھ مزید ایزادی ہوئی اور پتھر کی منقش دیواریں تعمیر ہوئیں، اس کے بعد خلیفہ ولید کے عہد میں عامل مدینہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ۹۱ھ (۷۱۰ء) میں مسجد کی شرقی وجنوبی جانب بہت کچھ ایزاد کرایا۔ اور ازواج مطہرات نبویؐ کے حجرے بھی گرا کر مسجد میں شامل کرادئے۔ اس کے زمانہ میں چار منار اور مسجد کا سنگین فرش بنایا گیا۔ اور سنگ مرمر کے ستونوں پر چھت ڈالی گئی۔ پھر خلفائے عباسیین کے عہد میں پہلے مہدی عباسی کے زمانہ ۱۶۱ھ (۷۷۸ء) میں اور پھر خلیفہ مامون الرشید عباسی کے عہد ۲۰۲ھ (۸۱۷ء) میں پھر خلیفہ ناصر لدین اللہ عباسی کے زمانہ ۵۷۶ھ (۱۱۸۰ء) میں ایزادی تعمیر اور درستی ہوتی رہی اور صحن کے وسط میں قبہ تعمیر ہوا۔

ملک العادل نورالدین شہید علیہ الرحمۃ نے ۵۵۸ھ میں روضہ اقدس (حجرۂ اطہر) کے گرد نہایت گہری خندق کھدوا کر اس میں سیسہ پگھلوا کر بھروا دیا۔ ۶۵۴ھ (۱۲۵۶ء) آتشزدگی کا صدمہ پہنچا اس وقت خلیفہ مستعصم باللہ عباسی نے اس کی درستی کرائی۔ اور جو حصہ جل گیا تھا۔ پھر اس کی تعمیر کرادی اور قبہ مسجد پھر مکمل کرایا۔ اس وقت یمن اور مصر کے بادشاہوں نے بھی اس کام میں حصہ لیا۔ خلفائے عباسیہ کی اس ترمیم وتکمیل کے بعد پھر ممالک مصر کا زمانہ اقبال آیا۔ ان کے عہد میں بھی تعمیری اضافہ اور کام ہوتا رہا منصور قلاؤن نے روضۂ اقدس کا قبہ عالیہ ۶۷۸ھ (۱۲۷۹ء) میں تیار کرایا۔ اور پھر اس کے بیٹے ناصر محمد بن قلاؤن نے مسجد کی سقف تیار کرائی۔ اور قبلہ کی جانب کچھ اضافہ کیا۔ اس کے بعد اشرف برسبای۔ اور الظاہر ابوسعید جقمق نے بھی کچھ ترمیم واضافہ کیا۔ لیکن ۸۷۹ھ (۱۴۷۴ء) میں سلطان ابوالنصر قائیتبائی نے روضہ اقدس اور مسجد حرم میں بہت بڑا کام کیا۔ مسجد مبارک پھر ایک دفعہ ۸۸۶ھ (۱۴۸۱ء) میں جل گئی تھی لیکن آتشزدگی کے اثر سے حجرۂ مقدسہ محفوظ رہا تھا۔ جب سلطان قائیتبائی کو اس آتشزدگی کی خبر ہوئی تو اس کو بہت صدمہ ہوا۔ اسی وقت اس نے بہت بڑے اہتمام کے ساتھ اس کی تعمیر اور حرم نبوی صلعم کی مضبوطی کی طرف توجہ کی۔ کثیر التعداد روپیہ اور کارندے بھیج کر آہنی جالی ڈھال کر حجرۂ مقدسہ کو چاروں طرف سے مضبوط کرادیا اس ڈھلی ہوئی آہنی جالی دار دیواروں میں جابجا آیات قرآنی۔ اسمائے الٰہی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم مبارک ڈھلے ہوئے ہیں یا محمد کے حرف یا کو تو اب توڑ دیا گیا ہے۔ مگر باقی تحریر موجود ہے۔ اس کی یادگار میں مغربی دروازہ حجرہ پر سلطان قائیتبائی کا نام ڈھلے ہوئے لفظوں کے طغرا میں موجود ہے۔ جس کا نقشہ صفحہ آئندہ پر اس صورت کا ہے۔



السلطان ابو النصر قایتبائی تقبل اللہ منہ

یہ ایک آہنی قلعہ ہے۔ جو روضۂ اقدس کے گرد زمین میں اس قدر گہرائی تک لیجایا گیا ہے کہ پانی کے طبقہ تک پہنچ گیا ہے۔ اب تمام زُوّار اسی آہنی طلا کار مشبک (جالیدار) قلعہ کے باہر سے صلوۃ وسلام عرض کرتے ہیں۔ اور خواص کے لئے کبھی کبھی رات کے وقت یہی غربی دروازہ باب الرحمۃ کھلتا ہے۔ جو اندر جاکر صفائی اور جاروب کشی کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ روضۂ اقدس کے گنبد کو سلطان محمود ترک کے عہد سنہ ۹۸۰ھ (سنہ ۱۵۷۲ء) میں بنایا گیا تھا۔ اور اس پر سبز رنگ چڑھایا گیا۔ جو آجتک اسی رنگ کی وجہ سے روضہ خضرا کے نام سے موسوم ہے۔ روضۂ اقدس کے اس سبز رنگ کو دیکھکر دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں نے سبز رنگ کے نشانات اختیار کئے۔ ترکوں کے زمانہ میں زیادہ وسعت اور عمارات کی جدّت اور خوبصورتی سلطان عبد المجید خاں کے عہد میں سنہ ۱۲۶۵ھ تا سنہ ۱۲۷۷ھ (سنہ ۱۸۴۹ء لغایت سنہ ۱۸۶۴ء) میں ہوئی۔ اور اب یہ تمام عمارت سنگین۔ خوبصورت۔ مضبوط اور پائدار بن گئی ہے۔ اور صحن مسقفہ پر چھوٹے چھوٹے قبوں کی تعمیر بھی اسی زمانہ میں ہوئی۔ قبوں کے اندرونی حصوں میں دیواروں۔ محرابوں اور ستونوں پر قرآنی آیات احادیث، اشعار مناسب اور قصیدہ بردہ نہایت خوش خط سنہری رنگ میں تحریر ہوا۔

محراب تہجد

روضۂ اقدس (مقصورہ شریفہ) کی شمالی جانب حجرہ فاطمہ رضؓ کے عقب میں ایک محراب بنی ہوئی ہے جس کو **محراب تہجد** کہتے ہیں۔ اس کی جنوبی سمت میں ایک اور محراب بھی ہے۔ جو مقصورہ شریفہ کے اندرونی جانب ہے۔

باغ جنت

روضۂ اقدس کے مغربی دروازہ پر وہ قطعہ زمین جس کو **باغ جنت** کہا جاتا ہے واقع ہے۔ یہ

نقشهٔ جبل عرفات



قطعہ منبر اور روضۂ اقدس کے درمیان واقع ہے جس کی نسبت حدیث پاک میں ہے۔

مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ

یہاں ہر وقت خوش قسمت لوگ نوافل۔ درود و سلام اور تلاوت قرآن کا انہماک رکھتے ہیں۔ اسی دروازہ پر اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کے لئے ہر نماز کے وقت اور دوسرے اوقات میں بیٹھنے کی جگہ بنائی گئی تھی۔ ہم غلاموں کو بھی اسی دہلیز مبارک کے قریب درود بارگاہ نبوی میں عرض کرنے کا موقع اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کے طفیل میں مل جاتا تھا، اسی دروازہ مقدس کے اندر ایک جمعرات کی مبارک رات کو داخل ہوئے اور مقصورہ شریفہ کے قرب میں فائز ہو کر ہمارے آقائے نامدار دام اقبالہ و ملکہ نے آقائے دوجہاں صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ مقدس میں شرف حاصل فرمایا راز و نیاز کی باتیں کیں۔ سلام عرض کئے۔ اور ان نعمتوں سے مالا مال ہوئے جن سے انسانی اور اسلامی دنیا کے بہت کم لوگ مشرف ہو سکتے ہیں۔

مسجد نبوی ؐ نہایت وسیع ہے۔ چاروں طرف ایک حصہ ستونوں پر مسقف ہے۔ جو شمار میں ۲۲۳ ستون ہیں۔ مسجد کے کچھ حصہ میں بُستان فاطمہ ؓ تھا۔ جو اب اکھاڑ دیا گیا ہے۔ اب صحن مسجد میں کوئی درخت نہیں ہے۔ اسی مسجد کے جنوب مشرق کونے میں روضۂ مقدس واقع ہے۔ مسجد کے ستونوں کے رنگ اور ساخت کی ہیئت سے حرم پاک کے وہ حصص نمایاں طور پر ممتاز نظر آتے ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً مسجد کی وسعت کے ذریعہ داخل حرم ہوتے رہے۔ جس کی تفصیل اوپر بیان ہو چکی ہے۔

مسجد نبوی کے دروازے

اس وقت مسجد کے پانچ دروازے ہیں۔ (۱) باب السلام (۲) باب الرحمۃ (۳) باب المجیدی (۴) باب النساء (۵) باب جبرئیل۔ اول الذکر دو دروازے مغربی دیوار میں ہیں۔ باب مجیدی شمالی جانب واقع ہے۔ اور باقی دو شرقی طرف ہیں۔

مسجد نبوی کے منارے

اسی طرح مسجد مبارک کے پانچ منارے ہیں۔ تین غربی دیوار میں اور دو شرقی جانب۔

(۱) باب الاغواث :۔ اس کو شکیلیہ بھی کہتے ہیں (۲) باب الرحمۃ (۳) باب السلام (۴) سلیمانیہ :۔ باب مجیدی کے شرق میں (۵) رئیسیہ مسجد کی جنوب مشرقی جانب محراب نبوی ؐ کے قریب خدام حرم مسجد ہر وقت کمر بستہ حاضر رہتے ہیں۔ جو قرآن مجید پڑھنے والوں کو قرآن پاک کے نسخے بہم پہنچاتے ہیں اور وظائف حصن حصین اور دلائل الخیرات شریف پڑھنے والوں کو اس کے نسخے دیتے ہیں، اگر شام کو برقی روشنی زوار کے پاس کم ہو تو بتیاں جلا کر روشنی کا انتظام کر دیتے ہیں۔ حرم میں اگر کی بتیاں اور عود وغیرہ کی خوشبوئیں پھیلاتے ہیں، ان بزرگوں کا خلق۔ متانت اور سرگرمی قابل رشک ہے۔

مسجد میں باب النساء کے اندر مستورات عالم اسلام بیٹھکر درود وسلام بھیجتی ہیں، اور نمازیں ادا کرتی ہیں خدام خواجہ سرا اپنے سفید براق مقدس لباس میں خاص مدنی وضع کے عمامہ زیب سر کئے ہر وقت خدمت اور تعلیم زوّار کے لئے کمربستہ موجود رہتے ہیں، نہایت متواضع با اخلاق خاموش ہستیاں ہیں، ان کے بیٹھنے کے لئے حرم میں ایک چبوترہ خاص طور پر مقرر ہے۔ یہی وہ تاریخی صُفّہ ہے جس کا ذکر تاریخ میں ہے، یہاں اصحاب صفہ کی کمیٹی کا اجلاس ہوا کرتا تھا۔ یہ نیک قسمت بزرگ روضہ اقدس کے اندر جا سکتے ہیں، ان کے سوا اور کسی کو اجازت نہیں ہوتی۔ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ

حرم مسجد نبوی کا دروازہ تہجد پڑھنے والے خوش قسمت لوگوں کے لئے تہجد کی اذان سے پہلے کھل جاتا ہے۔ اور سعادت مند غلامان نبوی تہجد سے پہلے نوافل۔ درود وسلام کے شغل میں مصروف رہ کر نماز تہجد کا انتظار کرتے ہیں،

صحن مسجد شریف کا جو حصہ غیر مسقف ہے، وہ نہایت خوبصورت سرخ ریت کے فرش سے آراستہ ہے۔ مسقف حصہ سنگین فرش سے معمور ہے۔ مسقف حصہ میں ترکی قالینوں بخاری مشہدی اور ہندی سجادوں اور ریشمیں جانمازوں کا فرش ہے۔

حرم کی صبح صبح کی اذان سے پہلے ہر سکوت کو ایک نہایت ہی خوش الحان قاری نے توڑ کر لحن داؤدی کی دل گداز قرأت کلام اللہ کے ساتھ ہزاروں تڑپنے والی ہستیوں کو بے تاب کر دیا۔ اس بزرگ کی آواز تمام حرم کے اندر چھوٹے چھوٹے گنبدوں میں گھوم اور گونج کر وجد کی کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔ روحیں تڑپ جاتی ہیں۔ خون اُبلنے لگتا ہے۔ بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آنکھوں سے دل کی گداختگی کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں۔

یہ مبارک گھڑیاں جس محویت۔ رقت اور لذت میں بسر ہوتی ہیں۔ وہ تمام عمر سے زیادہ قابل قدر و قیمت ہیں۔ کلام الٰہی کے ہر ہر کلمہ کی آواز اور اس کے معانی کے وسیع سمندر کی گہرائیاں اور فصاحت بلاغت کے موثر نقوش اس وقت تک دل پر نقش ہیں۔ ان کی یاد بے تاب کرنے کے لئے ہر وقت مضطرب رہتی ہے۔

جمعہ کی نماز میں ہجوم اندازہ سے گذر جاتا ہے۔ مگر آداب حرم نبوی صلعم کا اس قدر رعب چھایا ہوا ہوتا ہے۔ کہ ہر شخص نہایت خاموشی کے ساتھ اکتساب سعادت میں مصروف ہوتا ہے، تمام مسجد کی چھت میں جابجا بلوری جھاڑ فانوس لٹکتے ہیں۔ بجلی کی روشنی کا انتظام بھی ہے۔ مگر ہر رات کو بقدر ضرورت بجلی کے قمقمے روشن کئے جاتے ہیں۔

حرم کی صبح



مدینہ طیبہ کا
باب شامی



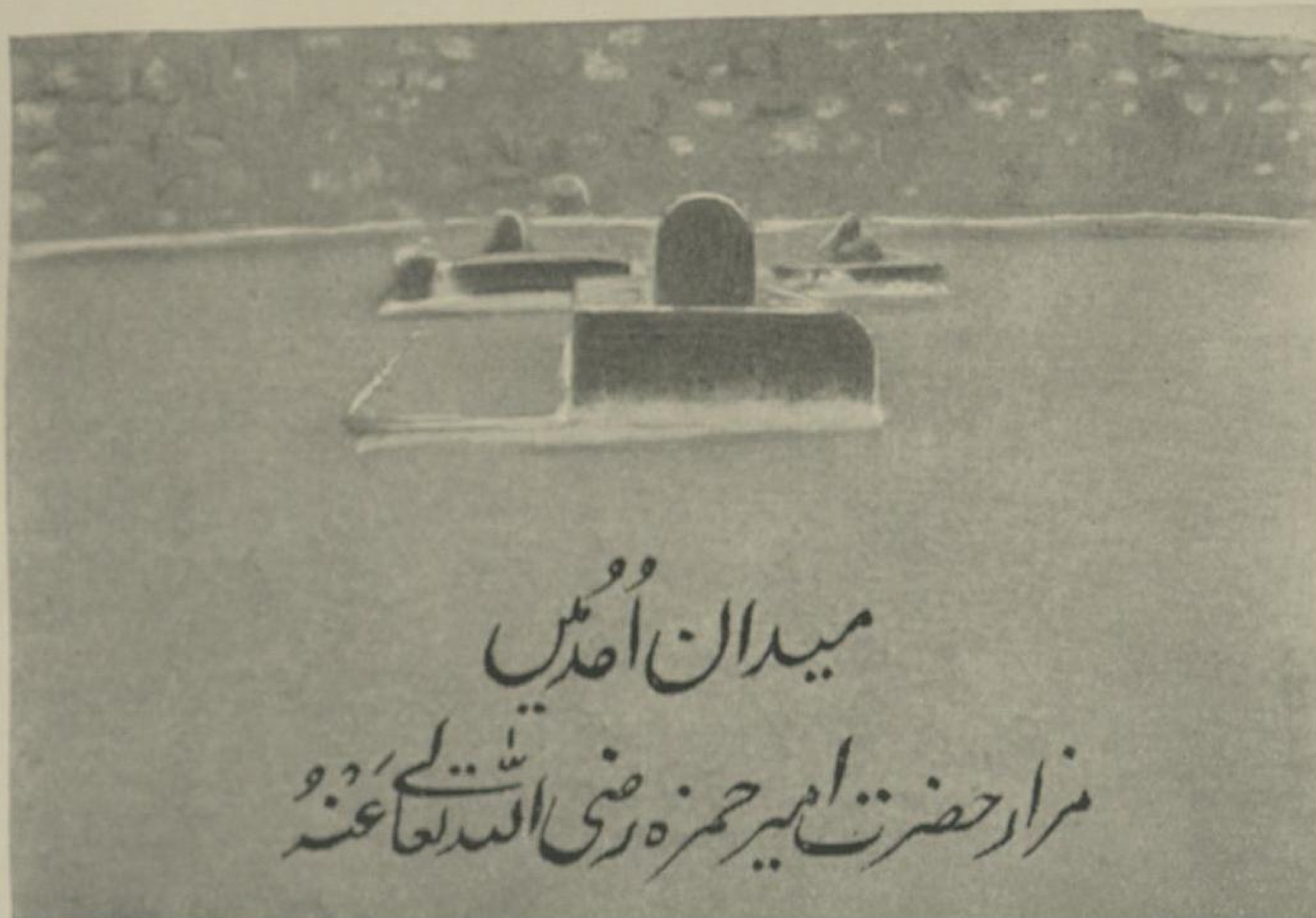
بازار مدینہ میں ایک برقع پوش عورت



مدینہ طیبہ کا
باب شامی



بازار مدینہ میں ایک برقع پوش عورت



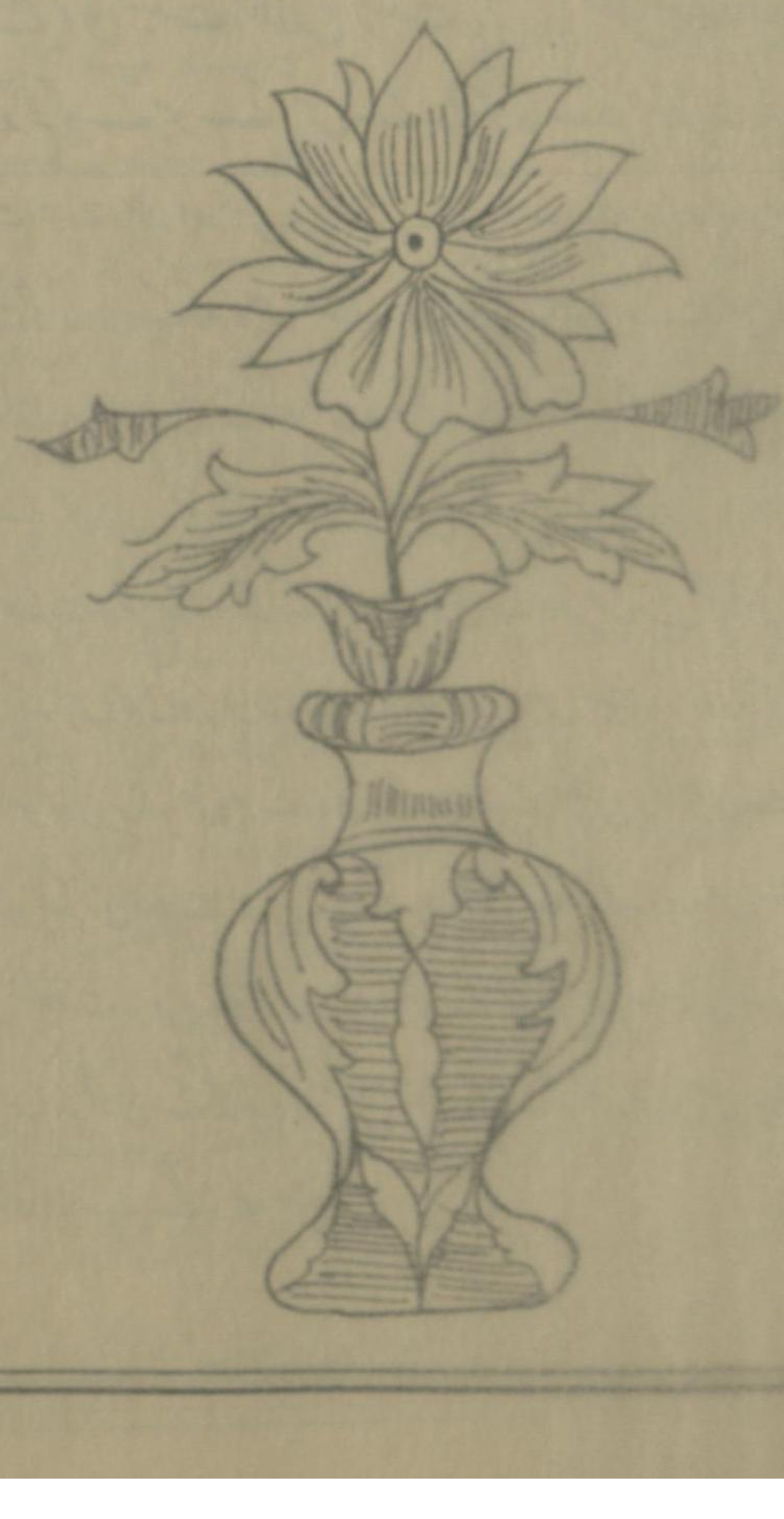
میدان اُحد میں
مزار حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

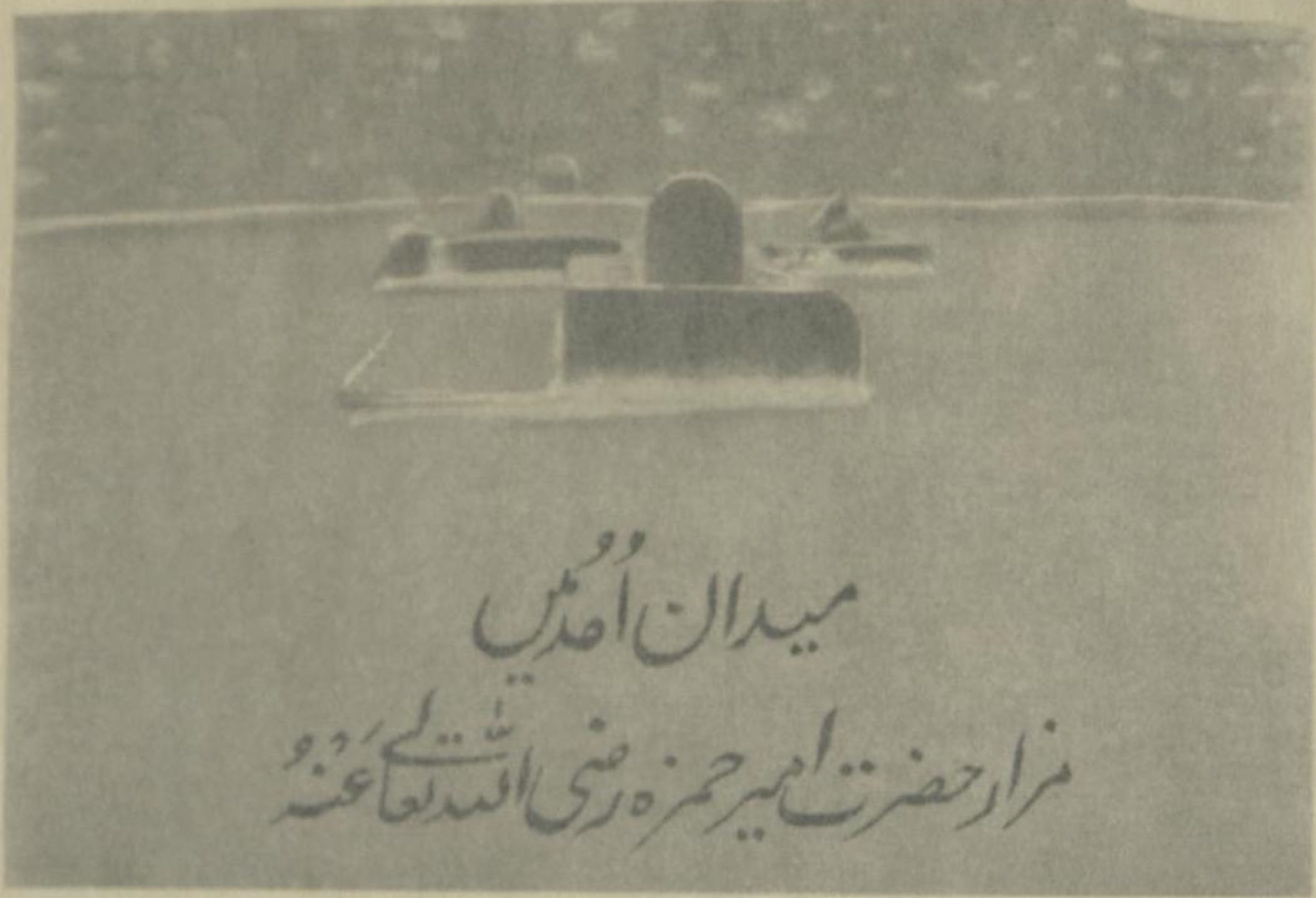


مکہ مکرمہ
وادیٔ شہدا میں کیمپ بہاولپور کی لاریاں

[illegible] دینے والے لہجہ میں اذان دیتا ہے۔ اور مکبروں کے لئے وسط مسجد کے [illegible] ایک دس فٹ اونچا چبوترہ بنا ہوا ہے۔ جس میں مکبّر کھڑا ہو کر تکبیر کا اعادہ کرتا ہے [illegible] عظیم الشان اور بے نظیر الماس کے ٹکڑے جو روضۂ اقدس میں تھے۔ اور بے شمار [illegible] بادشاہوں۔ امیروں۔ رئیسوں۔ تاجروں اور مخیر مستورات کے بھیجے ہوئے قیمتی [illegible] قالین۔ اور بہت سے قسم قسم کے تحائف یہاں جمع تھے۔ مگر ترکوں نے جنگ عظیم [illegible] اپنے ملک میں منتقل کر لیا۔ اور اب یہاں کوئی ایسی نفیس اور بیش قیمت چیز باقی نہیں رہی۔

مدینہ منورہ کے باشندگان کا گذارہ معطی۔ عطیات حجاج۔ تجارت اور کرایہ مکانات۔ مزدوری۔ [illegible] بہت کم کرتے ہیں۔ نخلستان کے باغات بھی ہیں۔ اور یہی ان کی کائنات تجارت ہے





میدان اُحد میں
مزار حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

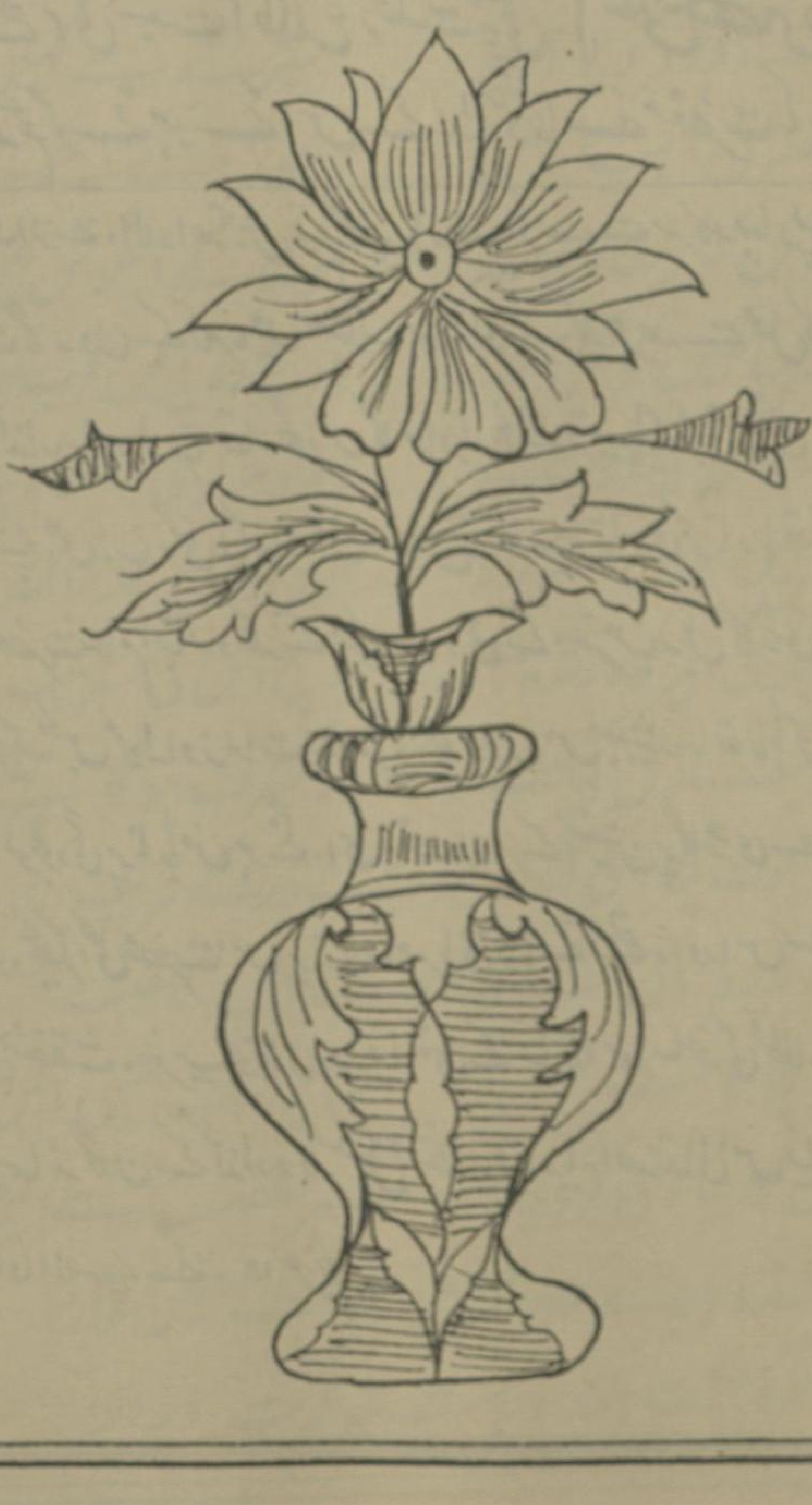


مکہ مکرمہ
وادئ شہدا میں کیمپ بہاولپور کی لاریاں

موذن مینار پر چڑھ کر دل ہلا دینے والے لہجہ میں اذان دیتا ہے۔ اور مکبّروں کے لئے وسط مسجد کے حصہ مسقفہ کے اندر ایک دس فٹ اونچا چبوترہ بنا ہوا ہے جس میں مکبّر کھڑا ہو کر تکبیر کا اعادہ کرتا ہے

کوکب دُرِی کے دو عظیم الشان اور بے نظیر الماس کے ٹکڑے جو روضہ اقدس میں تھے۔ اور بے شمار دنیائے اسلام کے پادشاہوں۔ امیروں۔ رئیسوں۔ تاجروں اور مخیر مستورات کے بھیجے ہوئے قیمتی پتھر۔ ریشمی اور طلائی قالین۔ اور بہت سے قسم قسم کے تحائف یہاں جمع تھے۔ مگر ترکوں نے جنگ عظیم سے پیشتر یہ تمام ذخیرہ اپنے ملک میں منتقل کرلیا۔ اور اب یہاں کوئی ایسی نفیس اور بیش قیمت چیز باقی نہیں رہی۔

مدینہ منورہ کے باشندگان کا گزارہ معلمی۔ عطیات حجاج۔ تجارت اور کرایہ مکانات۔ مزدوری۔ کرایہ کشی پر ہے۔ زراعت بہت کم کرتے ہیں۔ نخلستان کے باغات بھی ہیں۔ اور یہی ان کی کائنات تجارت ہے



بہاولپور کیمپ مدینہ منوّرہ

باب عنبریہ کے اندرونی حصہ میں ریلوے اسٹیشن کے عالیشان عمارت کے ایک پہلو پر کیمپ نصب کیا گیا تھا۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں جنوری ۱۹۰۸ء میں اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے سفر حج کے سلسلہ میں قیام فرمایا تھا۔ اللہ کی شان ۲۸ سال کے بعد اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ نے بھی اپنے قیام خیام اور کیمپ کے لئے وہی موقع منتخب فرمایا۔ (کیمپ کا نقشہ علیحدہ دیا گیا ہے۔ اس میں قیام فرما کر تمام کیمپ والے غلامان نمک خوار کی خیر وعافیت کا اطمینان کرنے کے بعد اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ خیمہ شاہی میں فروکش ہوئے۔ ہر شخص اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہو گیا۔

مرحوم **واحد بخش کی اطلاع انتقال**:۔ واحد بخش[۱] بیمار (جس کو ڈاکٹر اور خدمتگار کی تیمار داری میں بمقام ابیار حصانی ٹھہر آئے تھے) کی نسبت اطلاع رحلت پہنچی۔ اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ نے اظہار تاسف فرمایا۔ اور تمام کیمپ نے اظہار غم کرتے ہوئے اس کے لئے دعائے مغفرت کی۔ ایک نظم جو مرحوم مسافر کی یاد

---

[۱] غریب رہ رسول میں فنا کے گھاٹ اترنے والا واحد بخش قوم کا پرہار تھا۔ عرصہ سے سرکار بہاولپور کے غلاموں میں داخل تھا پہلے نور محل کے ماشکیوں میں لازم رہا۔ پھر خدمتگاروں کے زمرہ میں منسلک ہوا۔ اور اب کچھ عرصہ سے محل کا جمعدار ہو گیا تھا۔ ۲۵ تنخواہ تھی۔ اچھا گذر اوقات کر رہا تھا۔ دیانت دار خدمت گذار سادہ لوح تھا۔ گھر اس کا مراد باغ کے قریب ایک بستی تھل والی میں تھا۔ چار شادیاں کیے بعد دیگرے کی تھیں۔ آخری بیوی کے بطن سے دو بچے بھی ہیں۔ کئی ایک سال سے حج کے لئے تیاری کرتا رہا تھا کچھ روپیہ ایک دفعہ جمع کیا۔ مگر پھر شادی پر وہ روپیہ صرف کر دیا۔ ایک دفعہ اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ کے ہمرکاب دہلی کے سفر میں ریل گاڑی میں سوار تھا۔ ابوہر کے قریب جو اس نے سامان سنبھالا تو ہمراہی سامان میں اس کو ایک بکس مولہ او زارات نظر نہ آیا۔ جو دورہ میں ہمیشہ ساتھ رہا کرتا تھا۔ واحد بخش کو خیال آیا کہ اعلیحضرت نے اگر اس بکس کے متعلق دریافت فرمایا تو ناموجودگی پر ناراض ہونگے۔ اسی وقت ابوہر کے اسٹیشن پر گاڑی سے اتر کر بارہ دن پیدل سفر کر کے ڈیرہ نواب تک پہنچا۔ اس کی اس سادگی اور فرض شناسی کو دیکھ کر اعلیحضرت اس پر زیادہ مہربانی فرماتے تھے۔ اور اس سلسلہ میں وہ محل عالیہ کی جمعداری تک پہونچ گیا تھا۔ اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ نے کمال شفقت، غریب نوازی اور فیاضی کے ساتھ اس سانحہ کی اطلاع پاتے ہی مرحوم مسافر کی سالم تنخواہ اس کے اہل وعیال پر تقسیم فرما کر سب پسماندگان کے گذارہ کا مستقل انتظام فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ اس فیاض کرم گستر، غلام پرور آقا کو ہمیشہ سلامت رکھے۔ تمام کیمپ میں نغمہ ہائے شکریت آقا الاپے گئے۔ ۱۲ عزیز۔

میں سپرد قلم ہوئی تھی وہ یہاں درج کی جاتی ہے۔

٭

مدینہ طیبہ میں

(واحد بخش جمعدار ہمسفر کی اطلاع مرگ)

قافلہ بیتاب ہے۔ سینوں میں دل ہیں بے قرار — سامنے ہے منزلِ مقصودِ عشاقِ نزار
دردِ دل میں کچھ نئی لذت کی آمیزش ہے آج — مل گیا ہے تلخیِ ہجرِ پیمبر کا علاج
گردشِ مہر و مہ و انجم ہے یاں وقفِ سلام — سامنے ہے جلوہ گاہِ سیدِ خیر الانام
دشت پیمایانِ یثرب ہو گئے ہیں کامیاب — انکی خوابوں کے موافق مل گئی تعبیرِ خواب
نخل بار آور ہوئے تکلیف کا پھل مل گیا — وہ مدینہ آگیا مقصودِ اول مل گیا
جاذبِ دل ہیں مدینے کے در و دیوار پر — سبز قبے سے کہیں ہٹتی نہیں اپنی نظر
ایک ساتھی نے قضا کی منزلِ ابیار میں — چھوڑ آئے تھے جسے کل ورطۂ افکار میں
آخری منزل پہ پہونچا اُس کو پیغامِ حیات — موت کے آغوش میں اس کو ملا جامِ حیات
اس بیابانِ عرب میں قیس کو محمل ملا — موج دریا میں عجب خوش بخت کو ساحل ملا
اسکی مرگِ بےکسی۔ خود بےکسی کی موت ہے — وہ تو مر کر جی اٹھا۔ یہ موت ہی کی موت ہے
وہ ہوا شوقِ درِ خیر البشر میں جان سپار — خود ہوا پیوند خاک اور آنکھ وقفِ انتظار
قبر اس کی بن کے مٹ جائیگی۔ پر وہ زندہ ہے — روح اس کی حشر تک زندہ ہے اور تابندہ ہے
کل وہ محشر میں اٹھے گا منزلِ ابیار سے — وہ مشرف ہوگا پہلے آپ کے دیدار سے

موت کیا آئی اُسے محبوب کے در کے قریب
زیرِ دامانِ محمدؐ ہے زہے اس کے نصیب

اس کے بچوں کو یتیمی کی بلا کا غم نہیں — سایۂ لطفِ شہی اُس آسرے سے کم نہیں
شاہِ والا نے وظیفہ اُن کا جاری کر دیا — گوہرِ مقصد سے اس کنبے کا دامن بھر دیا

زندہ باد اے **صادق** نجم شہ مسکین نواز
طُرۂ بختت بلند و رشتۂ **عمرت** دراز

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ایسے مبارک دن دکھلائے۔ کہ حرم نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں باجماعت نمازیں اور درود وسلام عرض کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ کیمپ کے اکثر خوش قسمت اصحاب رات کو تہجد کے وقت حرم پاک میں پہنچ جاتے۔ اور اطمینان کے ساتھ نمازیں، نوافل، تلاوت درود و صلوٰۃ کے روحانی لطف حاصل کرتے۔ اشراق پڑھکر یا بعض تو سارا دن حرم میں گذار کر عشا کی نماز کے بعد کیمپ میں واپس آتے۔

اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ بھی یہ روحانی کمالات حاصل کرنے میں نہایت شغف کے ساتھ ہر وقت مصروف رہے۔ دروازۂ روضہ کے آگے اعلیٰ حضرت اور غلامان ہمرکاب کے لئے کچھ جگہ مخصوص ہو گئی تھی۔ اور ہر نماز اور صلوٰۃ وسلام کا موقع آستان پاک پر میسر آتا تھا اور یہ ایسی نعمت تھی کہ ہر شخص کو اس قدر عرصہ تک نصیب نہیں ہو سکتی۔

ارباب حکومت سعودیہ نے اعلیحضرت کے احترام میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ امیر مدینہ طیبہ نے نہایت محبت اور خلوص کے ساتھ اعلیٰ حضرت کی دعوت کی، اور دعوت کے خطوط اعلیحضرت کے بعض نمک خواران کے نام بھی بھجوائے۔ راقم کے نام بھی دعوت نامہ پہنچا۔

امیر مدینہ کی دعوت

ہز ایکسیلنسی امیر مدینہ کی دعوت

۱۳ فروری ۱۹۳۵ء۔ ۹ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ) بروز چہارشنبہ بعد از نماز ظہر اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ مولای عبدالعزیز بن ابراہیم مفخم امیر مدینہ کے ایوان عالیشان میں تشریف لے گئے۔ خدام مدعو کی جماعت بھی ہمرکاب تھی۔ پرتپاک استقبال کے بعد محل کے ایک کمرہ میں جو عربی امرا کی بود و باش کے تمام بہترین سامان سے آراستہ تھا۔ اور جس میں بیش قیمت قالین اور تکئے۔ گدیلے سجے ہوئے تھے۔ در و دیوار سے عربی رنگ جھلک رہا تھا۔ خوبصورت جانمازوں سے دیواروں کو اس سلیقہ سے آراستہ کیا گیا تھا کہ دیکھکر حیرت ہوتی تھی،

اس کمرہ میں امیر مدینہ اور اعلیحضرت کے مابین خیر و عافیت اور حالات سفر وغیرہ کی مختصر گفتگو ہوتی رہی۔ پھر یہاں سے اٹھکر اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ معزز میزبان اور دوسرے مدعو شدہ اصحاب کے ساتھ کھانے کے کمرہ میں رونق بخش ہوئے۔ کھانے کا اہتمام میز کرسیوں پر تھا۔ یہ کمرہ مغربی طریق پر

آراستہ تھا، تیس آدمی علاوہ اعلیٰ حضرت اور معزز میزبان کے اس دسترخوان سلطانی پر جمع تھے، زعمار بلدہ شیوخ قبائل، قاضی اور عمائد شہر حسب ذیل تھے،

اسماء الاشخاص الذین تناولوا الطعام مع عظمة نواب بھاولپور الافخم

(۱) الشیخ سلیمان العمری	فضیلۃ قاضی المحکمۃ المستعجلہ
(۲) الشیخ ابراہیم بری	عضو مجلس الادارۃ
(۳) ذیاب ناصر	〃 〃 〃
(۴) عبدالعزیز الخریجی	〃 〃 〃
(۵) السید عبید مدنی	〃 〃 〃
(۶) ناصر بن عقیل	امین المالیۃ
(۷) محمد حسن سمان	رئیس البلدیہ
(۸) عبدالرزاق بک	مدیر الشرطۃ
(۹) حسن بن صلطان	قائد الهجانۃ
(۱۰) ابراہیم خیاری	مفوض الشرطۃ
(۱۱) سعد القصیبی	تاجر اللؤلو
(۱۲) السید احمد عطار العد	تاجر بالمدینۃ

اور اعلیٰحضرت دام اقبالہ و ملکہ کے غلامان نمک خوار حسب ذیل شریک دعوت ہوئے تھے،

(۱) کرنل شیخ مقبول حسن صاحب بہادر قریشی	وزیر حضوری بخطابہ والقابہ
(۲) سردار محمد امیر خاں صاحب بہادر	ہوم منسٹر 〃 〃
(۳) خان بہادر ڈاکٹر دیوان علی خان صاحب بہادر	سپرنٹنڈنٹ کیمپ حجاج و چیف میڈیکل افسر
(۴) میجر فیض احمد خاں صاحب لشاری	مشیر تصریفات
(۵) کیپٹن مولوی غلام محمد صاحب	پرائیویٹ سکریٹری
(۶) کیپٹن سید سعید احمد صاحب ہاشمی	ملٹری سیکریٹری
(۷) میجر سید نذیر علی شاہ صاحب	ایڈی کانگ
(۸) میجر سید غلام قاسم شاہ صاحب	〃
(۹) میجر مہرالدین صاحب	قلعہ دار

(۱۰) خاکسار محمد عزیز الرحمن — ڈسٹرکٹ جج و مجسٹریٹ و نائب سپرنٹنڈنٹ کیمپ

(۱۱) سیٹھ حسین بھائی۔ — سوداگر کراچی

کھانے کے برتن نہایت ہی نفیس اور بیش قیمت، چھریاں، کانٹے، چمچے خوبصورت ترتیب کے ساتھ رکھے ہوئے تھے، میز پر گلدستے قرینے کے ساتھ چنے ہوئے تھے، چھوٹی چھوٹی بلوری اور نفیس پلیٹوں میں مربے، اچار اور قسم قسم کے میوے سجائے ہوئے تھے۔ نمکدانیاں موقع موقع پر موجود تھیں بڑے بڑے متعدد قابوں میں عربی طرز کا مرغ پلاؤ پکا ہوا رکھا تھا، ہر ایک مہمان کے سامنے مروجہ دستور کے مطابق اوپر تلے چار چار پلیٹیں چینی کی جن پر سنہری کام اور امیر کا طغرا منقوش تھا، رکھی ہوئی تھیں۔ رومال نہایت عجیب طریق پر پھول کی صورت بنا کر سجائے گئے تھے۔ پہلے شوربا (سرد کیا گیا) پیش کیا گیا، جس میں سرخ رنگ کے زیتون کے دانوں نے عجیب کیفیت پیدا کر دی تھی۔ کئی ایک قسم کے قورمے۔ تیتروں کا بھنا ہوا گوشت۔ مچھلی کے کباب۔ بینگن اور قیمہ کے بھرتے سے حلوا وغیرہ کے بعد میوہ جات جن میں خصوصیت کے ساتھ تربوز کو بڑی بڑی قابوں میں نہایت خوبی سے سجایا گیا تھا، اور لطف یہ ہے کہ تمام گودے کی خوبصورت سرخ دیواروں میں تخم تربوز کا ایک دانہ بھی موجود نہ تھا،

حاضرین نے ہر ایک کھانے سے پورا حظ اٹھایا اور کھانے سے فراغت کے بعد مہمانان کی گلاب ریزی عنبر بیزی، بخورات، اور الائچی چار وغیرہ سے مدارات کی گئی،

عرب اور بالخصوص دار رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ میں اس پہلی دعوت امیری سے عصر کے قریب فارغ ہو کر **اعلیحضرت** دام اقبالہ و ملکہ اپنے معزز میزبان کی خوش اخلاق اور مہمان نوازی کے جذبات سے محظوظ واپس کیمپ میں تشریف فرما ہوئے،

۱۰ و ۱۱ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۴ و ۱۵ فروری ۱۹۳۵ء جمعرات اور جمعہ کو حرم نبوی کی باجماعت نمازوں اور صلوۃ و سلام کے پراثر مشاغل میں گذرے۔ شہر مدینہ کے اندرونی مقامات قابل زیارت کی زیارت سے شرف اندوز ہوئے،

راقم ناچیز اپنی کمزوری اور نااہلیت کے باعث دو ایک دن اس قدر علیل رہا کہ اس بیماری کے وقت کا بیشتر حصہ بے ہوشی میں گذرا، جناب خان بہادر ڈاکٹر دیوان علی خانصاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ کیمپ و چیف میڈیکل افسر نے کمال مہربانی سے تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد متواتر علاج جاری رکھا، اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے بھی بندہ نوازی اور کمال مہربانی سے عیادت سے مشرف فرمایا۔ ان حرماں نصیب لمحات بیماری کا تاسف میرے دل میں تاحیات باقی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت سے صحت

بخشی۔ اور پھر اس مقام کی برکات وافرہ سے بہرہ ور فرمایا۔

۲۰ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ (۱۶ فروری ۱۹۳۵ء) کو یہ معلوم کر کے کہ امیر مدینہ کی دختر نیک اختر کا ایک نجیب عرب کے ساتھ عقد ہوگا۔ اور اس مجلس نکاح کی تیاری کا مدینہ منورہ میں اہتمام ہو رہا ہے۔ اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ نے اپنے وزیر حضوری جناب کرنل قریشی صاحب بہادر کے ذریعہ مبارک باد کہلا بھیجی اور اس نکاح کے بابرکت ہونے کی دعا فرمائی۔ امیر محترم نے شکریہ ادا کیا اور اسی دن دوپہر کو امیر مدینہ المحترم مع اپنے خواص کے ملاقات بازدید کے لئے مخیام بہاولپور میں تشریف فرما ہوئے۔ اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ نے اس بابرکت جماعت کا نہایت فراخدلی اور محبت کے ساتھ استقبال فرمایا اور شایان شان تواضع اور مدارات فرمائی، کچھ دیر تک خیر وعافیت حالات سفر وغیرہ کے متعلق تبادلہ خیالات سے دلچسپی کا مشغلہ رہا۔

۱۷ فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ) بروز یکشنبہ اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ نے حضرت امیر مدینہ المحترم اور ان کے خواص حاشیہ کے لئے کل سہ پہر کی ضیافت کے واسطے انویٹیشن کارڈ دعوتنامے جاری فرمائے۔ اور ۱۰ بجے قبل از دوپہر کو کئی ایک مصوّر دل نے اعلیحضرت اور کیمپ کے افسران کی تصاویر عکسی لیں۔

۱۸ فروری ۱۹۳۵ء (۱۴ ذیقعدہ ۵۳ھ) دوشنبہ کو سہ پہر کے وقت امیر مدینہ مفخم کی دعوت تھی اس لئے کارکنان کیمپ۔ کیمپ کی صفائی، درستی اور آراستگی میں مصروف رہے۔ شاہی قلندری کے نیچے کھانے کا انتظام تھا، ظہر کے بعد معزز مہمانوں کی پارٹی تشریف آور ہوئی۔ بیس اصحاب شریک دعوت ہوئے جن کی فہرست آگے درج کی گئی ہے۔

اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ نے کھانے کا انتظام حسب سنت نبوی فرش پر فرمایا تھا۔ ہندوستانی اور عربی متعدد کھانے پیش کئے گئے۔ جو نہایت ہی لذیذ تھے۔ اور شاندار قابوں میں لگائے گئے تھے، صاحب مفخم امیر مدینہ اور ان کے مصاحبین نے ہر کھانے کو نہایت شوق سے ملاحظہ فرمایا۔ اور نہایت محظوظ ہوئے اور اعلیٰ حضرت دام اقبالہ وملکہ کی محبت آمود دعوت اور پُرخلوص سلوک سے مشکور ہوئے۔

اس دسترخوان عباسی پر یورپین دعوتوں کی تقلید میں کوئی جام صحت نوش کرنے کا پروگرام نہ تھا یہاں اسلامی اخوت اور مساوات کے ازلی جام محبت کی گردش تھی۔ ہر دل صہبائے اخلاص کی جام نوشی میں سرمست تھا۔ اور ہر ایک چہرہ محبت کے جام زلال سے لال نظر آتا تھا۔ اسلامی شان نظر آ گئی، اور آنکھوں نے جو کچھ دیکھا۔ دل میں اتر گیا۔ یہ جامِ کوثر کے دَور اور جام محبت کے پیالیوں کی نوشانوشی عمر بھر یاد رہے گی۔

اسلامی دعوت تھی، نور ایمان کی تجلیاں تھیں، اخوت، مساوات، اور سادگی نے تمام دلجوئی اور دلبری کے ساز و سامان بہم پہونچائے تھے، لکڑی اور بید کی کرسیاں نہ تھیں۔ معزز مہمانوں کی دل و دیدہ میں جگہ تھی

انواع طعام علاوہ چٹنی۔ اچار۔ مربے اور فواکہ دسترخوان کی زینت تھے۔ کھانے حسب ذیل تھے،

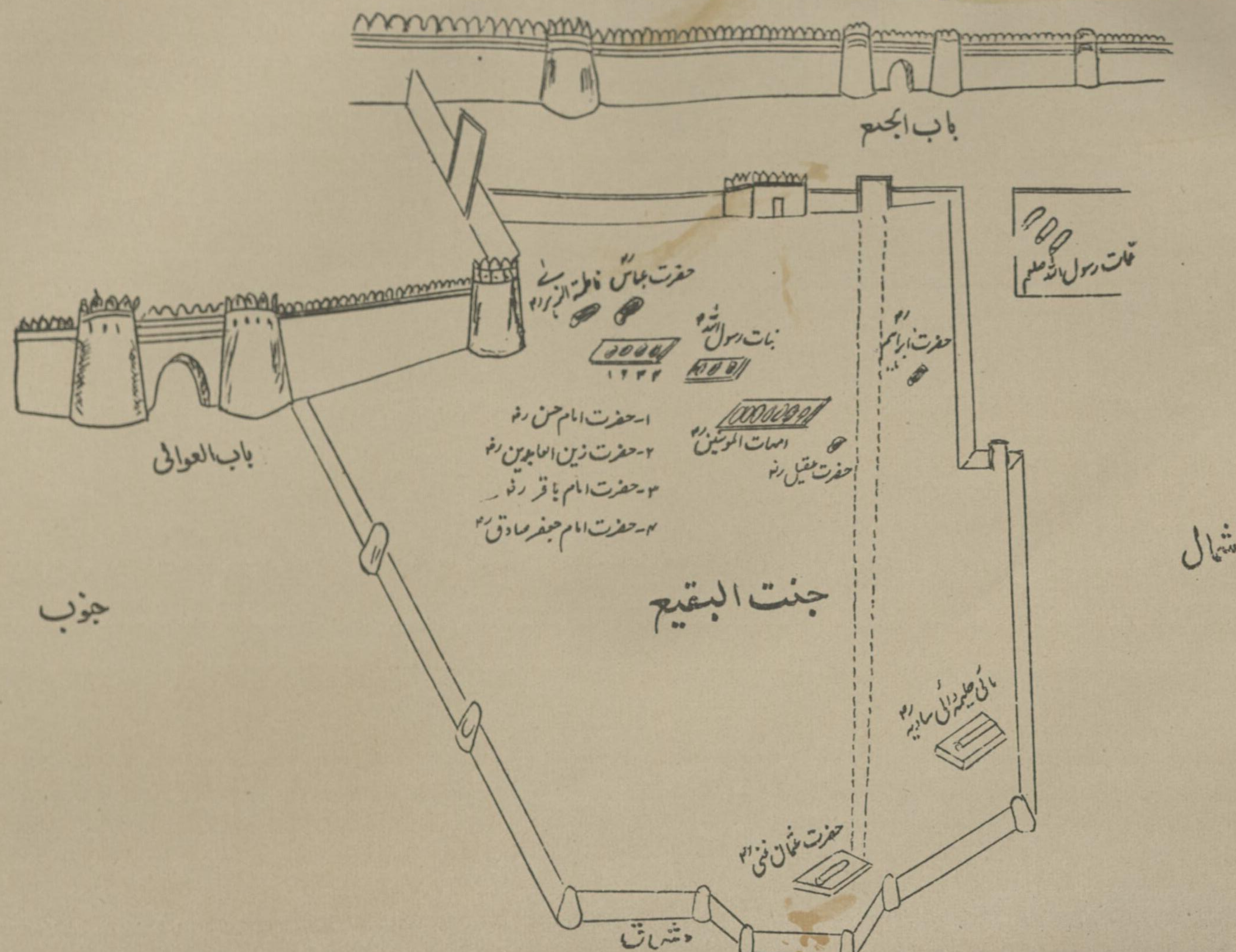
شوربا ملتانی معہ پلاؤ،
مختوم نرگس
سبزی (مختلف قسم کی)
پلاؤ بریانی
قورمے مختلف قسم
کباب شامی
میٹھا مرغ پلاؤ
حلوہ (جیلی)
پھل (فواکہ)

معزز مہمانان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں

1 سمو۔ محترم امیر مدینۃ المنورہ ابراہیم بن عبدالعزیز مفخم
2 - حمود بن ابراہیم
3 - شیخ سلیمان العمری　قاضی محکمہ مستعجلہ
4 - شیخ ابراہیم بری　عضو مجلس ادارہ
5 - جنرل حمدی بک　ملٹری افیسر
6 - سعد بن ابراہیم
7 عبدالرحمن بن جبر
8 عبدالرب بن عبدالرحمن
9 علی صبری
10 فہد بن سلیمان

مغرب

فصیل بلدہ طیبہ مدینہ مطہرہ



۱۱ - محمد حسن سمان

۱۲ - ناصر بن عقیل　　امین المالیہ

۱۳ - ذیاب ناصر　　عضو مجلس ادارہ

۱۴ - عبدالعزیز خزیجی　　" "

۱۵ - سید عبید مدنی　　" "

۱۶ - عبدالرزاق بک　　مدیر الشرطہ

۱۷ - حسن بن سلطان　　قائد المجانہ

۱۸ - صالح قاضی

۱۹ - سعد القصیبی　　تاجر اللولو

۱۵ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ (۱۹ فروری ۱۹۳۵ء) کو بروز سہ شنبہ بہاولپور سے ایر میل (ہوائی ڈاک) کے ذریعہ تمام کیمپ میں وطن سے خطوط خیریت پہنچے۔ راقم ناچیز کو بھی برخوردار محمد حفیظ الرحمن سلمہ ربہ کے خط موصول ہوئے۔ اعزہ واقربا کی صحت وعافیت کے مژدہ سے خوشی حاصل ہوئی۔ سب کے لئے دعائے خیر کی گئی۔ اور حسب استدعا سب کی طرف سے بارگاہ نبوی صلعم میں سلام عرض کئے گئے۔

۱۶-۱۷- ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ (۲۰-۲۱ فروری ۱۹۳۵ء) کو مدینہ پاک میں حرم نبوی کے دروازہ (باب التوبہ) پر باجماعت نمازیں ادا کرنے اور صلوۃ وسلام کے پرجوش تحائف سرکار نبوی میں حسب معمول پیش کرنے کا شرف حاصل ہوتا رہا۔ اور شہر کے اندر جس قدر قابل زیارت مقام ہیں، ان کی زیارت کا موقع نصیب ہوا۔

جنت البقیع[1] : مسجد غمامہ[2] : مدرسہ یتامی[3] : دستکاری کا مدرسہ[4]

مشہد حضرت امیر عثمانؓ[5] : دار آل عمرؓ[6] - دار عشرہ مبشرہ[7] کتب خانہ شیخ الاسلام[8]

---

[1] جنۃ البقیع :- یہ قبرستان ہے۔ اور اس قدر مقدس اور متبرک ہے کہ ہر سچے مسلمان کی یہ دلی خواہش رہتی ہے کہ وہ اسی بہشت میں دفن ہو۔ سینکڑوں بزرگان سالہا سال تک مدینہ طیبہ میں مقیم رہ کر اپنی موت اور تدفین جنۃ البقیع کا انتظار کرتے رہے۔ اسی قبرستان میں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا دعائے مغفرت فرمائی۔ اس قبرستان میں فرزند دلبند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام مدفون ہیں۔ امہات المومنین اور بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبور بھی اسی میں ہیں۔ عم رسول حضرت عباسؓ (مورث اعلی اعلحضرت فرمانروائے بہاولپور دام اقبالہ وملکہ) کا مزار مبارک اسی جنت میں

مشاغل عالیہ۔ اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ قیام مدینہ طیبہ میں برابر کسب سعادت دارین میں مصروف رہے حرم میں باجماعت نمازوں کی شمولیت۔ مقامات قابل دید کی زیارت اور درود و وظائف کا انہماک تھا۔ صبح

(بقیہ صفحہ ۱۹۵) واقع ہے۔ امیرالمومنین حسن بن علیؓ اور علیؓ بن امام حسینؓ (امام زین العابدین) امام باقرؓ۔ امام جعفر صادق رضہ کی قبور اور حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کا سر مبارک اسی میں مدفون ہے۔ خلیفۃ الرسول حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک اسی میں ہے۔ حضرت مالک بن انس رض حضرت ابوسعید خدری رض بھی اسی میں مدفون ہیں۔ حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ (دایہ حضور سرور عالم صلعم) اور بی بی صفیہ (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھوپھی) کے مزارات بھی اسی میں واقع ہیں۔
۲۔ مسجد عمامہ: باب عنبریہ سے حرم نبوی کی طرف آتے ہوئے سرراہ یہ مسجد واقع ہے اس کو مسجد شمس بھی کہتے ہیں۔ یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر پر دھوپ کی شدت کے روکنے کی غرض سے بادل نے سایہ کیا تھا۔ غمامہ عربی میں بادل کو کہتے ہیں۔ ۳۔ حرم نبوی کے باب النساء کی راہ سے نکلکر یہ عالیشان مدرسہ بائیں جانب سرراہ واقع ہے۔ اس میں عرب بچوں کی خوراک اور تعلیم کا اہتمام ہے۔ ہندوستانی علمانے اس کار خیر کو شروع کیا ہے۔ اب نہایت کامیاب حالت میں ہے بچوں کے ہاتھ کے تیار کئے ہوئے چھپر، فریم اور دوسری لکڑی کی اشیاء مہتمم صاحب کے کمرے میں موجود ہیں۔ عرب بچے زیور علم سے آراستہ ہو رہے ہیں۔
۴۔ مدرسہ دستکاری (دارالصناعۃ) کارخانہ پارچہ بافی میں اونی۔ سوتی اور ریشمی پارچہ بافی کا نہایت ہی عمدہ کام ہو رہا ہے۔ ہندوستان میں بھی اس کی ایک شاخ حیدرآباد میں کھل گئی ہے، جہاں سے مدینہ طیبہ کی دارالصناعۃ کے تیار کردہ پارچات مل جاتے ہیں۔ یہاں کچھ عرصہ سے صنعت حرفت کا ایک مدرسہ جاری ہوا ہے، جہاں کپڑا بُنا جاتا ہے۔ مدینہ طیبہ کے غریب باشندے اس میں کام سیکھ رہے ہیں۔ اور شہر کے غریب نادار اور مفلس مستورات سوت کات کات کر اس کارخانہ کی ضروریات کو بہم پہنچاتی ہیں۔ میں خود اس تعلیم گاہ میں حاضری کا شرف حاصل نہ کر سکا۔ لیکن حالات جو معلوم ہوئے ہیں وہ نہایت حوصلہ افزا ہیں۔ عرب کے باشندے اپنی کاروباری زندگی سے بہت دور ہو گئے ہیں۔ ان کے لئے صرف شتربانی اور بھیڑ بکریاں چرانے کا کام باقی رہ گیا تھا۔ پہلے کام کو موٹروں، لاریوں اور بسوں نے بے رواج کر دیا ہے۔ دوسرے کام کو متواتر چھ سال کی بارش نہ ہونے نے ماند کر دیا ہے۔ ایسے حالات میں غریب عربوں کی تباہی میں کوئی کسر باقی نہیں رہی۔ ہندوستان اور بالخصوص دکن کے بعض درد سے بھرے ہوئے دلوں نے عربوں کو حرفت کی طرف اس طریق سے متوجہ کرنے کی بسم اللہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انکی ہمت بلند اور سعی مشکور فرمائے جس قدر حالات سے میں آگاہ ہو سکا ہوں وہ یہ ہیں کہ اس تعلیم گاہ میں پارچہ اور اس کی تمام شاخیں بہت کاتنا، انٹی بنانا، روئی دھنکنا (ندافی) وغیرہ جاری ہیں۔ حجامی وغیرہ کام بھی سکھائے جاتے ہیں، ۱۳۵۲ھ سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ اب اس طرف عملی طور پر توجہ ہو رہی ہے۔ جو طلبا کارگہ کے کام سے واقف ہو گئے ہیں، وہ اسی مدرسہ میں دوسرے بچوں کے سکھلانے پر ملازم رکھ لئے گئے ہیں۔ سکھلانے والوں کو تنخواہ اور سیکھنے والوں کو وظیفہ دیا جاتا ہے۔ شہر کے سینکڑوں مستورات کارخانہ سے روئی لیجا کر کات کات کے روزی کما رہی ہیں۔ عام مسلمانان عالم، مرد عورتوں اور بچوں کا یہ تیار کیا ہوا کپڑا احرام اور کفن وغیرہ کی ضروریات کے لئے خرید کر رہے ہیں یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ کپڑا اب ہندوستان میں فروخت کے لئے بھجوایا جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کارکنان محترم کا ارادہ ہے کہ اس قسم کی تعلیم گاہیں مکہ مکرم اور جدہ اور دوسرے مقامات پر بھی کھولی جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ ۵۔ مشہد حضرت امیر عثمان رضہ۔ اب اس کی سابقہ حالت موجود نہیں۔ ایک مکان مسجد نبوی کے گوشہ جنوب مشرق میں واقع ہے۔ اس میں باغیان نابکار نے حضرت عثمان رضہ کو شہید کیا تھا۔ ۶۔ دار آل عمر: مسجد نبوی کی پشت پر ایک غیر آباد باغیچہ کی صورت میں ہے مسجد مبارک کی کھڑکیاں اسی طرف لگی ہوئی ہیں ۷۔ دار عشرہ مبشرہ رض دار آل عمر رض کے متصل واقع ہے۔ یہاں ایک سبیل جاری رہی تھی۔ اور یہ آل عمر رض کے دس حصہ داروں کی ملکیت تھی۔ جنہوں نے وقف کر دی تھی،
۸۔ کتب خانہ شیخ الاسلام۔ یہ ایک نہایت عالیشان مکان میں واقع ہے۔ جو ضروریات سے ہر طرح مکمل ہے۔ کتابوں کا ایسا بہتر انتظام ہے کہ اس سے بہتر خیال میں بھی نہیں آتا۔ مہتمم کتب خانہ ایک نہایت عالم خوشنویس روشن ضمیر بزرگ ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے اس کتب خانہ کی فہرست سات ضخیم جلدوں میں مکمل کی ہے۔ وہ بیان کرتے تھے کہ دس سال کی متواتر محنت کے بعد یہ فہرست تیار ہوئی ہے۔ اس فہرست سے کتابوں کے مصنف وار۔ علم وار اور ترتیب وار تلاش کرنے میں ذرا بھی دیر نہیں ہوتی۔ کتابیں سات ہزار کے قریب بتلاتے تھے۔ اور اکثر اس قدر قدیم زمانہ کی ہیں، کہ ان کی حفاظت اور خط کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے۔ خلفائے بنی عباس رضہ کے عہد کی متعدد کتابیں موجود ہیں۔ یہ تمام ذخیرہ کتب قلمی ہے خط، کاغذ۔ نقش و نگار کے لحاظ سے بعض کتب بے مثال ہیں،

میں اس قرآن مجید کو دیکھنا چاہتا تھا جس کے متعلق میں نے پڑھا تھا، کہ ایک ایک صفحہ پر قرآن کریم کا ایک ایک پارہ لکھا ہوا ہے۔ چونکہ بالکل اسی قسم کا ایک قرآن کریم اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ کے عالیشان کتب خانہ میں بھی موجود ہے۔ اس لئے مجھ کو اس کا شوق تھا۔ لیکن دوسری دلکش کتابوں اور حیرت انگیز یادگاروں نے دل کو محو رکھا۔ اور اس کو نہ دیکھ سکا۔

سے شام تک خیرات اور امداد غربا کا سلسلہ مختلف طریقوں سے جاری رہتا تھا۔ پختہ طعام۔ نقدی اور جنس خیرات کے علاوہ تجار مدینہ کی کثرت خریداری سامان سے امداد۔ شرفائے مدینہ کے لئے تحائف اور قسم قسم کی امداد کا سلسلہ برابر جاری رہا۔

تصویر:۔ روضۂ اخضر کی محبت کا دل میں اس قدر گہرا اثر ہوا کہ اعلیٰحضرت نے روضۂ اقدس کی ایک قلمی تصویر خود تیار فرمائی۔ ۲۵ فروری ۱۹۳۵ء کا بنایا ہوا روضۂ اقدس کا یہ دستی نقشہ صحیح۔ دلکش اور نہایت دلفریب تھا۔ اس کو دیکھکر وہ پہلی نظر کا سماں آنکھوں کے سامنے آجاتا تھا۔ جو سعادت ورود کی پہلی ساعت میں دیکھا تھا۔

میں نے صادق الاخبار کے حج نمبر میں یہ لکھا تھا کہ "اعلیٰحضرت دام اقبالہ وملکہ کے قیام مدینہ کا اکثر وقت عبادت۔ درود وسلام اور زیارت روضۂ اقدس میں بسر ہوتا رہا۔ اور قصر نبوی صلعم کا ایسا مجسمہ آمود نقش ان کے دل پر اور اثر ان کے تصور میں قائم ہوگیا۔ کہ آپ نے اپنے قلم سے روضۂ اقدس کی ایک تصویر بنا ڈالی۔ یہ تصویر اس قدر صحیح۔ اصل کے بالکل مطابق اور رنگ کے لحاظ سے اس قدر مکمل ہوگئی کہ کسی بلند پایہ ماہر فن مصور چابک دست کی تیار شدہ معلوم ہوتی تھی۔ گنبد کے ہلکے سبز رنگ نے اس میں وہ شان دلبری پیدا کردی ہے۔ کہ بیان سے باہر ہے"۔

میں نے حج نمبر میں یہ بھی توقع دلائی تھی کہ اس تصویر کو ناظرین اپنی اصلی صورت میں سفرنامہ کے مطالعہ کے وقت دیکھیں گے۔ الحمدللہ کہ میں اس تصویر کا بلاک حاصل کرکے اس سفرنامہ کے اوراق کو چار چاند لگا رہا ہوں۔

یہ تصویر راقم ناچیز کو اعلیٰحضرت نے ۲۵ فروری ۱۹۳۵ء کو دوشنبہ کے دن دکھائی تھی، میں اعلیٰحضرت دام اقبالہ وملکہ کے اس شاہکار کو دیکھکر اس قدر محو حیرت ہوا کہ بیان سے باہر ہے اعلیٰحضرت کے طالب علمی کے زمانہ کے بعض سکیچ میں نے دیکھے تھے۔ مگر ان کو عرصہ گذر گیا اور ملکی مہمات کی مصروفیت کو دیکھکر میں سمجھتا تھا کہ اب تو اعلیٰحضرت کو اس طرف کبھی رغبت ہی نہ ہوگی، مگر تصویر کو دیکھکر مجھے یقین ہوگیا کہ اعلیٰحضرت کا مذاق اس فن لطیف کے ساتھ مناسبت خاص رکھتا ہے اور یقیناً اس کتاب کے ناظرین تصویر کو دیکھکر میرے ساتھ متفق ہونگے۔

۱۳ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ (۲۷ فروری ۱۹۳۵ء) چارشنبہ کو اعلیٰحضرت نے حرم نبویؐ سے فارغ ہوکر جنتہ البقیع میں فاتحہ پڑھی اور پھر اپنی رباط (سرائے) واقعہ مدینہ منورہ کا ملاحظہ فرمایا۔ اور اس کے متعلق ضروری ہدایات صادر فرماتے رہے۔ پھر مدینہ طیبہ کی گلیوں اور بازاروں میں پھر کر ان مقامات میں سے

گذرنے کی تمنا پوری کی، جہاں جہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذر فرمایا کرتے تھے، اسی اثنا میں باب السلام کے سامنے والے چوک میں سے گذرے، جہاں سزا یافتگان جرم سرقہ کے ہاتھ پاؤں لٹک رہے تھے، ان کو ملاحظہ فرمایا۔

شرعی تعزیرات کا ایک منظر

شرعی تعزیرات کا ایک منظر

حضرت سلطان ابن سعود کے عہد میں حجاز کے اندر شرعی احکام تعزیر جرائم برابر جاری ہیں۔ چوری کے پاداش میں ہاتھ پاؤں کاٹے جاتے ہیں۔ بعض جرائم میں دُرّے مارے جاتے ہیں۔ بعض اشخاص چوری کے الزام میں گرفتار شدہ موجود تھے۔ عدالت الضاف نے ان کے متعلق شرعی احکام نافذ کئے ہوئے تھے۔ چنانچہ ایک قابل ڈاکٹر کی موجودگی میں مدینہ طیبہ کے چوک میں ان چوروں کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اور یہ ہاتھ اور پاؤں سر بازار کئی دن تک عبرت اور ہدایت کے لئے لٹکا دیئے گئے تھے،

جرائم مخل امن عامہ کی سخت سزا کا اثر ہے کہ اس سرزمین میں جہاں دنیا کی تمام اکناف واطراف سے مسلمانان جمع ہوتے ہیں چوری کی واردات نہایت ہی شاذ بلکہ ناپید ہے۔

یہ عینی مشاہدہ ہے کہ حرم میں نماز پڑھنے کے لئے مدنی تجار دکاندار اپنی دکانوں کو کھلا ہوا اکیلا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ بعض تو برائے نام سامان پر کپڑا ڈال دیتے ہیں۔ مگر بعض بالکل تنہا بھری ہوئی دکان چھوڑ کر نمازوں میں اطمینان سے شامل ہوتے ہیں۔ کبھی نہیں سنا کہ کسی دکان سے کوئی چیز سرقہ ہوئی ہو۔

اسی طرح گم شدہ سامان کے دستیابی کا سلسلہ حیرت انگیز ہے۔ ہمارے کیمپ کے ایک بزرگ کی کچھ چابیاں راستہ میں گر گئی تھیں۔ مقام قیام پر پہونچنے پر فوراً سعودی حکام نے پیش کیں۔ ایک منزل کے راہ میں حضرت حفیظ جالندہری صاحب کا ہینڈ بیگ لاری سے کہیں گر گیا۔ منزل پر پہنچکر حیران وپریشان تھے۔ کیونکہ ان کے مسودات شاعری اسی میں محفوظ تھے۔ مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد متعلقہ افسران نے وہ بیگ لاکر پیش کر دیا۔

اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ نے بھی اس تعزیری منظر کا معائنہ فرمایا۔ اور شارع اسلام علیہ السلام کی انسداد جرائم کی عملی تدابیر کی اہمیت اور عظمت کا دیر تک اظہار فرماتے رہے۔

آستانۂ رسول کی ایک شام

آستانۂ رسول کی ایک شام

میرے محترم دوست اور ہمسفر حاجی میجر نذیر علی شاہ صاحب ایڈیکانگ نے مدینہ طیبہ کی ایک شام کا ذکر

۱۸ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ ۲۲ فروری ۱۹۳۵ء

مسجد قبا

ذیل کے الفاظ میں کیا ہے۔

آستانہ رسولؐ :- مغرب کا وقت۔ نماز کے بعد جب مسجد نبوی کی تمام شمعیں جگمگا رہی تھیں۔ میں نے روضہ اقدس کی جالی کے سامنے دست بستہ رحم بھری خوبصورت آنکھوں والے ایک نوجوان کو خاموش آنسو کے انمول موتی نچھاور کرتے۔ مسرت و انبساط کی بلند چوٹیوں پر حسن قبولیت سے اس قدر سرفراز ہوتے دیکھا کہ شاید کسی خوش نصیب کو یہ درجہ خوش نصیبی حاصل ہوا ہو۔

افسوس اس وقت میرے پاس کوئی چیز نہ تھی کہ جس میں یہ انمول موتی اکٹھے کر لیتا۔ کیونکہ یہ میرے آقا تاجدار بہاولپور کی رحم بھری خوبصورت آنکھوں سے نکلے ہوئے خلوص عقیدت سے لبریز تھے۔"

۱۸ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۲ فروری ۱۹۳۵ء روز جمعہ

مسجد قبا

بئر عریس — عین زرقا

اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے کل شام کو ہی کیمپ میں ارادہ مبارک ظاہر فرما دیا تھا کہ صبح مسجد قبا کی زیارت کے لئے چلیں گے۔ اس لئے کیمپ کے تمام حلقہ بگوشان رات بھر دعائیں کرتے رہے۔ اور مبارک صبح کی انتظار میں جمعہ کی رات تسبیح و صلوٰۃ میں گذار دی۔ صبح کی نماز۔ درود و سلام سے فارغ ہو کر **اعلیحضرت** دام اقبالہ و ملکہ حرم نبویؐ سے حسب معمول باہر تشریف لائے اور اپنے ناچیز نمک خواران کو لاریوں میں سوار کرا کر **مسجد قبا** کی طرف تشریف لے گئے۔

مسجد قبا :- مدینہ طیبہ سے جنوب مغرب کی جانب دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ پیدل آدمی ۴۰ منٹ میں پہنچ جاتا ہے۔ مربع صورت کی ایک عمارت ہے۔ اندر مسقف حصہ ۲۹ ستونوں پر قائم ہے۔ محراب اور منبر موجود ہیں۔ منبر ایک تاریخی یادگار ہے۔ سنگ رخام کا بنا ہوا وہ منبر ہے جو **سلطان قایتبائی** نے ۸۸۸ھ میں مسجد نبوی کے لئے ہدیۃً بھجوایا تھا۔ عرصہ تک یہ منبر مسجد نبویؐ میں رہا۔ پھر جب سلطان مراد عثمانی نے موجودہ عالیشان منبر مسجد نبوی کے لئے بھجوایا تو اس منبر کو مسجد قبا میں منتقل کر دیا گیا۔

مسجد کی سامنے والی دیوار میں شرقی کونہ پر ایک محراب ہے جس کو طاقۃ الکشف کہتے ہیں بیان کیا گیا کہ اس مقام سے حضرتؐ کی تشریف آوری کا انتظار کیا جاتا رہا تھا۔

صحن مسجد شریف میں ایک قبہ بنا ہوا ہے۔ اس میں بھی نوافل پڑھی جاتی ہیں۔ اس کو ناقہ نبوی صلعم کا مبرک کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی اس مقام پر آ کر بیٹھی تھی۔ اس مسجد

میں وہ مقام بھی دکھلایا گیا ہے۔ جہاں آیت الکرسی کا نزول ہوا تھا۔
اس میں ایک پتھر قدیم پر کوفی خط میں حسب ذیل کتبہ درج ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد کی موجودہ عمارت کی تاریخ ہے۔

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اِنَّمَا يَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللهِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ۔

امر بعمارۃ مسجد قباء الشریف ابو یعلی احمد بن الحسن بن احمد بن الحسن رضی اللہ عنہ ابتغاء ثواب اللہ وجزیل عطائہ ..... علی ید الشریف حسن المسلم .... بن عبداللہ بن مسالک فی سنۃ خمس وثلاثین واربع مائۃ ھ۔ مسجد کے ایک گوشہ غربی میں ماذنہ (منار) ہے۔ معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ سے اس مسجد شریف کا راستہ گنجان جھاؤ کے بوٹوں اور کھجور کے جھنڈوں کی وجہ سے پیچ در پیچ تھا۔ اب یہ وسیع اور سیدھا راستہ ۱۳۵۱ھ میں وکیل امیر مدینہ عبدالعزیز بن ابراہیم مفخم نے بڑے اہتمام سے تیار کرا دیا ہے، اور اس راستہ کے سیدھا کرنے میں کچھ اراضیات خرید بھی کی گئی ہیں۔ اب راستہ نہایت کھلا ہے۔ جابجا دائیں بائیں باغات اور سبزہ زار بھی ہیں۔

یہ مسجد اس سرزمین پاک میں سب سے پہلی مسجد شریف ہے۔ اسی مسجد کی شان میں قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی تھی لَمَسۡجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقۡوٰى مِنۡ اَوَّلِ يَوۡمٍ اَحَقُّ اَنۡ تَقُوۡمَ فِيۡهِ ؕ فِيۡهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوۡنَ اَنۡ يَّتَطَهَّرُوۡا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الۡمُطَّهِّرِيۡنَ (سورہ توبہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں آئے تھے تو پہلے اسی جگہ قیام فرمایا تھا علی اختلاف الروایات ۱۴ روز یہاں قیام رہا تھا اور یہ مسجد تیار ہوئی تھی اس مسجد کی تعمیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بہ نفس نفیس کام کیا تھا۔ مسجد قبا کی موجودہ عمارت سلطان محمود ثانی اور اس کے فرزند سلطان عبدالمجید خاں کے وقت کی ہے۔ جو ۱۲۴۵ھ میں تیار ہوئی ہے۔ اس سے پہلے بھی کئی بار یہ مسجد شریف مرمت ہوئی اور از سر نو تعمیر ہو چکی تھی۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ابتدائی تعمیر میں بذات خاص عملی حصہ لیا تھا۔ اس لئے اس کے خاص فضائل کتابوں میں درج ہیں۔

اعلیحضرت وام ملکہ واقبالہ نے اس مسجد شریف کے حالات شیخ الجامع صاحب مولانا مولوی غلام محمد صاحب اور مہتمم مسجد سے بذریعہ اپنے ترجمان حسن الجواد کے دیر تک سنے اور اس میں نوافل ادا فرمائے مہتمم اور خدام مسجد کو انعام و خیرات سے مشرف فرمایا۔ مسجد کے دروازہ پر عرب لوگوں کا جم غفیر جمع ہو گیا تھا۔ جس میں بچے اور عورتیں بکثرت تھیں۔ ان سب میں خیرات تقسیم فرمائی۔

اس کے بعد عین زرقا اور بیر عریس کو دیکھا

عین الزرقا

عین الزرقاء مسجد قبا کی غربی جانب واقع ہے۔ یہ چشمہ مروان بن الحکم نے پہلی صدی ہجری میں امیر معاویہ کے حکم سے کھدوایا تھا۔ چونکہ اس کی دونوں آنکھیں ارزق تھیں۔ اس لیے اس چشمہ کا نام اس کی نسبت سے عین الزرقا ہو گیا۔ اس چشمہ کے حالات کی ایک دراز داستان ہے۔

مدینہ طیبہ کی زندگی کی ضروریات آبی کو یہی چشمہ پورا کر رہا ہے۔ نہ صرف مدینہ طیبہ بلکہ جو جدید سکیم اس سے فائدہ اٹھانے کی اس وقت حکومت کے زیر غور ہے۔ اس کے اجرا پر ہر ہر گھر میں اس کے پانی کے پہونچ جانے کی توقع کی جاتی ہے۔ اس نظام عمل کی حیرت انگیز وسعت کو دیکھکر اسوقت کے مہندسین اور انجنیروں کے کمال کا معترف ہونا پڑتا ہے

بیر عریس

بیر عریس۔ قریب ہی مسجد قبا کے بیر عریس واقع ہے۔ اس کی زیارت کی۔ یہ وہی کنواں ہے۔ جس میں امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ سوم کے ہاتھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نقرئی خاتم مبارک ان کے عہد خلافت کے چھٹے سال میں گر گئی تھی اور پھر ہر چند تلاش کی گئی۔ مگر نہ دستیاب ہوئی۔ یہ وہی خاتم مبارک تھی جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرامین مقدس پر ثبت کرانے کے لئے بنوایا تھا۔ عہد مبارک نبوی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں۔ اور عہد صدیق رضؓ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پھر عہد فاروقی میں حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کی زینت رہی۔ عہد عثمانی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی کہ اتفاق سے اس کنوئیں میں گر گئی۔ اس خاتم مبارک پر

نقش خاتم نبوی



نقش تھا۔ اس لحاظ سے اس کنوئیں کو بیر خاتم بھی کہتے ہیں۔

یہ کنواں ایک یہودی کی ملکیت تھا۔ جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے لے لیا تھا۔ عریس اسی یہودی کا نام تھا اور اس کے نام کی نسبت سے آج تک اس کے نام سے مشہور ہے۔

اس کنوئیں کی تعمیر زیریں تو قدیم زمانہ کی ہے لیکن اوپر کا کچھ حصہ ترکی حکومت کی یادگار ہے۔ اس کنوئیں کے متعلق تاریخ بتلاتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوبکرؓ۔ عمرؓ اور عثمانؓ کی معیت میں اس پر آ کر بیٹھے تھے۔ یہ بھی کہا گیا۔ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنوئیں میں اپنا لعاب دہن مبارک ڈالا تھا۔ اس کنوئیں کا پانی شیریں ہے۔

اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے ان مناظر کا ملاحظہ فرمایا اور پھر سوار ہو کر مدینہ طیبہ پہنچے۔

نواب ولی الدولہ مرحوم

مدینہ طیبہ میں نواب ولی الدولہ خانصاحب بہادر جو اعلیحضرت نظام دکن کے عزیزوں اور وزیروں

میں سے تھے یایہاں حج وزیارت کی غرض سے آئے ہوئے تھے۔ اور اہل وعیال بھی ان کے ہمراہ تھے بیمار ہوگئے۔ اعلیٰ حضرت دام اقبالہ وملکہ کو جب ان کی علالت کی اطلاع ہوئی اور ڈاکٹری علاج کیلئے ان کی ضرورت کا علم ہوا۔ تو اعلیٰ حضرت نے کمال ہمدردی اور دلی التفات کے ساتھ خان بہادر ڈاکٹر دیوان علی خاں صاحب چیف میڈیکل افسر بہاولپور کو متعین فرمایا۔ اور ہر طرح سے ان کی خاطر ومدارات۔ معالجہ اور نگرانی ہوتی رہی۔ جنۃ البقیع کی خاک مقدر ہوچکی تھی۔ خوش قسمتی سے اس مقدس مقام میں پیوند خاک تھا۔ ۲۲ فروری ۱۹۳۵ء جمعہ کی صبح انتقال ہوگیا۔

اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ نے تمام کیمپ کو اور افسران ہمراہی کو ارشاد فرمایا کہ تجہیز وتکفین تدفین کی ضروریات انجام دیں۔ اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ نے نہایت ہمدردی اور غمگساری کے ساتھ ان کے پسماندگان کی تعزیت کی اور اپنے مطبخ عالیہ سے تین وقت ان کے پسماندگان کے لئے کھانا بھجوانے کا ارشاد فرمایا۔ بہاولپور کے لوگوں نے حیدرآباد کے اس شاہی خاندان کے محترم بزرگ کی تجہیز تکفین کی اور جنازہ اس شان سے اٹھایا کہ قدرت کا عجیب نظارہ معلوم ہوتا تھا۔ جمعہ کے بعد حرم نبوی میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔ مسلمانان عالم کے بیشمار منتخب شدہ اصحاب نے جنازہ میں شرکت کی۔ نماز کے بعد جنۃ البقیع میں تدفین ہوئی۔

میرے محترم دوست میجر نذیر علیشاہ صاحب نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں اس طرح سپرد قلم کیا ہے

ایک ولی دربار نبوی میں

ایک ولی دربار نبوی میں ۔ یا تو انگلستان کی لہو ولعب بھری زندگی۔ آئین جیسے کالج میں تعلیم۔ یا بندہ خدا کی یہ خوش نصیبی کہ نواب مرحوم اپنے پورے قیام مدینہ شریف میں ہر نماز پر غسل کر کے مسجد نبوی میں چالیس نمازوں کی بکمال اشتیاق تکمیل کررہے تھے۔ اڑتیس نمازیں پوری کرچکے تھے کہ بیمار پڑے اور باقی ماندہ دو نمازوں کی کمی پوری کرنی تھی کہ فنا کی راہ لی۔

نواب ولی الدولہ صاحب علاوہ عہدہ وزارت حیدرآباد دکن کے ایک بہت بڑی جاگیر سالانہ کے وارث بھی تھے۔ آپ مع بیگم صاحبہ اور ایک درجن عزیز واقارب وملازمان حج کے لئے آئے ہوئے تھے۔ چونکہ انگریز ملازم اتالیق اور گورنس جدہ سے آگے مدینہ شریف نہیں آسکتے تھے اور جدہ کی آب وہوا اتنی اچھی نہ تھی۔ چھوٹے بچے ان انگریز ملازموں کے چارج میں ملک شام کی طرف بھجوادیئے گئے تھے۔

کیا ہی اچھے نصیب ہیں۔ جمعہ کا دن۔ مسجد نبوی میں نماز جنازہ اور تابوت کو ایک اسلامی ریاست (بھاولپور) کے بڑے بڑے افسران کندھا دیکر جنۃ البقیع تک پہنچا آئے۔ پھر جنت البقیع میں اہلبیت ہی کے قدموں میں جگہ نصیب ہو۔ سبحان اللہ ۔ تجھے کیا بتاؤں کہ ہمنشیں مجھے موت میں جو مزا ملا

نہ ملا مسیح وخضر کو بھی وہ نشاط عمر دراز میں

اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ

ایوان گورنر مدینہ طیبہ

میں

اعلیٰحضرت دام اقبالہ ایوان گورنر مدینہ طیبہ میں

اسی ۲۲ فروری ۱۹۳۵ء (۱۸ ذیقعدہ) کو سہ پہر کے وقت اعلیحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ نے اپنے خاص سٹاف کی معیت میں گورنر مدینہ (حاکم مدینہ) کے ایوان کو شرف قدوم بخشا۔

گورنر صاحب کے چیف سکرٹیری نے بیرونی دروازہ پر اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کا استقبال کیا۔ گارڈ آف آنر نے باقاعدہ سلامی کا فرض ادا کیا۔ منزل بالائی کے داخلی دروازہ پر گورنر مدینہ نے خود آکر شرف استقبال و سلام حاصل کیا۔ کچھ دیر تک اخلاقی طور پر تبادلہ خیالات اور سفر کے حالات کا تذکرہ فرماکر اعلیحضرت دام اقبالہ واپس تشریف فرمائے کیمپ ہوئے۔

نوٹ:۔ اس موقع پر چونکہ گورنر صاحب نے بیرونی دروازہ پر خود آکر عزت استقبال سلطانی میں کوتاہی کی تھی۔ اور بالائی منزل تک حاضری پر اکتفا کیا تھا۔ اس لئے صاحب بہادر کرنل قریشی وزیر حضوری وسیاسی کے احتجاج پر گورنر صاحب نے اپنی اس کوتاہی اور فروگذاشت پر اظہار تاسف کر کے معافی طلب کرلی تھی۔

کوہِ احد

مزار امیر حمزہ سید الشہداء عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کوہ احد ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ مزار حضرت امیر حمزہ

۱۹ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۳۵ء) کو شنبہ کے دن کل کی طرح اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے آج بعد نماز صبح کوہ احد اور اس کے متعلقہ ماثر و زیارات کے دیکھنے کا وقت مقرر فرما دیا تھا۔

چنانچہ نمک خواران نیاز آگین کو ہمرکاب لیکر اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ باب الشامی سے نکل کر شمالی جانب اس شاہراہ پر ہو لئے۔ جو کوہ احد کی جانب جاتی ہے۔

فصیل مدینہ طیبہ کے باہر سبزہ زاروں اور باغات کا ایک سلسلہ طے کرنے کے بعد لاسلکی اے تار خبر

رسائی) کا ایک مرکز دیکھنے میں آیا۔ اس کی عالیشان عمارت سے اس کی اہمیت واضح ہوتی تھی۔ معلوم ہوا کہ ترکوں کے وقت میں یہ لاسلکی کا ایک عظیم الشان مرکز تھا۔ جس کا تعلق دنیا کی تمام بڑی بڑی ممالک کے ساتھ وابستہ تھا۔ مگر اب یہاں صرف ایک مختصر مقامی ضروریات کے لحاظ سے اس کا کچھ حصہ بحال رکھ لیا گیا ہے۔

کھجوروں کے دلفریب اور نظر آسا چھوٹے چھوٹے باغوں کو دیکھتے ہوئے قریباً تین میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ہماری سواریاں کوہِ اُحد کے دامن میں پہنچ گئیں۔

معلوم ہوا کہ اس مقام پر کسی وقت مزارات کے قبوں اور دوسری عمارات کا ایک عجیب اور عبرت انگیز سلسلہ اس وسیع میدان میں موجود تھا۔ کئی ایک مسجدیں بھی تھیں۔

مزار امیر حمزہ

مگر اس وقت اس کف دست میدان میں دو چھوٹی چھوٹی قبروں کے نشان موجود ہیں جن میں سے ایک ذرا اونچی ہے۔ جس پر کتبہ بھی لگا ہوا ہے۔ کہا گیا کہ یہی سید الشہدا امیر حمزہ رضؓ کا مزار مبارک ہے۔

گنج شہیدان

یہاں خلوص کے ساتھ فاتحہ پڑھی گئی۔ قریب ہی ایک چار دیواری سے محدود رقبہ کو گنج شہیدان اُحد رضی اللہ عنہم اجمعین بتلایا گیا۔ چار دیواری کے اندر کسی قبر کا نشان موجود نہیں تھا۔ وہاں بھی ارواح شہدأ احد پر فاتحہ پڑھی گئی۔

ایک متصلہ کھنڈر کی نسبت بتلایا گیا۔ کہ یہ مقام شہادت وندان مبارک نبوی صلعم کا ہے۔ عبرت بھری آنکھوں نے اس مقام پر آنسو بہائے۔

عین الشہداء

اس مقام کے قریب ایک چشمہ آب گرم دیکھا گیا۔ جس کو ہمارے معلم حسن جواد مدنی نے اور مقامی شیخ نے عین المنیۃ کے نام سے موسوم بتلایا۔ مگر تاریخی کتابوں میں اس چشمہ کا نام عین الشھداء پایا گیا۔ یہ ایک گرم پانی کا چشمہ ہے۔ خدا کی قدرت اس میں زندہ مچھلیاں خوشی خوشی تیرتی پھرتی ہوئی دیکھی گئیں۔

مسجد فتح

اس میدان کے ایک طرف مسجد فتح ہے۔ یہ چھوٹی سی مسجد ہے اس کی نسبت معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم نے جنگ اُحد کے ختم ہونے کے بعد اس مسجد شریف میں آکر آرام فرمایا تھا۔ ظہر اور عصر کی نمازیں اور نوافل بھی اسی مسجد میں ادا کی تھیں۔ ہم نے بھی نفلیں ادا کیں۔

اس پہاڑی میں وہ شگاف (غار) کا موقعہ بھی دیکھا گیا۔ جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اس شگاف کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ٹھہرے تھے۔ مگر یہ بیان کچھ تاریخی سند سے قابل اعتماد معلوم نہ ہوا

بتلایا گیا کہ اس پہاڑ کے بعض مقامات پر قدیم زمانے کے حروف میں کچھ کتبے بھی کندہ تھے۔ مگر اس وقت تو کوئی کتبہ موجود نہیں پایا گیا۔

جبل رماۃ

جبل رماۃ۔ بھی اس موقع سے پہاڑی کی دوسری طرف قریب ہی بتلایا گیا۔ رماۃ وہ پہاڑی ہے۔ جہاں جنگ احد کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازوں کی جماعت کو حفاظت اور نگرانی کے لئے تعینات فرمایا تھا۔ اور جن کے مقام مذکور کو بلا حفاظت چھوڑ دینے کا نقصان لشکر اسلام کو برداشت کرنا پڑا تھا۔

مزار حضرت امیر حمزہ رضؓ اور دوسرے شہداء رضؓ کے ماثر و زیارات کے موقع پر اور قرب و جوار میں کھنڈرات اور عمارتی نشانات کی کثرت اس امر کی علامت ہے کہ یہاں کسی وقت خاصی آبادی ہوگی۔ اور مزارات۔ قبے۔ مساجد اور مکانات کا سلسلہ وسیع ہوگا۔ اب تو یہاں بہت قلیل آبادی باقی رہ گئی ہے۔

شیخ قبیلہ نے اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف سلام حاصل کیا۔ اور قہوہ پیش کر کے ہماری تواضع کی۔ یہاں کے باشندے جو اس وقت الطاف شاہی کی انتظار میں جمع تھے۔ اور جو انعام و اکرام سلطانی سے ممتاز ہوئے تھے۔ چہرہ کی ساخت۔ رنگ و روپ۔ قد و قامت۔ شکل شباہت کے لحاظ سے ایک ہی خاندان کے افراد معلوم ہوتے تھے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو ان بزرگوں کی اولاد میں سے ظاہر کرتے تھے۔ جو کسی وقت ان تمام مناظر و ماثر کے خادم اور مجاور کے فرائض ادا کرتے تھے۔

کوہ احد بہت دور تک چلا گیا ہے۔ اس کی کئی ایک چوٹیاں معلوم ہوتی ہیں۔ اس پہاڑ کے پتھروں کا رنگ بھی جا بجا مختلف اور خوشنما ہے۔ سبزی مائل۔ سرخ۔ سفید۔ زرد۔ سیاہ۔ لاجورد وغیرہ کو دیکھ کر یہ خیال گذرتا تھا کہ یہ کئی ایک پہاڑوں کا مجموعہ یا ان کا سلسلہ ہے۔ لیکن ایسا نہیں یہ ایک ہی پہاڑ ہے۔ جو اسی نام سے کئی میل تک لمبا چلا گیا ہے۔ اس پہاڑ کی دوسری جانب ایک

قبہ ہارون

چوٹی پر ہارون علیہ السلام (برادر حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام) کا مزار بتلایا جاتا ہے۔ تاریخی کتابوں میں اس کو قبہ ہارون کے نام سے بیان کیا گیا ہے۔

واقعہ احد

اُحُد وہ تاریخی مشہور مقام ہے۔ جہاں ۳ھ ہجری نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں مکہ سے ابوسفیان (جو اس وقت تک مسلمان نہ ہوا تھا) تین ہزار جنگجو کفار قریش کے ٹڈی دل لشکر کو لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آخری جنگ کے لئے حملہ آور ہوا تھا۔ ابوسفیان کی اس کثیر جماعت کفار نے جنگ میں سینہ سپر ہو کر تا دم زندگی لڑنے کا حلف لیا ہوا تھا۔ اس لشکر کفار میں سات سو زرہ

پوش اور دو سو گھوڑ چڑھ جوان شامل تھے۔

یہ جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مٹھی بھر مسلمانوں سے جنگ بدر کے انتقام لینے کی غرض مشترک لیکر آئی تھی۔ اس فوج میں پندرہ قریشی کفار عورتیں بھی تھیں۔ جو رجز میں بین کر کے مقتولین جنگ بدر کی یاد تازہ کراتی تھیں۔ اور اپنے جوانوں کو مقتولین کے انتقام کے لئے ابھارتی اور اکساتی تھیں۔

کافروں کا یہ کثیر التعداد لشکر ۴ شوال کو مدینہ کے قریب ایک وادی میں آکر اترا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اطلاع ہوئی تو آنحضرت صلعم اپنی فوج کو ہمراہ لیکر مدینہ سے باہر مدافعت کی غرض سے نکلے۔ اس وقت صحابیوں کی تعداد سات سو تھی۔ اور اس میں بھی صرف پچاس سوار اور پچاس تیر انداز جوان تھے۔ دونو لشکر اسی احد کے میدان میں مقابل ہوئے، اور سخت لڑائی کا۔ رن پڑا۔ کفار کی بہت بڑی تعداد کام آئی۔ اور مسلمانوں میں بڑے بڑے صحابہ نے اس جنگ میں جام شہادت پیا۔ حضرت امیر حمزہ رضؓ بھی انہیں شہدا میں سے تھے۔ آنحضرت صلعم کے چہرہ مبارک پر بھی اسی جنگ میں سخت چوٹ آئی۔ اور آہنی خود کے دو حلقے آپؐ کے چہرہ مبارک میں اتر گئے۔ جس کے صدمے سے دائیں جانب کا نیچے کا دانت شہید ہو گیا۔ مشرکین مکہ نے تو یہ مشہور کر دیا تھا کہ آنحضرت صلعم بھی شہید ہو گئے۔ مگر کفار جھوٹے ثابت ہوئے۔ بڑے گھمسان کی لڑائی تھی۔ مسلمانوں نے پوری جرأت کے ساتھ داد شجاعت دی۔ اور کفار کا مقابلہ کیا۔ پہلے تو مشرکین کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ اور مسلمانوں کے سخت مقابلہ کی تاب نہ لا سکے۔ اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ مگر مسلمانوں کے تیر اندازوں والے دستے نے اپنا مرکز چھوڑ کر آگے بڑھنے میں ذرا جلدی کر دی۔ مشرکین مکہ کو یہ موقع خالی نظر آ گیا۔ تو انہوں نے پھر مجتمع ہو کر عقب سے تیر انداز جماعت پر حملہ کر دیا۔ مسلمان جو یہ سمجھ رہے تھے کہ کفار مکہ مفرور ہو گئے ہیں۔ اس اچانک اور شدید حملہ سے پریشان ہو گئے۔ اور ان کا سلسلہ درہم برہم ہو گیا۔ اور اس طرح سے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا۔

ابو سفیان اپنے لشکر کا اور مسلمانوں کا بہت نقصان کرنے کے بعد خائب و خاسر مکہ کی طرف واپس گیا۔

ریاست حیدرآباد دکن

کے

بعض امرائے موجودہ مدینہ کی دعوت

اعلیٰحضرت دام اقبالہ وملکہ نے ۲۵ فروری ۱۹۳۵ء مطابق ۲۱ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ روز دوشنبہ کی شام کو حیدرآباد دکن کے ان زعماء، ورؤسا کو جو بتقریب زیارت روضہ شہنشاہِ دو جہاں یہاں مقیم تھے۔ اور جن میں نواب ولی الدولہ مرحوم مغفور کے پسماندہ ممبران خاندان بھی شامل تھے۔ اپنے کیمپ میں دعوت چا سے سرفراز فرمایا۔ اور نہایت اخلاق اور مروت سے ان صاحبان کے ساتھ تبادلۂ خیالات فرماتے رہے۔

یہ جماعت اخلاق سلطانی سے نہایت ہی مشکور اور احسان شاہی کے معترف ہو کر دعائیں دیتی ہوئی واپس گئی۔

رباط بھاولپور

واقع مدینہ طیبہ

ہمارے ہاں مسافرخانوں کو سرائے وغیرہ ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ لیکن حجاز میں رباط کے لفظ سے موسوم کرتے ہیں۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں کئی ایک دیسی ریاستوں کی طرف سے اور حکومت مصر وعراق کی طرف سے ایسی ایسی رباطیں موجود ہیں۔

مدینہ طیبہ میں ریاست بھاولپور کی جو رباط حرم محترم کے باب النساء کے سامنے واقع ہے، اعلیٰحضرت دام اقبالہ وملکہ نے ۲۷ فروری ۱۹۳۵ء کو عصر کے وقت جبکہ آپ حسب معمول جنۃ البقیع اور مدینہ کی مبارک گلیوں میں سے گذرے تو اس رباط کا دوبارہ معائنہ فرمایا۔ اس کی درستی اور صفائی کے متعلق نگرانِ رباط کو مناسب ہدایت فرمائی۔

مسجد قبلتین

۲۸ فروری ۱۹۳۵ء کو اعلیٰحضرت دام اقبالہ وملکہ صبح کی نماز ووظائف درود وسلام سے

فارغ ہو کر اپنے غلاموں کو ہمرکابی کی عزت بخشی۔ اور مسجد قبلتین۔ بیر عثمان وغیرہ کی زیارتیں کرائیں۔

یہ مسجد شریف ایک اونچے موقع پر واقع ہے۔ مدینہ طیبہ سے اس کی طرف دو راستے جاتے ہیں، ایک باب شامی سے۔ یہ راستہ کچھ زیادہ لمبا ہے۔ مگر موٹریں اور لاریاں بالعموم اسی راستہ سے جاتی ہیں۔

دوسرا راستہ باب البرابخ سے جاتا ہے۔ اس سے فاصلہ قریب ہو جاتا ہے۔ اس راستہ میں ریتلا میدان بھی آجاتا ہے۔ اس وجہ سے کچھ دشوار گذار سمجھا جاتا ہے۔

یہ مسجد شریف چونے اور پتھر کی بنی ہوئی ہے۔

تحویل قبلہ سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام تمام بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کیا کرتے تھے۔

تاریخوں میں تحویل قبلہ کی آیت کا مسجد نبوی میں نازل ہونا بیان کیا گیا ہے۔ اور اس مسجد کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مسلمان یہاں عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھ رہے تھے کہ مدینہ طیبہ کی جانب سے ایک سوار گذرا۔ اور اس نے تحویل قبلہ کے حکم کا اعلان کیا۔ اسی وقت ان صحابیوں نے نماز ہی میں اپنے قبلہ کی جانب تبدیل کر دی تھی۔ واللہ اعلم

تحویل قبلہ کے اس عمل سے یہود کے سینہ میں حسد کی آگ بھڑک اُٹھی اور انہوں نے اعتراض کے طور پر اپنی جماعتوں میں اس طرح چہ میگوئیاں شروع کیں۔ قرآن پاک میں اس کا ذکر اس طرح آیا ہے؛

مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ كَانُوْا عَلَيْهَا ط

(ترجمہ) کس (چیز) نے ان (مسلمانوں) کو ان کے قبلہ سے جس پر وہ تھے۔ پھیر دیا؟

اور اس کا جواب بھی خود ہی صادر فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ

قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ه فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ه

ترجمہ = کہدو کہ، اللہ ہی کے لئے مشرق و مغرب ہے۔ جس طرف منہ پھیرو اسی جانب اللہ (تعالیٰ) کی توجہ ہے۔

مسجد کی دیواروں میں دو محرابیں بالمقابل سمتوں میں ہیں۔ اسی تحویل قبلہ کی وجہ سے اس مسجد کا نام مسجد قبلتین مشہور ہو گیا۔ جو آج تک اسی نام سے موسوم ہے۔

اسی مسجد کے قریب بئر رومہ واقع ہے۔ ہمارے گائڈ نے اس کنوئیں کا نام بئر عثمان ظاہر کیا تھا۔ اس کنوئیں کا تذکرہ خاص طور پر تاریخ میں آیا ہے۔ لکھا ہے کہ یہ کنواں قدیم زمانہ میں یہودیوں کا تھا۔ اس کے قرب و جوار میں عہد جاہلیت کے یہودی مذہب کی متعلقہ عمارات کے کھنڈر بھی کسی وقت موجود تھے۔ اس کا پانی میٹھا تھا۔ اور اس کا مالک یہودی اس کنوئیں کے پانی کو فروخت

کیا کرتا تھا۔ مسلمانوں کی تکلیف کو معلوم کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو اس کنوئیں کے خریدکرنے کی جانب رغبت دلائی۔ تاکہ یہ کنواں مسلمانوں کے لئے بطور وقف کے کارآمد ہو۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کنوئیں کو اس کے مالک حریص یہودی سے بیس ہزار درہم دیکر خرید لیا۔ اور وقف فرما دیا۔ بیان کیا گیا کہ یہ کنواں آج تک اوقاف مسجد نبوی میں داخل ہے۔

ہمارا آقا دام اقبالہ و ملکہ عربی لباس میں

فدائے پیرہن چاکِ ماہرویانِ باد
ہزار جامۂ تقوٰے و خرقہ پرہیز

آج مورخہ یکم مارچ سنہ ۱۹۳۵ء (۲۵ ذی قعدہ سنہ ۱۳۵۳ھ) کا دن ہے۔

ہمارا چاند عربی لباس میں نکلا ہے۔ سبحان اللہ اس لباس میں چہرے کے نقش و نگار اپنے اصلی رنگ عربی میں نظر آرہے ہیں۔ وضع۔ قطع۔ قد و قامت۔ لباس۔ رومال (جفیۃ) عقال (اگال) جبہ و عباسے

ز فرق تا بقدم ہر کجا مے نگرم
کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

اسی شان اور آن کے ساتھ اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کے فوٹو کھینچے گئے۔ اور ہمارے آقا نے اسی صورت میں حرم محترم میں جمعہ کی نماز ادا فرمائی۔ اور پھر بارگاہ نبوی صلعم میں حاضر ہو کر صلوۃ وسلام سے بہرہ اندوز ہوئے۔

بے شک تخت سلطنت پر تاج خسروی اور خلعت فاخرہ کے ساتھ اعلیحضرت کے درباری لباس میں جو صورت نکھری ہوئی ہے اور شاہی امتیازات سے جو رعب و شوکت نمایاں ہوتی ہے۔ چہرۂ مبارک سے وقار اور عظمت کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ اس کے شاندار اور جاذب توجہ ہونے میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ لیکن اس عربی خدوخال کے اصلی جوہر اس طرح کھلتے ہیں جن سے اعلیحضرت کے اجداد محترم کے عربی خون کا جلوہ نمایاں ہو رہا ہے۔ اس کی شان عجیب ہے۔ میں یہ دونوں تصویریں اس کتاب میں اس لئے شامل کر رہا ہوں، کہ ناظرین خود ہی میرے استدلال کی تصدیق اپنی آنکھ سے دیکھ کر کرسکیں۔

۲۵ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۳ھ یکم مارچ ۱۹۳۵ء

مدینہ طیبہ کی ایک پیاری جمعرات

اینکہ می بینم بہ بیداری است یارب یا بخواب

یوں تو مدینہ طیبہ میں بہاولپوری قافلہ کو تین جمعے اور تین ہی مبارک جمعہ کی راتیں نصیب ہوئیں، اور جہاں تک ہو سکا تمام نمک خواران دولت عباسیہ نے حصول سعادت کے لئے رات دن ریاضت اور صلوٰۃ و سلام کی مصروفیت میں کمی نہ کی، مگر اس جمعرات کو برکات و فیوض کے لحاظ سے ایک تاریخی منزلت حاصل ہے۔ اس مبارک رات کے اندر مرکز اسلام (مدینہ طیبہ) میں خسرو عباسی مدظلہ العالی کے سفر مقدس کی ایک ایسی گھڑی مقدر کی گئی تھی جس کے باعث ریاست بہاولپور کی تاریخ میں ایک زرین عنوان قائم کیا جائے گا۔

بہاولپور کے فرمانروا، ہمارے محترم درویش دل آقا، دودمان حضرت عباس رضؓ کے چشم و چراغ نے اس جمعہ کی شب اپنے وزراء اور خدام کو ہمراہ لیجا کر بارگاہ نبویؐ میں خاص بار حاصل فرمایا۔ اور اپنے روحانی مدارج علیا کے سلسلہ میں بڑے بڑے عظیم الشان مراحل طے کئے۔ بارگاہ نبویؐ میں دل کی باتیں عرض کیں۔ محبت اور کامیابی سے بھرے ہوئے جواب باصواب حاصل کئے، راز و نیاز کی لاسلکی کا سلسلہ قائم کیا اور روحانی طریق حضوری میں شرفیاب ہوئے۔ یہی وہ مقام قرب ہے جس کے لئے دنیا کی بیشمار ہستیاں ترس ترس کر زندگی کے پیمانے لبریز کر گئیں۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ

دیکھنے والوں نے دیکھا کہ خمیس کا دن گذر گیا۔ اور ہمیشہ کی طرح شام آگئی۔ مگر آج کی شام اپنے ساتھ عجیب کیفیتوں کی دلاویزیاں لائی ہے۔ جن میں بہاولپوری مسافران مقیم مدینہ طیبہ کی وارفتگی کے سامان بہم ہیں اور محبت کے بادہ نوشان کے لئے سرفروشی اور مدہوشی کے ساز تیار ہیں۔ مدتوں کے سینوں کی مدفونہ حسرتیں اور دل میں دبے ہوئے ارمان و تمنائیں آج سرشام کامیابی کے آغوش میں پہونچنے کے لئے بے تاب ہیں جس طرح ایک کسان فصل کے آخری وقت اپنے کھیت میں گیہوں کے پکے ہوئے سنہری خوشے ہوا میں لہلہاتے ہوئے دیکھکر تازہ دماغ اور شگفتہ خاطر ہو جاتا ہے۔

ٹھیک اسی طرح آج ہمارا محترم آقا اپنی روحانی ریاضت اور متواتر مجاہدے کی کوفت کے بعد اپنی آرزوئے دلی کے پختہ سنہری خوشوں کے نظارہ کی توقع کی خوشی میں سرشار ہے، اور بارگاہ نبوت سے اپنی محنت کے پھل حاصل کرنے کا منتظر ہے،

گورنر مدینہ کی جانب سے ایک محبت آمود اطلاع پہونچی کہ آج رات کو بادہ کشان جلوت کو خلوت خاص میں جام کوثر کی چاشنی سے آشنا کیا جانا تجویز ہوا ہے۔ اور خاص داخلہ کا موقع ہو گا۔ آپ تشریف لادیں۔ اس مژدہ جان بخش کو سنکر دریائے محبت میں ایک جوش پیدا ہوا۔ اعلیحضرت تیاری میں مصروف ہوگئے اور اپنے رفقاء میں سے کرنل مقبول حسن صاحب قریشی وزیر خارجہ۔ حاجی محمد امیر خاں صاحب وزیر داخلیہ۔ خان فیض احمد خاں صاحب نثاری مشیر تصریفات اور چند خدمتگاران کو بھی اس خوان نبوی ﷺ سے ذلہ ربائی میں شرکت کا ارشاد فرمایا،

یہ سعادت مندان ازل وقت پر بن سنور کر روضہ اقدس میں پہونچ گئے،

رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن کا دروازہ ان خوش قسمت غلاموں کے لئے کھل گیا۔ ایک معصوم نور سبز سبز پردوں سے چھلک چھلک کر دلوں کی انتہائی گہرائی تک روشنی پھیلا رہا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رات کے وقت عرب کے چاند کی میٹھی میٹھی روشنی اور ہلکی ہلکی روح افزا عطر آگیں لپٹ کیف مسرّت سے دلوں کو سرشار دماغوں کو روشن سینوں کے میدانوں کو فراخ کرنے میں کامیاب ہوگئی ہے۔

امیر مدینہ اپنے چند خاص مصاحبین کے ساتھ اعلیحضرت کا انتظار کر رہے تھے،

باب رحمت وا تھا۔ اعلیحضرت اس دہلیز پاک کے اندر نہایت سنجیدگی وقار اور تمکنت سے جھکی ہوئی آنکھوں کے بل بارگاہ نبوت میں داخل ہوئے، حجرہ خاص کے پردہ کے اندر مشتاق جبین و دیدہ لیجا کر محبوب کی خوابگاہ معظم کے قرب میں پہونچے، خلوت خاص کا وہ مقام حاصل ہوگیا جس کی عمر بھر سے حسرت و تمنا تھی، غلامان ہمرکاب نے بھی معراج حیات کا یہ درجہ حاصل کیا، زبانیں خاموش تھیں دل دھڑک رہے تھے، اعضا بے حس تھے، رونگٹے کھڑے ہوگئے تھے، بدن پسینہ پسینہ تھے۔ فرط مسرت سے دل پگھلے جاتے تھے، آنکھیں پُرنم تھیں۔ خواب کی سی کیفیت تھی، حافظہ رخصت ہوگیا۔ اور کچھ یاد نہ رہا کہ راز و نیاز کی کیا کیا باتیں ہوئیں۔

اعلیحضرت کی نرگسی آنکھوں کے پیالوں میں دل سے کچھ نکلے ہوئے قطرات لمبی لمبی سیاہ پلکوں کے کناروں سے رخساروں اور سینے پر لڑھک گئے، اور یہ سچے موتیوں کی بارش دلی جذبات کی ترجمانی کرنے لگی۔ قطرہ ہائے اشک کے بوجھ سے نازک سیاہ پلکیں جھک کر کچھ کہتی تھیں، جو ہماری سمجھ سے بالاتر تھا۔ کچھ اظہار کرتی تھیں۔ جس کا ترجمہ دنیا کی کسی لغت میں بیان نہیں کیا جا سکتا، راز و نیاز کی یہ باتیں صیغۂ راز میں محفوظ ہوگئیں اور ایسے دفتر میں درج ہوگئیں۔ جو صرف ملاحظہ خاص کے لئے محفوظ ہے، بے خودی کا عالم تھا۔ کسی غیر معلوم اور پرکیف لذت نے کھینچ کر چشمان تشنہ لب کو ساقی کوثر کی

بارگاہ کی دیوار سے پیوستہ کرکے محوِ حیرت کردیا۔ ایک طرف دریائے محبت جوش زن ہے۔ اور دوسری طرف رحمت کا سمندر بے تابانہ اُبل رہا ہے۔ ساقی مہربان ہے۔ جام عنایت لبریز ہے، سعادتمندان ازل چشمہ حیات جاوداں پر محو استغراق ہیں۔ ہوش کہاں بیخودی چھائی ہوئی ہے۔ نگاہیں اس مرکز عالم و عالمیان کے روضہ اقدس کا طواف کر رہی ہیں۔ دل جذبات فدویت سے معمور ہیں۔ فضائے حرم نبوی کچھ ایسی کیف آفریں ہوگئی ہے۔ کہ ان فائز المرام سعادت مندوں کی یہ چند گھڑیاں بے خبری کے سرور میں سرشار اور نشۂ جمال یار کے کیف میں از خود رفتہ و بیکار کرنے میں کامیاب ہوگئیں

رحمۃ للعالمین کی چادر رحمت نے دامن پھیلا کر ان خستہ دل بے تاب مسافروں کو محبت کے آغوش میں لے لیا، اور یہ جماعت دائرہ عرفان میں خود فراموش ہوگئی۔

محویت کے یہ لمحات خواب کی طرح گذرے۔ آنسوؤں کا طوفان نہ تھا۔ سینوں کو پھاڑ پھاڑ کر آہوں نے باہر نکل آنے کی کوشش کی لیکن ادب نے خاموشی اور سکوت کا عالم طاری کردیا۔

اعلیٰحضرت نے ضبط اور انتہائی تمکنت اور وقار کو قائم اور بحال رکھکر محبت میں ڈوبے ہوئے لہجہ میں صلوٰۃ وسلام عرض کئے اور شہنشاہ دوجہاں کے دربار سے خلعت نیازمندی اور تاج سعادت و مکرمت حاصل کیا اور باہر تشریف لائے۔

ابھی تک آخری قطرات اشک کے موتی چہرۂ مبارک پر کسی صحبت خاص کی غمازی کر رہے تھے، ہلکا ہلکا تبسم خوشی سے لرزہ براندام ہونٹوں پر اس طرح کھیل رہا تھا جس طرح ہوا کے جھونکے صحرائے عرب کے زرد اور بھوری ریت کے ذرّوں پر سے گذر کر ان کو لغزیدہ و لرزیدہ چھوڑ جاتے ہیں۔ یا جس طرح چھوٹے چھوٹے شبنم آشنا پودوں پر نسیم سحر کی موج رقص کرتی ہوئی نکل جاتی ہے۔ اور نازک پودے کانپنے اور ہلنے لگ جاتے ہیں۔

اس کامیابی پر پھر ایک دفعہ ترانہ شکر کی صدا اٹھی۔ درود و سلام پڑھے گئے اور آقائے محترم والی مدینہ کی اس محبت آموز مہربانی کا شکریہ ادا فرماتے ہوئے اپنے کیمپ میں واپس تشریف فرما ہوئے اعلیٰحضرت کی یہ مبارک رات اور دلاویز صحبت اور غیر مترقبہ فائز المرامی تاریخ میں زرّین الفاظ سے لکھی جائے گی

زندگی اگر ایک ہی کامیاب رات کا نام ہو سکتا ہے تو یہی وہ کامیاب رات تھی جو اپنے محبوب کے سایۂ داماں میں بسر ہوئی۔

مجھے اپنی کم نصیبی کا احساس ہوا۔ میں سمجھا۔ کہ ابھی اس قابل نہیں کہ حرم پاک کے اندرونی حصہ میں داخلہ کا شرف حاصل کرسکوں

حج کے لئے تیاری

کل کی روانگی مکہ مکرمہ کے احکام بھی آج نافذ ہو چکے ہیں۔ اور قافلہ میں سرگرمی کے ساتھ واپسی کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ دن کھڑے سے سامان سارا بند کیا جا چکا تھا۔ اور چھولداریاں خیمے وغیرہ بندھ بندھا کر لاریوں میں پر بار کرا دیئے گئے تھے۔ خرید و فروخت کا تمام سامان علیحدہ بنڈلوں میں محفوظ طریق پر بندھوا کر لاریوں پر مکہ مکرمہ اور جدہ کی طرف بھجوایا گیا۔

شام کو یہ ارشاد صادر ہوا۔ کہ صبح مکہ مکرمہ کی طرف کوچ ہوگا۔ ہر شخص جامہ احرام پہن کر محرم ہو جائے اعلیٰحضرت دام اقبالہ وملکہ کے کیمپ والوں نے غسل۔ وضو وغیرہ کر کے حرم نبوی صلعم میں عشار کی نماز کے ساتھ ہی نوافل احرام ادا کیں۔ اور محرم ہو کر حج کے ابتدائی رکن میں داخل ہو گئے اور شکریہ نعمتہائے بیکراں ادا کیا۔

جامۂ احرام میں امتیاز شاہ وگدا نہ رہا۔ سارا قافلہ سر برہنہ دو دو تولیوں یا دو دو چادروں میں ملبوس ہو کر عجیب شان میں نمایاں ہو گیا۔ آپ اس یک جہتی اور یک رنگی کو تصویر میں زیادہ خوبی سے دیکھ سکیں گے اس سادگی اور کسر نفسی کا بیان الفاظ میں نہیں ہو سکتا۔ آپ ہی تصویر[له] کو دیکھکر بتلائیں کہ اس جماعت میں آقا و غلام کی کوئی تمیز ممکن ہے۔ یہ ہے خدا کے پاک پیغمبرؐ کے مساوات کا نمونہ یہ ہے، انسانی حقیقت کا صحیح جلوہ ہمارے آقا دام اقبالہ وملکہ تو پہلے ہی نہایت سادہ طریق پر رہنے کے عادی ہیں، اور نہایت ہی سادہ لباس کو پسند فرماتے ہیں۔ اس لئے یہ خلعت نبوی آپ کے جسم مبارک پر نہایت ہی خوبصورت معلوم ہو رہی تھی۔ لباس احرام میں اپنے آقا کے فروتنی کو دیکھکر دل پر جو اثر ہوا وہ قلم سے نہیں لکھا جا سکتا۔

جرس فریاد میدارد بربندید محملہا

صبح ۲۶۔ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ (۲ر مارچ ۳۵ء) کو جب کہ مدینہ طیبہ میں اس کیمپ کی جماعت پوری ۹۵ نمازیں ادا کرنے کا شرف حاصل کر چکی تھی۔ ۸ بجے کے قریب مکہ مکرمہ کی طرف روانگی کا عزم ہوا، در و دیوار دیار نبوی صلعم کو دیکھ دیکھ کر حسرت و ارمان کے موتی گراتے ہوئے آخری نگاہیں گنبد خضرا پر نثار ہوتی رہیں۔

دم آخر نگہ کس پر پڑی ہے
نکل کر جان آنکھوں میں اڑی ہے

له بالوں کے اچھے تیار نہونیکے باعث یہ لباس احرام والی تصویر اور بہت سی تصویریں شامل کتاب نہیں ہو سکیں جس کا مجھے افسوس ہے۔ ۱۲۔ عزیز

اعلیحضرت دام ملکہ و اقبالہٗ نے صبح کی نماز حرم نبوی صلعم میں باجماعت ادا فرمائی اور صلوۃ وسلام سے فارغ ہو کر الوداعی سلام کے بعد قصد روانگی فرمایا۔

مدینہ طیّبہ کی جدائی

اس وقت مدینہ طیبہ سے کوچ کا طبل بج چکا ہے، کیمپ کا ہر شخص بوریا بستر سنبھال کر تیار ہے میں حیرت زدہ ہوں کہ کیا کروں۔ رسول پاک علیہ الصلوۃ والسلام کا مبارک وطن ہے۔ اس سے ہم کو اب جدا ہونا پڑے گا،

اس مقدس شہر پر حسرت کی نگاہ ڈالے بغیر میں اس کو نہیں چھوڑ سکتا۔ اسی گنبد کے سایہ میں کتنے بے تابانہ دن اور بے خوابانہ راتیں گذاری ہیں۔ کس قدر سوز و گداز، محبت کی ناز و نیاز کی گھڑیاں بسر کی ہیں، افسوس! کیا اب مجھے یہاں سے ضرور جانا پڑے گا۔ نہیں نہیں۔ میں نے بمشکل اپنے عمر بھر کے خوابوں کی تعبیر حاصل کی تھی۔ کیا یہ تعبیر پھر خواب کی صورت میں بدل دیجائے گی۔ مجھے اس مقام کے قیام نوزدہ روز کے خیال کو بھلا دینا پڑے گا۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ کوئی لباس نہیں ہے کہ میں کوئی دوسرے کپڑے پہن کر اس لباس کو اتار دوں گا۔

یہ میرے دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے جذبات ہیں۔ عمر بھر کے بعد میں نے یہاں آکر ان کی آنسوؤں کے پانی سے آبیاری کی تھی۔ یہ کبھی خشک نہیں ہو سکتے۔

اے قضا کے کارکنو! ذرا ٹھہر جاؤ۔ میرے مہربان ڈرائیورو! ذرا رک جاؤ، مجھے اس مقدس سرزمین میں خدا کے لئے ایک سانس اور لینے دو۔ مجھے اس سبز گنبد پر ایک محبت کی نظر اور ڈالنے دو۔ اگر مجھے آستانہ عالیہ پر جانے کا موقعہ نہیں رہا، تو مجھے باب عنبریہ کے کان میں یہ پیغام دینے کا وقفہ دے دو میں اس کو صرف اتنا کہدوں کہ پھر مجھے ایک بار بلانے کی یاد دہانی کراتا رہے،

جن محبت کے چشموں سے میرا دل سیراب ہوتا رہا ہے۔ اور جس الفت کی نگاہوں سے میری خون ناب آنکھوں کے لئے دل کا خون بہم پہونچا ہے، مجھے پھر ایک دفعہ اس کا فیض حاصل ہونیکا موقعہ ملجائے،

اس پاک اور مبارک شہر کی گلیوں کا غبار میری زندگی کا مدار رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک کمزور پودے کی طرح اسی زمین کی بوباس پر بقیہ زندگی بسر کروں،

انہیں گلیوں کے اندر میرے دل کے ٹکڑے بکھرے ہوئے ہیں، جابجا میری حسرتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں۔ انہیں در و دیوار کے دور و یہ سایوں میں میں نے انیس دن بسر کئے ہیں۔ میرا رنگ زرد ہوگا۔ لیکن میرے اس شکستہ رنگ پر دنیا کی لاکھوں رنگینیاں قربان کردیجائیں۔ اور مجھے اس رنگ زرد اور آہ سرد کے سر و سامان کے ساتھ یہاں بھول جاؤ۔ میرے جذبۂ بے قرار اور پیہم اضطراب کا علاج اسی سبز گنبد والے شفاخانہ میں ہے، اے ریگ رواں کے سمندر کی موجو! اے سلسلہ کوہستان کے مستحکم قلعوں کے نظر بازو! مجھے اس پیاری پیاری سرزمین سے جدا نہ کرو، سبز روضہ کا یہ سایہ ہمارے دلوں کی روشنی آنکھوں کی بصارت۔ سینوں کی بہار کا باعث ہے،

افسوس مجھے ضرور جانا ہے۔ اب میری تاریک شام میں چاندنی کہاں سے آئے گی۔ میری قسمت کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ میں روشنی پیدا کرنے والا تیل کس طرح میسر آئے گا۔ میری اس پرلطف بہار کے لئے خزاں کا استقبال ضروری سمجھا گیا۔ مجھے نوشتۂ قضا سے گریز نہیں ہے۔ مگر میری تمنا تھی کہ میری نوشتۂ قسمت میں یہاں کے قیام کا زمانہ کچھ اور بھی دراز ہوجاتا۔ میری اشک ریز آنکھوں کا کوئی خوش قسمت قطرہ اگر اس تحریر کے ہندسوں کی دائیں جانب گر کر ایک نقطہ بنادے تو میرا عرصۂ قیام یہاں دس گنا بڑھ سکتا ہے،

اے محرران تقدیر، کوئی ایسی تدبیر کرو، خدا تعالیٰ تم کو جزائے خیر دے گا

جذبات کا یہ تعمیری پروگرام، کیفیات دل کا یہ پرجوش طوفان۔ تمناؤں کی کشمکش کا ساز و سامان، ساری تخیل کی بیچ کاری تھی، کسی کام نہ آسکی۔ ہماری سواریوں نے حرکت کی اور ہمارا قافلہ مدینہ طیبہ کی در و دیوار پر حسرت کی نگاہیں ڈالتا ہوا ارمانوں کے انبار لیکر جدہ کی طرف روانہ ہوگیا۔

وہ ملا جو تھا مقدر دل زار صبر فرما اگر اور ٹھہرے رہتے یہی پھر بھی حال ہوتا

در سرکار رسالت ﷺ سے جدا ہوتے ہیں
دل یہاں چھوڑ کے خود وقت بلا ہوتے ہیں

ریگستان صحرائے عرب کے ذرہ ہائے ریگ نے ہمارا پھر استقبال کیا۔ صحرائی مناظر اور پہاڑوں نے جن محبت بھری نگاہوں سے جاتی دفعہ ہمکو دیکھکر خوش خوش سلام کئے تھے۔ اب ہم کو واپس جاتے ہوئے بادل خستہ دیکھکر حسرت بھری آشفتگی سے وداع کر رہے ہیں، اور یہ کہتے ہیں

کہ گذشت است ازیں بادیہ دیگر کامروز
نبض رہ مے پتد و سینہ صحرا گرم است

✽

بیر علی — مستورہ

بیر علی (ذوالحلیفہ) پہنچکر نوافل ادا کیں - بیر درویش اور ابیار حصانی سے گذرتے ہوئے رات کو مستورہ میں قیام ہوا۔ مستورہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ دھبان کی طرح ایک بلند ریت کے ٹیلے پر ایک مختصر سی آبادی ہے۔ دکانیں ہیں۔ عرب کے عام مکانات کی طرح خس پوش منزل ہے، کھانے پینے کی ضروریات مہیا ہیں۔ دودھ۔ چار۔ روٹی۔ انڈا۔ مرغی۔ مچھلی سب کچھ مل جاتا ہے۔

۲۷ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ ۳ مارچ ۱۹۳۵ء — ضبحان

۳ - مارچ ۱۹۳۵ء (۲۷ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ) کو صبح مستورہ سے انعام و خیرات تقسیم کرتے ہوئے روانگی ہوئی قرب و جوار کے بدوی بچے۔ عورتیں اور غریب لوگ جمع ہو گئے۔ اور اکرام و انعام سلطانی سے سرفراز ہوئے، قافلہ کے بعض اصحاب نے حسب ضرورت چار وغیرہ پی۔ یہاں سے روانہ ہو کر رابغ سے گذرے دو ڈھائی میل آگے جا کر کار میں کچھ نقص عائد ہو گیا۔ اور اس کی درستی ہوتی رہی۔ پانچ چھ گھنٹے اس صحرائے سنسان میں ٹھہر کر شام کو پھر آگے روانہ ہوئے۔ ۱۰ بجے رات کے بعد مقام ضبحان میں پہنچے۔ قیامگاہ کے پہنچنے سے پہلے خان بہادر منشی احسان اللہ خاں صاحب بھی جدہ سے استقبال کے لئے آکر شامل ہو گئے تھے، رات جوں توں کر کے گذاری گئی۔

وادی اُمُّ الدُّود

۲۸ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ ۴ مارچ ۱۹۳۵ء — جدہ

صبح ۲۸ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ (۴ مارچ ۱۹۳۵ء) کو دہبان (ضبحان) سے کیمپ آمادۂ سفر ہوا۔ روانگی سے پہلے اعلیحضرت کے بعض غلامان نمک خوار کی تصویریں بھی لی گئیں۔ شیخ ضبحان سلام کے لئے حاضر ہوئے، ان کو انعام و اکرام سے ممتاز فرمایا گیا۔ اور خیرات نقد و پختہ تقسیم کر کے وہاں سے سوار ہوئے دوپہر کا مختصر قیام جدہ میں کرنے کے بعد چار بجے قافلہ پھر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ راستہ میں اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کی سواری کی لاری (کرائسلی) خراب ہو گئی۔ اس کا یونیورسل جائنٹ ٹوٹ گیا۔ مجبوراً اس گاڑی کو وہیں چھوڑ دینا پڑا۔ اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے کار میں باقیماندہ سفر طے فرمایا۔ شام اور عشا کے درمیان ہمارا قافلہ مندرجہ عنوان وادی میں پہنچا۔ مختصر بقدر ضرورت کیمپ اور چھولداریاں نصب کر دی گئیں۔ ریگستان عرب کا یہ بیشتر حصہ جو آج طے کیا گیا ہے۔ مستورہ اور ابیار حصانی کے راستہ کی طرح دشوار گذار تھا۔ ریت میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر لاریوں کو دھنس جانے کا اندیشہ لاحق رہا۔ اگرچہ حکومت نے اچھے راستہ کو نشانات سے نمایاں کر دیا ہے۔ مگر یہ اچھا راستہ بھی مشکلات سے بھرا ہوا تھا۔ حق تو یہ ہے کہ ان مشکلات میں ایک خاص لذت ہے۔

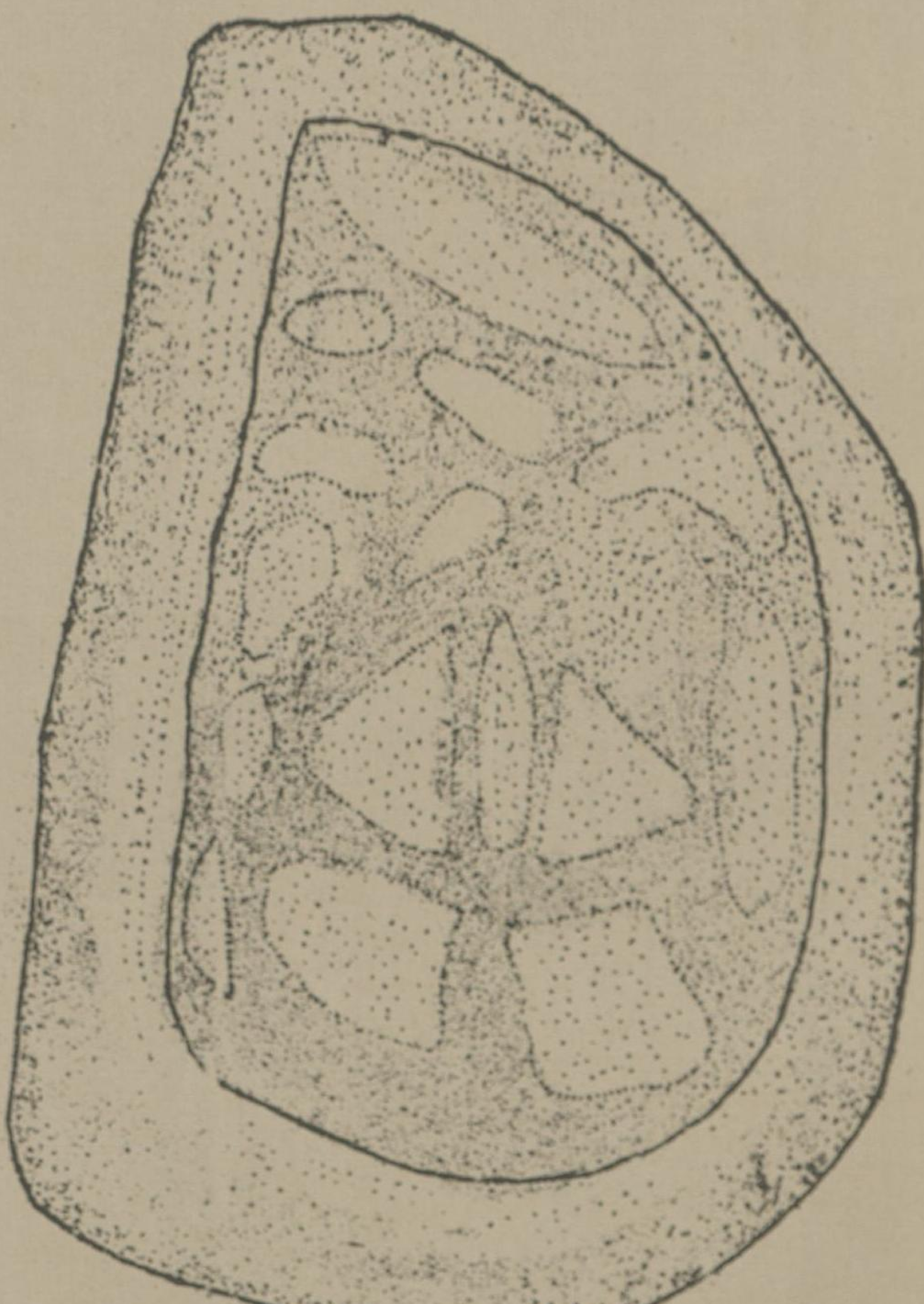
وادی ام الدود

وادی ام الدود - ایک لق و دق ریگستانی مقام کا مختصر پڑاؤ ہے۔ دو تین قہوہ خانے



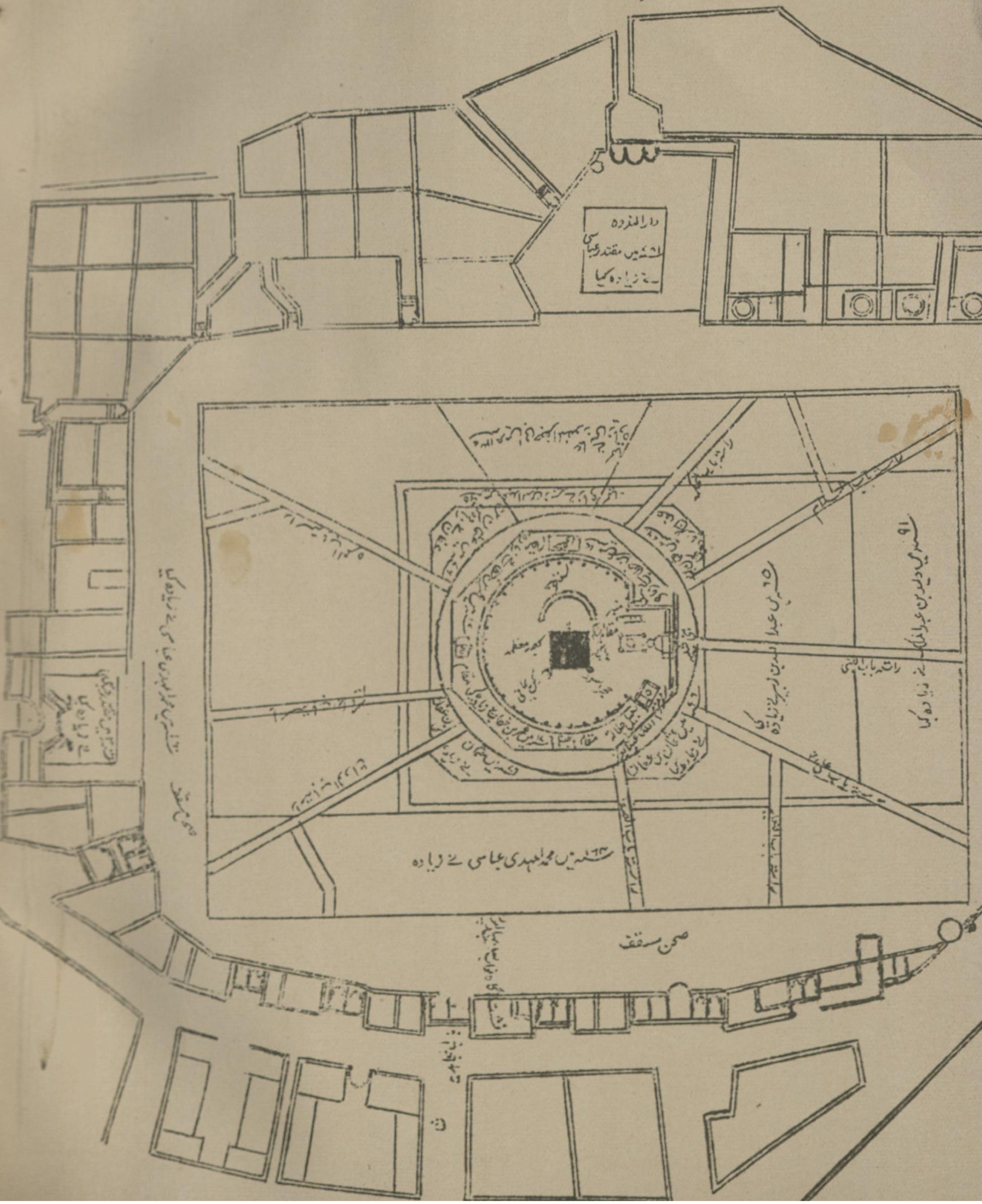
نقشهٔ مكهٔ مكرمه
جبل هندى
جبل قيقعان
جبل ابى قبيس
الطريق الى جده
الطريق الى اليمن
خيم المصرى
الحجون
السليمانية

حجرِ اسود



نقشہ بیت اللہ شریف

نقشہ بیت اللہ شریف



طواف کعبہ

اور کچھ کھنڈرات کے سوا اور کوئی چیز نہیں۔ اگرچہ کمپ نصب کرتے ہوئے دیر ہو گئی تھی، اور تمام دن کے مشکل افزا راستہ کی تکان کا بھی کافی اثر تھا۔ مگر ہمارے جوان ہمت۔ جوان اقبال قافلہ سالار کی جفاکشی قابل حیرت ہے کہ آپ نے اسی وقت تاروں کی چھاؤں میں ببیت اللہ العظیم کی زیارت کا ارادہ بھی مصمم فرمالیا۔ اور اسی عزم کے سلسلہ میں کئی نمک خواروں کو ہمرکابی[1] کا شرف مرحمت فرما کر اُسی وقت مکہ مکرمہ پہنچے۔ حرم میں داخل ہوئے، طواف کیا۔ نوافل ادا کئے۔ آب زمزم پیا شعار اسلامی کی تعمیل کا شرف حاصل کیا

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰہِ ط

سعی صفا مروہ سے فارغ ہو کر حجامت بنوائی۔ احرام کھولا۔ مبارک سلامت کے نعرے بلند ہوئے انعام و اکرام۔ خیرات و صدقات کا مینہ برسایا۔ اور اس سعادت حاصل کرنے کے بعد پھر سوار ہو کر قیامگاہ (اُمّ الدُّود) میں تشریف لائے۔ اور رات کا باقی ماندہ حصہ اس وادی میں بسر کیا۔ سبحان اللہ آج کی رات ہمارے کمپ میں شاید ہی کسی کو نیند آئی ہو۔ صبح کی خوش آیند نوید زیارت و طواف و مناسک کے شوق نے دل میں بار بار جوش پیدا کیا۔ اُٹھ اُٹھ کر صبح کی انتظار میں آسمان کی جانب تکتے رہے۔ تارے گنتے گنتے آخر رات کٹ گئی۔ صبح ہوئی۔ نواح بیت اللہ شریف کی یہ صبح کبھی فراموش نہ ہوگی۔

ارشاد نافذ ہوا کہ تمام ہمراہی بیت اللہ شریف میں درباری لباس پہن کر چلیں۔

[1] اس مختصر جماعت میں راقم ناچیز کو بھی فخر شرکت حاصل رہا ہے الحمد للہ ۱۲ عزیز

مکہ مکرمہ

زادھا اللہ شرفاً و اعزازاً

۲۹- ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ ۵- مارچ ۱۹۳۵ء

آج ہی وادی ام الدود سے اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ درباری لباس میں نہضت فرمائے مکہ مکرمہ ہوئے۔ تمام اسٹاف کے افسر بھی اپنے اپنے درباری لباس سے آراستہ تھے۔ جنرل حمدی بے کمانڈنٹ افواج سعودی جو جلالۃ الملک کنگ نجد و حجاز کی جانب سے ہمرکاب سفر تھے۔ وہ بھی فوجی وردی میں ملبوس ہو کر ہمرکاب ہوئے۔ عبد الحفیظ کیتبی مکی مترجم اور حسن عبد الجواد مدنی بھی جو بطور معلم مدینہ طیبہ سے ہمراہ آئے تھے، شرف ہمرکابی سے ممتاز ہوئے۔ خان بہادر منشی احسان اللہ خاں صاحب وائس کانسل برطانیہ جدہ بھی ہمراہ ہوئے۔ یہ چھوٹا سا قافلہ عباسی فرمانروائے ملک خداداد کی قیادت میں شہر مکہ مکرمہ کے دروازہ پر پہنچا۔ سعودی فوج کے ایک باقاعدہ مسلح دستہ فوج نے سلامی ادا کی۔ اور اعلی حضرت دام اقبالہ و ملکہ کے استقبال کا سرکاری طور پر اظہار کیا۔

اعلی حضرت دام اقبالہ و ملکہ نے موٹر سے اتر کر نہایت خندہ پیشانی سے اس فوجی مرحبا گوئی پر اظہار مسرت فرمایا اور داخل شہر مکہ مکرمہ ہو کر پیدل حرم بیت اللہ کے باب الصفا پر پہنچے، جہاں حسب ذیل وزراء جلالۃ الملک کنگ آف حجاز و نجد استقبال کے لئے منتظر تھے

(۱)	شیخ عبد اللہ بن سلیمان نجدی	سلطنت سعودیہ کا وزیر مالیہ
(۲)	ابراہیم السلیمان نجدی	نائب جلالۃ الملک (سکرٹیری ایوان)
(۳)	مہدی بے	مدیر شرطہ۔ افسر اعلی پولیس سلطنت سعودیہ
(۴)	شیخ فواد بے حمزہ	وکیل وزیر خارجیہ سلطنت سعودیہ
(۵)	شیخ عباس کپتان	رئیس بلدیہ مکہ مکرمہ

یہ افسران سب شرفیاب سلام و مصافحہ خسروی ہوئے، ان کو حمدی بے کمانڈنٹ نے پیشگاہ خسروی میں انٹروڈیوس کرایا۔ اور پھر اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے اپنے وزراء اور افسران ہمراہی سے

طواف

ان اصحاب کا تعارف کرایا۔ ان وزراء نے امیر مکہ مکرمہ کی جانب سے مرحبا گوئی کا خوش آمیز فرض ادا کیا۔ اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے امیر صاحب کی مہربانی کا شکریہ ادا کیا۔ اور کچھ مختصر گفتگو کے بعد اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ حرم کعبہ میں داخل ہوئے اور جملہ ہمرکابان نے سعادت طواف بیت اللہ حاصل کی،

کیمپ شہدا، بطور چوکی پولیس

فراغت کے بعد پھر موٹروں پر سوار ہو کر کیمپ شہداد (زاہر) میں پہنچے۔ جہاں قیامگاہ خسروی کے لئے حکومت کی طرف سے کیمپ تجویز ہو چکا تھا۔ یہ موقع شہر سے ڈھائی تین میل کے فاصلہ پر جانب مغرب واقع ہے۔ جو قصر منصورہ کے متعلق ہے۔ قصر منصورہ کے متصل ایک فوجی قلعہ ہے۔ جو اس وقت بطور چوکی پولیس زیر استعمال ہے۔

قصر منصورہ

قصر (ایوان منصورہ) ایک نہایت خوبصورت بلند چبوترے کا دوہرا مکان ہے۔ سرکاری عمارتوں میں اس عمارت کو خاص اہمیت حاصل ہے، آب وہوا خوش گوار۔ میدان وسیع ہے۔ کئی ایک کنوئیں بھی اس میدان میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر واقع ہیں۔ یہاں سے وہ مقام تنعیم بھی قریب ہے، جہاں سے عمرہ کیا جاتا ہے۔ ہمارے کیمپ کے بعض خوش نصیب اصحاب نے عمرہ بھی کیا اور یہ سعادت حاصل کی،

(زاہر) شہداء مزار

(زاھر) **مقام شہدا**۔ شاید اس لئے کہتے ہیں کہ اس مقام پر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حصین بن نمیر سپہ سالار لشکر یزید کا مقابلہ ہوا تھا۔ اس جنگ کے شہداء کا یہ مدفن ہوگا۔ بیان کیا گیا۔ کہ گذشتہ دور حکومت میں یہاں بکثرت زیارات۔ قبور اور خانقاہیں تھیں۔ لیکن اس وقت تو صرف ایک مزار حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کا نشان موجود ہے۔ یہ بھی نیا تیار شدہ معلوم ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہؓ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۷۳ھ میں فوت ہوئے تھے دو ہزار سے زیادہ احادیث کے راوی ہیں۔

شہدا (اس مقام کو سرکاری طور پر زاھر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے) یہاں پختہ مکانات کچھ کچھ فاصلہ پر واقع ہیں۔ یہاں ہر پندرھویں دن اہل مکہ کا اجتماع ہوتا ہے۔ آب وہوا کے لحاظ سے بنظر تفریح مکہ کے باشندے یہاں آجاتے ہیں۔ خوشگوار اور صحت بخش آب وہوا سے مستفید ہو کر شام کو واپس چلے جاتے ہیں۔ متعدد چاہات کی موجودگی اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں کسی وقت زراعت اور باغ موجود تھے۔

ہمارے قیام کے زمانہ میں بھی یہاں شتر سوار قبایل نجد کا اجتماع ہوا۔ اور جسکا ذکر آگے ہوگا۔

وہ بھی اسی میدان میں ہوا تھا:-

تاجدار عباسی امیر مکہ مکرمہ کے ایوان میں

کیمپ شہداء میں اگرچہ ہمارا قیام ہے۔ لیکن حرم کے اندر بیت اللہ شریف کے **باب الجیاد** پر ایک عالیشان پُرفضا مدرسہ **اعلیحضرت** دام اقبالہ و ملکہ کے لئے مختص ہوا ہے۔ جہاں تشریف لے جاکر مع خدام نماز ہائے باجماعت۔ اور تلاوت و نوافل ادا فرماتے ہیں۔ یہ عالیشان مکان تمام ضروریات سے آراستہ ہے، آرام دہ ہے۔ دو کمرے ہیں۔ بڑا کمرہ جو بیت اللہ شریف کے سامنے ہے فروش تکیوں اور روشنی کے اہتمام سے مکمل ہے۔ وہاں ہمارے کیمپ کے ہمراہی وقتاً فوقتاً جاکر بیٹھا کرتے ہیں چھوٹے کمرے میں ملازمان مصروف عبادت رہتے ہیں۔ ساتھ ہی غسل و طہارت کا ایک چھوٹا سا کمرہ ہے۔

۲۹- ذیقعد ۱۳۵۳ھ / ۵- مارچ ۱۹۳۵ء کی شام کو ۴ بجے (عربی ۱۰ بجے) **اعلیحضرت** دام اقبالہ و ملکہ اپنے حسب ذیل غلامان کے ساتھ **ایوان** حکومت (عربیہ سعودیہ) میں **امیر فیصل** کی ملاقات کے لئے تشریف لے لئے

(۱)	کرنل شیخ مقبول حسن صاحب قریشی	وزیر خارجیہ و عدلیہ بہاولپور
(۲)	سردار محمد امیر خانصاحب	وزیر داخلیہ "
(۳)	ڈاکٹر دیوان علی خانصاحب بہادر	چیف میڈیکل افیسر۔ (سپرنٹنڈنٹ کیمپ)
(۴)	میجر فیض احمد خانصاحب	مشیر تصریفات
(۵)	کیپٹن مولوی غلام محمد صاحب	پرائیویٹ سکریٹری
(۶)	میر سعید احمد صاحب ہاشمی	ملٹری سکریٹری
(۷)	میجر سید نذیر علی شاہ صاحب	ایڈیکانگ
(۸)	میجر سید قاسم علیشاہ صاحب	"
(۹)	میجر مہردین خانصاحب	قلعدار
(۱۰)	جنرل حمدی بے عسکری	افسر افواج نجد متعینہ ہمرکاب
(۱۱)	حسن جواد صاحب مدنی	معلم و مترجم

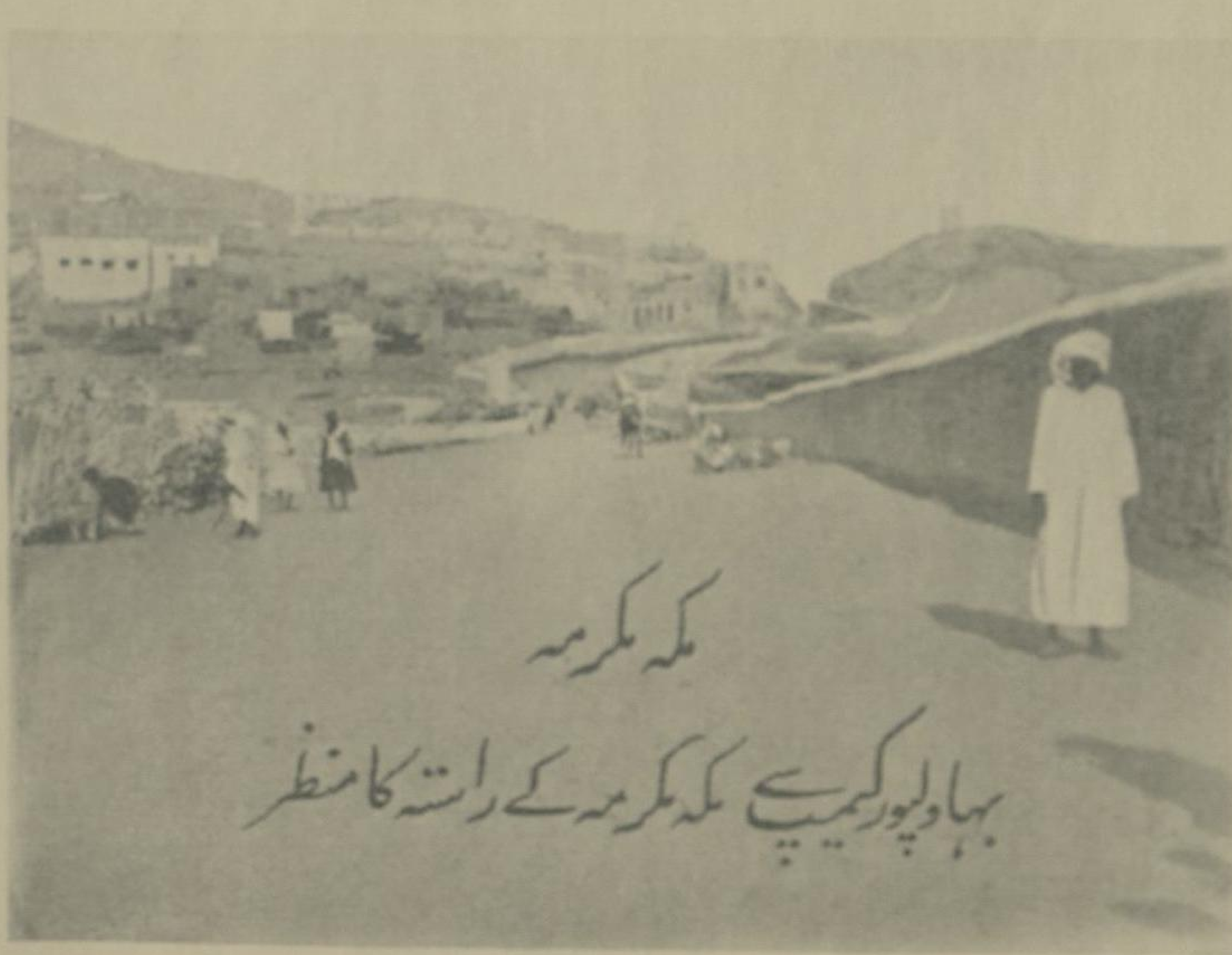
کیمپ سے موٹریں ایوان حکومت تک پہنچیں۔ گارڈ آف آنر نے فرض سلامی ادا کیا۔ وزیر حکومت نے ریسیو کیا۔ درمیانی کمرہ میں خود **امیر فیصل گورنر مکہ** نے آکر استقبال کیا۔ ہز ہائنس امیر فیصل کنگ آف نجد و حجاز کا دوسرا لڑکا ہے۔ جو مکہ مکرمہ میں نائب السلطنت

[حاشیہ]
تاجدار عباسی امیر مکہ مکرمہ کے ایوان میں
۲۹ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ ۵ مارچ ۱۹۳۵ء
ہز ہائنس امیر فیصل وائسرائے مکہ مکرمہ



مکہ مکرمہ

قصر منصور (بہاولپور کیمپ) میں اعلیٰحضرت دام اقبالہ و ملکہ کا ایک کمرہ



مکہ مکرمہ

بہاولپور کیمپ سے مکہ مکرمہ کے راستہ کا منظر

وہ بھی اسی میدان میں ہوا تھا۔

تاجدار عباسی امیر مکہ مکرمہ کے ایوان میں

تاجدار عباسی امیر مکہ مکرمہ کے ایوان میں

کیمپ شہدار میں اگرچہ ہمارا قیام ہے۔ لیکن حرم کے اندر بیت اللہ شریف کے باب الجیاد پر ایک عالیشان پُرفضا مدرسہ اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کے لئے مختص ہوا ہے۔ جہاں تشریف لے جاکر مع خدام نماز ہائے باجماعت۔ اور تلاوت و نوافل ادا فرماتے ہیں۔ یہ عالیشان مکان تمام ضروریات سے آراستہ ہے، آرام دہ ہے۔ دو کمرے ہیں۔ بڑا کمرہ جو بیت اللہ شریف کے سامنے ہے فروش تکیوں اور روشنی کے اہتمام سے مکمل ہے۔ وہاں ہمارے کیمپ کے ہمراہی وقتاً فوقتاً جاکر بیٹھا کرتے ہیں چھوٹے کمرے میں ملازمان مصروف عبادت رہتے ہیں۔ ساتھ ہی غسل و طہارت کا ایک چھوٹا سا کمرہ ہے۔

۲۹ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ ۵ مارچ ۱۹۳۵ء

۲۹ - ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ / ۵ - مارچ ۱۹۳۵ء کی شام کو ۴ بجے (عربی ۱۰ بجے) اعلیحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ اپنے حسب ذیل غلاموں کے ساتھ ایوان حکومت (عربیہ سعودیہ) میں امیر فیصل کی ملاقات کے لئے تشریف لے لئے

(۱)	کرنل شیخ مقبول حسن صاحب قریشی	وزیر خارجیہ و عدلیہ بھاولپور
(۲)	سردار محمد امیر خانصاحب	وزیر داخلیہ "
(۳)	ڈاکٹر دیوان علی خانصاحب بہادر	چیف میڈیکل افسیر۔ انچارج کیمپ
(۴)	میجر فیض احمد خانصاحب	مشیر تصریفات
(۵)	کیپٹن مولوی غلام محمد صاحب	پرائیویٹ سکریٹری
(۶)	میر سعید احمد صاحب ہاشمی	ملٹری سکریٹری
(۷)	میجر سید نذیر علی شاہ صاحب	ایڈیکانگ
(۸)	میجر سید قاسم علیشاہ صاحب	"
(۹)	میجر مہردین خانصاحب	قلعدار
(۱۰)	جنرل حمدی بے عسکری	افسر افواج نجد متعینہ ہمرکاب
(۱۱)	حسن جواد صاحب مدنی	معلم و مترجم

ہز ہائنس امیر فیصل دوسرا لڑکا ملک مکرمہ

کیمپ سے موٹریں ایوان حکومت تک پہنچیں۔ گارڈ آف آنر نے فرض سلامی ادا کیا۔ وزیر حکومت نے ریسیو کیا۔ درمیانی کمرہ میں خود امیر فیصل گورنر مکہ نے آکر استقبال کیا۔ ہز ہائنس امیر فیصل کنگ آف نجد و حجاز کا دوسرا لڑکا ہے۔ جو مکہ مکرمہ میں نائب السلطنت



مکہ مکرمہ

قصر منصور (بہاولپور کیمپ) میں اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کا ایک کمرہ



مکہ مکرمہ

بہاولپور کیمپ سے مکہ مکرمہ کے راستہ کا منظر



عربی انگشتری مین عبّاسی نگینہ



(وائسرائے) کی حیثیت سے مامور ہے۔ گورے رنگ کے دلکش خط و خال، نحیف البدن، میانہ قد نوجوان تیس ۳۰ سال کے قریب عمر ہے۔ نہایت خوبصورت نجدی وضع کی ڈاڑھی رکھتے ہیں اپنی عربی مخلصانہ پرجوش وضع میں استقبال کے لئے بڑھے۔ اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے مصافحہ فرما کر اپنے ہمراہی افسران کا انٹروڈیوس کرایا۔ اور پھر متصلہ کمرے میں تشریف لے گئے۔ اعلیحضرت اور امیر صاحب کا ایک ایک وزیر مندرجہ ذیل بھی کمرۂ ملاقات میں ساتھ گیا۔

شیخ فواد حمزہ	ڈپٹی وزیر خارجیہ مدینہ طیبہ
کرنل قریشی	وزیر خارجیہ بہاولپور

باقی تمام ہمراہیان اسی درمیانی کمرے میں موجود رہے۔ جن کی قہوہ اور شربت سے تواضع کی گئی۔ پندرہ بیس منٹ کے قریب اعلیحضرت اور امیر صاحب اس درمیانی کمرہ میں رونق افروز رہے۔ ترجمان کے ذریعہ خیر و عافیت اور حالات سفر کے متعلق تبادلۂ خیالات فرما کر کیمپ میں واپس آئے۔

یہاں حرم کعبہ کی نمازیں۔ طواف۔ نوافل۔ اور تلاوتوں میں ہر شخص مصروف ہے۔ حرم بیت اللہ شریف میں عرب شریف کے اوقات نماز حسب ذیل۔

تہجد کی اذان صبح	۹ بجے	(ہندوستانی ۳ بجے شب)
صبح کی اذان	پونے گیارہ بجے	(〃 پونے پانچ بجے صبح)
ظہر کی اذان	سوا چھ بجے	(〃 ساڑھے ۱۲ بجے دوپہر)
عصر کی اذان	ساڑھے ۹ بجے	(〃 ۴ بجے شام)
مغرب کی اذان	۱۱ بجے	(〃 ۶ بجے شام)
عشا کی اذان	۱ بجے	(〃 ۷ بجے بعد شام)

مکہ مکرمہ کا وائسرائے

بہاولپور کیمپ میں

ملاقات باز دید:۔ ۶ مارچ ۱۹۳۵ء (۳۰ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ) (اگرچہ چاند مکہ مکرمہ میں ۶ مارچ کو دیکھا گیا تھا۔ مگر بیرونی اطلاعات کی بنا پر چاند ۵۔ مارچ کا سمجھا گیا۔ اور آج دوسری تاریخ قرار پائی) کو ملاقات باز دید کا دلچسپ منظر آنکھوں نے دیکھا۔

بہاولپور کیمپ کے ملاقاتی خیموں میں اعلیحضرت دام ملکہ و اقبالہ کے مندرجہ ذیل غلامان گمخوار

۳ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ۔ مکہ مکرمہ کے وائسرائے کا بہاولپور کیمپ میں



عربی انگشتری میں عباسی نگینہ



بہاولپور کیمپ مکہ مکرمہ کی حفاظت کا نجدی دستۂ فوج

(وائسرائے) کی حیثیت سے مامور ہے۔ گورے رنگ کے دلکش خط و خال، نحیف البدن، میانہ قد نوجوان تیس ۳۰ سال کے قریب عمر ہے۔ نہایت خوبصورت نجدی وضع کی ڈاڑھی رکھتے ہیں اپنی عربی مخلصانہ پرجوش وضع میں استقبال کے لئے بڑھے۔ اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے مصافحہ فرما کر اپنے ہمراہی افسران کا انٹروڈیوس کرایا۔ اور پھر متصلہ کمرے میں تشریف لے گئے۔ اعلیحضرت اور امیر صاحب کا ایک ایک وزیر مندرجہ ذیل بھی کمرۂ ملاقات میں ساتھ گیا۔

شیخ فواد حمزہ	ڈپٹی وزیر خارجیہ مدینہ طیبہ
کرنل قریشی	وزیر خارجیہ بھاولپور

باقی تمام ہمراہیان اسی درمیانی کمرے میں موجود رہے۔ جن کی قہوہ اور شربت سے تواضع کی گئی۔ پندرہ بیس منٹ کے قریب اعلیحضرت اور امیر صاحب اس درمیانی کمرہ میں رونق افروز رہے۔ ترجمان کے ذریعہ خیر و عافیت اور حالات سفر کے متعلق تبادلۂ خیالات فرما کر کیمپ میں واپس ہوئے

اوقات نماز مکہ مکرمہ میں

یہاں حرم کعبہ کی نمازیں۔ طواف۔ نوافل۔ اور تلاوتوں میں ہر شخص مصروف ہے۔ حرم بیت اللہ شریف میں عرب شریف کے اوقات نماز حسب ذیل۔

تہجد کی اذان صبح	۹ بجے	(ہندوستانی ۳ بجے شب)
صبح کی اذان	پونے گیارہ بجے	(" پونے پانچ بجے صبح)
ظہر کی اذان	سوا چھ بجے	(" ساڑھے ۱۲ بجے دوپہر)
عصر کی اذان	ساڑھے ۹ بجے	(" ۴ بجے شام)
مغرب کی اذان	۱۱ بجے	(" ۶ بجے شام)
عشا کی اذان	۱ بجے	(" ۷ بجے بعد شام)

مکہ مکرّمہ کا وائسرائے

بھاولپور کیمپ میں

۳۰ ذی قعدہ ۱۳۵۳ھ - مکہ معظمہ کا وائسرائے بہاولپور کیمپ میں

ملاقات بازدید:۔ ۶ مارچ ۱۹۳۵ء (۳۰ ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ) (اگرچہ چاند مکہ مکرمہ میں ۶ مارچ کو دیکھا گیا تھا۔ مگر بیرونی اطلاعات کی بنا پر چاند ۵۔ مارچ کا سمجھا گیا۔ اور آج دوسری تاریخ قرار پائی) کو ملاقات بازدید کا دلچسپ منظر آنکھوں نے دیکھا۔

بھاولپور کیمپ کے ملاقاتی خیموں میں اعلیحضرت دام ملکہ و اقبالہ کے مندرجہ ذیل غلامان نگخوار

دوپہر کے قریب (جب کہ گھڑیوں میں ہندوستانی وقت ۱۱ بجے ۲۵ منٹ اور ۶.بی وقت ۵ بجے ۳۰ منٹ تھا) صف بستہ موجود تھے۔

(۱)	کرنل مقبول حسن صاحب قریشی	وزیر خارجیہ
(۲)	سردار حاجی محمد امیر خانصاحب	وزیر داخلیہ (ہوم منسٹر)
(۳)	میجر فیض احمد خانصاحب	مشیر تصرفات
(۴)	لفٹنٹ کرنل خان بہادر ڈاکٹر دیوان علیخانصاحب	چیف میڈیکل آفیسر و سپرنٹنڈنٹ کیمپ
(۵)	کیپٹن مولوی غلام محمد صاحب	پرائیویٹ سکریٹری
(۶)	سید سعید احمد صاحب ہاشمی	ملٹری سکریٹری
(۷)	میجر سید نذیر علی شاہ صاحب	اے۔ڈی۔سی
(۸)	میجر غلام قاسم علی شاہ صاحب	" " "
(۹)	خاکسار محمد عزیز الرحمن	نائب سپرنٹنڈنٹ کیمپ
(۱۰)	میجر مہر دین صاحب	قلعدار
(۱۱)	ابو الاثر حفیظ جالندہری	شاعر دربار
(۱۲)	حافظ محمود بخش صاحب	سپرنٹنڈنٹ توشہ خانہ نج
(۱۳)	لفٹنٹ احمد بخش	فورمین
(۱۴)	کیپٹن ولی محمد خاں	
(۱۵)	لفٹنٹ محمد حسین خاں	
(۱۶)	مولوی بشیر احمد صاحب	کانفیڈنشل کلرک
(۱۷)	میاں واحد بخش خاں	حاضر باش
(۱۸)	لفٹنٹ احمد بخش خاں	معتمد موٹر خانہ

ہز ہائینس امیر فیصل تشریف فرمائے کیمپ ہوئے۔

آپ کے ہمرکاب شیخ عبداللہ الفضل (نائب امیر مدینہ) اور شیخ فواد حمزہ۔ ڈپٹی وزیر خارجیہ دولت سعودیہ بھی تھے۔ کار جس وقت حدود کیمپ میں داخل ہوئی۔ ریاستی دستۂ فوج نے سلامی کا خوشگوار فرض ادا کیا اور دوسرے تمام اصحاب نے سلام کیا۔

ہز ہائینس کا رنگ گورا۔ گول کتابی چہرہ۔ باریک ہونٹ۔ آنکھیں چمکدار۔ نجدی وضع کی چھوٹی

چھوٹی سیاہ ڈاڑھی۔ قد متوسط۔ اکہرا بدن تیس سال کے قریب عمر سیاہ جبہ پہنے ہوئے تھے۔ سر پر سفید رومال پر طلائی سیاہ عقال تھا وقار اور متانت کے اس پیکر اخلاق کو اعلیحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ کے دو ایڈیکانگوں نے جا کر ریسیو کیا۔ خیمہ ملاقات کے اندر اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے لب فرش تک آکر اپنے معزز مہمان کو مرحبا کہا۔ اور اندر لے گئے۔

ہز ہائینس امیر فیصل کے دو نو ہمراہی افسر اور اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کے وزیر خارجیہ اور حمدی بے عسکری۔ کمرہ ملاقات کے اندر ہمراہ گئے۔ شیخ فواد حمزہ نے فرائض ترجمانی ادا کئے ۵ امنٹ تک باہمی گفتگو کرتے رہے۔

میجر فیض احمد خاں صاحب مشیر تصریفات نے مہمانوں اور درباریوں کی مفرح اور خوش ذائقہ شربت وغیرہ سے تواضع کی اور ملاقات کے دلچسپ مشغلہ سے فارغ ہو کر اعلیحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ ہز ہائینس امیر فیصل اور ان کے ہمراہیوں کے فوٹو لئے گئے۔ اور یہ معزز مہمان شان و شوکت سے شاد و خرم واپس تشریف لیگئے

دعوت امیر مکہ مکرمہ

دعوت امیر مکہ

رات کو مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت میں اعلیحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ اور خدام امیر فیصل والی مکہ مکرمہ نے اپنے باغ میں دعوت کا اہتمام کیا۔ یہ باغ محلہ جرول میں بستان البلدیہ کے نام سے موسوم ہے۔

راقم ناچیز کے نام اس دعوت میں شامل ہونے کا جو مکتوب آیا۔ اس کا مضمون حسب ذیل ہے

نمونہ دعوت نامہ

المکتوب الخاص

رئیس دیوان حضرۃ صاحب السمو الملکی الامیر فیصل

(بحروف طلاء)

یتشرف بدعوۃ حضرت مولوی عزیز الرحمٰن لتناول طعام العشاء مع حضرات صاحب السمو نواب بہاولپور

علیٰ مائدۃ حضرات صاحب السمو الملکی الامیر فیصل فی الساعۃ الواحدۃ مساءً من یوم الاربعاء الواقع فی غرۃ ذو الحجۃ ۱۳۵۳

وذالك ببستان البلدیۃ بجرول

عربی ایک بجے شام (۷ بجے ہندی) باغ بلدیہ (میونسپل گارڈن) میں اعلیٰ حضرت دام اقبالہٗ وملکہ تشریف لے گئے۔ یہ باغ نہایت ہی خوبصورت چمنوں اور روشوں سے آراستہ۔ اور قسم قسم کے رنگدار پھولوں کے باعث نمونہ فردوس تھا۔ اور موسمی رنگارنگ پھولوں کی خوشبودار مہک سے اس کی ہوا معطر تھی۔ ایک وسیع تختۂ چمن پر نشست کا انتظام تھا۔ امیر فیصل نے اعلیٰ حضرت دام اقبالہ و ملکہ، کا استقبال فرمایا۔ اور نہایت اعزاز کیساتھ اپنے معزز مہمان کو خاص نشست پر لے جاکر متمکن کیا۔ امیر فیصل کی دائیں طرف زعماء اور شرفاء مکہ مکرمہ کی ایک مدعوشدہ جماعت موجود تھی۔ اور صدر کیجانب چپ اعلیحضرت دام ملکہ، و اقبالہ کے مدعو شدہ ہمراہی غلامان کی جماعت تھی۔

کچھ دیر تک مرحبا گوئی اور اخلاقی تبادلۂ خیالات اور رسمی مدارات قہوہ وبخور کے بعد یہ تمام اصحاب اپنے معزز میزبان اور محترم گیسٹ کی معیت میں باغ کے اس دوسرے وسیع اور طویل چمن میں گئے جہاں کھانے کا میز سجایا گیا تھا۔ دعوت نہایت پر تکلف تھی۔ کھانے اگرچہ عربی تھے اور عربی ہی رنگ ذائقہ۔ غذایت۔ نفاست اور صفائی کے لحاظ سے اعلیٰ طور پر مکمل تھے۔ لیکن طریق استعمال انگریزی تھا۔ میز کرسی۔ چھری کانٹے۔ چمچے۔ مربے۔ اچار۔ چٹنی۔ میوے جابجا سجائے گئے تھے۔ حبحب یعنی تربوز (میترے) کا گودا نکال کر اس کو اس خوبی اور خوش اسلوبی سے سجایا گیا تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کی سُرخ خوشنما قاشوں میں تخم قدرتاً پیدا ہی نہیں ہوا

انگریزی کھانے کی طرح آغاز شوربے سے ہوا اور مختلف قسم کے کھانوں کے بعد حاضرین نے میترے کے خوشنما اور لذیذ قاشوں کا شغل کیا۔

کھانے سے پہلے اور فراغت کے بعد دیر تک امیر اور اعلیحضرت دام اقبالہ، و ملکہ کا باہمی تبادلۂ خیالات ترجمان کے ذریعہ ہوتا رہا۔ ایک بجے عربی، کے قریب گئے تھے اور چار بجے (۱۰ بجے ہندی) کے قریب واپس نہضت فرمائے کیمپ ہوئے۔

اس خوان پر تیس ۳۰ کے قریب اصحاب شامل ہوئے تھے۔ میرے قریب ایک طرف بیت اللہ کے بواب حضرت عبداللہ شیبی۔ اور دوسری طرف ایک مصر کے تعلیم یافتہ نجدی بزرگ تھے۔ شیبی صاحب سے دیر تک عربی میں باتیں ہوتی رہیں۔ نہایت باخلاق بزرگ ہیں۔ ابتدائے اسلام سے کعبۃ اللہ کی کلید اسی شیبی خاندان کی تحویل میں رہی ہیں۔ مجسم اخلاق ہیں۔ اور باخبر اصحاب میں سے ہیں۔



بیت اللہ شریف کا ایک منظر



حرم مکہ مکرمہ کا ایک اور اندرونی منظر

عربی ایک بجے شام (۷ بجے ہندی) باغ بلدیہ (میونسپل گارڈن) میں اعلیٰ حضرت دام اقبالہٗ وملکہ تشریف لے گئے۔ یہ باغ نہایت ہی خوبصورت چمنوں اور روشوں سے آراستہ۔ اور قسم قسم کے رنگدار پھولوں کے باعث نمونہ فردوس تھا۔ اور موسمی رنگارنگ پھولوں کی خوشبودار مہک سے اس کی ہوا معطر تھی۔ ایک وسیع تختۂ چمن پر نشست کا انتظام تھا۔ امیر فیصل نے اعلیٰ حضرت دام اقبالہٗ و ملکہ کا استقبال فرمایا۔ اور نہایت اعزاز کیساتھ اپنے معزز مہمان کو خاص نشست پر لے جاکر متمکن کیا۔ امیر فیصل کی دائیں طرف زعماء اور شرفاء مکہ مکرمہ کی ایک مدعو شدہ جماعت موجود تھی۔ اور صدر کی جانب چپ اعلیحضرت دام ملکہٗ واقبالہ کے مدعو شدہ ہمراہی غلامان کی جماعت تھی۔

کچھ دیر تک مرحبا گوئی اور اخلاقی تبادلۂ خیالات اور رسمی مدارات قہوہ وکجور کے بعد یہ تمام اصحاب اپنے معزز میزبان اور محترم گیسٹ کی معیت میں باغ کے اس دوسرے وسیع اور طویل چمن میں گئے جہاں کھانے کا میز سجایا گیا تھا۔ دعوت نہایت پر تکلف تھی۔ کھانے اگرچہ عربی تھے اور عربی ہی رنگ ذائقہ۔ غذایت۔ نفاست اور صفائی کے لحاظ سے اعلیٰ طور پر مکمل تھے۔ لیکن طریق استعمال انگریزی تھا۔ میز کرسی۔ چھری کانٹے۔ چمچے۔ مربے۔ اچار۔ چٹنی۔ میوے جابجا سجائے گئے تھے۔ حبحب یعنی تربوز (میترے) کا گودا نکال کر اس کو اس خوبی اور خوش اسلوبی سے سجایا گیا تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کی سُرخ خوشنما قاشوں میں تخم قدرتاً پیدا ہی نہیں ہوا

انگریزی کھانے کی طرح آغاز شوربے سے ہوا اور مختلف قسم کے کھانوں کے بعد حاضرین نے میترے کے خوشنما اور لذیذ قاشوں کا شغل کیا۔

کھانے سے پہلے اور فراغت کے بعد دیر تک امیر اور اعلیحضرت دام اقبالہٗ وملکہ کا باہمی تبادلۂ خیالات ترجمان کے ذریعہ ہوتا رہا۔ ایک بجے عربی کے قریب گئے تھے اور چار بجے (۱۰ بجے ہندی) کے قریب واپس نہضت فرمائے کیمپ ہوئے۔

اس خوان پر تیس ۳۰ کے قریب اصحاب شامل ہوئے تھے۔ میرے قریب ایک طرف بیت اللہ کے بواب حضرت عبد اللہ شیبی۔ اور دوسری طرف ایک مصر کے تعلیم یافتہ نجدی بزرگ تھے۔ شیبی صاحب سے دیر تک عربی میں باتیں ہوتی رہیں۔ نہایت باخلاق بزرگ ہیں۔ ابتدائے اسلام سے کعبۃ اللہ کی کلید اسی شیبی خاندان کی تحویل میں رہی ہیں۔ مجسم اخلاق ہیں۔ اور باخبر اصحاب میں سے ہیں۔



بیت اللہ شریف کا ایک منظر



حرم مکہ مکرمہ کا ایک اور اندرونی منظر



حرم بیت اللہ شریف
کے اندر سے ایک دروازہ کا منظر



مکہ مکرمہ کے بازار میں ایک شربت فروش

غرہ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ / ۷ مارچ ۱۹۳۵ء

ناچیز عزیز کی عزت افزائی

یکم ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ / ۷۔ مارچ ۱۹۳۵ء کی صبح میری زندگی کی تاریخ میں آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہو گی۔ کہ نماز صبح اور طواف حرم شریف کے مناسک سے فارغ ہو کر جب کیمپ کی واپسی ہوئی۔ تو اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے اپنے ناچیز نمکخوار کو اپنے ساتھ کار میں سوار فرما کر معیت کا شرف بخشا۔ بندۂ ناچیز اس امتیاز سے مشکور اور دعائیں دیتا ہوا کیمپ میں واپس آیا۔

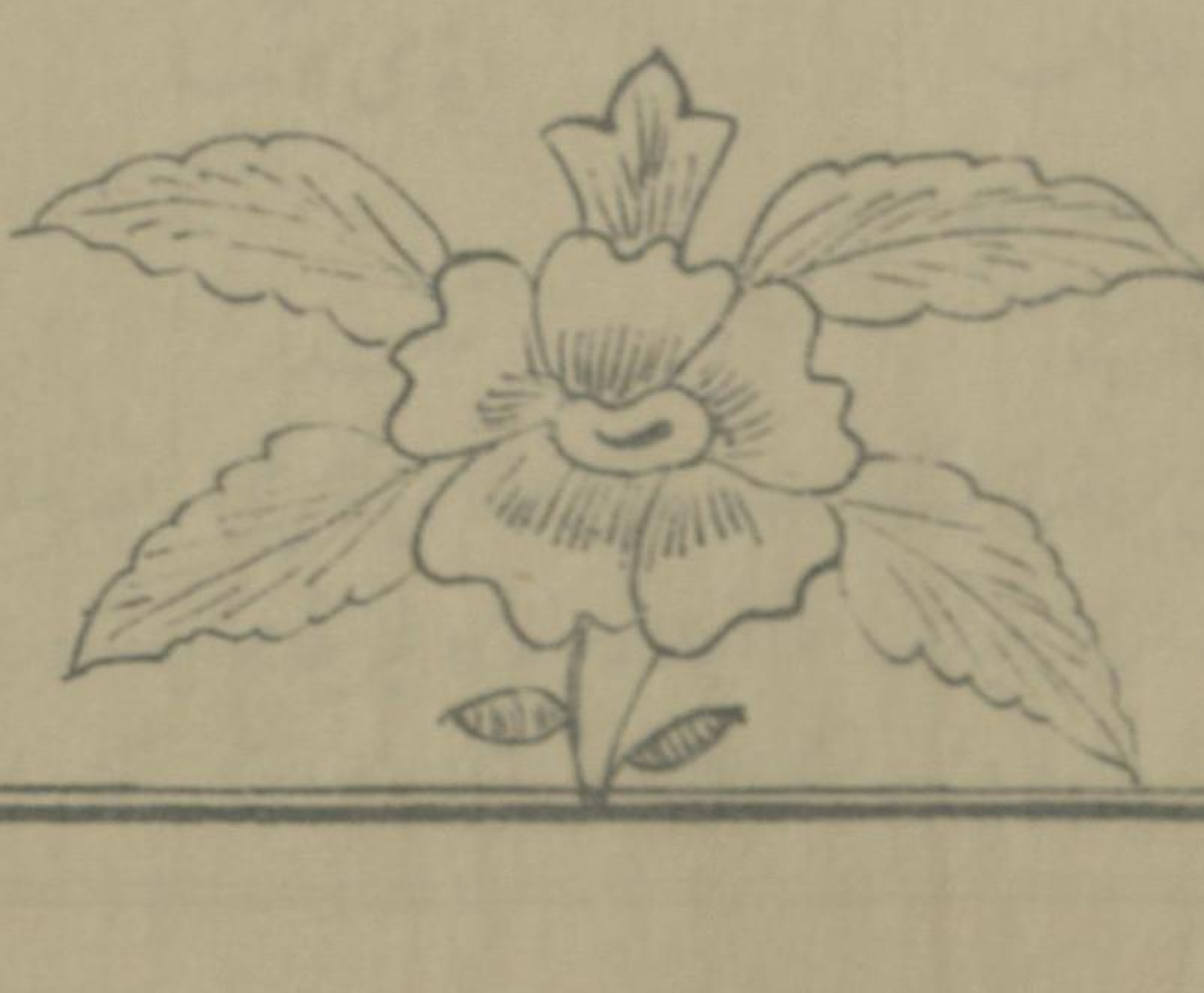
اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ کعبۃ اللہ میں بھی باجماعت نماز دن۔ طواف۔ تلاوت۔ اور نوافل کی سعادت کے اکتساب میں پوری ہمت اور دلی توجہ کے ساتھ مصروف رہے۔

خیرات نقدی و جنسی کے علاوہ ہر وقت مطبخ سلطانی سے پختہ طعام بکثرت تقسیم ہوتا رہا۔

۱۰ مارچ ۱۹۳۵ء / ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ

مکہ مکرمہ
میں ورود سلطانی

۱۰۔ مارچ ۱۹۳۵ء / ۴ ذالحجہ ۱۳۵۳ھ کی شام کو اعلیحضرت جلالۃ الملک سلطان عبد العزیز بن سعود فرمانروائے مملکت حجاز۔ عسیر و نجد یعنی مملکۃ عربیۃ السعودیہ مناسک حج ادا فرمانے کی غرض کے لئے اپنی دار السلطنت ریاض سے مکہ مکرمہ پہنچے شہر میں بادشاہ کی تشریف آوری کے باعث انتظامی جماعتوں کی چہل پہل کا عالم تماشا کر دینے ہے باقاعدہ سلامی ہوئی۔ معابد میں ایک خاص رونق ہے۔ صبح ۱۱۔ مارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۵۔ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ کو ان کی تشریف آوری کے اعزاز میں (۱۰۱) توپ کی شلک ہوئی۔





حرم بیت اللہ شریف
کے اندر سے ایک دروازہ کا منظر



مکہ مکرمہ کے بازار میں ایک شربت فروش

ناچیز عزیز کی عزّت افزائی

یکم ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ / ۷- مارچ ۱۹۳۵ء کی صبح میری زندگی کی تاریخ میں آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہوگی۔ کہ نماز صبح اور طواف حرم شریف کے مناسک سے فارغ ہو کر جب کیمپ کی واپسی ہوئی۔ تو اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے اپنے ناچیز نمکخوار کو اپنے ساتھ کار میں سوار فرما کر معیّت کا شرف بخشا۔ بندۂ ناچیز اس امتیاز سے مشکور اور دعائیں دیتا ہوا کیمپ میں واپس آیا۔

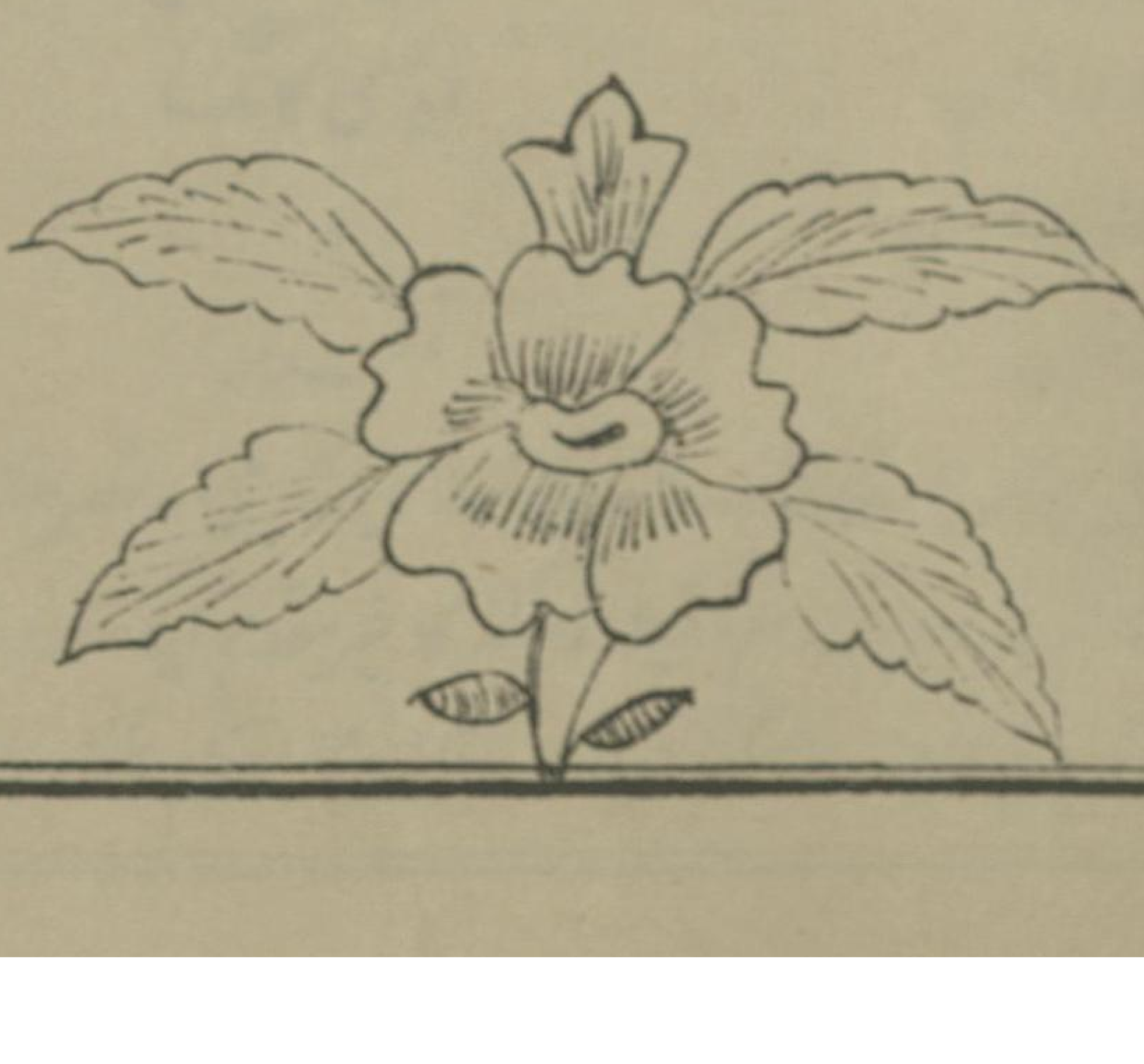
اعلیحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ کعبۃ اللہ میں بھی باجماعت نمازوں۔ طواف۔ تلاوت اور نوافل کی سعادت کے اکتساب میں پوری ہمت اور دلی توجہ کے ساتھ مصروف رہے۔

خیرات نقدی و جنسی کے علاوہ ہر وقت مطبخ سلطانی سے پختہ طعام بکثرت تقسیم ہوتا رہا۔

مکّہ مکرّمہ

میں ورودِ سلطانی

۱۰- مارچ ۱۹۳۵ء / ۴ ذالحجہ ۱۳۵۳ھ کی شام کو اعلیحضرت جلالۃ الملک سلطان عبدالعزیز بن سعود فرمانروائے مملکت حجاز۔ عسیر و نجد یعنی مملکۃ عربیۃ السعودیہ مناسک حج ادا فرمانے کی غرض کے لئے اپنی دارالسلطنت ریاض سے مکہ مکرمہ پہنچے شہر میں بادشاہ کی تشریف آوری کے باعث انتظامی جماعتوں کی چہل پہل کا عالم تماشا کر دنی ہے باقاعدہ سلامی ہوئی۔ معابدہ میں ایک خاص رونق ہے۔ صبح ۱۱- مارچ ۱۹۳۵ء مطابق ۵- ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ کو ان کی تشریف آوری کے اعزاز میں (۱۰۱) توپ کی شلک ہوئی۔



تاجدار بہاولپور

قصرِ

جلالۃ الملک کنگ نجد و حجاز

میں

۵ - ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ - ۱۱ مارچ ۱۹۳۵ء دوشنبہ عصر کے بعد اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ حسب ذیل اسٹاف کے ساتھ مقام معابدہ کے محل (قصر سلطانی) میں جلالۃ الملک حضرت سلطان عبد العزیز آل سعود کو مرحبا کہنے کے لئے تشریف لے گئے۔

(۱) کرنل مقبول حسن صاحب بہادر	وزیر سیاسیہ و خارجیہ
(۲) سردار محمد امیر خاں صاحب بہادر	وزیر داخلیہ (ہوم منسٹر)
(۳) میجر فیض احمد خاں صاحب	مشیر تفریحات
(۴) خان بہادر ڈاکٹر دیوان علی صاحب	میڈیکل افسر و سپرنٹنڈنٹ کیمپ
(۵) کپتان مولوی غلام محمد صاحب	پرائیویٹ سکرٹری
(۶) میر سعید احمد صاحب	ملٹری سکرٹری
(۷) میجر نذیر علی شاہ صاحب	ایڈی کانگ
(۸) میجر غلام قاسم شاہ صاحب	"
(۹) میجر مہر الدین صاحب	قلعدار

دروازۂ قصر سلطانی پر فوج کے دستہ نے سلامی اُتاری - قصر سلطانی کے دروازہ پر یوسف یاسین مدیر شعبہ سیاسیہ نے سرکار ابد قرار دام اقبالہٗ و ملکہ کا خیر مقدم کیا - اور اپنے ہمراہ سیڑھیوں کی راہ سے قصر سلطانی کے اس کمرہ کی طرف لے گیا جہاں ملاقات کا اہتمام تھا - بالائی منزل کے دروازہ پر

فواد حمزہ ڈپٹی فارن منسٹر (وزیر خارجیہ) نے استقبال کیا۔ اور اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ وملکہ کو ڈرائینگ روم میں جہاں جلالت مآب استادہ تھے لے گیا۔ جلالت مآب نے بڑھ کر اعلیٰحضرت دام اقبالہ وملکہ سے مصافحہ فرمایا۔ اعلیٰحضرت نے اپنے وزرا اور پرسنل اسٹاف کا تعارف کرایا۔

اس کے بعد جلالت مآب نے سرکار والا کو .... اپنے دائیں پہلو پر جگہ مرحمت فرمائی قہوہ کی ضیافت کی گئی۔ ڈپٹی فارن منسٹر صاحب نے گفتگو کے وقت ترجمانی کے فرائض انجام دئے۔ ۱۰ منٹ تک گفتگو کے بعد اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ وملکہ واپس تشریف فرمائے کمپ ہوئے۔ واپسی کے وقت بھی اسی طرح مشایعت کی رسوم ادا ہوئیں جو استقبال کے وقت ادا کی گئی تھیں۔

دعوتِ سُلطانی

دوشنبہ ۶ ذی الحجہ شریف ۱۳۵۳ھ ۱۲۔ مارچ ۱۹۳۵ء کی شام کو جلالۃ الملک کنگ نجد وحجاز کیجانب سے دعوت تھی۔ اعلیٰحضرت دام اقبالہ وملکہ کو مدعو کیا گیا تھا۔ بوجہ ناسازی طبع اعلیٰحضرت تو شامل نہ ہوسکے مگر غلامانِ نمک خوار کو اس دعوت کی شمولیت کے لئے ارشاد ہوا۔ چنانچہ سردار محمد امیر خانصاحب بہادر ہوم منسٹر۔ میجر خان فیض احمد خان صاحب مشیر تصریفات۔ کیپٹن مولوی غلام محمد صاحب پرائیویٹ سکرٹری خاکسار محمد عزیز الرحمن ڈسٹرکٹ جج ونائب سپرنٹنڈنٹ کمپ۔ میجر قاسم علی شاہ صاحب ایڈی کانگ۔ میجر مہر الدین صاحب قلعدار شامل دعوت سلطانی ہونے کے لئے مغرب کی نماز کے بعد سلطانی کاروں کے ذریعہ سے ایوان شاہی میں پہونچے۔

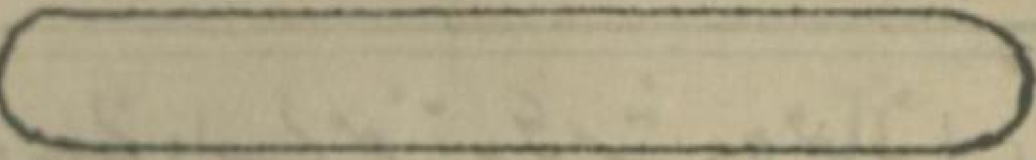
ایوان شاہی ایک عربی وضع کی اعلیٰ درجہ کی چار منزلہ عمارت ہے۔ جو موجودہ زمانہ کی ضروریات سے مکمل طور پر آراستہ ہے۔ بیرونی دروازے پر شاہی گارد کا دستہ موجود تھا۔ اور اندر کی ہر ایک جانب کو جہاں جہاں راستہ گذرتا تھا۔ زعماء نجد وافسران عسکر سلطانی استقبال اور رہنمائی کے لئے موجود تھے۔ ہم لوگ اس محل کی بالائی منزل پر گئے۔ جہاں بہت بڑے کھلے ہوئے صحن میں جو عربی طریق پر آراستہ تھا۔ ایک کونہ پر حضرت[1] جلالۃ الملک سلطان عبد العزیز آل سعود متمکن تھے۔ اور ان کے چپ وراست اور تمام صحن

---

[1] جلالۃ الملک کی عمر پچپن سال کے قریب ہے۔ دراز قد۔ گندم گون۔ چہرے میں ذرا سانولا پن نمایاں ہے۔ کھلا ہوا سونہہ۔ فراخ لبستر اچہرا ابھرا ہوا پنڈا۔ چھوٹی نجدی وضع کی ڈاڑھی چہرے سے وقار۔ متانت۔ رعب اور عربی جذبات مترشح ہے

مکان میں حج میں شامل ہونے والے معزز مدعوشدہ مہمانوں کی نشست کے لئے کرسیوں کا انتظام تھا۔ ہم مغرب کی نماز پڑھ کر فوراً گئے تھے۔ خیال تھا کہ ہم لوگ پہلے پہونچنے والے ہوں گے۔ مگر یہ خیال صحیح نہ نکلا۔ ہم سے پہلے وہاں دوسو کے قریب مختلف ممالک ہند۔ جاوا۔ افغانستان۔ بخارا۔ عراق۔ یمن۔ موصل۔ ایران مصر۔ طرابلس۔ ٹیونس۔ شام۔ الجزائر وغیرہ کے معزز اور ممتاز اصحاب موجود تھے۔ حضرت جلالۃ الملک السلطان حج کے متعلق تقریر فرما رہے تھے۔ مقامی اور مصری اخبارات کے چند رپورٹر صاحب ممدوح کی تقریر کو نوٹ کر رہے تھے۔ ہم کو ایسے موقع پر جگہ ملی کہ ہم ان کی تقریر اچھی طرح نہ سُن سکتے تھے۔ مگر صدر مجلس اور اس کے حاشیہ نشینوں کو بخوبی دیکھ رہے تھے۔ جلالۃ الملک کے دائیں ہاتھ کی طرف امیر امان اللہ خان سابق فرمانروائے افغانستان۔ اور سید ادریسی مجددی بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ان کے بائیں پہلو میں امیر یمن کے وزیر اعلیٰ تشریف فرما تھے۔ اور قریب قریب تمام ممالک کے زعماء موجود تھے۔ ملازمان سلطانی نے قہوہ سے حاضرین مجلس کی مدارات کی۔ اور کچھ دیر کے بعد تقریر ختم فرما کر کھانے کے لئے جلالۃ الملک اُٹھے۔ انکے ساتھ ہی وہ تمام اصحاب جو وہاں موجود تھے۔ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ جہاں ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے قریب ہی ایک ایسے موقع پر ہم کو جنرل حمدی بے افسر فوج نے ٹہرنے کا موقع بہم پہونچا دیا۔ جہاں سے جلالۃ الملک ہمارے بالکل قریب سے گذرے۔ اور ہم کو نہایت آزادی کے ساتھ مصافحہ کا شرف حاصل ہو سکا۔ اس وسیع صحن سے ہم جلالۃ الملک کے پیچھے پیچھے مقررہ راستہ سے ہوتے ہوئے محل کی دوسری منزل پر اُتر آئے۔ راستہ میں ہم کو جلالۃ الملک کے دو بڑے فرزندوں کے ساتھ مصافحہ کرنیکا موقع مل گیا۔ جو راستہ میں استقبال کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ محل کی دوسری منزل پر کھانے کا وسیع انتظام تھا۔ ہم کو بھی اسی میز پر جلالۃ الملک کے بائیں پہلو میں بالکل قریب نشستیں مل گئیں۔ اس میز پر (۷۰) (۸۰) مہمانوں کی نشست کا انتظام تھا۔ اور عربی کھانوں سے میز کی جو سجاوٹ تھی اس کی خوبی کا بیان کرنا غیر ممکن ہے۔ پلاؤ کے بہت بڑے بڑے قاب میز کے وسطی حصہ میں جا بجا رکھے ہوئے تھے۔ قریب ہی سبزی گوشت۔ کباب۔ روسٹ۔ پوٹین (پوڈنگ) کے علاوہ تازہ اور نفیس کیک سجائے ہوئے تھے۔ مربے اچاروں کو اس قرینہ سے سجایا گیا کہ اس سے بہتر ذہن میں نہیں آسکتا۔ کھانے کی میز

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۲۸۔ باخلاق زیور علوم سے آراستہ ہیں۔ آنکھوں میں آشوب کی شکایت مدت سے ہے۔ اس لئے آنکھوں پر عینک پہنے رہتے ہیں۔ آواز بلند زبان فصیح قادر الکلام ہیں گھنٹوں تک کسی خاص موضوع پر بلا تکان پرمعنی تقریر کرتے ہیں۔ کثیر الاولاد ہیں۔ تمام حجاز میں ان کا رعب مسلم ہے۔ ۱۲ عزیز

درمیان سے خالی تھی میز کی یہ صورت تھی  اس کے بیرونی کناروں پر مہمانوں کی نشست تھی - اور اندر کی خالی جگہ پر غلام کمربستہ موجود تھے - اور وہ مہمانوں کی ضرورت کے مطابق مدارات میں مصروف تھے - میز پر علاوہ مطبوخات کے فواکہ کی بھی کوئی کمی نہ تھی - مالٹے سیب اور سب سے زیادہ خوشنما نہایت سُرخ رنگ حُجُب (متیرا) جو یہاں کا ایک نہایت ہی مشہور ہردلعزیز اور کثیر المقدار پھل ہے - موجود تھے - حجب کا ذکر اتفاق سے آ گیا ہے - ہندوانہ جس کو ہماری زبان میں متیرا کہا جاتا ہے اگرچہ مدینہ منورہ میں بھی بکثرت موجود تھا - مگر مکہ مکرمہ میں تو بازار اس شیریں اور سُرخ پھل سے بھرے ہوئے ہیں - اس کی کثرت فراوانی اور ارزانی اس قدر ہے کہ کوئی سقیم الحال شخص بھی اس سے محروم نہیں رہتا - میز کی باقاعدہ سجاوٹ تھی - اور یہاں بھی جلالۃ الملک کے دائیں پہلو میں امیر امان اللہ خان[1] اور سید حسن ادریسی اور بائیں پہلو میں سید محمد عبداللہ وزیر اعظم یمن - اور سید صادق مجددی شمکن تھے - قریب ہی مصر افغانستان اور ایران کے نمایندے اور باقی ممالک کے معزز اور محترم اصحاب موجود تھے - کھانے نہایت لذیذ تھے - ہر ایک مہمان نے اس شاہی دعوت کو محبت اور عزت کے جذبات سے متاثر ہو کر تناول کیا -

کھانے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد جلالۃ الملک اُٹھ کر پھر شاہی محل کی بالائی منزل پر تشریف لے گئے جہاں پانچ چھ سو مہمانوں کی نشست کا انتظام تھا - تمام مہمان جس وقت قرینہ سے بیٹھ گئے - اور قہوہ کا دور پورا ہو گیا - تو جلالۃ الملک نے تقریر شروع کی - اس وقت ہم نے کوشش کر کے ایسے مقام پر نشستیں حاصل کر لی تھیں - جہاں سے جلالۃ الملک کی تقریر اچھی طرح سُنائی دیتی تھی جلالۃ الملک کی فاضلانہ اور

---

[1] امیر امان اللہ خان سابق شاہ افغانستان اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ روما سے حج کیلئے ۲۷ ذیقعدہ کو مکہ مکرمہ میں پہونچے حکومت کیطرف سے استقبال کیا گیا - آپ جلالۃ الملک کے مہمان ہیں اور قصر باب چہ میں قیام ہے - مسلمان ممالک کے تنکخواران کو دوسرے ملک کے مسلمان فرمانرواؤں کے ساتھ بھی ایک وجہ انس پیدا ہو جاتی ہے ہمارے سرکار دام اقبالہ و ملکہ کے ایک تنکخوار ایڈیکانگ میجر سید نذیر علی شاہ صاحب کا شوق ملاحظہ ہو کہ آپ کمر کی کوچہ پیمائی کرتے ہوئے آخر مقام قیام امیر امان اللہ خان سابق شاہ افغانستان تک پہونچ گئے - آپ کی خدمت میں جو بات چیت ہوئی اور تبادلہ خیالات ہوا اس کو یہاں ذکر کرنیکا موقع نہیں ہے - ہمارے میجر صاحب کو بھی بعض انگریزی مذاق طبائع کی طرح یہ عشق ہے کہ وہ ہر صاحب سے جس کے ساتھ ان کا تعارف ہو - یہ ضرور خواہش کرتے ہیں کہ وہ ان کی نوٹ بک میں کچھ لکھدے یا دستخط کردے - چنانچہ آپ نے ایسی خواہش امیر صاحب سے بھی کی - آپ نے یہ لکھ دیا اور اپنے دستخط کر دیئے - عنایت

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کاراند
تا تو نانے بکف آری و بہ غفلت نخوری

ادیبانہ تقریر اگرچہ عربی زبان میں تھی - مگر کوئی مہمان بھی اُس کی لذت اور مضمون تقریر کی عظمت سے بے بہرہ نہیں معلوم ہوتا تھا - جلالۃ الملک کی تقریر اسلام کے بنیادی اُصول کے متعلق تھی - توحید باری تعالےٰ کی فلسفیانہ (استدلالوں) کے بعد ملت ابراہیمی کا ذکر تھا - اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ للعلمین سید الاولین والاخرین - خاتم النبیین ہونے کا دلکش بیان تھا - اور پھر ارکان اسلام کے سلسلہ میں حج کعبہ کے متعلق تفصیلی تذکرہ کیا - جبیں حج کے اصل اغراض پر نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ روشنی ڈالی - اور دنیا کے تمام مسلمانوں کو حج کے فوائد صحیحہ اور مقاصد اصلیہ کے حاصل کرنے کی ترغیب دلائی - اس مسلسل اور وسیع وعظ کا ایک حصہ حجاز کی ہمسایہ اسلامی سلطنتوں کے تذکرہ کا بھی تھا - اسی ضمن میں گذشتہ جنگ یمن کا دلخراش واقعہ بھی بیان کیا گیا - اس کے اسباب اور علل کے ساتھ ہی اس کے بمصالحت بہترین انجام پر اظہار تشکر و خوشنودی کیا گیا تھا - اور اس موقعہ پر وزیر یمن کی اعلیٰ خدمات کا اعتراف بھی تھا - اور جلالۃ الملک نے اخیر میں تمام مسلمانانِ عالم کو حج کے صحیح مقصد حاصل کرنے کی دعوت عام دی - اور فرمایا کہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا کے حکم کی تعمیل ہی مسلمانوں کے ادبار اور نکبت کا صحیح علاج ہے -

اس فصیح اور بلیغ وعظ سے جلالۃ الملک کے علمی تبحر کے ساتھ ہی ان کی قدرت تقریر اور وسعت معلومات کا ثبوت ملتا تھا - اس تقریر کے ختم ہونے پر استاذ فاضل سید محمدؐ غنیمی تفتازانی نے عربی میں ایک تقریر فرمائی اُردو میں جلالۃ الملک کی تقریر کا ترجمہ مولوی محمدؐ اسمٰعیل صاحب غزنوی نے حاضرین کو سُنایا - اور کئی ایک عرب - افغان اور دوسرے ممالک کے باکمال اور پُرجوش مقرروں نے تقریریں کیں - امیر امان اللہ خان صاحب نے بھی فارسی میں ایک نہایت دلکش اور دلآویز تقریر کی - اور مسلمانوں کی پریشانی اور خستہ حالی کی عملی تدبیر پر اپنی تقریر میں روشنی ڈالی - اور اس کا علاج بتلایا - امیر امان اللہ خان کی تقریر نہایت پرجوش اور اسلامی سپرٹ میں ڈوبی ہوئی تھی - اور مسلمانوں کے متعلق ان کے مخلصانہ طرز بیان میں جو اثر تھا وہ خاص اہمیت رکھتا تھا - امیر صاحب کی تقریر کا ترجمہ ساتھ ہی ساتھ مولوی محمدؐ اسمٰعیل صاحب کرتے گئے تھے - اس کے بعد افغانستان کے وزیر سید محمدؐ صادق مجددی نے تقریر کی - ان کے بعد سید رشید ملوحی ایڈیٹر اخبار ایام دمشق نے تقریر کی - کئی ایک تقریروں کے بعد جنہیں اکثر جلالۃ الملک کی خدمات کے اعتراف اور ان کی محامد اور دعاؤں پر مشتمل تھیں یہ مجلس وعظ دو تین گھنٹوں میں ختم ہوئی - قہوہ عربی اور بخور وعود سے حاضرین کی تواضع کی گئی - اور ہم لوگ جلالۃ الملک کا سلام کرکے شاہی موٹر کاروں کے ذریعہ اپنے مقام قیام پر پہونچے - اس رات کا منظر ایسا دلچسپ تھا

کہ عمر بھر یاد رہے گا۔

اس دعوت کے حالات اور سلطانی تقریر کے خلاصے عرب اور ہندوستان کے اخبارات نے شائع کئے۔ مکہ مکرمہ میں اگلے ہی دن ان کی اشاعت ہو گئی۔

غسل بیت اللہ شریف ۶،۷ ذوالحجہ ۱۳۵۳ھ ۱۱،۱۲ مارچ ۱۹۳۵ع

غسل بیت اللہ شریف

میں

ہمارے آقائے محترم دام اقبالہٗ وملکہٗ

جلالۃ الملک سلطان عبدالعزیز بن سعود مکہ مکرمہ میں آکر نہایت ہی مصروف ہیں۔ کل رات سے وہ مکہ مکرمہ میں پہنچے ہیں۔ مگر اُس وقت سے برابر مصروف ہی دیکھے گئے ہیں۔ آج ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۳۵ع (۷۔ ذی الحجہ شریف سنہ ۱۳۵۳ھ) کو عصر کے بعد بیت اللہ کے غسل میں آپ مصروف تھے۔ غسل کعبہ کی نیک رسم مدتوں سے جاری ہے۔ اور ہر سال اس خانۂ خدائے پاک کے غسل دینے کی عزت دنیائے اسلام کی نامور ہستیوں کو حاصل ہوتی رہی ہے۔ اس سال حسب دستور سابق.... جلالۃ الملک کنگ حجاز و نجد نے جب اس خدمت خاص کا شرف حاصل کرنیکا ارادہ کیا تو **اعلیحضرت تاجدار بھاولپور** کو بھی اس سعادت کے حاصل کرنے میں شامل کر لیا۔ اعلیحضرت کا یہ شرف بھی خصوصیت کے ساتھ تاریخ میں ممتاز جگہ حاصل کرنے کے لائق ہے۔

کنگ نجد و حجاز کے ساتھ علاوہ ہمارے محترم کے ان کے اپنے فرزند امیر سعود گورنر ریاض اور امیر فیصل والی مکہ مکرمہ بھی شامل تھے۔ اور امیر امان اللہ خان سابق فرمانروائے افغانستان کو بھی اس سعادت سے بہرہ ملا۔ بیت اللہ کی چھت تین ستونوں پر قائم ہے۔ یہ ستون ایک فٹ چوڑا ہے) اور ۱۸ فٹ لمبے ہیں۔ بیت اللہ کے شمال مشرقی حصہ میں چھت پر چڑھنے کے لئے ایک زینہ بھی ہے۔ غلاف کے تبدیل کے لئے اس راستہ سے چھت پر جاتے ہیں۔ خانہ کعبہ کو کھجور کے پتوں کی کچیوں سے آب زمزم بہا کر صاف کیا جاتا ہے۔ عام حجاج ان کوچیوں کو بطور تحفہ اپنے وطن کو لیجاتے ہیں۔ غسل کا

پانی اگرچہ بمشکل دستیاب ہوتا ہے۔ مگر لوگ اس کو بھی بطور شفا حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں۔

صحرانوردانِ حجاز

منیٰ کی طرف

چار شنبہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۵ء کو آج آٹھویں ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ کی تاریخ قرار پائی۔ اس تاریخ کو یوم الترویہ[1] کہتے ہیں۔ صبح ہی تمام عازمان حج مبارک منیٰ کی جانب روانہ ہو رہے ہیں۔ اکثر پیدل ہیں شتر سوار بھی بیشمار ہیں۔ کاروں کے ذریعہ بھی لوگ جا رہے ہیں۔ ان کا بھی کوئی حد و حساب نہیں۔ یہاں گدھوں کی سواری سہل اور سستی ہے۔ بہت لوگ اس طرح منیٰ پہنچنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

دنیائے اسلام کا ایک نہایت ہی گنجان اور آباد شہر ایک پہاڑوں کے درمیانی میدان میں تھوڑی دیر میں آباد ہو جائے گا۔

اعلیٰحضرت دام اقبالہ وملکہ نے بھی روانگی قافلہ کا ارشاد فرمایا۔ اگرچہ تیاری اور ضروری سامان کے انتخاب کا ارشاد پیش گاہ سلطانی سے پہلے نافذ ہو چکا تھا مگر صبح آٹھ بجے (ہندی وقت) تمام قافلہ اپنے کمپ سے احرام باندھ کر اعلیٰحضرت دام اقبالہ وملکہ کے ہمرکاب روانہ ہوا۔

پہاڑیوں کے درمیان ایک راستہ جنۃ المعلیٰ اور معابدہ کی طرف سے ہو کر منیٰ کو جاتا ہے۔ جس کو طریق کدا کہتے ہیں۔ اُس راستہ کے نشیب و فراز سے گذرتے ہوئے اس شاہراہ عام (سڑک) پر جا نکلے جو منیٰ کی طرف جاتا ہے۔ ہماری کاریں منیٰ کی طرف جا رہی ہیں۔ بائیں پہلو میں جنۃ المعلیٰ کا وہ قدیمی اور مقدس قبرستان ہے۔ جس میں حضرت ام المومنین طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا۔ حضرت ابوطالب

[1] ترویہ۔ رؤیا سے ماخوذ ہے۔ رویا کے معنی خواب کے ہیں۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اسی شب کو اپنے فرزند کی قربانی کا خواب دیکھا تھا۔ سنت نبویؐ یہی ہے کہ اس تاریخ کو مکہ مکرمہ سے لباس احرام سے آراستہ ہو کر ایسے وقت منیٰ میں پہنچ جائے کہ ظہر کی نماز منیٰ میں ادا ہو۔ ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ

۸ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۱۳-۳-۱۹۳۵ء صحرانوردانِ حجاز منیٰ کو

سردار عبد المطلب اور جناب عبد المناف مدفون ہیں۔ اسی احاطہ میں حضرت ملا علی القاری رحؒ۔ خواجہ فضیل بن عیاضؓ کے اجساد مبارک پیوند خاک ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ صحابی (جو بیت اللہ کے اندر ۷۳ھ میں شہید ہوئے) عبد الرحمٰنؓ بن ابوبکر صدیقؓ اور بیشمار بزرگان ملت و دین متین اس قبرستان میں مدفون ہیں۔ خلیفہ جعفر المنصور عباسی المتوفی ۱۵۸ھ اور محمود بن سلطان ابراھیم ادھمؒ بھی اسی جنت میں پیوند خاک ہیں۔ اگرچہ کسی وقت ان بزرگوں کی قبروں کے نشان اور بعض قبے بھی عالیشان موجود تھے۔ مگر اس وقت صرف دیوار کی حدود کے اندر ایک کف دست میدان کے سوا اور کچھ نہیں۔

رہ گذر ہم نے بھی ان ارواح پاک پر فاتحہ پڑھی۔ یہ معلوم کر کے کہ اس گورستان میں دس ہزار صحابی کی قبریں ہیں۔ ہمارے دلوں میں اس شہر خموشاں کی عظمت کا جو نقش مرتب ہوا وہ قیاس کیا جاسکتا ہے۔

اب ہماری داہنی طرف شاہی عمارات کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اس حصہ آبادی کو معابدہ کہتے ہیں۔ کنگ حجاز و نجد کا اپنا شاہی ایوان اور دوسری سرکاری عمارات جو ہر طرح سے نئے طریق تعمیرات مکمل نمونے ہیں۔ اسی طرف واقع ہیں۔

کوہِ حرا

کوہِ حرا

ان سے گذر کر سڑک کی بائیں طرف کوہِ حرا کی زیارت ہوئی۔ ایک قبہ کی صورت پہاڑی کی چوٹی بلند ہے۔ ہمارے کمپ کے بعض اصحاب نے پیدل آکر اس کی زیارت کر لی تھی۔ لیکن میں اپنی کم ہمتی کے باعث پیدل زیارت نہ کرسکا۔ اور اب موٹر میں سے دیر تک اس کی زیارت سے دل و دیدہ کو منور کرتا رہا۔ اور اس کا ایک دستی نقشہ بھی کھینچ لیا۔ جو شامل کیا گیا ہے۔ اس پہاڑی کی چوٹی سے کچھ نیچے وہ مبارک غار واقع ہے جس کو اسلامی تاریخ کے ساتھ خاص تعلق ہے۔

بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام خلعت نبوت سے مشرف ہونے کے ماقبل عرصہ دراز تک یہاں آکر خالق الارض والسمٰوات مالک الملک والکائنات کی قدرت کاملہ کی نشانیوں پر غور فرمایا کرتے تھے۔ اور انسانی خلقت کے سربستہ رازوں پر اس انہماک اور محویت کے ساتھ تفکر اور تدبر کیا کرتے تھے کہ کئی کئی شبانہ روز اس محویت میں گذر جاتے تھے۔ اس ذکر و فکر۔ غور و انہاک کے سلسلہ میں قلب مقدس پر تجلیات انوار الٰہی کا عکس نمودار ہوا۔ اور ناموس اکبرؑ نے نازل ہوکر

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ کی آیات قرآنی اور الہام ربانی سُنا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیغمبری کے تاجدار ہونے کا مژدہ سُنایا۔ اور سلسلہ وحی شروع ہوا تھا۔ خدا کی قدرت اس پہاڑی کے گرداگرد بھی بہت بڑا سلسلہ کوہستانی موجود ہے۔ مگر اس پہاڑی کو اور بالخصوص اُس شگاف غار حرا کو دیکھکر طبیعت پر کچھ ایسا اثر مرتب ہوا کہ کسی طرح الفاظ میں اس کا اظہار نہیں ہو سکتا۔ عجیب شاندار پہاڑی ہے۔ دوسرے پہاڑوں سے اس کا رنگ۔ شان۔ صورت اور اخرام بالکل جُدا معلوم ہوتا ہے۔ یہاں ایک برگزیدہ کائنات منتخب مخلوقات۔ محبوب بندے کو اللہ تعالےٰ نے خلعت رسالت کے ساتھ تاج رحمتہ للعٰلمین بخشا۔ اور اس کو تمام دنیا کا پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا۔ اپنی خاص نعمتوں اور رحمتوں اور معارف کے خزانوں کا مالک بنا دیا۔

یہ وہ پہاڑ اور وہ مقام ہے جس نے ہمارے پیارے پاک اور مقدس رحمتہ للعٰلمین کی پیغمبری کا سب سے پہلے مژدہ سُنا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء رسول ربُّ العلیٰ محبوب کبریا کے خطابات سے ممتاز ہو کر مکہ مکرمہ میں تشریف لے گئے۔

اے مبارک مقام! اور اے محترم پہاڑ! اپنی اس اوّلیت کا صدقہ کہ تو نے ہمارے آقا کو پیغمبری کے تاجدار ہونے کے وقت سب سے پہلے دیکھا۔ اور زبان حال سے مبارکباد پیش کی۔ تو ہی تجلیات اوّلین اور الہام اوّلین کے نزول کے باعث رشک طور ہے۔ دنیا کے تمام کوہستانی بلندیوں میں تیرا مرتبہ نہایت ارفع ہے۔ اپنی اس پیاری اور بانکی صورت اور بلندی ورفعت کے طفیل ہم گنہگار و سیاہ کاروں کی روشنی قلب کے لئے دعا کر تیرے دامن میں اس نور الہٰی کی شعائیں سب سے پہلے برسی تھیں۔ اپنے دامن میں سے کچھ خاک پاک ہمیں بھی عطا کر۔ ہم آنکھوں کا سرمہ بنائیں اور دل کی تنویر کا یہ عمل کریں۔

اگرچہ یہ پہاڑی سڑک سے خاصہ فاصلہ پر واقع ہے۔ لیکن ہم کو دیر تک موٹر میں بیٹھے ہوئے اسکے نظارے کی سعادت حاصل رہی۔

سڑک کے دائیں طرف ترکوں کے وقت کی کئی عمارتیں نظر آئیں۔ کچھ دُور تک سڑک کے دائیں بائیں چھوٹے چھوٹے زرعی خوش منظر مقامات سے نگاہیں تروتازہ رہیں۔ مگر پھر سنگستانی اور ریگستانی راستہ آگیا۔

مکہ مکرمہ سے منیٰ کا سیدھا راستہ اگرچہ چار پانچ میل سے زیادہ نہیں ہے۔ مگر ہماری موٹریں ڈیڑھ گھنٹہ کے عرصہ میں بارہ میل سے زیادہ چکر کاٹنے کے بعد منیٰ میں پہنچیں۔

مِنیٰ

مِنیٰ کے لغوی معنی آزمائش اور امتحان کے ہیں۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی آزمائش محبت الٰہی کا یہی مقام ہے۔ اس لئے اس کو اس نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ پہاڑوں کے درمیان ایک بہت بڑا وسیع میدان ہے۔ ریت کے ٹیلے بھی جگہ جگہ موجود ہیں۔ اس میدان میں ایک بہت بڑے طول وعرض کی مسجد بنی ہوئی ہے جس کو مسجدِ خیف کہتے ہیں۔ اس مسجد کے وسیع احاطہ میں آبادی کیطرف کو کئی دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ جانب قبلہ والی دیوار میں مسقف حصہ ہے۔ جس میں محراب بھی بنا ہوا ہے مسقف حصہ میں ٹوٹیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ احاطہ کی دائیں جانب والی دیوار میں ایک بلند منارہ ہے۔ اس پر چڑھ کر مؤذن اذان دیتا ہے۔ صحن مسجد میں ایک گول گنبد والی عمارت ہے۔ جس کے چاروں اطراف کھلے ہوئے ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حج کے موقعہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا خیمہ مقدس نصب ہوا تھا۔ اسی طرف وہ موقع بھی ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ وَالْمُرْسَلَاتِ نازل ہوئی تھی۔ یہ موقع ایک مغارہ کی صورت میں تھا۔ مگر اب اس کا نشان موجود نہیں ہے۔ اس قبہ میں اب پانی کا اہتمام ہے۔

ابوالبشر حضرت آدم علیہ السّلام کی قبر اسی مسجد میں بیان کی گئی ہے۔ اور یہ بھی مشہور ہے کہ اسی احاطہ میں ستر پیغمبر مدفون ہیں۔ مگر نشان کسی کا بھی نہیں ہے۔

اللہ بس۔ باقی ہوس

مِنیٰ حج کے دنوں میں ایک بڑا آباد شہر بن جاتا ہے۔ جس میں مکانات اور دکانات کا ایک طویل سلسلہ باعث رونق ہوتا ہے۔ اور باقی ماندہ میدان میں قسم قسم کے خیمے۔ چھولداریاں۔ ڈیرے۔ قناتیں اور شامیانے نصب ہوتے ہیں۔ ہر ایک معلم کے خیموں کے سامنے ان کے بڑے بڑے جھنڈے لگے رہتے ہیں۔ جن پر معلم کا نام لکھا ہوا ہوتا ہے۔ کئی معلموں نے اپنی بڑی شاندار اور وسیع دو دو چار چار منزلہ عمارتیں مِنیٰ میں بنالی ہیں۔ اور اس سے ان کو کرایہ کی بہت بڑی آمدنی ہوتی ہے۔ بہت لوگ مکہ مکرمہ سے خیمے کرایہ پر ہمراہ لاتے ہیں۔ اور جہاں موقع ملا نصب کرکے وقت گذار دیتے ہیں۔ غربا اپنے شغدف و شبری کے سایہ میں وقت گذار دیتے ہیں۔ پیدل غریب لکڑی پر کپڑا ڈال کر اس کے نیچے وقت بسر کرتے ہیں۔



حرم مدنی کا باب السلام

ہمارا کمپ مسجد خیف کے سامنے والے میدان میں پہاڑ کے دامن میں نصب کیا گیا تھا۔ سڑک کی دوسری طرف کچھ فاصلہ پر سلطانی کمپ نصب تھا۔ فوجی خیمے اس ترتیب اور شان سے لگائے گئے ہیں کہ اس سے نجدیوں کی قابلیت کا ثبوت ملتا ہے۔ سڑک اور بعض بعض احاطوں کو لکڑی کے ستونوں سے نمایاں کیا گیا ہے۔ تاکہ رہگذروں کو تکلیف نہو۔

اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ نے مسنون طریق پر یہاں ۸۔ ذی الحجہ کی ظہر۔ عصر۔ مغرب اور عشا کی اور ۹ ذی الحجہ کو صبح کی نماز ادا فرمائی۔ اور پھر عرفات کی روانگی کا اہتمام اور ارشاد فرمایا۔

عَرَفَات

۹ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۱۴ مارچ ۱۹۳۵ء عرفات

۹۔ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ۔ ۱۴ مارچ ۱۹۳۵ء پنجشنبہ کو منیٰ سے روانہ ہوکر پہر دن چڑھے اعلیحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ میدان عرفات میں پہونچ گئے۔ عرفات کا میدان حجاج کی انتہائی منزل مقصود ہے۔ اسی مقام میں ۹ ذی الحجہ کو مغرب سے پہلے ٹہرنے کا نام حج ہے۔

بھاولپور کا کمپ جبل رحمت کے سامنے اور مسجد نمرہ کے دائیں محاذ میں تجویز کیا گیا۔

یہاں غروب آفتاب تک قیام ہوتا ہے۔ اور یہ تمام وقت تسبیح و تہلیل و تلبیہ تلاوت اور نمازوں میں بسر ہوا مسجد نمرہ[1] میں ظہر و عصر کی نماز مسافر امام کے پیچھے مسافران عالم کے خوش نصیب اصحاب نے یکجا پڑھی عصر کے بعد تمام رفقائے کمپ نے جمع ہوکر معلم کی اقتدا میں دعائے ماثورہ پڑھی۔ دعا سے فراغت کے بعد نمک خوار غلاموں نے اعلیحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ کی خدمت میں فریضۂ حج کے بخیریت و عافیت ادا ہوجانے کی مبارکباد عرض کی۔ اعلیحضرت نے نہایت خوشی خندہ پیشانی۔ محبت اور لطف سے تمام مبارکبادوں کو قبول فرما کر اپنے غلاموں کو حج کی مبارک باد دی۔ اور اس طرح تمام کمپ کی عزت افزائی فرمائی۔

میں نے جس وقت مبارکباد حج کا شرف بارگاہ سلطانی میں حاصل کیا۔ تو اپنے بزرگ بھائی حاجی محمد عبد الرحمٰن صاحب کی جانب سے جن کا خط مجھے پہلے پہنچ چکا تھا۔ مبارک باد عرض کی۔ اظہار مسرت فرمایا سورج کے غروب کے بعد حجاج کا یہ مختصر قافلہ مزدلفہ کے لئے آمادہ واپسی ہوا۔

---

[1] مسجد نمرہ بلحاظ ہجوم حجاج کے وسعت میں چھوٹی معلوم ہوتی ہے۔ پھر بھی سو گز چوڑی اور ڈیڑھ سو گز لمبی ہے۔ ۱۲۔ عزیز

عرفات کا طویل اور عریض میدان شرقی اور شمالی جانب اُونچے اونچے پہاڑوں کے سلسلہ سے گھرا ہوا ہے ۔ کوسوں تک ریتلی سطح پر آج گنجان انسانی آبادی نظر آتی ہے ۔ کالے ۔ گورے ۔ سرخ رنگ کے سید شیخ پٹھان ۔ مغل ۔ بلحاظ قومیت کے اور عربی ۔ ہندی ۔ جاوی ۔ رومی ۔ ترکی ۔ ایرانی ۔ جاپانی ۔ چینی ۔ شامی ۔ عراقی ٹیونسی ۔ مصری ۔ موصلی ۔ تکرونی ۔ حبشی ۔ افریقی ۔ صحرائی ۔ یورپین ۔ امریکن ۔ فرنچ ۔ اٹیلین ہر مقام کے مسلمان موجود ہیں ۔ مگر سب یکساں لباس میں ہیں ۔ خیمے اور جھنڈوں کا شمار ناممکن ہے ۔ اونٹوں کی قطاریں ۔ موٹروں کی دوڑ دھوپ ۔ لبیک کی صدائیں ۔ اس چوپہری دنیائے آباد کے مختلف مشاغل ایک عجیب کیفیت پیدا کر رہے ہیں ۔ ان اُونچے اونچے پہاڑوں کے سلسلہ میں ایک سفید چوٹی دار چھوٹا سا پہاڑ بھی یہاں خاص طور پر نظر کا منظور اور ہر دل کا محبوب بن رہا ہے ۔ اس چھوٹے سے پہاڑ کو جبل الرحمۃ کے پیارے نام سے موسوم کیا گیا ہے ۔ اسی پر امام خطبہ پڑھتا ہے ۔

جبل الرحمۃ

نہر زبیدہ ۔ جو طائف کی راہ سے آکر منیٰ اور مکہ مکرمہ کو جا رہی ہے ۔ اسی پہاڑ کے دامن کو چوم کر گذر رہی ہے ۔ اور تمام حجاج کو عرفات ۔ مزدلفہ ۔ منیٰ اور مکہ میں ساڑھے گیارہ سو سال سے سیراب و شاداب کر رہی ہے

نہر زبیدہ

زُبَیْدَہ خَاتُونُ اسلامی دنیا میں ایک خاص منزلت رکھتی تھیں ۔ آپ رابعۂ وقت تھیں روحانیات اور مذہبیات میں آپ کا بہت ہی بلند پایہ تھا ۔ خیراتی کاموں میں آپ کی سخاوت دنیا میں ضرب المثل ہے عباسی خاندان میں اس خاتون کا ستارۂ اقبال خاص طور پر ممتاز تھا ۔ یہ خاتون ایک خلیفہ عباسی جعفر بن منصور کی دختر اور ایک خلیفہ عباسی ھارون الرشید کی بیوی اور ایک خلیفہ عباسی امین کی ماں ہونے کا شرف رکھتی تھیں ۔ یہ نہر اُسی کی تجویز اور خرچ سے بنائی گئی تھی ۔ اور اسی کے نام کی زندہ یادگار ہے ۔

ہجومِ جذبات

بمیدانِ عرفات

ہجوم جذبات بمیدان عرفات

اللہ اکبر آج اس میدان میں لاکھ آدمی کے قریب جمع ہیں ۔ یہ سب مسلمان شیدایان رسولِ عربی ہیں ۔ ابراھیم علیہ السلام کے ایثار عظیم کی یادگار میں اپنے محترم ہادی اور پیارے محبوب کے

ارشاد کی تعمیل میں فرض خداوندی ادا کرنے کے لئے دنیا کے مختلف اطراف سے ہزار ہا میلوں کے بحری بری۔ کوہستانی۔ اور ریگستانی فاصلے طے کرکے جمع ہوئے ہیں۔ کف دست میدان ریت سے بھرا ہوا سنسان مہیب صحرا ہے۔ نہ کوئی عالیشان عمارت ہے۔ نہ کوئی عظیم الشان منظر ہے۔ نہ تکلف کا نام ونشان ہے۔ نہ مرعوب کرنے والے مصنوعی سازوسامان ہیں۔ نہ فوج ہے۔ نہ جواہرات اور کمخواب کے زرق برق لباس والے غلاموں کی صفیں ہیں۔ نہ گھنٹے اور ناقوس کی صدائیں ہیں۔ ریت کے ذرہ ذرہ نے ہر ایک دل پر شان جلالی کی مہر ثبت کردی ہے۔ خود بخود گردنیں جھکی جارہی ہیں۔ یکسانیت کا یہ عالم ہے کہ پادشاہ اور کنگال میں تمیز کرنا ناممکن ہوگیا ہے۔ بڑے بڑے پہاڑوں کے دامن میں ایک چھوٹی سی پہاڑی جس پر ایک سفید چھوٹا سا منار نظر آتا ہے۔ اسی پہاڑی کو جبل رحمۃ کہتے ہیں۔ اس بڑے وسیع میدان کا نام عرفات ہے۔ اللہ تعالٰے کے نیک اور فرمانبردار بندے کس شان عبودیت سے اپنے خالق مالک رب العٰلمین کے حکم کی تعمیل اور اپنے اُمت نواز ہادی اور رہنما صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں سرگرم نعرۂ لبیک ہیں۔

ان لاکھوں کفن پوش مسلمانوں کے دلی سوز وگداز سے بھرے ہوئے مستانہ نعروں کی کیف میں وہ شان عبودیت جلوہ گر ہے۔ جو دنیا کے کسی منظر نے اس کی نظیر آج تک پیش نہیں کی۔ ہر دل جذبۂ عبودیت کی نشتر کا زخمی ہے۔ اور صدائے لبیک اس پر نمک پاشی کررہی ہے۔ اور ہر ایک آنکھ خون کی ندیاں بہانے کے لئے بیتاب ہے۔ چہرے زرد ہیں زبانیں مختلف ہیں۔ صورتیں ایک دوسرے سے جداگانہ۔ حالات عادات۔ رنگ اور خیالات سب مختلف ہیں۔ مگر ان کے دلوں میں جذبۂ محبت نبویؐ اور عظمت احکام الٰہی کا ایک ہی مقدس خیال اور پاک اعتقاد جلوہ طراز ہے۔ ہر ایک قسم کے اختلاف کو ترک کرکے احرام کے لباس کی یکسانیت کی عاجزانہ صورت بناکر مالک الملک رب العٰلمین کی بارگاہ میں عفو تقصیرات کی صرف ایک ہی استدعا کررہے ہیں۔ زبانیں اگرچہ مختلف ہیں۔ بیان اگرچہ جداگانہ ہیں۔ مگر مضمون سب کا ایک ہی ہے۔

گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔ آنکھیں پرنم ہیں۔ دل میں سوزش ہے۔ سینہ میں گداز۔ سانس میں تیزی دماغوں میں ایک ولولہ ہے۔ روحانی دنیا میں ایک تلاطم برپا ہے۔

مادی دنیا کا ایک ناچیز بلبلا روحانیات کے بے پایاں سمندر میں

اپنی آیندہ زندگی جاویدی کی بہتری کا سامان بہم پہنچانے کے لئے جتن کرکے یہاں پہنچا ہے۔ الٰہی! تو ان سب کی دُعا قبول کر۔ اور حج مبارک کر۔ اپنی وسیع رحمت کے دامن میں صدقۂ رحمۃ للعٰلمین

ان سب کو جگہ مرحمت فرما

مزدلفہ

مشعر الحرام

۹- ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۱۴ مارچ ۱۹۳۵ء کو غروب آفتاب کے بعد تمام حجاج سوار پیدل چار میل کا فاصلہ طے کر کے عرفات سے مزدلفہ میں پہونچے - یہاں اعلحضرت دام اقبالہ وملکہ کا قیام جبل قزح کے ایک مرتفع موقع پر ہوا- مسجد مشعر الحرام میں بوجہ ہجوم اور تاریکی شب کے کوئی نہ جاسکا- نماز مغرب وعشا یہاں باجماعت پڑھی گئی - اور رات کا باقیماندہ حصہ ہماری جماعت نے ذکر و فکر تسبیح و تہلیل و تلبیہ میں گذارا - صبح بہت سویرے اُٹھ کر ضروریات سے فارغ ہوتے ہی رمی جمار کے لئے ہر شخص نے ستر ستر کنکریاں چن لیں- سویرے نماز باجماعت سے فارغ ہو کر منا کی طرف اعلحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ کا تمام کمپ روانہ ہوا- اگرچہ منا یہاں سے دو تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے - لیکن موٹروں کے لئے یہ راستہ بھی دوسرے کوہستانی راستوں کی طرح لمبا ہے - اور مشکلات سے خالی نہیں ہے - اسی راستہ میں وادی محسّر (جس کو وادی انار بھی کہتے ہیں) واقع ہے یہ وہی قیامت خیز تاریخی میدان ہے - جہاں ابرہتہ الاشرم اپنے ساتھ بڑا لشکر اور بیشمار ہاتھیوں کی فوج لیکر بیت اللہ کے ڈھانے اور مکہ مکرمہ پر حملہ کرنے کی غرض سے آکر مقیم ہوا تھا اور اللہ تعالےٰ نے اپنے پاک گھر کی حفاظت خود ہی کی اور اس تمام لشکر کو ناس کر دیا تھا- اسی واقعہ کا ذکر سورۂ فیل میں ہے -

عید سعید

۱۰ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۱۵ مارچ ۱۹۳۵ء آج صبح مزدلفہ سے سوار ہو کر اعلحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ مع اپنے تمام خدام کے منیٰ میں پہنچے - یہاں کمپ پہلے نصب شدہ موجود تھا - کچھ ضروری اصلاحات و ترمیمات فرمانے کے بعد اعلحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ اپنے ہمرکاب خدام کے ساتھ جمرہ عقبہ (بڑے شیطان) کو کنکریاں مارنے چلے گئے - اس سے فراغت حاصل کر کے کمپ میں واپس تشریف لا کر قربانی کی سنت ابراہیمی

ادا فرمائی۔ تمام کیمپ والوں نے اپنے اپنے حالات اور ضروریات کے مطابق قربانیوں کا انتظام کیا۔ حجامت بنوائی۔ احرام کھولا۔ لباس تبدیل کیا۔

بھاولپور کی عید کے مناظر فردوس تصور ہوئے۔ خوشی خوشی **عید مبارک سلامت** کے نعرے بلند ہوئے۔ آج اس میدان میں لاکھوں کی تعداد میں دُنبے۔ بکرے۔ بھیڑیں۔ اونٹ اور دوسری قربانیاں ہوتی رہیں۔ بالعموم ان قربانیوں کے متعلق ملازمانِ فوج نے انتظام بحال رکھنے کی کوشش کی۔ اور کئی ایک مقامات قربانی کے لئے مخصوص کر کے اس میں صفائی کا بہترین اہتمام رکھا۔ مگر بعض مقامات پر حجاج نے اس انتظام کے خلاف اپنے اپنے مقام قیام پر قربانیاں کیں۔ اور نہ سنبھال سکے۔ اس لئے بعض مقامات پر قربانی شدہ جانور پڑے رہے۔ جن کی کھالیں بھی کسی نے نہ اُتاریں۔

سانحۂ عظیم

حرم میں گولی چل گئی

مِنیٰ میں ہر شخص اپنے اپنے مناسک ادا کر کے جامۂ احرام اُتار چکا تھا۔ بعض ابھی تک احرام میں تھے کہ ایک شخص نے مندرجہ عنوان فقرہ بار بار دہرا کر تمام حجاج کی توجہ کو حیرت انگیز طریق سے اپنی طرف معطوف کیا۔

حرم محترم میں ایسے موقع پر گولی کا چلنا بحالات موقع غیر متوقع تھا۔ اور شرعاً بھی حدودِ حرم قتل و غارتگری سے مبرّا ہیں۔ اِس حد کے اندر شکار تک کی ممانعت ہے۔ لڑائی جھگڑا فساد بھی ممنوع ہے لوگ حیرت زدہ ہو گئے۔ کہ گولی چلنے کا واقعہ کیا ہوگا۔

چند لمحوں کے بعد ایک ہمارے کیمپ کے رفیق نے جو حجاز کے فوجی شعبہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اطلاع دی کہ ابھی جلالۃ الملک سلطان المحترم شاہ سے فارغ ہو کر بیت اللہ کا طواف فرما رہے تھے ولیعہد بھی ہمرکاب تھے کہ حرم کے اندر طواف کی حالت میں ایک یمنی زیدی نے خنجر سے جلالۃ الملک پر حملہ کیا۔ ولیعہد سلطان نے خنجر کا وار اپنے ہاتھ پر روک لیا۔ اور یمنی کو گارڈ کے ہمراہی دستے نے وہیں قتل کر دیا۔ اس یمنی کے دو اور بھی ساتھی معلوم ہوئے۔ ایک وہیں ڈھیر کر دیا گیا۔ دوسرے نے فرار کی کوشش کی۔ مگر حرم ہی کے اندر ہی

اس کو فوج کی گولیوں نے جانبر نہ ہونے دیا۔ یہ خبر چشم زدن میں تمام میدان منیٰ کے اندر پھیل گئی۔ تمام حجاج ایک عجیب کشمکش کی حالت میں حیرت زدہ ہو گئے۔

دوسری صبح کو ایک سرکاری اعلان بھی مل گیا۔ جس میں واقعہ کا وہ نقشہ نظر آتا ہے۔ جو سرکاری طور پر قابل اشاعت سمجھا گیا۔ افواہوں کا ہجوم۔ حاشیہ چڑھانے والوں کے مبالغے ناقابل اعتنا تھے۔

ہندوستان کے اخبارات میں بھی موافق اور مخالف مضامین لکھ کر دلچسپی پیدا کی گئی۔ تاہم امن عامہ میں کسی قسم کا فرق نہ آیا۔ اگرچہ عوام میں یہ شبہ کیا جاتا تھا کہ اس واقعہ میں کسی سازش کا ہاتھ ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا تھا کہ سنگ اسود کے بوسہ دینے پر غلامان جلالۃ الملک کی تکرار کا یہ نتیجہ تھا کہ تین انسان حرم کعبہ میں قتل کئے گئے۔ مگر تحقیقات سے اس فعل کے مرتکب اپنے مفسدانہ جذبات کے باعث وہی سمجھے گئے جو کیفر کردار کو پہونچے۔ اور کوئی ان کے ساتھ شامل نہ تھا۔ حقیقت حال کا علم خدائے علام الغیوب کو ہے۔

ایک اور واقعہ

عید کے دن سہ پہر کو عنایت الرحمٰن کمپنی کی ایک لاری جو حاجیوں کو منیٰ سے مکہ مکرمہ کی طرف لے جا رہی تھی اور جس میں ۱۳ حاجی سوار تھے۔ خیام سلطانی کے سامنے سڑک کی وسط میں دو بدوؤں کو کچل کر الٹ گئی۔ مسافر حاجیوں کو کم و بیش زخم آئے۔ معلم کا ایجنٹ جو ان کے ہمراہ لاری میں سوار تھا۔ اور جس کا نام حاجی محمد اشرف تھا زخمی ہوا۔ عرب بدو جو لاری میں کچلے گئے تھے جانبر نہ ہو سکے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۝

طوافِ زیارت

نماز مغرب کے بعد عید الاضحیٰ کی شام کو اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہا مکہ مکرمہ کو طوافِ زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ اور اردلیان کے علاوہ مندرجہ ذیل اصحاب ہم رکاب تھے۔

(۱) کرنل مقبول حسن صاحب بہادر	وزیر سیاسیہ و خارجیہ
(۲) میجر فیض احمد خانصاحب لشاری	مشیر تصریفات
(۳) کیپٹن سید سعید احمد صاحب ہاشمی	ملٹری سکرٹری

(۴) میجر نذیر علی شاہ صاحب ایڈی کانگ

(۵) میجر قاسم علی شاہ صاحب 〃

اعلحضرت دام اقبالہٗ وملکہ نے طواف زیارت کیا۔ اور پھر عشا کے بعد واپس منیٰ میں تشریف فرما ہوئے۔

عِید مُبارک

۱۱۔ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۱۶ مارچ ۱۹۳۵ء شنبہ آج صبح ۴ بجے (عربی وقت) کے وقت اعلحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ اپنے وزیر سیاسیہ وخارجیہ۔ مشیر تصریفات وخان بہادر احسان اللہ خانصاحب قونصل جدہ کے ہمراہ جلالت مآب سلطان محترم کی ملاقات اور کل کے واقعہ خنجر کے اظہار تاسف کے لئے قصر سلطانی واقعہ منیٰ میں موٹر کے ذریعہ تشریف لے گئے۔

فواد حمزہ صاحب ڈپٹی فارن منسٹر نے سرکار والا تبار دام اقبالہٗ وملکہٗ کا موٹر تک استقبال کیا۔ اور اعلحضرت دام اقبالہٗ وملکہ کو اپنے ہمراہ قصر سلطانی میں کمرۂ ملاقات تک لے گیا۔ جلالت مآب ملک محترم نے اپنی جگہ سے ۵ قدم آگے بڑھ کر اعلحضرت کا نہایت خوش اخلاقی سے استقبال کیا۔ معمولی مزاج پرسی کے بعد جلالت مآب نے بیٹھنے کو فرمایا۔ سرکار والا تبار دام اقبالہٗ وملکہ نے پہلے عید اور حج کی مبارک باد دی۔ اور بعد ازاں کل والے سانحۂ خنجر کے واقعہ کے متعلق اظہار افسوس وہمدردی فرمایا۔ جلالۃ الملک نے مناسب طور پر شکریہ ادا کیا۔ قہوہ اور شربت کی تواضع ہوئی۔ ۱۰ منٹ کے قریب بیٹھ کر اعلحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ نے اجازت حاصل کی۔ جلالۃ الملک نے اسی طرح ۵ قدم تک مشائعت فرمائی۔ اور وداع کی۔ خان بہادر احسان اللہ خانصاحب قونصل جدہ نے ترجمانی کی۔ اور فواد حمزہ ڈپٹی فارن منسٹر نے موٹر تک مشائعت کی۔

اعلحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ وہاں سے فارغ ہوکر امیر سعود گورنر ریاض ولیعہد دولت حجاز ونجد کی عیادت اور مبارک کے لئے حسب قرارداد اُن کی قیامگاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ اسوقت فواد حمزہ ڈپٹی فارن منسٹر دولت حجاز ونجد بھی ساتھ تھے۔ امیر نے نہایت تپاک اور محبت سے اعلحضرت دام اقبالہٗ وملکہ کا استقبال کیا۔ اور اپنے خیمے میں لے جاکر اپنی دائیں طرف اعلحضرت کو بٹھلایا۔ مناسب موقع گفتگو اور تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ ۱۰ منٹ کی ملاقات اور قہوہ کی تواضع کے بعد واپس ہوئے۔ یہاں بھی خان احسان اللہ خان صاحب نے ترجمانی کے فرائض انجام دئے۔

عید مبارک
۱۱ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۱۶ مارچ ۱۹۳۵ء

مقامِ منیٰ

۱۰ بجے عربی شام (۴ بجے ہندی) ہمارے کمپ میں حضرت ولیعہد دولت حجاز و نجد امیر سعود تشریف لائے - اور اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ کی خدمت میں ملاقات بازدید کی رسم ادا کی - اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ نے ان کے شایانِ شان استقبال کیا اور ملاقات و مدارات کی -

میجر جنرل نواب سر عمر حیات خان صاحب ٹوانہ جو مسلمانانِ پنجاب میں خاص امتیاز اور نمایاں حیثیت رکھتے ہیں - اور تاج برطانیہ کے ساتھ بھی ان کی خاص خدمات اور تعلقات وابستہ ہیں - اور جو اس دفعہ حج میں شامل ہوئے تھے - اعلیٰحضرت دام اقبالہ و ملکہ کی ملاقات سے ممتاز ہوئے -

جماعت ہمرکاب شاہی ۱۱ ذی الحجہ (۱۶ مارچ) کو سویرے مکہ مکرمہ گئی - اور اطمینان کے ساتھ طواف زیارت - رمل - سعی - اصطباغ سے فارغ ہو کر واپس آ گئی - اور پھر بعد زوال تینوں شیطانوں کو سات سات کنکریاں ماری گئیں - عید کے متصلہ دو دن گیارہویں بارہویں ذی الحجہ کو منیٰ میں عبادت - ریاضت جوش مسرت اور میل ملاقات میں گذارا -

مسٹر فلبی یا شیخ عبداللہ فلبی

۱۱ - ذوالحجہ ۴۵ء

۱۱ ذی الحجہ شریف کو بعد از دوپہر جب کہ کمپ میں حجاج عصر کی نماز کی تیاری کر رہے تھے ہمارے کمپ کے سلطانی گارڈ کے ساتھ ایک نجدی صورت کے خوبصورت عرب کی کشمکش کو دیکھکر اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ نے اس شیخ عربی کو خود ہی اپنے خیمہ میں بلا کر سنتری اور اس شیخ کی باہمی دلچسپ آویزش کا خاتمہ فرمادیا - سنتری یہ اصرار کر رہا تھا کہ اس سلطانی کمپ میں جانیکی اجازت نہیں - عرب نجدی کہہ رہا تھا کہ میں جاؤنگا - یہ کہہ کر وہ آگے بڑھا - مگر سنتری نے اس کو روک دیا تھا - اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ نے اس شیخ کو دیکھ کر اندر بلا کر فخرِ باریابی بخشا - یہ شیخ عبداللہ فلبی ہیں -

جو مسٹر فلبی کے نام سے ملتان - مظفر گڈھ - اور راجن پور کے اضلاع میں ۱۳-۱۹۱۴ء میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کے عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں - اب وہ انگریز فلبی نہیں ہے - بلکہ نجدی

صورت کی ڈاڑھی - عربی لباس - ہاتھ میں تسبیح - وہی قبا - وہی عبا - وہی کوفیہ وعقال پورے عرب شیخ معلوم ہوتے تھے - اور اب شیخ عبداللہ فلبی مسلمان سوداگر حجاز ہیں صرف ان کی کرنجی (نیلی) آنکھیں دیکھ کر ان کے عرب نہ ہونے کا کوئی شخص گمان کرے تو اور بات ہے ورنہ اور کوئی وجہ اشتباہ کی نہ تھی -

اب وہ مسلمان ہیں - اور حجاز میں موٹروں کی تجارت کرتے ہیں - عرب کے چپے چپے کو پھر چکے ہیں عرب کے اکثر شیوخ قبیلہ کے ساتھ ان کے عمدہ تعلقات ہیں - اس تجارت اور اثر کے طفیل وہ عرب میں بڑی ثروت اور دولت کے مالک ہیں - اور جلالۃ الملک کی التفات سے دوستی کا دم بھرتے ہیں - اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ وملکہ کے ساتھ ۱۵، ۲۰ منٹ تک باتیں کرتے رہے -

سلسلۂ گفتگو میں حج شریف کے تذکرہ کے سلسلہ میں اعلیٰحضرت نے اُن سے دریافت فرمایا کہ سر کیوں نہیں منڈوایا - کیونکہ آج تو اس میدان کے لاکھوں موجودہ حجاج سر منڈوائے ہوئے ہیں - اور یہ مناسک حج کا ایک ضروری امر ہے - شیخ فلبی نے فی البدیہہ یہ برجستہ جواب دیا کہ "میں حنبلی فرقہ سے تعلق رکھتا ہوں اور امام احمد حنبلؒ کے نزدیک حلق (سر منڈوانا) ضروری نہیں -

امیر فیصل والیٔ مکہ مکرمہ

بھاولپور کیمپ میں

ملاقات بازدید

کل اعلیٰحضرت دام اقبالہ وملکہ نے عید مبارک کے سلسلہ میں ہز ہائینس امیر فیصل کو بھی عید اور صحت وعافیت کنگ حجاز کی مبارکباد دی تھی آج امیر موصوف ۱۷ مارچ ۱۹۳۵ء (۱۲ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ) کو دوپہر کے قریب ملاقات بازدید کے لئے کیمپ میں تشریف لائے -

آپ اور آپ کے پندرہ مصاحبین نہایت خوبصورت عربی گھوڑوں پر سوار تھے - گھوڑوں کے ساتھ

امیر فیصل والیٔ مکہ مکرمہ بھاولپور کیمپ میں ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ - ۱۷ مارچ ۱۹۳۵ء

ساتھ پیدل سپاہی بھی دوڑتے ہوئے آگئے۔ اُنہوں نے گھوڑوں کو تھاما۔ ہز ہائینس امیر فیصل سواری سے اُترے کرنل قریشی صاحب وزیر سیاسیہ وخارجیہ نے آگے بڑھ کر استقبال کیا۔ خیمۂ ملاقات میں اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ نے آپ کا استقبال فرمایا۔ اور ہمراہ لے جاکر ان کو شایان شان احترام کے ساتھ بٹھایا۔ دیر تک اخلاقی اور سفر کے متعلق باہمی گفتگو ہوتی رہی۔ خان بہادر احسان اللہ خاں صاحب وائس کونسل جدہ نے فریضۂ ترجمانی ادا کیا۔ امرائے ریاست اور مصاحبین ہز ہائینس امیر فیصل دربار کے باہر والے کمرے میں موجود رہے۔

دیر تک تبادلۂ خیالات کے بعد ہز ہائینس امیر صاحب باہر تشریف لائے۔ اور پھر اسی طرح وزیر سیاسیہ وخارجیہ نے جناب موصوف کی مشائعت کی۔

میں نے یہ تعجب سے دیکھا کہ سلطانی گھوڑوں میں سے کسی پر بھی رکاب نہیں تھے۔ اور زین بھی ہمارے ملک کی طرح نہ تھی۔ بلکہ صرف نمد پوش اعلیٰ سے اعلیٰ قسم کے سجے ہوئے تھے۔ ہز ہائینس امیر فیصل نے اپنے ایک غلام کی پیٹھ پر پاؤں رکھ کر گھوڑے کی سواری کی۔ اور اسی طرح دوسرے ہمراہی بھی بلا رکاب گھوڑوں پر سوار ہو کر امیر صاحب کے ہمراہ واپس تشریف لے گئے۔

ارشاد صادر ہوا کہ آج ہی آج بعد زوال رمی جمار شیاطین ثلاثہ سے فارغ ہو کر قافلہ بہاولپور مکہ مکرمہ روانہ ہوگا۔ چنانچہ تمام اصحاب نے اپنے اپنے سامان روانگی کی تیاری کا اہتمام کرلیا۔ اور رمی جمار سے فارغ ہو کر ظہر کی نماز کے بعد تمام قافلہ مکہ مکرمہ میں پہنچ گیا۔ اور بیت اللہ شریف کی باجماعت نمازوں عمروں۔ طوافوں اور دوسری عبادتوں میں ہر شخص مصروف ہوگیا۔ اسی عرصہ میں وطن لے جانے کیلئے زمزم۔ مہندی۔ تسبیحیں۔ جانمازیں۔ پارچات اور دوسرے تحائف وغیرہ کا ذخیرہ قافلہ والوں نے جمع کرلیا۔

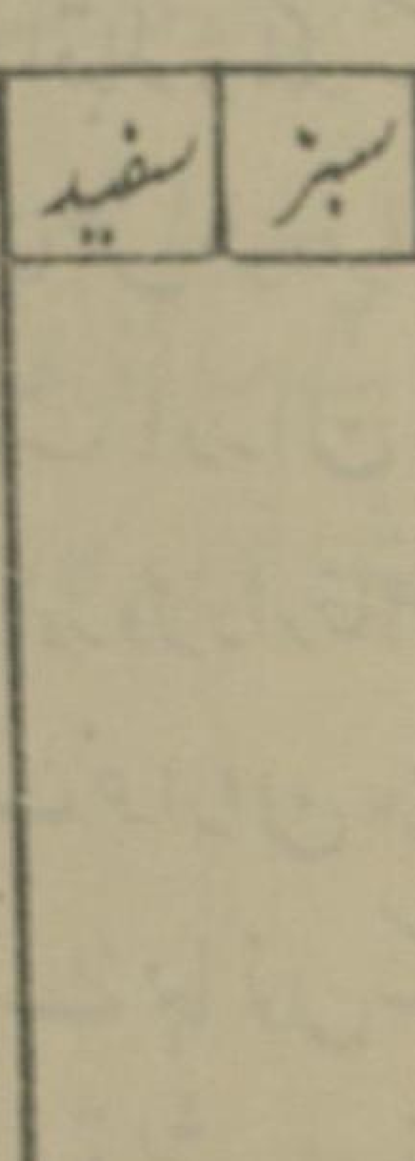
اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ کے ارشاد مبارک کے مطابق وہ تمام زائد سامان جو مکہ مکرمہ سے ہمراہی قافلہ نے خریدا تھا۔ اپنی لاریوں میں اس کی گنجائش نہ تھی۔ اس لئے کچھ لاریاں مزید مہیا کرکے یہ سامان روانگی سے پیشتر ۱۸-۱۹ مارچ کو جدہ روانہ کردیا جاتا رہا۔

عرضہ

یعنی عربی فوجی پریڈ

آج ۲۰ مارچ ۱۹۳۵ء (۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ) حسب دستور قدیمہ میدان شہدا کے شمالی حصہ میں جہاں شاہی عمارات بھی واقع ہیں - عرب سرداران قبائل کی افواج کا مظاہرہ ہوا - اس فوجی پریڈ کو عربی فوجی اصطلاح میں عرضہ کہتے ہیں - اس مقام پر جو قصر حکومت واقع ہے - اس میں جلالۃ الملک کنگ حجاز و نجد جلوہ گر تھے ۔

کثیر التعداد معزز مرد اور خواتین اس مظاہرہ کے دلچسپ منظر دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے - عام لوگ فوجی کرتبوں کو دیکھنے کے لئے دُور دُور تک پھیلے ہوئے تھے - اعیان سلطنت عربیہ سعودیہ - ارکان بلدیہ شیوخ قبائل بھی بکثرت وہاں موجود تھے - ہمارے آقائے نامدار اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ بھی اپنے عربی لباس اور مقدس وضع میں اپنے مصاحبین کی جماعت کے ساتھ یہ فوجی منظر دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے - اور ایک بالاخانہ پر بیٹھ کر یہ نظارہ دیکھتے رہے - ہمارے کیمپ کے شمالی جانب یہ موقع قریب ہی تھا - اس لئے ہمارے کیمپ کے بھی کئی اصحاب اس نظارے سے مستفیض ہوتے رہے - عرب سردار اپنی اپنی فوجی دستوں کو لیکر پہاڑیوں کے مختلف دروں سے نکل نکل کر اس وسیع میدان میں جمع ہو گئے آٹھ دس ہزار شتر سواروں کا مجمع ہو گیا - اس سے زیادہ لوگ پیدل تھے - کچھ اسپ سوار بھی تھے - ہر ایک دستہ میں سینکڑوں شتر سوار ایک جھنڈے کے ماتحت مارچ کرتے ہوئے آتے جاتے تھے جھنڈوں کی شکل یہ تھی -



جلالۃ الملک کے فرزندان امیر سعود، امیر فیصل گورنر مکہ - امیر محمد اور امیر خالد بھی ان میں شامل تھے - اور فوجی کھیلوں میں عملی طور پر حصہ لے رہے تھے ۔ پہلے گھوڑ دوڑ ہوئی - کئی ایک سرداران قبائل عزیزان جلالۃ الملک نے داد سواری دی - اور خراج تحسین حاصل کیا - امیر فیصل بھی اس گھوڑ دوڑ میں شامل ہوئے اور اپنی شہسواری سے لاکھوں ناظرین کو محظوظ کیا ۔ پھر اونٹوں کی دوڑ کا سلسلہ شروع ہوا - اونٹوں کی بے تحاشا دوڑ میں شتر بے مہار کی سی صورت پیدا ہو جاتی تھی - اور اگرچہ ممالک متمدنہ کی افواج کی طرح اور سدھے

۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۲۰ مارچ ۱۹۳۵ء

ہوئے گھوڑوں کی دوڑ کی طرح یہ دوڑ باقاعدہ اور منظم نہ کہی جاسکتی ہو۔ تاہم ان دستوں میں جرأت۔ فوجی سیرت سپاہیانہ جنگی رُوح اور عربی شجاعت کا عنصر زیادہ تھا۔

اس کے بعد عربی فوجی ناچ شروع ہوا۔ شہزادگان اور رؤسائے عرب۔ شیوخ قبائل کا دو دو سو ۲۰۰ کی جماعت میں دف کی آواز پر رقص و دلکش حرکات کا ایک عجیب منظر تھا۔

درمیان میں دف نواز دف بجاتا تھا۔ اور اس پر یکسانیت کے ساتھ ہمارے ملک کی جھومر کی طرح مست فوجی جوان اپنے ہتھیاروں کی بجلیاں ہوا میں چمکا چمکا کر فوجی گیتوں اور دف کی گتوں پر رقص کرتے تھے۔ دیر تک یہ کرتب ہوتے رہے۔ اور پھر فوج کا یہ چھوٹا سا گنجان نو آباد شہر خالی ہوگیا۔

مکہ مکرمہ

میں

ضیافتِ خاص

اعلیٰحضرت دام اقبالہ و ملکہ منیٰ سے مکہ مکرمہ پہنچکر واپسی وطن کے انتظامات میں مصروف ہو گئے جس قدر وقت کعبۃ اللہ کی حاضری و مشاغل اوراد و اذکار و عبادت و ریاضت سے بچتا تھا۔ وہ اس کام میں صرف فرماتے رہے۔

جلالۃ الملک کو جب اعلیٰحضرت دام اقبالہ و ملکہ کے عزم واپسی کا علم ہوا تو جناب موصوف نے اعلیٰحضرت اور غلامانِ ہمرکاب کی دعوت کا خاص طور پر اہتمام فرمایا۔ اس دعوت میں صرف اعلیٰحضرت اور اعلیٰحضرت کے غلامان خاص جلالۃ الملک اور ان کے فرزندان ولیعہد امیر سعود۔ گورنر مکہ امیر فیصل۔ امیر خالد۔ امیر محمدؐ اور وزراء خاص شامل ہوئے تھے۔ مغرب کی نماز سے فراغت پاکر اعلیٰحضرت دام اقبالہ و ملکہ اور مندرجہ ذیل نمک خواران مدعوشدہ ان کاروں پر سوار ہوکر محا بلا (قصر سلطانی) کی طرف روانہ ہوئے جو جلالۃ الملک نے مہمانوں کے لئے خاص طور پر بھجوائی تھیں۔

کرنل حاجی شیخ محمدؐ مقبول حسن صاحب قریشی وزیر خارجہ و سیاسیہ۔ سردار حاجی محمدؐ امیر خان صاحب وزیر داخلیہ۔ خان بہادر حاجی کرنل ڈاکٹر دیوان علی خان خانصاحب چیف میڈیکل افسر و

سپرنٹنڈنٹ کمپ - میجر حاجی خان فیض احمد خان نثاری مشیر تصریفات - کیپٹن مولوی حاجی غلام محمد صاحب پرائیویٹ سکرٹری - کیپٹن حاجی سید سعید احمد صاحب ہاشمی ملٹری سکرٹری - میجر حاجی سید نذیر علی شاہ صاحب اے - ڈی - سی - میجر حاجی قاسم علی شاہ صاحب اے - ڈی - سی - خاکسار محمد عزیز الرحمٰن ڈسٹرکٹ جج و اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کمپ - میجر حاجی مہر الدین صاحب قلعدار۔

اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ کا قصر سلطانی میں شاندار اور پرتپاک استقبال ہوا - نجدی فوج نے سلامی کی - اور اعلیحضرت دام اقبالہٗ وملکہ ایوان سلطانی کی بالائی منزل پر اس کمرہ میں تشریف فرما ہوئے جو اس غرض کے لئے معین کیا گیا تھا - یہ کمرہ اعلیٰ درجہ کے فرنیچر اور ساز و سامان کے ساتھ عربی دستور کے مطابق سجایا گیا تھا - جلالۃ الملک نے اپنے محترم مہمان کا استقبال فرمایا - اور ہمراہی افسران کے ساتھ بھی مصافحہ فرمایا - کچھ دیر تک خیر و عافیت اور تبادلہ خیالات اخلاقی فرماتے رہے - بخور اور قہوہ کی تواضع کے بعد کھانے کے کمرہ میں تشریف لے گئے - اور اعلیحضرت کو اپنے دائیں طرف بٹھلایا - افسرانِ نمک خوار دولتِ علیہ عباسیہ کو اپنی بائیں جانب جگہ دی - اعلیحضرت سرکار ابدقرار دام اقبالہٗ وملکہٗ کی بائیں جانب فواد حمزہ - یوسف یاسین اور دوسرے دو تین وزراء متمکن تھے -

شہزادگان بلند اقبال میز کی سامنے والی سیٹوں پر متمکن ہوئے -

کھانا نہایت پر تکلف اور شاندار تھا - جس سے عربی مہمان نوازی کے ساتھ ہی خلوص اور محبت کے جذبات کی رُوح ظاہر ہوتی تھی - محترم میزبان دام مجدہ کی محبت بھرے سلوک اور مخلصانہ نوازش سے تمام ذلہ ربایان خوانِ نعمت نہایت متاثر اور مشکور ہوئے -

کھانے سے فارغ ہو کر پھر اعلیحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ جلالۃ الملک کنگ دام مجدہٗ کے ہمراہ اسی کمرہٗ اوّلین (ڈرائنگ روم) میں تشریف لا کر کچھ دیر تک مصروف تبادلۂ خیالات رہے - اعلیحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ نے اپنی واپسی وطن کے عزم پر وداعی مراسم کے سلسلہ میں جلالۃ الملک امیر سعود ولیعہد دولت سعودیہ - امیر فیصل گورنر مکہ مکرمہ کے ساتھ الوداعی مصافحہ فرمایا - اور اس الوداعی ملاقات و اجازتی سلام و وداع کے بعد عشا سے پہلے انہیں کاروں کے ذریعہ واپس تشریف فرما ہوئے - جن میں تشریف لائے تھے -

واپسی

۲۳ مارچ ۱۹۳۵ء ۸ ذی الحجہ ۱۳۵۳ ہجری

تمام کمپ کے اصحاب نے کل شام ہی کو طواف وداع سے فراغت حاصل کر لی تھی - اور حرم کعبہ کے دروازۂ محترم - غلاف - حجر اسود - مقام ابراہیمؑ - رکن شامی - زمزم - ملتزم - حطیم - میزاب رحمت کو آخری دفعہ حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ دیکھ کر وداع کہہ آئے تھے - راقم ناچیز بھی باچشم نم و دل پرغم زیارت وداعی کر کے دامانِ غلاف کعبہ پکڑ کر دربیت اللہ یہ عرض کر آیا تھا ؎

جاتا ہوں دل میں جوشِ تمنا بھرے ہوئے
حسرت نکل سکی نہ دلِ ناصبور کی

اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ آج صبح سویرے حرم کعبہ میں طواف وداع کے لئے تشریف لے گئے - اور جذبات محبت سے بھرے ہوئے درویش دل آقا نے بیت اللہ کے غلاف کو پکڑ کر الوداعی سلام کہا - اور تمام مناظر حرم پر ایک نگاہِ وداع ڈالی - اور ٹھنڈا سانس بھر کر بادیدہ پرنم واپس تشریف لائے ؎

چشمش براہے میرود - مژگانِ نمناکش نگر
در سینہ دارد آتشے - پیراہنے چاکش نگر

راستہ میں کہیں زیادہ ٹھہرنے کا موقع نہ ملا - اگرچہ جا بجا راستہ میں قہوہ خانے اور مختصر آبادیاں آئیں - ہماری لاریاں گذرتی چلی گئیں - صرف ایک دکان پر بعض اصحاب نے چار پی - اور بعض اصحاب نے تربوز خرید کر کھائے - دوپہر سے پہلے یکے بعد دیگرے ہماری تمام سواریاں جدہ میں پہنچ گئیں - اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ چونکہ پہلے تشریف فرمائے جدہ ہو گئے تھے - اس لئے آپ نے اپنے کمپ کے تمام سامان اور ہمراہیوں کے متعلق یہ انتظام فرمایا کہ آج ہی جہاز رضوانی پر سوار ہو جائیں -



واپسی سفر کے سلسلہ میں کیمپ بہاولپور کی لاریاں جہاز پر کشتی کے ذریعہ لے جائی جا رہی ہیں



جہاز رضوانی پر - واپسی کیوقت کا ایک گروپ - اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ اپنے نمکخواروں کے گروپ میں

واپسی

۲۳ مارچ سنہ ۱۹۳۵ء ۸ ذی الحجہ سنہ ۱۳۵۳ ہجری

تمام کمپ کے اصحاب نے کل شام ہی کو طواف وداع سے فراغت حاصل کر لی تھی - اور حرم کعبہ کے دروازۂ محترم - غلاف - حجر اسود - مقام ابراہیمؑ - رکن شامی - زمزم - ملتزم - حطیم - میزاب رحمت کو آخری دفعہ حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ دیکھ کر وداع کہہ آئے تھے - راقم ناچیز بھی باچشم نم و دل پرغم زیارت وداعی کر کے دامانِ غلاف کعبہ پکڑ کر در بیت اللہ یہ عرض کر آیا تھا ؎

جاتا ہوں دل میں جوشِ تمنا بھرے ہوئے
حسرت نکل سکی نہ دلِ ناصبور کی

اعلٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ آج صبح سویرے حرم کعبہ میں طواف وداع کے لئے تشریف لے گئے - اور جذبات محبت سے بھرے ہوئے درویش دل آقا نے بیت اللہ کے غلاف کو پکڑ کر الوداعی سلام کہا - اور تمام مناظر حرم پر ایک نگاہ وداع ڈالی - اور ٹھنڈا سانس بھر کر بادیدہ پرنم واپس تشریف لائے ؎

چشمش بر آہے میرود - مژگانِ نمناکش نگر
در سینہ دارد آتشے - پیراہنے چاکش نگر

راستہ میں کہیں زیادہ ٹھہرنے کا موقع نہ ملا - اگرچہ جا بجا راستہ میں قہوہ خانے اور مختصر آبادیاں آئیں - ہماری لاریاں گذرتی چلی گئیں - صرف ایک دکان پر بعض اصحاب نے چار پی - اور بعض اصحاب نے تربوز خرید کر کھائے - دوپہر سے پہلے یکے بعد دیگرے ہماری تمام سواریاں جدہ میں پہنچ گئیں - اعلٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ چونکہ پہلے تشریف فرمائے جدہ ہو گئے تھے - اس لئے آپ نے اپنے کمپ کے تمام سامان اور ہمراہیوں کے متعلق یہ انتظام فرمایا کہ آج ہی جہاز رضوانی پر سوار ہو جائیں -



واپسی سفر کے سلسلہ میں کیمپ بہاولپور کی لاریاں جہاز پر کشتی کے ذریعہ لے جائی جا رہی ہیں



جہاز رضوانی پر - واپسی کیوقت کا ایک گروپ - اعلیحضرت دام اقبالہ وملکہ اپنے نمکخواروں کے گروپ میں



جہاز رضوانی کے تختہ پر خان بہادر منشی احسان اللہ خان صاحب. وائس کونسل جدہ



واپسی کا ایک منظر
رضوانی - کراچی پہنچنے پر

سرزمین عرب پر وداعی نگاہیں

جدہ - جہاز رضوانی

جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا

۲۲ مارچ ۱۹۳۵ء ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ شنبہ | اعلٰحضرت دام اقبالہٗ وملکہ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے دوپہر سے پہلے مکہ مکرمہ سے جدہ پہنچ گئے تھے - اور اعلٰحضرت دام اقبالہٗ وملکہ کے فرمان اور انتظام کے مطابق تمام ہمراہی عملہ جہاز رضوانی میں شام سے پہلے سوار ہو گیا۔

جہاز رضوانی ۵۳۰۷ ٹن کا ہے جو ۱۹۳۰ء میں تیار ہوا تھا - اس میں بھی رحمانی جہاز کی طرح ۴۰ فرسٹ کلاس اور ۲۰ سیکنڈ کلاس سیٹیں اور ۱۵۸۷ مسافران ڈیک کی جگہ ہے - یہ جہاز بالکل رحمانی جہاز کی طرح تھا - وہی وضع وتراش - وہی پیمائش - وہی کمرے - وہی ساز وسامان غرض بالکل اسی جہاز کے قالب میں ڈھلا ہوا دوسرا مجسمہ ہے - صرف نام کا فرق تھا - آج چونکہ جہاز میں صرف بہاولپوری مسافروں کو سواری کی اجازت ہوئی تھی اس لئے ہر ایک صاحب نے اطمینان کے ساتھ اپنے اپنے سامان رکھوانے اور جائے قیام کے انتخاب اور ڈیرہ لگانے کا خوب موقع حاصل کر کے فائدہ اٹھایا۔

اس جہاز کی روانگی پرسوں ۲۵ مارچ ۱۹۳۵ء کو ہونے والی ہے - اس لئے اعلٰحضرت دام اقبالہٗ وملکہ کا قیام جدہ میں رہا - جدہ میں خان بہادر شیخ احسان اسد خاں صاحب وائس قونصل جدہ کی دعوت قبول فرمائی - سر راس کے لنچ میں شامل ہوئے - پھر رات کو ڈنر میں اعلٰحضرت دام اقبالہٗ وملکہ کے ساتھ کرنل قریشی صاحب بھی اور میجر نذیر علی شاہ صاحب شامل ہوئے - اس ڈنر میں لیڈی رائن صاحبہ کے علاوہ مسٹر ولیم اور مسز اینڈریو رائن کا سٹاف بھی شریک تھا - اور مسٹر عبد اللہ فلبی ومسز فلبی بھی شامل تھیں - ہمارے ملک کے نامور بھائی مسٹر عبد اللہ یوسف علی پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور بھی شامل تھے - اور کچھ عرب شیوخ وسردار بھی مدعو تھے۔

اور ۲۳ و ۲۴ مارچ کی درمیانی راتیں اور ۲۴ کا دن تمام کمپ نے جہاز رضوانی میں بسر کیا۔



جہاز رضوانی کے تختہ پر خان بہادر منشی احسان اللہ خان صاحب وائس کونسل جدہ



جہاز رضوانی ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ ۲۳ مارچ ۱۹۳۵ء سرزمین عرب پر وداعی نگاہیں

سرزمین عرب پر وداعی نگاہیں

جدہ - جہاز رضوانی

جرس فریاد میدارد کہ بربند محملہا

۲۳ مارچ ۱۹۳۵ء ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ شنبہ | اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ جیساکہ پہلے لکھا گیا ہے دوپہر سے پہلے مکہ مکرمہ سے جدہ پہنچ گئے تھے - اور اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ کے فرمان اور انتظام کے مطابق تمام ہمراہی عملہ جہاز رضوانی میں شام سے پہلے سوار ہو گیا -

جہاز رضوانی ۵۰۰۷ ٹن کا ہے جو ۱۹۲۰ء میں تیار ہوا تھا - اس میں بھی رحمانی جہاز کی طرح ۳۰ فرسٹ کلاس اور ۲۰ سیکنڈ کلاس سیٹیں اور ۱۵۸۷ مسافران ڈیک کی جگہ ہے - یہ جہاز بالکل رحمانی جہاز کی طرح تھا - وہی وضع و تراش - وہی پیمائش - وہی کمرے - وہی ساز و سامان غرض بالکل اسی جہاز کے قالب میں ڈھلا ہوا دوسرا مجسمہ ہے - صرف نام کا فرق تھا - آج چونکہ جہاز میں صرف بھاولپوری مسافروں کو سواری کی اجازت ہوئی تھی اس لئے ہر ایک صاحب نے اطمینان کے ساتھ اپنے اپنے سامان رکھوانے اور جائے قیام کے انتخاب اور ڈیرہ لگانے کا خوب موقع حاصل کر کے فائدہ اٹھایا -

اس جہاز کی روانگی پرسوں ۲۵ مارچ ۳۵ء کو ہونے والی ہے - اس لئے اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ کا قیام جدہ میں رہا - جدہ میں خان بہادر منشی احسان اللہ خاں صاحب وائس قونصل جدہ کی دعوت قبول فرمائی - سر ایڈریو رائن کے لنچ میں شامل ہوئے - پھر رات کو ڈنر میں اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ کے ساتھ کرنل قریشی صاحب کپتان ہاشمی اور میجر نذیر علی شاہ صاحب شامل ہوئے - اس ڈنر میں لیڈی رائن صاحبہ کے علاوہ مسٹر ولیم عائشہ اور سر ایڈریو رائن کا سٹاف بھی شریک تھا - اور مسٹر عبد اللہ فلبی و مسز فلبی بھی شامل تھیں - ہمارے ہندی عالم بھائی مسٹر عبد اللہ یوسف علی پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور بھی شامل تھے - اور کچھ عرب شیوخ اور ممتاز سردار بھی مدعو تھے -

۲۳/۲۴ اور ۲۴/۲۵ مارچ کی درمیانی راتیں اور ۲۴ کا دن تمام کمپ نے جہاز رضوانی میں بسر کیا -

اعلیحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ بھی کسی نہ کسی وقت اپنے غلاموں کی دلدہی اور انتظام کی نگرانی کے لئے جہ
سے تشریف لاکر پھرا کرتے رہے۔

۲۵ مارچ ۱۹۳۵ء کو اس جہاز پر سوار ہونے والے اور حجاج بھی صبح سے کشتیوں لانچوں وغیرہ کے ذریعہ آ
لگ گئے۔ دوپہر تک تمام مسافر جہاز میں پہونچ گئے جن کی تعداد (۱۶۰۰) بیان کی گئی۔ اعلیحضرت دام اقبالہٗ و
۲۵ مارچ ۳۵ء کو جدہ کے تمام ممتاز اصحاب کی دعاؤں اور نعرۂ خدا حافظ۔ سلامت باد۔ میں رخصت
ہو کر جہاز پر پہونچ گئے۔ تمام کیمپ کے مسافروں کو دیکھ کر مناسب ہدایات اور تسلّی دلاتے ہوئے اپنی قیامگ
(بالائی منزل) پر تشریف فرما ہوئے۔

وداعی مصافحے اور معانقے

دوپہر کے وقت ایک بجے کے قریب جہاز رضوانی نے جو صبح سے گرم کیا جا رہا تھا۔ پہلی وسل کی
(سیٹی بجائی)، جُدائی کا پیغام آگیا۔

اعلیحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ کے وہ رفیق سفر حجاز جو یہاں تک ساتھ آئے ہوئے تھے۔ وداعی
مصافحہ اور سلام محبت آمود سے مشرف ہوئے۔ جنرل حمدی بے عسکری مکہ۔ عبد الحفیظ کتبی مکہ
عبد الجواد حسن معلّم۔ کامل جواد فرزند عبد الجواد حسن۔

اور پھر ہمارے کیمپ کے تمام افراد سے گلے مل کر ہم کو باچشم نم جہاز میں چھوڑ کر جدہ کی طرف واپس گئے
یہ خوش نصیب لوگ پھر سرزمین حجاز کی طرف جا رہے ہیں۔ اور ہم اگرچہ اس سرزمین حجاز سے واپس
آگئے ہیں مگر دل میں اُمیدیں طوفان خیز ہیں۔ اور زبان پر دعائیں ترنم ریز ہیں کہ :-

انشاء اللہ تعالیٰ پھر جلدی کوئی اتفاق حاضری عرب نصیب ہوگا

دو بجے کے قریب خان بہادر منشی احسان اللہ خان صاحب اپنے صاحبزادے اور ملازمان
کے ساتھ وداعی مصافحہ کر کے رخصت ہوئے۔ تمام کیمپ کے افراد نے ان کی محبت خلوص اور تصدیق کا
دلی شکریہ ادا کیا۔ اور اُن کے لئے دعا کی۔ اعلیحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ نے بھی اُن کی تکلیف دہی
کا اعتراف فرمایا۔ اور
جدہ کے کثیر التعداد نیک دل اور با اخلاص افسروں اور معززین نے وداعی سلام کا شرف

حاصل کیا۔

پھر وہی گہرا اور لمبا سمندر اور ہم

پھر وہی گہرا اور لمبا سمندر اور ہم

اور چار بجے شام کے جہاز رضوانی نے آخری وصل کے بعد لنگر اُٹھایا۔ جہاز سمندر کے مختلف نظارے اور بحری سفر کے حالات پہلے لکھے جا چکے ہیں۔ اس لئے یہاں اُن کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس موقع پر ہمارے جہاز میں پٹھانوں کی اکثریت ہے۔ اور صبح و شام کچھ کچھ غاڑا باشا ہو ہی جاتا ہے۔

چھیڑ خوبوں سے چلی جائے اسد
گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

شان رحیمی

شانِ رحیمی

تری مسجد میں واعظ خاص ہیں اوقات رحمت کے
ہمارے جھونپڑے میں رات دن رحمت برستی ہے

۲۱ ذوالحجہ ۱۳۵۳ھ ۲۶ مارچ ۱۹۳۵ء

۔ ہمارا جہاز رضوانی ۹ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے برابر سفر کرتا جارہا تھا ۲۶ مارچ ۱۹۳۵ء کا دن گذار کر جب رات ہوئی۔ ہر ایک مسافر نے اپنے اپنے ٹھکانے میں آرام کے اسباب پر نظر ڈالی۔ ہم لوگ عشا کی نماز پڑھ کر دعا مانگ رہے تھے۔ کہ اللہ تعالے کے مبارک بندے حاجی خان بہادر ڈاکٹر دیوان علی خان صاحب نے آسمان عزت پناہی یعنی منزلِ شاہی سے جلوہ افروز ہو کر اعلحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ کی رفع تکلیف دیرینہ کی خوشخبری سنائی۔

بلبلا مژدہ بہار بیار

بلبلا مژدہ بہار بیار

اعلحضرت دام اقبالہٗ و ملکہؑ کے گُردوں میں کچھ عرصہ سے تکلیف رہا کرتی تھی۔ جب پچھلے موقعہ پر اعلحضرت دام اقبالہٗ و ملکہؑ نے ہندوستان کے مشہور اور ماہر ڈاکٹروں سے اس تکلیف کے متعلق مشورہ کیا تو اکثر ڈاکٹروں نے اپریشن کی تجویز پر اتفاق ظاہر کیا۔ اُپریشن سے اعلحضرت کی طبیعت گریز کرتی تھی۔ اور

تکلیف کے باعث پریشانی بھی تھی - بآسانی اس سنگریزے کے نکلنے کی کوئی توقع نہ تھی - کیونکہ ایک ایسے مشکل مقام پر یہ اٹکا ہوا تھا کہ ڈاکٹروں نے دوائی کو اس کے لئے نارسا سمجھ کر اپریشن کی تدبیر سوچی تھی - اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر فضل و کرم فرمایا - اور سرکارِ مدینہ کے یمن و برکت سے یہ غیر متوقع نعمت نصیب ہوئی - اور سنگریزہ بلا کسی تکلیف و تردد اور اپریشن کے نکل پڑا - تمام نمک خواروں میں مبارک سلامت کی مسرت خیز رو دوڑ گئی - اور ہر ایک نمک خوار نے حسب رسائی مبارکباد دی اور دعا کی -

ڈاکٹر صاحب کو اس موقع مبارک پر انعام خاص سے ممتاز فرمایا گیا - اور تمام غلاموں کو اس خوشی اور صحت کی یادگار میں الطاف بیکراں سے بہرہ یاب کر کے نصف نصف تنخواہ انعام مرحمت فرمائی حضرت حفیظ جالندھری نے اس موقع پر فی البدیہہ شعر عرض کیا ؎

فضل خدا سے حج ترا منظور ہو گیا
اس کا سبب یہ ہے کہ مرض دور ہو گیا

راقم ناچیز نے بھی ایک چھوٹی سی نظم اس مبارک تقریب پر سپرد قلم کی اور حضرت حفیظ کی تہنیت کی نظم کے ساتھ بارگاہ سلطانی میں عرض کی گئی - اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ نے منزل سلطانی میں نیازمندان ناچیز کو باریاب سلام و عرض نظم و مبارکباد فرمایا - راقم ناچیز نے جو نظم قلم برداشتہ جلدی میں لکھ کر عرض کی تھی - تفنن طبع ناظرین کے لئے وہ دعا نامہ مبارکباد یہاں بھی درج کیا جاتا ہے -

کیا عجب منظر ہے - اے پروردگارِ کارساز
ہند سے ظلِّ الٰہی آئے تھے سوئے حجاز

یعنی سر صادق محمد خان خامس تاجدار
والیِ ملکِ خداداد و خدیوِ ذی وقار

جذبۂ حج و تمنائے درِ خیر البشرؐ
لے کے آئی انکو - ہمرہ تھی جماعت مختصر

رنج راہِ بحر و بر - تکلیفِ کوہ و ریگزار
سب اٹھائے اور پہنچے شمع پر پروانہ وار

آستانِ مصطفےٰؐ پر خاکساروں کی طرح
تاجدارِ ملک پہنچا جاں نثاروں کی طرح

دل منور ہو گیا دیدارِ پر انوار سے
آنکھیں روشن ہو گئیں نظارۂ آثار سے

دیدہ (دیدار) انتظار و دل فدائے حسنِ یار
ہو گئے دو نو مرادیں پا کے اپنی کامگار

آستانِ رحمۃ للعٰلمین سے شاد شاد
آئے بیت اللہ میں اور حج کیا حسب مراد

معرفت کی منزلیں طے ہو چکیں دل شاد ہیں
روح روشن ہو گئی شغل مبارکباد ہیں

روح سلطاں کو ملا قربِ شہِ بلغ العلیٰ
جسمِ خاکی میں مگر کچھ درد باقی رہ گیا

عارضہ تھا عام لیکن اسکی صورت خاص تھی
جس سے ہوتی تھی اطبا کو بھی پیدا بیکلی

روضۂ خیر البشر سے یک بیک آئی صدا
دوسرے در پر نہ جائے جو ہمارا ہو چکا

اس جگہ روشن ضمیری کا ملا صادق کو تاج
اس کے جسمی عارضہ کا بھی یہیں ہوگا علاج

رُوح نے جسطرح پائی ہے مدینہ میں جِلا
جسم بھی حدِ عرب میں پائیگا کامل شفا

ہند کی سرحد میں جب داخل ہو رضوانی جہاز
دین و دنیا کے مقاصد میں ہو صادق کو فراز

نورِ طیبہ سے ہوا ہے قلب صادق آفتاب
تندرستی میں بھی جسم ان کا ہو یارب لاجواب

تونے ایسی نعمتیں بخشی ہیں بے حدو شمار
شکر ان کا ہو نہیں سکتا ادا اے کردگار

دین کی دولت مبارک ہو مری سرکار کو
عمر بھر صحت مبارک ہو مری سرکار کو

اے خدا تیرا مبارک سایہ ہے یہ شہریار
صحت و اقبال سے ہم پر سدا ہو بر قرار

ہو سکندر کی طرح اقبال مند و بخت یار
اور عمر فاروق رضؓ کی مانند ہو نصفت شعار

عہد ماموں کی طرح ہو عہد اس کا شاندار
پھر چمن میں پہلی صدیوں کی طرح آئے بہار

زندہ باد اے صادق نجم خدیو متقی
حاجیِ بیتِ الٰہی - زائرِ دار نبیؐ

ہمارا سلطان

دام اقبالہٗ وملکہٗ

امرائے نجد کی وضع میں

جہاز رضوانی اپنی معمولی رفتار سے سمندر کے سینہ پر تیرتا ہوا جارہا ہے۔ کبھی ہوا تند ہوجاتی ہے تو جہاز کی کشمکش مسافروں کی پریشانی کا باعث ہوجاتی ہے۔ ہوا ٹھر جاتی ہے اور سمندر میں سکون پیدا ہوجاتا ہے۔ تو جہاز کی رفتار مسافروں کے لئے خوشگوار ہوجاتی ہے۔

رات دن اسی طرح آسمان کے نیچے اور پانی کی سطح پر بسر ہورہے ہیں۔ انسانی طبائع نئی باتوں کیلئے فطرتاً بیتاب ہوتی ہیں۔ کئی دنوں تک مسلسل سمندر کا سفر کچھ تعجب افزا بھی ہوجاتا ہے۔ اس عرصہ میں تو صرف سمندر کے اندر ہی اندر کسی نئی دلچسپی اور جاذب توجہات امور کے لئے نگاہیں بیتاب اور دل مضطرب ہوتے ہیں۔

اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ آج ۲۷ مارچ سنہ ۱۹۳۵ء ۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۳۵۴ھ کو نجدی وضع قطع لباس میں غلامانِ نمک خوار کی منزل پر جلوہ افروز ہوئے۔ کچھ ایسی موزوں اور قدرتی صورت بن گئی کہ اکثر نمک خوار غلاموں نے **اعلیٰحضرت** دام اقبالہٗ وملکہ کو شناخت کرنے کے امتحان میں لغزش کھائی لیکن تاڑنے والے تاڑ گئے۔ اور فوراً درود شریف دم کرکے بول اُٹھے ؎

شعر

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش

من اندازِ قدت را می شناسم

بحیرۂ قلزم کو طے کرنے کے بعد ہمارا جہاز بحیرۂ عرب میں شناوری کرتا ہوا جارہا ہے اور اب جہاز کے تمام مسافروں کے دلوں میں وطن کے جلد پہنچنے کے جذبات موجزن ہیں۔

اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ کی منشائے مبارک یہ تھی کہ ۵- اپریل سنہ ۳۵ء کا جمعہ وطن میں ادا کیا جائے۔ جہاز کی موجودہ رفتار کو باقیماندہ مسافت کے اندازہ کے ساتھ مقابلہ کیا گیا تو اندازہ یہ قائم

ہمارا سلطان امرائے نجد کی وضع میں

۲۲- ذوالحجہ سنہ ۱۳۵۴ھ م ۲۷ مارچ سنہ ۱۹۳۵ء

ہوا کہ موجودہ رفتار کے حساب سے بہاولپور پہنچکر جمعہ کا ادا کرنا مشکل ہے - اس لئے اعلیحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ نے وائرلیس (بے تار کے خبر رسانی) کے سلسلہ سے یہ تحریک کی کہ جہاز کی رفتار کچھہ تیز کردی جائے - چنانچہ جہاز کی منتظمہ کمپنی نے اس تحریک کو منظور کر کے جہاز کی رفتار تیز کرنے کا حکم دے دیا - اور اب مسافروں کو اپنے اپنے وطن میں کچھ پہلے پہنچنے کی خوشی نے مشکور اور مسرور کردیا -

انشاءاللہ تعالےٰ جمعہ وطن میں ادا ہوگا

مسافروں کا اپریل

بہاریہ مذاق

صبح دم بلبلِ مست از چہ سبب مے نالد
کار او چوں زبہاراں بنظام ست امروز

یکم اپریل کا دن بھی دنیا کے لئے ایک عجیب ولولہ آفریں ہوتا ہے - سردی سے ٹھٹھرنے کے دن گذر جاتے ہیں - چیت کے دن اور بہار کا موسم آجاتا ہے - دلوں میں نئے درات کے پرکیف سمے اور فصل بہار کی رعنائیوں کے گوناگوں اثرات سے جوشِ نمو اس قدر وسیع ہوجاتا ہے کہ مردہ طبیعتوں میں بھی شگفتگی اور وجدان موسمی کی روح پیدا ہوجاتی ہے -

رضوانی جہاز کے مسافروں کے لئے بھی آج یکم اپریل کا آفتاب اس طرح نکلا ہے جس طرح بہار کی صبح میں باغ کے پرندے سویرے ہی پھر پھرا کر نغمہ سرائیاں کرتے ہوئے پرواز میں مصروف ہوجاتے ہیں - دوشنبہ کا دن ہے - موسم روح افزا ہے - تمام جہاز میں ایک لہر دوڑ گئی کہ مارچ گذر گیا - سردیاں بسر ہوچکیں - اپریل کا پہلا دن ہے - یورپین مذاق کے لوگ اپنے اپنے وطن میں رات بھر صبح کے لئے مذاق شائستہ کے مضامین کی تلاش میں رہ کر آج صبح کچھ اچھوتے خیال اور نئی ظرافت کے شگوفے پیدا کررہے ہونگے - ہمارا جہاز بھی بعض ذہین اور خوش ذوق مسافروں سے خالی نہیں ہے - انہیں لوگوں کے دم کی برکت سے افسردگی کے اوقات شغل اور خوش ذوقی میں اچھے گذر جاتے ہیں -

چنانچہ علی الصباح ہماری جماعت کے ایک وسیع اور معتبر مسافر جب قضائے حوائج ضروری کیلئے

مسافروں کا اپریل بہاریہ مذاق اپریل ۱۹۲۵ء

جائے ضرور کا دروازہ کھولنے لگے تو سامنے سے ایک بڑے قابل اعتماد صاحب نے نہایت متانت کے ساتھ ان سے کہا کہ دیکھنا صاحب اندر ایک جنٹلمین ابھی گئے ہیں۔ان کے نکلنے کا انتظار فرمائیے۔ یہ مسافر بیچارے دیر تک کھڑے رہے۔جب کوئی آدمی نہ نکلا۔بہتیرا انتظار کرنے کے بعد جب دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ اپریل فول کھیل گیا۔

ابھی لوگ نیند سے بیدار ہو رہے تھے۔کچھ اپنی ضروریات سے فارغ ہو چکے تھے۔کچھ نماز میں مصروف تھے کہ یکایک جہاز کے ڈک پر شور پیدا ہوا کہ ایک مسافر جہاز سے سمندر میں گر گیا ہے۔بے تحاشا حاجی دوڑ کر جہاز کے پچھلے حصہ میں یہ تماشا دیکھنے کے لئے گئے۔مگر جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ اپریل فول تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد مشہور ہو گیا کہ جہاز سے چند مسافر اسی وقت ایک موٹر لانچ کے ذریعہ جو بہت تیز لے جایا جائے گا۔کراچی جا رہے ہیں۔ ان میں سیٹھ حسین بھائی صاحب بھی جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ انہوں نے اپنا لباس بھی بدل لیا۔ ہمارے شاعر دربار حضرت حفیظ جالندھری صاحب دام مجدہٗ بھی گلے میں قرآن اور مسودات شاعری حمائل فرما کر تیار ہو گئے۔کئی ایک جالندھر کے حجاج بھی آمادہ ہو گئے۔مگر جب سیڑھیوں کے قریب پہونچے تو اپریل صاحب نے ہنس کر فرمایا "تشریف لائیے میں حاضر ہو گیا"۔اسی طرح کے چھوٹے چھوٹے مذاق کچھ دیر تک باعث تفریح مسافران ہوتے رہے۔

زندہ دلوں کی خیر

زندگی زندہ دلی کا ہے نام
مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

رحمتِ الٰہی کا استقبال
و
مشایعت

سفر حج شروع کرنے کی ابتدا میں ۲۳ جنوری ۱۹۳۵ء کی صبح کو جب ہماری اسپشل ٹرین کوٹری کے اسٹیشن سے آگے روانہ ہوئی تھی تو بارانِ رحمتِ الٰہی نے اس قافلہ پر گہر باری کی تھی۔اب واپسی

کراچی کا نظارہ سمندر میں
مورخہ ۴ اپریل ۱۹۳۵ء ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ

کے وقت ۳ - اپریل ۱۹۳۵ء کا دن گذار کر رات کو عشا کے بعد بارانِ رحمت الٰہی نے ہمارا استقبال کیا - اس وقت تند ہوا بھی ساتھ تھی - اور سمندر کی خاموش سطح میں ہوا کی تیزی اور تندی کے باعث موجیں اُٹھتی رہیں اور ہوا کی موجوں پر جہاز کے رقص کا عجیب انداز تھا - جو مسافر ڈک پر زیر آسمان سوئے ہوئے تھے سب اِدھر اُدھر جہاں کہیں کوئی جگہ میسر آئی بھاگ دوڑ کر گھس گئے - اگرچہ رات کا بہت سا حصہ اکثر مسافروں کی بے اطمینانی کی تنگ و دو اور پریشانی میں گذرا لیکن بارانِ رحمتِ الٰہی نے اپنا فرض استقبال ادا کر ہی دیا -

صبح کو ساحل مقصود نظر آگیا - اور رات کا تمام قصہ غم غلط ہو گیا -

کراچی کا نظارہ

سمندر میں

۴ - اپریل ۱۹۳۵ء ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ کی صبح نے عجب دلکش سماں ہمارے پیش نظر کر دیا - دُور سے کراچی کے شہر کا نظارہ اس قدر خوشگوار اور پیارا پیارا معلوم ہوتا تھا کہ دنیا کے اندر ایسا خوشنما اور شاندار شہر کم دیکھا گیا ہوگا - کچھ قدرتی طور پر نیلگوں سمندر کے کنارے عالیشان فلک بوس عمارات کے دامن میں پانی کی ہلکی ہلکی موجیں مصروف رقص تھیں - اور سمندر میں بے شمار کشتیاں - لانچیں - جہاز اور چھوٹے چھوٹے مچھوے نظر فریب تھے -

چہل پہل کا یہ عالم تھا کہ تمام پلیٹ فارم انسانوں سے بھرا ہوا معلوم ہوتا تھا اور آدمی چیونٹی سے بھی چھوٹا نظر آتا تھا - گر معلوم ہوتا تھا کہ کنارہ پر انسانی مخلوقات کا محشر بپا ہے اور تمام کائنات یہاں آج جمع ہو گئی ہے -

جہاز منورہ[1] کے قریب پہنچ کر آہستہ ہوتا گیا - اور ایک بڑا چکر کاٹ کر کراچی بندر کی جانب بڑھا - اب

---

[1] منورہ :- کراچی سے دو میل کے قریب سمندر کے اندر ایک چھوٹا سا خشکی کا ٹکڑہ ہے - خوش طبع اور آزاد مزاج لوگ اکثر کشتیوں اور لانچوں پر سوار ہو کر یہاں آجاتے ہیں اور تفریحی مشاغل میں چاروں طرف سمندر کی دلچسپیوں اور لہروں کی اٹکھیلیوں کا تماشہ دیکھا کرتے ہیں - ۱۲

چھوٹی چھوٹی چیونٹیاں انسانوں کی خوش پوش اور بیتاب جماعت کی صورت نظر آنے لگی - رفتہ رفتہ دوربین کے ذریعہ کنارے کے ہجوم کی ہستیاں شناخت کی جانے لگیں - ہمارے قافلہ سالار آقائے محترم دولہا کا انتظار تھا - آن کی آن میں خان بہادر جناب صدر اعظم ریاست بہاولپور نبی بخش محمد حسین خانصاحب بہادر ایم - اے - ایل - ایل - بی اور میجر مولوی شمس الدین محمد صاحب بہادر بی - اے فارن سکرٹری بہاولپور ایک لانچ میں سوار ہو کر ہمارے جہاز رضوانی کے قریب پہنچ گئے اور سلام خسروی سے ممتاز ہوئے - تمام قافلہ بہاولپور کو مرحبا کہا اور دعائیں حاصل کیں -

جہاز کی آہستہ خرامی میں رفتہ رفتہ ترقی ہوتی گئی - اور آخر کار اس کی رفتار نہایت کمزور نبض مریض کی طرح دودی ہو گئی - جو تلاش پر بھی مشکل سے محسوس ہونے لگی -

۸ بجے کے قریب پلیٹ فارم برتھ ۲ پر یہ جہاز لنگر انداز ہوا

پلیٹ فام پر ہزاروں مشتاقانِ جمال خسروی موجود تھے - جو بہاولپور اور صادق گڑھ پیلس - احمد پور وغیرہ سے استقبال کے لئے کل پرسوں سے آکر وقف انتظار تھے - بیشمار لوگ اپنے اپنے عزیز و اقارب حجاج کے لینے کے لئے آئے ہوئے تھے -

اب یہ تمام اصحاب ہمارے سامنے تھے اور اشارات اور گفتگو کے ساتھ ہم لوگ اپنے اپنے کنبوں کی خیریت و عافیت دریافت کرنے میں مصروف تھے - اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ نے ہجوم مسافرین کو مدنظر فرما کر یہ ارشاد صادر فرمایا کہ بہاولپور کے قافلہ والے مسافر جہاز سے اُترنے کی جلدی نہ کریں - چنانچہ خود اعلیٰحضرت تاجدار بہاولپور قافلہ سالار حجاج دام اقبالہٗ و ملکہٗ اور آپ کے تمام غلامانِ نمکخوار اور ہمراہیان جاں نثار جہاز میں اس وقت تک متوقف رہے - جب تک دوسرے مسافروں کے ہجوم سے جہاز فارغ نہ ہو گیا - اس عرصہ میں بعض بیتاب نمک خواران نے جہاز پر آکر اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ کی خدمت میں ہدیۂ مبارک باد پیش کیا - اور پھولوں کے ہار پہنائے - علاوہ بہاولپوری اصحاب کے کراچی کے جن اصحاب نے اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ کے استقبال اور تہنیت میں نہایت ہی خوشی اور دلی مسرت سے حصہ لیا - اس کا اندازہ مشکل ہے - بعض خاص خاص نام اس مقام پر جو نوٹ کئے جا سکے وہ درج کرتا ہوں - ایک سرسری اندازہ کی رو سے کہا جا سکتا ہے کہ دس ہزار کے قریب لوگ استقبال سلطانی کیلئے پلیٹ فارم پر جمع تھے -

مختصر فہرست

کراچی کے ان اصحاب کی جنہوں نے استقبال خسروی کیا

خان بہادر علی بخش خانصاحب (برادر عالی جناب پرائم منسٹر صاحب بہادر) مولوی ضیاء الدین احمد صاحب بہادر (سابق کمشنر پولیس بہاولپور ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس سندھ) خانصاحب فضل الٰہی صاحب آنریری مجسٹریٹ کراچی (پریسیڈنٹ انجمن تعلیمات پنجاب) مسٹر مقبول خان صاحب (سپرنٹنڈنٹ پولیس کراچی) مسٹر نور نبی کلکٹر داؤد۔ شیخ عبدالمجید ممبر کونسل بمبئی۔ خان صاحب عبدالقادر صاحب۔ (پروپرائٹر حاجی کمپ کراچی) مسٹر محمد اسحٰق صاحب (ریلوے افسر کراچی) رودین خان صاحب افسر ریلوے قاضی عبدالعزیز صاحب قاضی شہر کراچی۔ حاجی محمد حسن صاحب وکیل۔ شیخ دادابھائی صدر والہ۔ سید کرامت علی شاہ صاحب (سپروائزنگ افسر کراچی) سید علی اکبر شاہ صاحب۔ (سررشتہ دار ڈسٹرکٹ کورٹ کراچی) مسٹر محمد حسین صاحب (اسسٹنٹ ڈائرکٹر ٹیلیگراف) ایس ایم ہادی (سکرٹری حج کمیٹی کراچی) محمد بھائی عبداللہ بھائی (کنٹریکٹر کیاماری) سید احمد علی شاہ صاحب (زمیندار ٹھٹھہ) بچو سیٹھ عبداللہ حاجی ڈوسل (اینڈ سنز کمپ کراچی) ظفر علی اللہ رکھیا (کنٹریکٹر رجمنٹ کراچی) شیخ محمد اسحٰق حاجی ڈوسل اینڈ سنز کراچی)۔ سیٹھ سلیمان تاجر کراچی۔ سیٹھ عمر تاجر کراچی سیٹھ عبدالرحیم بوری تاجر۔ سید غلام حسین بوری تاجر۔ سیٹھ عبداللہ بھائی بوری۔ سیٹھ آدم علی بوری۔ سیٹھ فدا حسین بوری۔ سیٹھ طیب علی بوری۔ نبی بخش محمد پناہ پنشنر ریونیو ڈیپارٹمنٹ کراچی۔ محمد جعفر کنٹریکٹر کراچی۔ علی بہادر کنٹریکٹر کراچی۔ خاتم علوی بوری حاجی امام بخش چانڈیو کنٹریکٹر۔ حاجی عبدالغنی صاحب منشی عبدالرحمٰن خان صاحب

پوسٹ ماسٹر کراچی - خان صاحب خان رسول بخش خان صاحب (برادر عالی جناب خان بہادر پرائیم منسٹر صاحب)

مختصر فہرست

اُن صاحبان کی جو بہاولپور سے استقبال کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے

خان بہادر نبی بخش محمد حسین خان صاحب بہادر (وزیر اعظم بہاولپور) صاحبزادہ غلام بہاؤالدین خانصاحب عباسی - صاحبزادہ فیض محمد خانصاحب عباسی - صاحبزادہ محمد حاجی خانصاحب عباسی صاحبزادہ محمد معتصم باالله خان صاحب عباسی - کرنل مارڈن صاحب بہادر - میجر مولوی شمس الدین محمد صاحب (فارن سکرٹری) میجر محمد صاحب خان صاحب پنشنر (مشیر حاضر باش) حاجی غلام حسن خان صاحب (پنشنر نائب مشیر مال بہاولپور) مفتی غلام مصطفٰے صاحب (سکرٹری میونسپلٹیز بہاولپور) محمد عثمان خان صاحب گدھوکا - کرنل محمد عبد الله خان صاحب (سابق سکرٹری میونسپلٹیز) ماسٹر نذیر احمد صاحب (سپرنٹنڈنٹ توشہ خانہ بہاولپور) میجر شیخ حفیظ الله صاحب - (قائم مقام ڈسٹرکٹ جج .... رحیم یار خان) سردار نور احمد خان صاحب پنشنر (نائب مشیر مال) قبلہ حاجی محمد عبد الرحمٰن صاحب سوداگر - گوسائیں بھگونت لال صاحب - ڈاکٹر شریف الحسن صاحب - ڈاکٹر محمد عبد الله خان صاحب - ماسٹر محمد نذیر صاحب سررشتہ دار منسٹر لا اینڈ جسٹس - محمد اشرف خان صاحب جلوانہ ایس - ڈی - او - محمد اسلم خانصاحب جلوانہ - محمد امین خان صاحب انسپکٹر پولیس - غلام مصطفٰی شاہ صاحب (سب انسپکٹر پولیس) خان رحیم یار خان صاحب - سردار الله دتہ خان صاحب جلوانہ (داروغہ جنگلات) خان



اعلیحضرت دام اقبالہم رضوانی جہاز سے آرہے ہیں



بر و بحر کے ذرائع سفر
کراچی بندر پر رضوانی جہاز کے سامنے اسپیشل ٹرین کا منظر

پوسٹ ماسٹر کراچی۔ خان صاحب خان رسول بخش خان صاحب (برادر عالی جناب خان بہادر پرائیم منسٹر صاحب)

مختصر فہرست

اُن صاحبان کی جو بہاولپور سے استقبال کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے

خان بہادر نبی بخش محمد حسین خان صاحب بہادر (وزیر اعظم بہاولپور) صاحبزادہ غلام بہاء الدین خانصاحب عباسی۔ صاحبزادہ فیض محمد خانصاحب عباسی۔ صاحبزادہ محمد حاجی خانصاحب عباسی صاحبزادہ محمد معتصم باللہ خان صاحب عباسی۔ کرنل مارڈن صاحب بہادر۔ میجر مولوی شمس الدین محمد صاحب (فارن سکرٹری) میجر محمد صاحب خان صاحب پنشنر (مشیر حاضر باش) حاجی غلام حسن خان صاحب (پنشنر نائب مشیر مال بہاولپور) مفتی غلام مصطفےٰ صاحب (سکرٹری میونسپلٹیز بہاولپور) محمد عثمان خان صاحب گدھوکا۔ کرنل محمد عبد اللہ خان صاحب (سابق سکرٹری میونسپلٹیز) ماسٹر نذیر احمد صاحب (سپرنٹنڈنٹ توشہ خانہ بہاولپور) میجر شیخ حفیظ اللہ صاحب۔ (قائم مقام ڈسٹرکٹ جج .... رحیم یار خان) سردار نور احمد خان صاحب پنشنر (نائب مشیر مال) قبلہ حاجی محمد عبد الرحمٰن صاحب سوداگر۔ گوسائیں بھگونت لال صاحب۔ ڈاکٹر شریف الحسن صاحب۔ ڈاکٹر محمد عبد اللہ خان صاحب۔ ماسٹر محمد نذیر صاحب سررشتہ دار منسٹر لا اینڈ جسٹس۔ محمد اشرف خان صاحب جلوانہ ایس۔ ڈی۔ او۔ محمد اسلم خانصاحب جلوانہ۔ محمد امین خان صاحب انسپکٹر پولیس۔ غلام مصطفیٰ شاہ صاحب (سب انسپکٹر پولیس) خان رحیم یار خان صاحب۔ سردار اللہ دتہ خان صاحب جلوانہ (داروغہ جنگلات) خان



اعلیحضرت دام اقبالہ ، مالکہ رضوانی جہاز سے آ رہے ہین

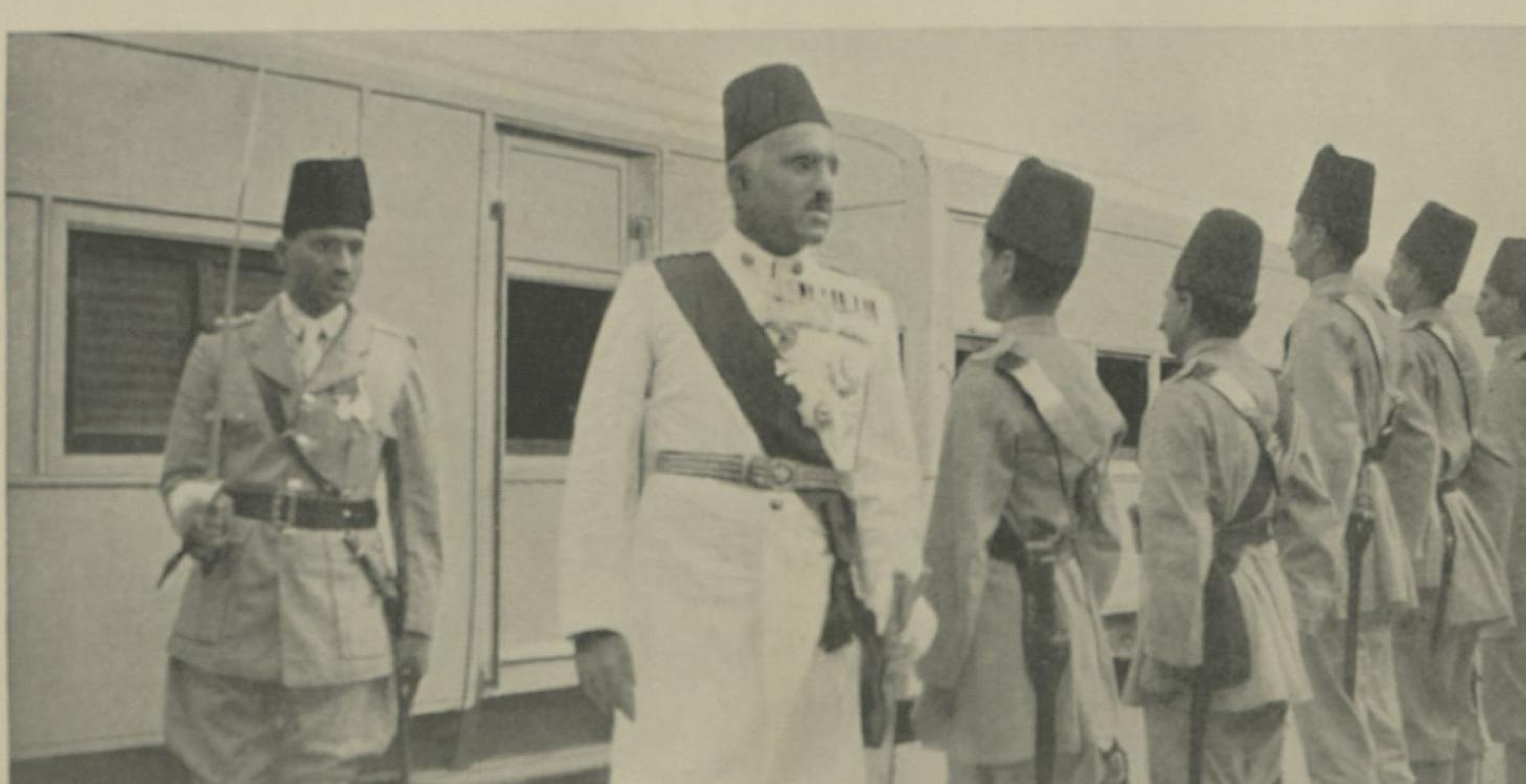


بر و بحر کے ذرائع سفر

کراچی بندر پر رضوانی جہاز کے سامنے اسپیشل ٹرین کا منظر



اسپیشل ٹرین ریلوے اسٹیشن ڈیرہ نواب صاحب.
گارڈ آف آنر کی سلامی



ریلوے اسٹیشن ڈیرہ نواب صاحب پر اعلیحضرت دام اقبالہٗ سٹیٹ سیلون سے باہر تشریف لائے ہیں۔

محمد انور خان صاحب (انچارج افسر پولیس) میاں محمد یار خاں صاحب عباسی - مخدوم روشن چراغ صاحب (آنریری مجسٹریٹ) سید عنایت حسین شاہ صاحب (منیجر سنڈیکیٹ) ڈاکٹر روپ چند صاحب - سیٹھ کشن چند صاحب سوداگر - کیپٹن سردار نرندر سنگھ صاحب - (آنریری مجسٹریٹ) حاجی محمد حسین صاحب سوداگر - مولوی صدیق احمد صاحب ناظر دربار - سیٹھی سدھو رام صاحب (کوٹ سمابہ) پنڈت سادھو رام - منشی نور محمد صاحب کلرک - اشفاق احمد شاہ صاحب - اہلکاران دفتر دربار و محکمہ تصریفات - لالہ نعمت رائے راجپال فوٹو گرافر بہاولپور -

یہ وہ چند نام ہیں جو جلدی میں نوٹ کرلئے تھے - ورنہ بہاول پور اور احمد پور کے آدمی پلیٹ فارم پر بیشمار تھے - تمام حجاج کے عزیز و اقارب بھی موجود تھے - استقبال کرنے والوں کی جماعت کا احصا مشکل تھا -



اسپیشل ٹرین ریلوے اسٹیشن ڈیرہ نواب صاحب
گارڈ آف آنر کی سلامی



ریلوے اسٹیشن ڈیرہ نواب صاحب پر اعلیحضرت دام اقبالہ و ملکہ سیٹ سیلون سے باہر تشریف لائے ہیں۔

محمدؐ انور خان صاحب (انچارج افسر پولیس) میاں محمدؐ یار خاں صاحب عباسی۔ مخدوم روشن چراغ صاحب (آنریری مجسٹریٹ) سید عنایت حسین شاہ صاحب (منیجر سنڈیکیٹ) ڈاکٹر روپ چند صاحب۔ سیٹھ کشن چند صاحب سوداگر۔ کیپٹن سردار نرندر سنگھ صاحب (آنریری مجسٹریٹ) حاجی محمدؐ حسین صاحب سوداگر۔ مولوی صدیق احمدؐ صاحب ناظر دربار۔ مکھی سدھو رام صاحب (کوٹ سماہہ) پنڈت سادھو رام۔ منشی نور محمدؐ صاحب کلرک۔ اشفاق احمدؐ شاہ صاحب۔ اہلکاران دفتر دربار و محکمہ تصریفات۔ لالہ نعمت رائے راجپال فوٹو گرافر بہاولپور۔

یہ وہ چند نام ہیں جو جلدی میں نوٹ کرلئے تھے۔ ورنہ بہاول پور اور احمدؐ پور کے آدمی پلیٹ فارم پر بیشمار تھے۔ تمام حجاج کے عزیز و اقارب بھی موجود تھے۔ استقبال کرنے والوں کی جماعت کا احصا مشکل تھا۔

اپنا گھر

جس موقع پر رضوانی جہاز لنگر انداز ہوا۔ اس کے مقابل سامنے وہ اسپیشل ٹرین تیار تھی جو اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ اور نمک خوارانِ ہمرکاب کو ڈیرہ مبارک لے جانے کے لئے مہیا کی گئی تھی۔ اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ کا خاص سیلون بھی اس اسپیشل میں لگا ہوا تھا۔ دوسرے حجاج اور مسافروں کے اتر جانے کے بعد ہمارے کمپ کا سامان اور مسافر جہاز سے اُترنے شروع ہو گئے۔ اور دو بجے بعد از دوپہر تک تمام مسافر اور ان کے سامان جہاز سے اُتر کر اور ترتیب کے ساتھ اسپیشل ٹرین میں پہنچ گئے۔

۵ بجے ۵۴ منٹ پر کراچی سے حجاج کے قافلہ کو جس کا قافلہ سالار عباسی تاجدار دام اقبالہٗ و ملکہٗ تھا۔ اسپیشل ٹرین لیکر روانہ ہوئی۔ رتیلے اور پتھریلے میدانوں اور سبزہ زاروں کو رات کے سفر میں طے کر کے صبح جمعہ ۵۔ اپریل ۱۹۳۵ء کو چھ بجے رحیم یار خان کے ریلوے اسٹیشن پر پہونچی یہ مقام آقائے نامدار دام اقبالہٗ و ملکہٗ کی سلطنت خداداد بہاولپور کا پہلا مقام تھا۔ جہاں گاڑی ٹھہری۔ رعایا افسران طلبار۔ ملازمان کے بے شمار مشتاق سُلطانی اصحاب یہاں موجود تھے۔ اور اپنے آقائے نامدار دام اقبالہٗ و ملکہٗ کی واپسی سفر حجاز کے ترانے اور دعائیں کر رہے تھے۔ گاڑی تھوڑی دیر ٹھہر کر ۷ بجے کے قریب اسٹیشن خانپور پر ٹھہری۔ یہاں نمک خواران طلبائے مدارس اور پبلک کے بکثرت افراد جمع تھے۔

خراماں خراماں گاڑی ۸ بجے کے بعد ڈیرہ نواب صاحب کے اسٹیشن پر پہونچی۔ وطن آگیا۔ ہر دل میں جذبۂ حُبِ وطن موجزن تھا۔

یوسفِ حج کردہ باز آمد بکنعاں زندہ باد

ریلوے اسٹیشن ڈیرہ نواب پر اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ کے استقبال کی تیاری کا خاص طور پر اہتمام تھا تمام پلیٹ فارم پر سرخ بانات کا فرش تھا۔ گاڑی جب پلیٹ فارم پر پہونچی۔ اُس وقت فرش بانات کی دوسری جانب اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ وحشمتہٗ کی جاں نثار فوج باقاعدہ سلامی کے لئے صف بستہ تھی۔ ایک طرف ممبران خاندان عالیشان عباسیہ۔ افسران اعلیٰ نمک خواران دولت عباسیہ اور معزز اصحاب رعایا قرینہ سے باادب کھڑے تھے۔ ریلوے پلیٹ فارم کے باہر اسٹیشن سے لیکر صادق گڈھ پیلس تک برابر سڑک کے دورویہ رعایا کے ٹھٹھ لگے ہوئے تھے۔



اعلیحضرت دام اقبالہ بنگلہ بام تشریف لائے ہیں۔ پرائم منسٹر صاحب اور ریونیو منسٹر صاحب ہمرکاب ہیں



ریلوے اسٹیشن ڈیرہ نواب صاحب سے اعلیحضرت دام اقبالہ بگھی جھوٹے پر سوار ہو کر صادق گڑھ پیلیس تشریف لیجا رہے ہیں۔ مخدوم محمد بخش آف سوہرت سلام حاصل کر رہے ہیں

اپنا گھر

جس موقع پر رضوانی جہاز لنگر انداز ہوا۔ اس کے مقابل سامنے وہ اسپیشل ٹرین تیار تھی جو اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ اور نمک خوارانِ ہمرکاب کو ڈیرہ مبارک لے جانے کے لئے مہیا کی گئی تھی۔ اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ کا خاص سیلون بھی اس اسپیشل میں لگا ہوا تھا۔ دوسرے حجاج اور مسافروں کے اترنے کے بعد ہمارے کیمپ کا سامان اور مسافر جہاز سے اُترنے شروع ہوگئے۔ اور دو بجے بعد از دوپہر کیمپ کے مسافر اور ان کے سامان جہاز سے اُتر کر اور ترتیب کے ساتھ اسپیشل ٹرین میں پہنچ گئے۔

۵ بجے ۵۴ منٹ پر کراچی سے حجاج کے قافلہ کو جس کا قافلہ سالار عباسی تاجدار دام اقبالہٗ و ملکہٗ تھا۔ اسپیشل ٹرین لیکر روانہ ہوئی۔ ریتیلے اور پتھریلے میدانوں اور سبزہ زاروں کو رات کے [illegible] طے کر کے صبح جمعہ ۵۔ اپریل ۱۹۳۵ء کو چھ بجے رحیم یار خان کے ریلوے اسٹیشن پر پہونچی۔ مقام آقائے نامدار دام اقبالہٗ و ملکہٗ کی سلطنت خداداد بہاولپور کا پہلا مقام تھا۔ جہاں گاڑی ٹھہری [illegible] طلباء۔ ملازمان کے بے شمار مشتاق سلطانی اصحاب یہاں موجود تھے۔ [illegible] آقائے نامدار [illegible] و ملکہٗ کی واپسی سفر حجاز کے ترانے اور دعائیں کر رہے تھے۔ گاڑی تھوڑی دیر ٹھہر کر ۷ بجے کے قریب اسٹیشن خانپور پر ٹھہری۔ یہاں نمک خواران طلبائے مدارس اور پبلک کے بکثرت افراد جمع تھے۔

خراماں خراماں گاڑی ۸ بجے کے بعد ڈیرہ نواب صاحب کے اسٹیشن پر پہونچی۔ وطن آگیا [illegible] جذبۂ حب وطن موجزن تھا۔

یوسفِ حج کردہ باز آمد بکنعاں زندہ باد

ریلوے اسٹیشن ڈیرہ نواب پر اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ کے استقبال کی تیاری کا خاص [illegible] تمام پلیٹ فارم پر سرخ بانات کا فرش تھا۔ گاڑی جب پلیٹ فارم پر پہونچی۔ اُس وقت فرش [illegible] کی دوسری جانب اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ و ملکہٗ و حشمتہٗ کی جاں نثار فوج باقاعدہ سلامی کے [illegible] بستہ تھی۔ ایک طرف ممبران خاندان عالیشان عباسیہ۔ افسران اعلیٰ نمک خواران دولت [illegible] معزز اصحاب رعایا قرینہ سے باادب کھڑے تھے۔ ریلوے پلیٹ فارم کے باہر اسٹیشن سے [illegible] تک برابر سڑک کے دورویہ رعایا کے ٹھٹھ لگے ہوئے تھے۔



ریلوے اسٹیشن پر نواب صاحب اعلیحضرت دام اقبالہ و بالملہ باہر تشریف لائے ہیں۔ پرائم منسٹر صاحب اور ریونیو منسٹر صاحب ہمرکاب ہیں



ریلوے اسٹیشن پر نواب صاحب اعلیحضرت دام اقبالہ و بالملکہ جھولے پر سوار ہو کر صادق گڑھ پیلیس تشریف لیجا رہے ہیں مخدوم محمد بخش آف [illegible] سلام حاصل کر رہے ہیں

اعلیحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ اپنے شاہی سفید فوجی لباس میں سیلون سے باہر جلوہ فرما ہوئے وزرائے ہمراہی اور فوجی افسران نے اعلیحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ کی پیروی میں سفید وردیاں پہنی ہوئی تھیں - اور تمغے لگائے ہوئے تھے - کرچیں زیب کمر کئے ہوئے تھے - یہ جماعت سفید وردی میں اس قدر خوبصورت اور شاندار معلوم ہوتی تھی کہ بیاختہ دیکھنے والوں کی زبان سے مرحبا اور درود شریف اور دعائے درازی عمر سرکار والا کے کلمات نکل آتے تھے -

تمام فوج نے سلامی کا شرف حاصل کیا - بینڈ نے سلامی کا مبارک گیت الاپا - رایات (جھنڈیوں) نے اتنے دور دراز کے سفر سے بصحت و عافیت تشریف لانے والے آقا کی خدمت میں تحفۂ نیاز پیش کیا - توپ خانہ نے شلک کی صدائے مرحبا آسمان تک پہنچادی - تمام آفیشیل جماعت نے اپنے آقائے محترم کی خدمت میں جھک کر سفر حج کی مبارکباد اور ہدیۂ نیاز و تسلیم ادا کیا -

اعلیحضرت دام اقبالہٗ و ملکہ اپنے تمام پروانوں اور جاں نثار غلاموں نمک خوار فدویوں کا نہایت خوشی اور بشاشت سے سلام لیتے ہوئے - جاں نثار فوج کے جذبات وفاداری کا باطمینان ملاحظہ گرامی کیا - اور پھر پلیٹ فارم سے باہر قدم رنجہ فرما کر شاہی جھولے میں سوار ہوئے - راستہ میں رعایا کے لاکھوں افراد کی دعاؤں اور مبارک سلامت کے نعروں پر اظہار مسرت فرماتے ہوئے ان دروازوں کے مرحبا - خوش آمدید کے خوشنما نوشتوں کو (جو مدرسہ اور کمیٹی نے لگائے ہوئے تھے) دیکھتے ہوئے مشتاقان جمالِ خسروی کو شرف زیارت و سلام سے ممتاز فرماتے ہوئے - بادبہاری کی طرح گلشن ایوان صادق گڈھ میں پہونچے -

دروازۂ کاخ سلطانی پر مشتاقان جمال (گارڈ) کی فوج نے سلام کی عزت حاصل کی اور نمک خواروں نے اپنے آقا کو مرحبا کہا - تمام صاحبزادگان خاندان عباسیہ - وزرا - اور اعلیٰ افیسران کو جو وہاں جمع ہوگئے تھے قبول سلام و تہنیت سے ممتاز فرمایا اور محل سلطانی میں داخل ہوئے -

ضمیمہ نمبر ۱

عرب شریف ۔ مکہ مکرمہ ۔ مدینہ طیّبہ

کے

عام حالات

عرب شریف

عرب شریف

عرب ممالک ایشیا کا ایک مشہور جزیرہ نما - اور مرجع کائنات اسلامی ملک ہے -

حدود شمال میں - ملک روم - ایشیا - شام و عراق -

جنوب میں - بحر ہند -

مشرق میں - خلیج فارس - بحیرۂ عمان -

جنوب میں - بحراحمر - نہر سویز -

یہ ملک مشرقی جانب ایشیا سے اور مغربی جانب افریقہ سے - اور ایک طرف یوروپ سے ملحق ہے -

آب و ہوا

ریتلا اور خشک ملک ہے - چاروں طرف ساحل کے قریب بلند پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے جن کی اونچائی پانچ ہزار سے آٹھ ہزار فٹ تک پہونچتی ہے - جو سمندر کی طرف سے بارش کی ہواؤں کو اندرون ملک میں آنے سے باز رکھتے ہیں - اس لئے بارش اس ملک میں قریباً مفقود ہے -

درمیانی حصہ تمام صحرا ہے - جہاں گرمیوں میں اس قدر شدت سے گرمی پڑتی ہے - اور ریت گرم ہو جاتی ہے کہ انسانی زندگی مشکل ہو جاتی ہے - لیکن رات ضرور خنک ہو جاتی ہے -

موسم گرما میں لو چلتی ہے - اُسے سموم کہتے ہیں - وہ نہایت ہی ناقابل برداشت ہوتی ہے آسمان کبھی سرخ ہو جاتا ہے - کبھی تیرہ و تار ہو جاتا ہے - اور کبھی زرد رنگ کے طوفان برپا ہوتے ہیں - اسی طوفان باد میں اکثر قافلے راہ گم کر کے موت کے گھاٹ اتر جاتے ہیں - اس طرح صحرا میں سینکڑوں انسان اور حیوان ہمیشہ سموم کی نذر ہوتے ہیں -

طائف اور مدینہ منورہ کی آب و ہوا کسی قدر اعتدال کی جانب مائل ہے -

صورت و سیرت

صورت و سیرت

بدوی عرب لاغر اندام - میانہ قد - بیضوی چہرے - چوڑی پیشانیاں - سیدھے اور کسی قدر پُر گوشت ناک اور ہونٹ - خوشنما دانت - سانولے رنگ - سیاہ بال و ابرو - چمکدار آنکھیں - غیر پیوستہ ابرو ہوتے ہیں - ڈاڑھی مقطع رکھتے ہیں - مکی بچوں کے رخساروں پر تین تین سیدھی لکیریں ڈال دی جاتی ہیں - اور یہ اُن کے مکی ہونے کی علامت سمجھی جاتی ہے -

نجدی عرب بھی قریباً اسی حلیہ کے ہوتے ہیں۔ مگر اُن کی ڈاڑھی کی ایک خاص وضع ہوتی ہے رخسار خالی ہوتے ہیں۔ صرف ٹھوڑی کی جگہ بال ہوتے ہیں۔ اُن کو بھی نوکدار وضع کی بنا کر رکھتے ہیں۔ رنگ گندمی اور صاف ہوتے ہیں۔ قد اور چہرے بھی ذرا لمبے ہوتے ہیں۔ بشرے سے ذہانت ٹپکتی ہے۔ جرأت۔ آزاد منشی۔ خوش خلقی۔ شیریں بیانی۔ اور مہمان نوازی ان کے شمائل میں داخل ہیں۔

مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ صاف اور چمکیلے رنگ کی ہوتی ہیں۔ صبیح اور ملیح چہرے۔ متناسب اعضا۔ قد میں مردوں کی نسبت ذرا چھوٹے۔ شرم وحیا سے آراستہ ہوتی ہیں۔

خوبصورتی کے نقش اور تناسب اعضا کا حُسن جوانی میں زیادہ دلکش اور حسین بنا دیتا ہے۔ لیکن بڑھاپے میں اُن کے لئے اپنی وضع اور انداز کا سنبھالنا بالعموم مشکل ہو جاتا ہے۔ اُمرا اور اعلیٰ طبقہ کے شیوخ اپنی وجاہت اور ثقاہت کو نبھائے جاتے ہیں۔

عرب جس طرح تحمل۔ جفاکشی اور استقلال میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ اُسی طرح ان کا غصہ بھی بے پناہ ہوتا ہے۔ الامان۔

طرز معاشرت

عرب زیادہ تر بادیہ نشینی پر قانع رہتے ہیں۔ اور اپنے مال مویشی کے آرام اور پانی وچارہ کی سہولیت کو دیکھکر ٹھہرے رہتے ہیں۔ بدوی عربوں کی جائداد۔ ان کی بھیڑ بکریاں۔ اونٹ اور چرمی خیمے ہوتے ہیں۔ نہایت سادہ زندگی بسر کرنے میں۔ صحرائی معیشت اور نہایت مختصر اثاث البیت اُن کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔

شہری قبائل۔ خوش وضع رہنے کے مشتاق ہوتے ہیں۔ ہوادار مکان نفیس عربی فرنیچر سے آراستہ بیٹھکیں۔ اور خوبصورت اور نرم گدیلوں کے صفے زیادہ پسند کرتے ہیں۔ ان کے کمروں میں ریشمی۔ سوتی۔ اور اونی قالینوں کے خوشنما فرش لگے رہتے ہیں۔ اُمرا کے مکانات میں تمام سامان زیادہ نفیس اور قیمتی موجب آرائش ہوتا ہے۔ اعلیٰ درجہ کے وسیع مکانات میں سبزہ زار اور باغیچے بھی لازمی سمجھے جاتے ہیں۔

غذا

بدوی عرب نہایت سادہ غذا کے عادی ہوتے ہیں۔ ان کے پاس چونکہ زرومال نہیں ہوتا۔ اور بالعموم تنگ دست ہوتے ہیں۔ اس لئے اُن کی زندگی قناعت کی اعلیٰ تصویر ہوتی ہے۔ فاقہ مستی نے اُن کو گداگری کا عادی کر دیا ہے۔ اکثر حجاج کے سفری مقامات میں بھیک کے ٹکڑوں پر ان کا گذارہ ہوتا ہے۔

شہری عرب خواہ متوسط طبقے کے ہوں یا اعلیٰ طبقہ کے اچھی غذا اور اچھے لباس کے عادی ہوتے ہیں۔ ان کے دسترخوانوں پر ہر قسم کے اچھے کھانے موجود ہوتے ہیں۔ اُمرا کے ہاں میزوں پر کھانے کا

طرز معاشرت

غذا

اور چھری کانٹے کا رواج اب عام ہے۔ اور یورپین غذائیں۔ شوربے۔ پوڈنگس۔ جیلیاں۔ بسکٹ۔ کیک مربے اچار اور چٹنیاں۔ زینت دسترخوان ہوتے ہیں۔ عرب خواہ کتنا ہی مفلس اور کنگال ہو۔ مگر مہمان کی تواضع اور مدارات میں اس قدر فیاض اور فراخ دل ہو جاتا ہے کہ دیکھکر حیرت ہوتی ہے۔ یہ صفت زمانۂ قدیم سے اُس کی عادت ثانیہ ہو گئی ہے۔

لباس

بدوی عرب صرف ایک سوتی یا اُونی کرتا زیب تن رکھتے ہیں۔ جس پر ایک جُبّہ لمبا پہن لیتے ہیں۔ سر پر ایک رُمال سوتی یا ریشمی جس کو کوفیہ کہتے ہیں جو بالعموم کسی نہ کسی رنگ کا ہوتا ہے اور جس کو مثلث بنا کر دونوں مونڈھوں پر لٹکا لیا جاتا ہے۔ پہن لیتے ہیں۔ رُومال پر عقال رکھ لیتے ہیں جوتی چپلی کی وضع کی استعمال کرتے ہیں۔

اُمرا اور شہری عرب کا لباس قیمتی اور خاص وضع کا ہوتا ہے۔ ریشم اور اون کے طلا کار کپڑے۔ نفیس ٹوپیاں۔ اور اُن پر عالیشان دوپٹے صافہ کی صورت میں استعمال کرتے ہیں۔ بدن پر عبا اور قیمتی جُبّے اور بیش قیمت کمربند جس میں کہیں کہیں چُھرے بھی ہوتے ہیں۔ استعمال کرتے ہیں۔ جوتی انگریزی وضع کے بوٹ یا کامدار چپلی پہنتے ہیں۔

دیہاتی عورتیں نیلے رنگ کا ایک سوتی لمبا کرتا۔ اُس پر کمربند۔ سر پر اوڑھنی جو عموماً سیاہ ہوتی ہے اور برقع کے وضع کی ہوتی ہے پہنتی ہیں۔ اس برقع میں صرف آنکھیں کُھلی ہوئی ہوتی ہیں۔ ناک۔ ماتھے اور مُنہ کے سامنے چاندی کے چھوٹے چھوٹے حلقوں کے ہار کپڑے پر ٹانکے ہوئے ہوتے ہیں۔

شہری عورتیں نہایت پُرتکلف اور پردہ دار لباس پہنتی ہیں۔ بیش قیمت زیورات۔ سنہری پیٹی (کمربند) لگاتی ہیں۔ پردہ کا اس قدر اہتمام ہوتا ہے کہ سر سے پاؤں تک ڈھکی ہوئی ہوتی ہیں۔ مصری برقع کا بھی یہاں عام رواج ہے۔

تجارت

مکہ مکرمہ اس لحاظ سے کہ وہ بندر جدہ کے قریب واقع ہے اور حجاز کا دارالخلافہ ہے۔ ایک تجارتی شہر بن گیا ہے۔ مصر شام یمن اور ممالک یورپ و افریقہ کا طرح طرح کا مال بازاروں میں فروخت ہوتا ہے۔ ہندوستان۔ مصر اور شام کے مسلمان سوداگروں کی بڑی بڑی دوکانیں موجود ہیں۔ مدینہ طیبہ بوجہ بعد بندر کے اپنی تجارت کے باعث مکہ مکرمہ کے برابر نہیں شمار کیا جا سکتا۔

قہوہ۔ گوند (صمغ عربی) کچھ ادویہ۔ موتی۔ صدف مرجان۔ شہد عرب سے بیرونجات میں بھیجے جاتے ہیں۔ بکریوں دنبوں اور اونٹوں کی پشم اور کھالیں بھی باہر جاتی ہیں۔ مگر بہت کم۔

حجاج جو عرب سے جانمازیں۔ رُومال۔ پارچات۔ تسبیحیں۔ روغن بلسان۔ روغن زیتون وغیرہ

خرید کر کے باہر لے جاتے ہیں۔ وہ عرب کی پیداوار نہیں۔ بلکہ بیرونجات سے تجارت کی خاطر عرب میں آتے ہیں۔ یہاں سے صرف آب زمزم اور غلاف کعبۃ اللہ کے ٹکڑے اور خاک شفا۔ مقامی اشیار سمجھی جاسکتی ہیں۔ روغن زیتون شام سے۔ روغن بلسان یمن سے عرب میں آکر فروخت ہوتے ہیں۔

صنعت و حرفت

کپڑے بُنے جاتے ہیں۔ اور کئی ایک کارخانے اب عرب میں اس کام کے لئے کھل گئے ہیں۔ عرب بیت اللہ شریف کے غلاف بنانیکا نفیس کام بھی اب خود انجام دینے لگ گئے ہیں۔ نجاری۔ معماری۔ گلسازی۔ اور مسگری کا کام بھی عرب میں ہوتا ہے۔ عرب میں اس کام کے اچھے اچھے کاریگر موجود ہیں۔ عرب کی اور بالخصوص مکہ مکرمہ کی مٹی کی صراحیاں خاص طور پر اپنی خوبصورتی اور پانی کے ٹھنڈا رکھنے کے لئے مشہور ہیں۔ مدینہ طیبہ میں پارچہ بافی کا ایک کارخانہ بھی کھل گیا ہے۔ لیکن یہ سب کام ابھی اپنی ابتدائی حالت میں ہیں ترقی کی اشد ضرورت ہے۔ اور بڑی گنجائش ہے۔ اس پہلو سے عرب دنیا کے میدان میں عملی طور پر ابھی تک قدم زن نہیں ہوئے۔

پیداوار

جوار۔ باجرہ۔ مکئی۔ گندم۔ جو۔ تمباکو عام طور پر اکثر مقامات عرب میں کاشت کئے جاتے ہیں۔ کھیرے۔ خربوزے۔ تربوز۔ بینگن۔ کریلا۔ آلو۔ گیہوں۔ نخود۔ بھنڈی کدو۔ مرچ سرخ بھی کاشت ہوتے ہیں۔ مکہ کے ریگستان میں سنارکی اجو ایک نباتاتی دوا مسہل ہے۔ عام ہوتی ہے۔ لیکن مدینہ طیبہ میں باغات بکثرت ہیں۔ ہر قسم کے میوے اور پھل ترکاریاں وہاں پیدا ہوتی ہیں۔ بازار میں شہد خاک شفار عام طور پر ذریعۂ تجارت سمجھے جاتے ہیں۔ کھجور تو یہاں کا خاص میوہ ہے۔ صدہا قسم کی کھجوریں اُس ملک میں ہوتی ہیں۔ اور اس کی بہت بڑی تجارت ہوتی ہے۔ انگور۔ لیمو۔ انار۔ بادام۔ انجیر۔ سیب وغیرہ میوے بھی اس ملک میں پیدا ہوتے ہیں۔

عرب فن زراعت میں ابھی تک دنیا کے دوسرے ممالک سے بہت پیچھے ہے۔ ضرورت ہے کہ زرعی کاموں میں ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

جانور

شیر۔ کفتار اور بھیڑیئے عرب کے صحراؤں میں پائے جاتے ہیں۔ ہرن۔ بزکوہی۔ لومڑیاں اور گورخر (وحشی گدھے) بھی موجود ہیں۔ شترمرغ اور ڈھینگ بھی بعض مقامات ساحلی پر پائے جاتے ہیں۔ شترمرغ کا شکار عرب شکاریوں کے لئے نہایت دلچسپ مشغلہ ہوتا ہے۔ تیز عربی گھوڑوں پر سوار ہو کر اس کا شکار کیا جاتا ہے۔ پالتو شترمرغ بھی ملتے ہیں۔ عرب اس کو سدھا کر اس سے بھی سواری کا کام لیتے ہیں۔ اونٹ گھوڑے اور گدھا عرب میں سب سے زیادہ ضروری کارآمد جانور ہیں۔ اور عرب میں عام پائے جاتے ہیں۔ گھوڑے کی خاص نسلیں یہاں زیادہ مشہور اور زیادہ قیمتی ہوتی ہیں۔

گھوڑوں کے نسب نامے اور باقاعدہ شجرہ ہائے نسب رکھے جاتے ہیں - عربی گھوڑا صورت - وضع رفتار اور عادات میں تمام دنیا میں ممتاز سمجھا جاتا ہے - نجد کے گھوڑے بیش قیمت ہوتے ہیں - اونٹ عرب کی زندگی کی تمام ضروریات کا کفیل سمجھا جاتا ہے - اس کے برابر کوئی جانور جفاکش - فاقہ مست اور دور دراز سفر کرنے والا نہیں ہوتا - کئی کئی دن تک بغیر پانی کے گذار دیتا ہے - عرب کے سردار اور شاہی خاندان کے ممبر جس وقت سجے ہوئے آراستہ اونٹوں اور گھوڑوں پر سوار ہو کر نکلتے ہیں - دیکھنے والوں کے لئے ایک عجیب نظارہ ہوتا ہے - ہندوستانی کوّے اور چیلیں عرب میں نہیں ملتیں - صحرائی کاگ (بڑے کوّے) اور گِدھ عرب میں پائے جاتے ہیں - چڑیاں اور دوسرے قسم کے پرندے کبوتر اور صحرائی کبوتر پالتو اور جنگلی مرغ عام ہوتے ہیں - پنجروں میں طوطے اور مینائیں بھی دیکھی گئی ہیں -

تعلیم و اخبارات

تعلیم کے لحاظ سے عرب کا تمام خطہ دنیا کے دوسرے ممالک سے بہت پیچھے ہے ہندوستان کے بعض بہی خواہان عرب نے یہاں تعلیمی سلسلے شروع کئے ہوئے ہیں - یہ بھی ابتدائی حالت میں ہیں - اخبارات بھی نکلنے شروع ہوگئے ہیں - وہ بھی ابتدائی حالت میں ہیں -

مکّہ مکرّمہ

مکّہ مکرمہ ایک وادی میں واقعہ ہے۔ اس کے اطراف میں پہاڑوں کا سلسلہ قائم ہے۔

طول بلد غربی جانب ۷۸ درجہ

عرض بلد ۲۳ درجہ ہے

وجہ تسمیہ مکّہ کے لغوی معنی اژدحام خلق کے ہیں۔ یہاں چونکہ قدیم زمانہ سے خلقت کا ہجوم ہوا کرتا تھا۔ اس لئے اس مقام کا نام مکّہ مشہور ہوا۔ مُکّا بھی اس کو کہتے ہیں۔ مُکّا کے لغوی معنی سیٹی بجانے کے ہیں۔ جاہلیت کے عہد میں چونکہ بیت اللہ کے طواف کے وقت عرب سیٹیاں اور تالیاں بجایا کرتے تھے۔ اس لئے اس مقام کا نام مُکّا ہوگیا۔

مکّہ کے متعدد نام اس کے متعدد نام کتابوں میں درج ہیں۔ مکّہ ۱ (یہ نام تمام حرم مکّہ مکرمہ پر استعمال کیا جاتا ہے) بکّہ (یہ نام صرف بیت اللہ شریف پر بولا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی اس نام کا ذکر ہے) اُمّ القریٰ ۳ بیت العتیق ۴ ام ۵ حم ۶ معاد ۷ حاطمہ ۸ حرم ۹ صلاح ۱۰ بلد الامین (قرآن پاک میں بھی یہ نام آیا ہے) عرش ۱۱ قادس ۱۲ مقدسہ ۱۳ ناسہ ۱۴ باسہ ۱۵ مذہب ۱۶ وغیرہ۔

جائے وقوع جدّہ سے ۴۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ چاروں طرف پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ حجازی حکومت کا بڑا شہر اور تجارت کا بڑا مرکز ہے۔ ایک طرف کی آبادی نشیب میں ہے۔ اس کو مسفلہ کہتے ہیں۔ محلہ مسفلہ اسی حصہ میں واقع ہے۔ دوسری طرف فرازی ہے اس کو معلیٰ کہتے ہیں۔ جنت المعلیٰ اسی حصہ فرازی میں واقع ہے۔

شہر اور محلّے شہر کی آبادی بہت گنجان ہے۔ تجارتی شہر ہے۔ اور بوجہ قرب سمندر بیرونجات سے تجارت کا مال بکثرت اور بآسانی پہونچکر رونق بازار ہوتا ہے۔ مکانات پختہ عظیم الشان چار چار یا پانچ پانچ منزلہ ہیں۔ بازار کھلے۔ دکانیں شاندار۔ شامی کپڑا۔ اسٹریلیا۔ مصر اور یورپ کے بازاروں کا مال دوکانوں میں بھرا ہوا رہتا ہے۔ شہر کے کوچہ و بازار کا فرش سنگین ہے۔ صفا و مروہ کا درمیانی بازار زیادہ فراخ ہے۔ اور بازار بھی بقدر ضرورت چوڑے ہیں۔ ایک لاکھ بیس ہزار نفوس کی مستقل آبادی کا اندازہ بتلایا گیا۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ سرکاری طور پر ستّر ہزار نفوس کی آبادی بیان

کی گئی ہے - ایام حج میں یہاں کی آبادی بہت زیادہ ہو جاتی ہے -

محلہ جرول - اس جانب حکومت کے ایوانات واقع ہیں - آبادی بالعموم ہندوستانی - بنگالی لوگوں کی ہے - شیخ محمود بن ابراھیم ادھم علیہ الرحمۃ کا مزار اسی محلہ میں واقع ہے - اسی محلہ میں ایک کنواں ہے - جس کی نسبت مشہور ہے کہ اُس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ وسلم نے غسل فرمایا تھا -

محلہ حارث الباب - اس محلہ میں مینی عرب آباد ہیں - مدرسہ صولتیہ مکہ بھی اسی محلہ میں ہے - ہندوستان کے مشہور علماء حضرت حاجی امداد اللہ و مولانا حاجی رحمت اللہ صاحبان علیہما الرحمۃ کے مکانات بھی اسی محلہ میں واقع ہیں -

محلہ شبیکہ - جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اس محلہ کی زمین خرید فرما کر مقابر کیلئے وقف فرمادی تھی - لیکن اب اس محلہ میں مکانات بھی آباد ہیں -

محلہ مسفلہ - اس محلہ میں رباطیں (سرائیں) بکثرت ہیں - ریاست بہاولپور کی کئی رباطات بھی اسی محلہ میں ہیں -

محلہ جیاد - ترکوں کے وقت میں اس محلہ میں قلعہ - توپ خانہ - فیل خانہ - فوجی بارکیں تھیں - اب بعض سرکاری عمارتیں موجود ہیں - بنگالی لوگوں کی آبادی اسی محلہ میں بکثرت ہے -

محلہ ابوقبیس - اسی جانب کوہ ابوقبیس واقع ہے - یہی وہ پہاڑ ہے - جس پر معجزہ شق القمر ہوا تھا -

محلہ کوشاشہ (اس کو سوق اللیل بھی کہتے ہیں) اسی محلہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علیؓ کے مولد پاک واقع ہیں - اسی محلہ میں دار الخزران واقع ہے - جہاں امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضؓ خلعت ایمان سے ممتاز ہوئے تھے - اسی محلہ میں حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ مرشد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بیان کیا جاتا ہے - مصری لنگر خانہ اور نیلام عام کا بازار بھی اسی محلہ میں واقع ہے -

محلہ شامیان - یہ بھی ایک بہت بڑا آباد محلہ ہے - رباطات بھی اس میں بکثرت واقع ہیں -

محلہ معابدہ - آبادی سوق اللیل کے متصل یہ آباد محلہ واقع ہے - امیر مکہ کے مکانات اسی محلہ میں واقع ہیں - اسی محلہ سے منیٰ اور عرفات کی طرف راستہ جاتا ہے - اور جنت المعلیٰ بھی اسی راستہ میں واقع ہے خلیفہ جعفر المنصور عباسی المتوفی ۱۵۸ھ کی قبر اسی جنت المعلیٰ میں ہے -

محلہ جبل عمریہ - محلہ فلک - محلہ جبل ہندی - محلہ جون وغیرہ متعدد آباد محلے ہیں -

مکّہ مکرمہ کو بیت اللہ شریف اور زمزم کے سبب خاص شہرت اور عظمت حاصل ہے - تمام دنیا کے مسلمان آبادی کا قبلہ اسی شہر میں واقع ہے - عرفات - منیٰ - مزدلفہ بھی اسی شہر کے قرب میں ہیں - ہر حج کے موسم میں تمام اسلامی دنیا کے ممتاز اور صاحب استطاعت لوگ حج کا فرض ادا کرنے کے لئے یہاں جمع ہوا کرتے ہیں - اس شہر کی تمام خصوصیات عرب کے عام ذکر میں آچکی ہیں -

حکومت سعودیہ حجازیہ نے حرم مکّہ میں محتاجوں اور گداگروں کے ہجوم کو کم کرنے کے سلسلے میں یہاں ایک غریب خانہ (دار العجزۃ) کے نام سے کھولا ہوا ہے - عام مستطیع مسلمانوں کی امداد نقدی و جنسی سے محتاجوں اور مستحقوں کی پرورش کی جاتی ہے -

کئی ایک آباد بازار مکّہ مکرمہ میں تجارت کی کامیابی کے لئے مشہور ہیں - سوق الکبیر (بڑا بازار) باب ابراہیم پر سوق الصفا - صفا اور مروہ کے درمیان - اور سوق الشامی جو سب سے بڑی رونق والا بازار ہے - اور جس میں متمول سوداگر اور جوہریوں کی دکانیں ہیں - یہ بازار مسقف ہے - بہت مشہور ہے -

مکّہ مکرمہ میں تعلیم کا شوق اب ہو چلا ہے کئی ایک مکتب اور مطابع کھل گئے ہیں - اُم القریٰ اور صوت حجاز کے نام سے دو عربی روزانہ اخبار بھی جاری ہو گئے ہیں -

حرم مکہ

بیت اللہ شریف

بیت اللہ حطیم - غلاف کعبہ - حجر اسود

زمزم - مقام ابراہیمؑ - محراب النبیؐ

حرم شریف مکہ - شہر مکہ مکرمہ کے وسط میں واقع ہے - مگر آبادی کا کچھ زیادہ حصہ شہر کا حرم شریف کے شمال مشرق کی طرف ہے - حرم شریف کے چاروں طرف بازار ہیں - تقریباً مربع صورت میں واقع ہے -

شرقی ضلع باب السّلام سے باب علیؓ تک ۱۰۸ متر قریباً ۵۹۷ فٹ
جنوبی ضلع باب علیؓ سے باب ام ہانی تک ۱۶۶ متر قریباً ۶۳۰ فٹ
غربی ضلع باب ام ہانیؓ سے باب عمرہ تک ۱۰۹ میٹر
شمالی ضلع باب عمرہ سے باب سلام تک ۱۶۴ میٹر

ایک میٹر مساوی $\frac{۱}{۸}$ ۳۹ انچہ
ایک کیلومیٹر = $\frac{۵}{۸}$ میل

گویا ۱۷۹۰۲ مربع میٹر رقبہ میں اس وقت مسجد حرام واقع ہے -

ان اضلاع کی اندرونی جانب چاروں طرف مسقف حصہ ہے - درمیان میں کھلا ہوا صحن ہے - مسقف حصہ ۵۴۵ ستونوں پر قائم ہے - جن پر قبے بنے ہوئے ہیں - بیرونی حدود میں اکثر مکانات رہائش بنے ہوئے ہیں - جن کے جانب کعبہ دروازے کھلے ہوئے ہیں - انہیں مکانات میں اکثر صاحب استطاعت مسلمان ایام حج میں آکر قیام کرتے ہیں - یہ مکانات بھی حد حرم کے اندر داخل ہیں -

ہمارے آقائے نامدار اعلحضرت دام اقبالہ وملکہ نے بھی انہیں مکانات میں سے باب الجیاد کا مدرسہ اور اُس کے اطراف کے مکان اپنی نشست وبرخاست عبادت وتلاوت کے لئے حاصل فرمائے تھے - نقشہ میں آپ اس کو نمایاں دیکھیں گے -

صحن حرم میں سنگریزوں کا فرش ہے - کچھ حصہ اور بعض راستے سنگین فرش کے ہیں -

مطاف

کعبۃ اللہ کے گرد جو حصہ صحن مطاف کے طور پر کارآمد ہوتا ہے - اُس میں سنگ مرمر سفید کا نہایت

خوبصورت فرش لگا ہوا ہے - اس سفید فرش کے کناروں پر چاروں طرف بجلی کی قندیلوں کے لئے ۳۸ کھمبے تانبے کے نصب ہیں جنمیں بجلی کے بلب لگے ہوئے ہیں -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں مسجد حرام کی حدود اسی صحن مطاف تک وسیع تھیں - حضرت امیر المومنین خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے قریب قریب کے مکانات خرید کر مسجد حرام میں شامل کردئے تھے - پھر امیر المومنین خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عہد میں انکے بعد پھر حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے عہد میں کچھ وسعت اور ایزادی ہوتی رہی - بعد میں خلفاء عباسی کے وقت میں بھی ایزادی اور وسعت ہوتی رہی - حتیٰ کہ موجودہ صورت سلطان سلیم خان ترک کے وقت میں مکمل ہوئی - اور جلالۃ الملک سلطان عبد العزیز آل سعود نے پردوں اور سایہ بانوں کا اہتمام فرمادیا ہے - تاکہ دھوپ کی تکلیف کم ہو - (نقشہ میں تمام ایزادیاں اور صورت موقعہ واضح کردی گئی ہے)

حرم مکی میں اسوقت چوبیس دروازے حسب ذیل ہیں :-

باب[1] السلام - باب[2] قایتبائی - باب[3] النبیؐ - باب[4] العباسؓ - باب[5] علیؓ - باب[6] بنی عائدہ (باب النسا) باب[7] البغلہ - باب[8] الصفا - باب[9] الرحمۃ - باب[10] الجیاد - باب[11] بنی تمیم (باب السکینہ) باب[12] ام ہانی (باب حمیدیہ) باب[13] الوداع - باب[14] ابراہیم - باب[15] لداؤدیہ - باب[16] العمرہ - باب[17] العتیق - باب[18] الزیانیہ - باب[19] الباسطیہ - باب[20] القطبی - باب[21] الزیادہ - باب[22] المحکمہ باب[23] السلیمانیہ - باب[24] الدریبہ

مینارے سات مینارے حسب ذیل ہیں - چار کونوں پر اور تین درمیانی اضلاع پر بنے ہوئے ہیں یہ سارے بلند آواز سے اذان صلوٰۃ کی غرض سے اور بنانے والوں کی یادگار کے طور پر تعمیر ہوئے ہیں -

مینارے

۱ - پہلا مینارہ - باب العمرہ پر ہے - اس کو ابوجعفر عباس نے تعمیر کیا تھا - یہ مینارہ سرسٹھ (۶۷) گز اونچا ہے - ابتدائی تعمیر کے بعد کئی دفعہ اس کی مرمت اور درستی بھی ہوتی رہی ہے -

۲ - دوسرا مینارہ - باب السلام پر واقعہ ہے - یہ پینسٹھ (۶۵) گز بلند ہے - اس کی موجودہ تعمیر سلطان سلیم خان کے عہد ۹۲۱ھ کی ہے -

۳ - تیسرا مینارہ - باب علی پر ہے - اس کی بلندی چون (۵۴) گز ہے - اس کی موجودہ درستی اور سنگ شمسی کی تعمیر بھی سلطان سلیم خان کے زمانہ کی ہے -

۴ - چوتھا مینارہ - باب الوداع پر ہے - ۱۰۱۰ھ میں اس مینارہ کو دوبارہ ملک شعبان والی موصل نے تعمیر کرایا تھا - اس کی اونچائی پچاس گز ہے -

۵ - پانچواں مینارہ - باب الزیادہ پر واقع ہے - اس کو خلیفہ معتضد باللہ عباسی نے بنوایا تھا -

سر سٹھ گز بلند ہے۔

۶۔ چھٹا منارہ۔ مسعیٰ کی جانب ہے۔ اس کو سلطان قاتیبائی والیٔ مصر نے تعمیر کرایا تھا۔ اسّی گز اونچا ہے۔ یہ منارہ سب مناروں سے زیادہ بلند اور شاندار ہے۔

۷۔ ساتواں منارہ۔ باب السلام اور باب الزیادہ کے درمیان واقع ہے۔ اس کو بھی سلطان سلیم خان نے سنگ شمسی سے تیار کرایا تھا۔ اس میں طلا کارجالیاں نہایت خوبصورت بنی ہوئی ہیں۔ اور یہ منارہ پینسٹھ گز اونچا ہے۔

یہ تمام منارے اپنے تعمیری لحاظ سے نہایت خوبصورت مضبوط اور عظیم الشان ہیں۔ ان کی واقعی خوبصورتی نقشوں سے نہیں بلکہ موقعہ پر ان کو دیکھنے سے نظر آتی ہے۔

مسعیٰ صفا اور مروہ دو پہاڑیاں ہیں۔ جو حرم کعبہ کے باب الصفا کی جانب واقع ہیں۔ ان کا درمیانی فاصلہ ۴۲۰ میٹر قریباً ۱۲۶۰ فٹ ہے۔ یہ تمام فاصلہ اب بازار کی صورت میں موجود ہے اور مکہ مکرمہ کی آباد ترین اور فراخ بازار ہے۔ اس فاصلہ کے اندر حرم کعبہ کے پانچ دروازے واقعہ ہیں۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ

صفا اور مروہ شعائر اللہ سے ہیں

حج اور عمرہ کرنے والے ان پہاڑیوں کے درمیان سعی (دوڑ) کرتے ہیں۔ درمیانی فاصلہ میں میل اخضر کے نشانات بنے ہوئے ہیں۔ میلین اخضرین کا درمیانی فاصلہ ۷۰ میٹر قریباً ۲۱۰ فٹ ہے۔ اس فاصلہ کے اندر ذرا تیز اور مونڈھے ہلا کر چلنے کا حکم ہے۔ یہ فعل رمل کہلاتا ہے۔ اور طواف کے سات پھیروں میں سے تین بار اس فاصلہ میں رمل کرنے کا حکم ہے۔

بیت اللہ شریف کعبہ مشرفہ دنیا کے تمام مسلمانوں کا قبلہ ہے۔ اس کی قدامت اور عظمت قرآن کریم کی اس آیت سے ظاہر ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ

حرم کعبہ کے اندر ایک بلند کوٹھے کی صورت کا تعمیر شدہ مکان ہے۔

اس کو پہلی دفعہ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی امداد سے عبادت الٰہی کے لئے تعمیر کیا تھا۔ اس واقعہ کا ذکر قرآن پاک میں بالفاظ ذیل ہوا ہے۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ

اس عرصہ دراز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کے جدامجد قصّیٰ بن کلاب کے

وقت میں اس عمارت کی پھر تجدید ہوئی - پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے قبل از نبوت زمانہ میں قریش مکہ نے اس خانۂ خدا کی پھر تعمیر کی - اس موقعہ پر حجر اسود کے برسر موقعہ رکھنے کا مختلف قبائل قریش میں نزاع پیدا ہوا - جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے نہایت دانشمندی کے ساتھ فیصلہ فرمایا تھا - اس تعمیر کے بعد عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ صحابی اور پھر حجاج بن یوسف ثقفی کے وقت میں اسکی تعمیر ہوئی - تعمیر کی موجودہ صورت اضافہ و درستی کے بعد سلطان سلیم خان ترکی کے عہد کی ہے - ترکوں کی جنگ کے موقعہ پر جو شریف حسین کے ساتھ ہوئی - اس مقدس عمارت میں کچھ زخم پہونچے تھے جن کو بعد میں بہت جلد درست کرلیا گیا تھا - بیت اللہ شریف کی دیواریں زمین سے ۱۵ متر (قریباً ۴۵ فٹ) بلند ہیں اس کی شمالی دیوار ۹ متر (قریباً ۲۷ فٹ) جنوبی ½ ۱۰ متر (قریباً ۳۱ فٹ) مشرقی اور غربی دیواریں ۱۲ ' ۱۲ متر (قریباً ۳۶ - ۳۶ فٹ) لمبی ہیں - بیت اللہ شریف کا دروازہ زمین سے ۲ متر (قریباً چھ سات فٹ) اونچا ہے جس پر زینہ کے ذریعہ چڑھ کر داخل بیت اللہ ہوتے ہیں - دروازہ طلائی پتروں سے جڑا ہوا ہے - اور اس پر پردہ ریشمی وطلائی پڑا رہتا ہے - اس پردہ کو برقع کہتے ہیں - چار ارکان (کونے) ذیل ہیں - رکن حجر اسود رکن شامی - رکن عراقی - رکن یمانی - طواف کے وقت ہر ایک رکن پر مقررہ دعا پڑھی جاتی ہے -

حطیم بیت اللہ العظیم کے متصل میزاب رحمت والی مغربی جانب ایک چار فٹ اونچی دیوار سنگین ہے - طواف بیت اللہ شریف کے وقت اس دیوار کو بھی بیت اللہ کی حد سمجھکر اس کے باہر سے طواف کیا جاتا ہے - یہ قطعہ زمین پہلے بیت اللہ کے حدود کے اندر داخل تھا - قریش مکہ نے جب بیت اللہ شریف کی بنا ڈالی - تو اس حصہ کو باہر چھوڑ دیا تھا - اُس وقت سے یہ حصہ بدستور باہر چلا آتا ہے نقشہ میں یہ دیوار ایک نصف دائرہ کی صورت میں نمایاں ہے -

غلاف کعبہ بیت اللہ شریف پر چھت سے لیکر فرش زمین تک چاروں طرف ایک سیاہ رنگ کا ریشمی غلاف پڑا رہتا ہے - اس کی ساخت میں کلمہ شریف اور طلائی حاشیہ پر کلام اللہ شریف کی آیتیں نمایاں ہوتی ہیں - غلاف کا یہ حاشیہ چھت کے قریب ہوتا ہے - یہ غلاف پہلے تو ہر سال نیا تبدیل کیا جاتا تھا - مگر درمیانی چند سالوں میں اس کے سالانہ تبدیل ہونے کا عمل پابندی سے آزاد ہوگیا تھا - اب پھر شروع کیا گیا ہے - چنانچہ اس سال بھی اس کی تجدید عمل میں لائی گئی تھی -

سب سے پہلے خانہ کعبہ کا غلاف حمیری بادشاہ یمن اسعد تبع نے ہجرت نبوی صلعم سے ایک ہزار سال پیشتر چڑھایا تھا - اُس وقت یہ غلاف یمنی چادروں سے تیار کرایا گیا تھا -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی قیمتی چادروں کا غلاف کعبۃ اللہ پر چڑھایا تھا -

حضرت امیرالمومنین خلیفہ عمر فاروق رضؓ وعثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کے عہد میں مصری بیش قیمت کپڑوں کا غلاف کعبۃ اللہ پر چڑھایا گیا۔

خلیفہ مامون رشید عباسی نے اپنے زمانہ خلافت میں سال کے اندر تین تین دفعہ کعبۃ اللہ پر غلاف چڑھایا۔ اور اس کی ترتیب حسب ذیل تھی۔ آٹھویں ذی الحجہ کو سُرخ دیبا کا غلاف۔ یکم رجب کو مصری کپڑے کا یکم شوال یعنی عید الفطر کو سفید دیبا کا غلاف چڑھایا جاتا تھا۔

خلیفہ مہدی عباسی کو کلید برداران کعبہ نے اطلاع دی کہ کعبۃ اللہ پر غلافوں کی اس قدر تہیں چڑھ گئی ہیں کہ اُن کے بوجھ سے دیواروں کے گر جانے کا اندیشہ لاحق ہوگیا ہے۔ چنانچہ خلیفہ کے حکم سے سابقہ تمام غلاف اُتار لئے گئے۔ اور کعبۃ اللہ کی دیواروں کو اندر باہر سے مشک وعنبر کی خوشبوئے مرکب سے لپائی کی جاکر پھر نئے تین غلاف چڑھائے گئے۔ ایک مصری کپڑے کا۔ دوسرا حریر کا۔ تیسرا دیبا کا۔

اس کے بعد کبھی سلطان مصر کی جانب سے اور کبھی والیٔ یمن کی طرف سے غلاف بن کر آیا کرتا تھا۔ اور وہ چڑھایا جاتا تھا۔ سلطان مصر نے اس غلاف کے لئے ایک گاؤں کی آمدنی وقف کردی تھی۔ جس کا نام قریۃ بیوس تھا۔ بعد میں ایک اور گاؤں بھی اس کے ساتھ شامل کردیا تھا۔

مُلک عرب میں جب آل عثمان کا اقتدار قائم ہوا تو پھر یہ رواج قدیم زندہ کردیا گیا۔ سلطان سلیمان خاں کے عہد میں سالانہ حج کے موقعہ پر صرف ایک دفعہ سیاہ ریشم کا غلاف چڑھایا جانے لگا۔

ترکوں کے بعد کچھ عرصہ تک اس غلاف کی پابندی میں بدنظمی رہی۔ مگر اب کئی سال سے جلالۃ الملک کنگ حجاز کے فرمان سے ہندوستان کے ریشم باف کاریگر کعبہ کا غلاف تیار کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے اب عرب کے لوگوں کو بھی یہ کام سکھلا دیا ہے۔ چنانچہ امسال جو غلاف کعبۃ اللہ پر چڑھایا گیا ہے۔ وہ ان عرب کاریگروں کا تیار کیا ہوا ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ یہ غلاف نسبتاً سابقہ غلافوں سے بہت خوبصورت اور خوشنما تیار ہوا ہے اور اس میں طلائی کام بھی زیادہ ہے۔

نئے غلاف چڑھانے پر جو پُرانا غلاف اترتا ہے وہ کلید بردار شیبی صاحب کا حق سمجھا جاتا ہے۔ اُن سے لوگ حاصل کر کے ٹکڑے ٹکڑے بنا کر فروخت کرتے ہیں۔ اس دفعہ ایک کلمہ شریف کا ٹکڑا پانچ چھ روپے کو دستیاب ہوتا تھا۔

حجر اسود

حجر اسود

یہ ایک سیاہ رنگ کے سُرخ دھاری دار مجوف پتھر کے چند ٹکڑے ایک چاندی کے حلقہ میں بیت اللہ شریف کی شمالی اور مشرقی دیوار کے درمیانی گوشہ میں نصب ہیں۔

عرب ہمیشہ سے اس پتھر کی عزت واحترام کرتے چلے آئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بھی اس پتھر کو بوسہ دیا اس لیئے اس کا چومنا مناسک حج وضروریات طواف سے ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ یہ پتھر حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کے بعد جبل ابو قبیس پر پایا گیا تھا۔ اور حضرت ابراھیم علیہ السلام نے جب بیت اللہ کی تعمیر شروع کی تو یہ پتھر اُسمیں نصب کیا تھا۔

خلیفہ ثانی امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب طواف کے سلسلے میں حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے۔ تو یہ فرمایا کرتے تھے:۔

"اے حجر اسود خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے۔ نہ کسی کو نفع پہونچا سکتا ہے۔ اور نہ کسی کو ضرر دے سکتا ہے۔ مگر چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم نے تجھکو بوسہ دیا ہے۔ اور بوسہ دینے کا حکم فرمایا ہے۔ میں اُس حکم کی تعمیل اپنا فرض سمجھتا ہوں اور تجھے چومتا ہوں"۔

زمزم چاہ زمزم کی تاریخ بہت دلچسپ ہے۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام جب اپنی بیوی حضرت ھاجرہ رضی کو معہ اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے اس غیر آباد سرزمین میں لاکر چھوڑ گئے۔ ایک پانی کا مشکیزہ وہ دے گئے تھے جب وہ ختم ہوگیا۔ اور ننھے معصوم بچے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو پیاس لگی۔ تو ممتا کی ماری ماں حضرت ھاجرہ رضی پانی کی تلاش میں اِدہر اُدہر دوڑیں۔ کچھ دُور جاکر پھر بچے کے پاس آجاتیں۔ اس طرح حضرت ھاجرہ رضی نے صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سات پھیرے کرلئے۔ جب اِدہر اُدہر کوئی پانی کا نشان نہ ملا۔ نہ کوئی انسان نظر آیا تو اپنے بچے کے پاس آکر بیٹھ گئیں۔ بچہ پیاس کیوجہ سے رو رہا تھا۔ اور پاؤں بار بار زمین پر مار رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاؤں والے موقعہ پر ایک پانی کا چشمہ اُبل آیا حضرت ھاجرہ رضی خوش ہوگئیں بچے کو پانی پلایا اور خود بھی پیا۔ خدا کا شکر ادا کرکے پانی کے اِدہر اُدہر پتھروں کا بندھ لگا دیا۔ تاکہ پانی زیادہ نہ پھیل سکے۔

یہی آب زمزم ہے۔ اور اسی چشمہ کو چاہ زمزم کہتے ہیں۔

ایک زمانہ گذر گیا۔ قبیلہ جرہم کے ایک رئیس عمرو بن حارث نے اس کنوئیں کو بند کرکے زمین کو ہموار کردیا تھا۔ اس طرح یہ چشمہ ناپید ہوگیا۔ پھر عرصہ کے بعد حضرت عبدالمطلب (جدنبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کو خواب میں اس کنوئیں کے موقعہ کا نشان معلوم ہوا۔ اُنھوں نے کھود کر دوبارہ کنوئیں کی درستی اور صفائی کی۔ جس سے کروڑوں مسلمان مستفیض ہورہے ہیں۔

حدیث شریف میں اس معجزہ کے پانی کی نسبت یہ الفاظ وارد ہیں۔

۱ - طَعَامُ طُعْمٍ وَ شِفَاءُ سُقْمٍ

یہ پانی غذا کی غذا ہے۔ اور بیماریوں کی شفا ہے

۲ - هُوَ خَيْرُ مَاءٍ عَلٰى وَجْهِ الْارْضِ

روئے زمین کے پانیوں سے بہتر پانی ہے

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجکو تیس شبانہ روز بجز آب زمزم کے اور کوئی غذا میسر نہ آئی تھی۔ میں صرف آب زمزم پر قانع رہا۔ مجھے اس عرصہ میں بھوک کی کوئی کوفت معلوم نہ ہوئی۔

اس پانی کے خواص میں سے یہ بھی ہے کہ عرصہ دراز تک مختلف ممالک کی آب وہوا میں نہ خراب ہوتا ہے نہ اس کا ذائقہ بدلتا ہے۔ نہ اس کے اندر بو پیدا ہوتی ہے۔

پانی ذرا نمکین ضرور ہے۔ مگر اسی وجہ سے یہ ہاضم بھی ہے۔ جو لوگ زمزم پلانے کا کام کرتے ہیں انکی جماعت ہر وقت اس کنوئیں پر موجود رہتی ہے۔ حجاج کا ہجوم رہتا ہے۔ پانی پیتے ہیں۔ کفن وغیرہ کے لئے پارچات تر کرتے ہیں۔ اس طرح زمزمی بزرگوں کی خدمت بھی ہو جاتی ہے۔ اکثر زمزمی صاحبان حج کے ایام میں حجاج کے قیام گاہوں پر زمزم کی بھری ہوئی صراحیاں بہم پہونچایا کرتے ہیں۔ اس طرح بھی ان لوگوں کا گذارا ہو جاتا ہے۔

مقام ابراہیمؑ بیت اللہ کے سامنے ایک قبہ والی عمارت کے اندر یہ پتھر موجود ہے۔ یہ وہ تاریخی پتھر ہے جس پر بیٹھ کر سیدنا حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام نے تعمیر کعبہ فرمائی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نقش قدم بھی اس پتھر پر موجود ہے۔ اس کے متعلق آیۃ

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى

نازل ہوئی۔ یہاں نوافل پڑھے جاتے ہیں۔

محراب النبیؐ یہ محراب سنگ رخام کا بنا ہوا ہے۔ اس پر سنہری حروف میں۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ تحریر ہے۔ اس منبر پر خطیب خطبہ پڑھتا ہے۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے عہد مبارک میں کوئی منبر نہ تھا۔ نہ خلفاء راشدین کے زمانہ میں تھا امیر معاویہؓ نے خطبہ پڑھنے کے لئے لکڑی کا ایک منبر بنوایا تھا۔ پھر خلیفہ ہارون رشید عباسی نے اس منبر کی تجدید کی۔ اور اس کے بعد بھی کچھ وقتاً فوقتاً تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ موجودہ سنگین منبر سلطان سلیم ترک کے عہد کی یادگار ہے۔

مدینہ طیبہ

خوش آنکہ سایہ صفت محوِ آفتاب شویم
کہ سخت نامہ سیاہیم و عفو ما اینجاست

جدہ ہی ایک ایسا مقام تھا جہاں یورپین اور غیر مسلم آبادی کے افراد نظر آگئے تھے۔ شہر میں تمام دنیا کی سلطنتوں کے سفیروں کے محل اور اُن پر حکومت کے نشانات دیکھکر عقل حیرت زدہ ہوتی تھی۔ اُسکے بعد اسلامی سرزمین آگئی۔ ہر طبقہ کا آدمی مسلمان نظر آنے لگا۔ فوجی افسر مسلمان۔ سوداگر مسلمان۔ منتظم بلدیہ مسلمان۔ ملازم۔ کرایہ کش۔ ڈرائیور۔ مزدور۔ خادم۔ حرفت پیشہ۔ خدمت کرنے والے سب مسلمان۔ ادنیٰ طبقہ سے لیکر اعلیٰ طبقہ کے تمام مسلمان ہی نظر آتے تھے۔ خالص اسلامی آبادی ہے۔ خدا کرے کہ ہمیشہ اس خصوصیت کے ساتھ آباد و سرسبز رہے۔ حاکم و محکوم امیر مفلس کارفرما اور کارکن ہر شخص خلعت اسلام سے آراستہ نظر آتا تھا۔

ریگستان میں داخل ہوگئے تھے رابغ اور ابیار بن حصّانی کے درمیان تک تو سمندر کے کنارے کے قریب قریب ہوکر راستہ چلا گیا۔ مگر اُس کے بعد سمندر کے قرب سے ہٹ کر سر بفلک خشک اور تفیدہ۔ مہیب اور طوفاں رسیدہ پہاڑوں کے سلسلہ میں سے گذر ہوا۔ اور کہیں ریت کے وسیع میدانوں سے گذرنا پڑا۔ یہاں کا ریگستانی راستہ ہمارے بہاولپور کے چولستان سے علیحدہ شان رکھتا ہے۔ باوجود سردی کے موسم کے دوپہر کی تمازت مضطرب کردیتی تھی۔ کہیں کہیں کھجوروں کے باغ ریگستان کے کفِ دست میدانوں میں اور ٹیلوں کے درمیان عجب دلکش سماں پیدا کر.... جاتے تھے۔ یہاں کے باشندوں کی یہی کائنات ہے۔ اور بالعموم اسی پران کا گذارہ ہے۔

مدینہ طیبہ جوں جوں قریب آتا گیا توں توں سبزہ زار کھیتوں کے آثار اور پانی کی وفرت کے سامان زیادہ نظر آنے لگے۔ ہوا میں خنکی محسوس ہونے لگی۔ ہر ایک مقام (منزل) پر چھوٹے چھوٹے بچے بچیاں اور کچھ کنگال صورت مرد اور مستورات جمع ہوتے جاتے تھے۔ اُن کی قابلِ رحم صورتیں۔ لاغر اندام۔ لباس

عریانی اور بے سازوسامانی - دل میں درد اور طبیعت میں جاں فرسا اثر کئے بغیر نہ رہ سکتی تھیں - سینے میں دل پژمردہ ہو جاتے تھے - جب ان کمزور اور بیمار قطار در قطار بچوں کے مستقبل کا تصوّر کیا جاتا تھا - متواتر قحط زدگی اور سامان معاش کے فقدان نے عربوں کی آنے والی نسلوں کو حوادث کے مقابلہ کے قابل نہیں رکھا - میں نے ہزاروں بچوں اور بچیوں میں سے دس بیس کو بھی ایسی تندرستی اور توانائی کی حالت میں نہیں دیکھا جو اُس کے لئے قدرتی طور پر عمر کے لحاظ سے لازمی ہونی چاہیئے تھی -

ممکن ہے کہ کسی وقت یہ بادیہ نشین بدوی قبائل اور راہ مدینہ کے یہ قلاش اور قابل رحم باشندے خوش وقت اور تندرست - مرفہ الحال اور تنومند ہوں - مگر موجودہ حالت اور صحت نہایت مایوس کن ہے اپنی زندگی اور موجودہ حالت کو بحال رکھنے کی خاطر خیرات مانگتے تھے - سوال کرتے تھے - ہاتھ بھی پھیلاتے تھے - مگر عرب کے طبعی خواص ان سے جُدا نہیں ہوئے تھے - اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا پاک نام لے کر مسافروں کے لئے دلی دعائیں دیکر اپنی متانت اور وقار - شرم اور خودداری کو قائم رکھ کر طالب امداد ہوتے تھے - سخت پہاڑوں اور خوفناک ریت کے جگر دوز ذرّوں کے رہنے والے بچوں کے دل اس قدر نرم محبت بھرے - زبانیں اس قدر میٹھی اور باتیں اس قدر پیاری معلوم ہوتی تھیں کہ زبردستی ان کے الفاظ بار بار سُننے کو جی چاہتا تھا -

ہمارے وطن میں پہاڑی لوگ کچھ مانگتے ہیں تو وہ گداگرایسی کرخت آواز سے خیر اللہ - خیرات ڈیو - (خیرات جلدی دو) اللہ کے واسطے خیرات وغیرہ کے الفاظ کو ایسے درشت لہجے میں الاپتے ہیں کہ بیساختہ سعدی علیہ الرحمۃ کا شعر زبان پر آجاتا ہے ؎

بہ تیشہ کس نہ خراشد ز سنگ خارا گل
چنانکہ بانگ درشتِ تو میخراشد دِل

سبحان اللہ اس محبت بھری سرزمین کے بچوں کی محتاجانہ آواز میں بھی ایک رقت انگیز رحم اور ترنّم ہوتا ہے - کیوں نہ ہو رحمت للعلمین کے ہمسائے ہیں -

منزل بہ منزل سفر کے مرحلے طے کرتے ہوئے ہم لوگ مدینہ طیبہ پہونچے - یہ مقدس اور پاک مقام نزدیک و دُور چاروں طرف پہاڑوں سے گھرا ہُوا ہے - اور پانی کے سیلابوں سے قدرتی طور پر محفوظ ہے - کیونکہ کچھ مرتفع موقعہ پر آباد ہے - اِدھر اُدھر وادیاں ہیں نقشہ میں آپ دیکھیں گے کہ شمالی جانب ایک سرے سے لیکر غربی کونے تک وادی قناۃ چلی گئی ہے - اور پھر شمال غربی گوشہ سے لیکر جنوبی انتہائی حد تک وادی عقیق کا نشیب پھیلا ہوا ہے - جنوبی سمت کو وادی رانونا - وادی بطحان - وادی مذینب اور

وادی نہزور نے شہر اور اُس کے مضافات کی حفاظت کا ذمہ لیا ہوا ہے۔

شہر کے باہر متصل اور کچھ کچھ فاصلہ پر باغات نخلستان اور چاہان کا ایک سلسلہ پھیلا ہُوا ہے۔ ان کی وجہ سے یہ مقدس مقام جنت کا نمونہ بن گئے ہیں۔ باغیچوں میں کھجور۔ انگور۔ انار۔ سیب۔ اخروٹ۔ کیلا۔ توت۔ انجیر۔ شفتالو۔ نارنگی۔ لیموں وغیرہ ہر قسم کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ خربوزے۔ کدو۔ بینگن۔ لوبیا۔ توریاں مولی۔ شلغم۔ چقندر۔ گاجر۔ تربوز وغیرہ سب اس جگہ پیدا ہو کر بازار میں آتے ہیں۔

بہاولپور کیمپ کے قریب ایک سوداگر کا باغیچہ واقع تھا۔ میں اکثر غسل اور وضو کرنے کے لئے وہاں تک چلا جاتا تھا۔ ہر قسم کے میوہ دار درخت موجود تھے۔ گھاس کا ایک لمبا کھیت بھی موجود تھا جس کے متعدد حصوں میں سے ایک ایک حصہ روزانہ کاٹ کر شہر میں فروخت کے لئے جایا کرتا تھا۔ یہ باغیچہ ایک عمدہ عمارت سے متعلق تھا۔ جو عربی مذاق کے مطابق تیار شدہ تھی۔ صحن میں ایک شفاف پانی کا بہت بڑا حوض لبریز رہتا تھا اور اُس کے کنارے کنارے نشست گاہیں اور رہائش کی ضروریات کے مطابق مکان بنے ہوئے تھے۔ اس سلسلہ میں کئی ایک غسل خانے بھی تھے۔ میں اگرچہ صاحب مکان کی زیارت کا شرف حاصل نہ کر سکا۔ مگر اُن کے حبشی غلام عبداللہ نے جو نہایت خلیق واقع ہوا تھا۔ اپنے مالک کی اجازت سے ہم کو اُس مکان اور غسل خانہ سے استفادہ کرنے کا موقعہ دے دیا تھا۔

جُوں ہی ہم وہاں جاتے۔ ہمارا پیکر محبت حبشی دوست ہمارے لئے چائے تیار کر کے ہماری تواضع اور مدارات سے اس قدر خوش ہوتا کہ اُس کا اندازہ مشکل ہے۔ وہ خود معہ اہل و عیال اُس ایوان کے نیچے بطور محافظ باغ و محل کے رہتا تھا۔

ایک دفعہ محل کے عالیشان کمروں کو میں دیکھ رہا تھا اور عربی تعمیرات کے مذاق کا تبصرہ کر رہا تھا۔ کہ صاحب مکان کی نشست کے کمرے میں مجھے کئی ایک قطعے لٹکے ہوئے نظر آئے۔ ایک قطعہ عربی طغرائی خط میں تھا جس کے مضمون نے میرے دل پر خاص اثر کیا۔ میں نے وہ لکھ لیا۔ اور ذیل میں ناظرین کی دلچسپی عبرت اور جذبات حقیقی کے نمونہ کے طور پر درج کرتا ہوں ؎

قَسَمًا لِمَنْ رَفَعَ السَّمَآءَ بِغَیْرِ ظِیْ ۔۔۔ وَاخْتَارَ خَیْرَ الْخَلْقِ مِنْ اٰلِ قُصَیْ

لَمْ اَبْنِہَا طَمَعَ الْخُلُوْدِ اِنَّمَا ۔۔۔ ھِیَ زِیْنَۃُ الدُّنْیَا لِحَیٍّ بَعْدَ حَیْ

لفظوں کا ترجمہ یہ کیا جا سکتا ہے۔ مگر جذبات کی ترجمانی کے میں قابل نہیں ہوں۔

اُس خدائے پاک کی قسم ہے۔ جس نے آسمان کو بغیر کسی سہارے کے رفعت عطا کی ہے
اور دُنیا کے نیک ترین انسان (حضرت محمد مصطفیٰ صلعم) کو آل قصی سے منتخب کیا ہے

میں نے یہ مکان ہمیشہ اپنے رہنے کی طرح پر نہیں بنایا۔
بلکہ میں جانتا ہوں۔کہ یہ دنیا کی زینت ہے۔جو یکے بعد دیگرے زندوں ہی کے لئے ہے۔

سبحان اللہ اس مقدس اور محبوب وطن نبوی صلعم میں اپنے آقائے محترم حضور سرکار ابد قرار دام اقبالہٗ وملکہٗ کی فیاضی بندہ نوازی سے ہم ناکارے گناہگاروں کو بھی انیس [19] شبانہ روز قیام کی سعادت حاصل ہوئی۔مدینہ اطہر کے درودیوار گلی کوچوں۔اور ذرہ ذرہ نے ہماری حسرتوں اور ارمانوں کے جانگسل بیماری کا علاج کیا۔باشندگان دیار رسول عربی صلعم نے جس محبت۔مہربانی لطف اخوت کا عملی سلوک ہم مسافروں کے ساتھ کیا اس کو ہم عمر بھر تک فراموش نہیں کر سکتے۔

اے پاک و مقدس شہر

نقش ہیں دل پر ہمارے سب مداراتیں تیری
ہم نہ بھولیں گے کبھی دن تیرے اور راتیں تیری

مکہ شریف بوجہ ولادت باسعادت آنحضرت صلعم کے مشرق نبوت کے خطاب کا اگر مستحق ہے تو مدینہ طیبہ کو بوجہ مقام مرقد نبوی صلعم کے مغرب رسالت کہا جا سکتا ہے۔

کسی وقت اس بلدہٗ مبارک کی آبادی جیسا کہ ظاہر کیا گیا ہے۔ایک لاکھ نفوس کے قریب ہوگی۔ مگر انقلابات متواتر کے نتیجہ پر اب چالیس۔پچاس ہزار کی آبادی بتلائی جاتی ہے۔

شہر کی فصیل کے باہر بھی گنجان آبادی ہے۔مکانات پختہ اور بعض کئی کئی منزل کے ہیں۔

آب وہوا نہایت معتدل روح افزا۔صحت بخش ہے۔پانی میٹھا۔ہلکا۔اور زود ہضم ہے۔چاول ہندوستان سے جاتے ہیں۔گندم۔قند وشکر کی ضروریات مصر وغیرہ سے پوری ہوتی ہیں۔

مویشی کا چارہ جس کو برسیم کہتے ہیں۔عام طور پر کاشت کیا جاتا ہے۔اور اس کا یہاں بہت خرچ ہے۔شہد خالص اور گھی بدوی مشکیزوں میں لاکر بازار میں فروخت کرتے ہیں۔مستورات۔مرغیاں۔انڈے کھجور کے پتوں کی ٹوکریاں۔پنکھے اور ہاتھ کی سلائی شدہ بچوں کی ٹوپیاں وغیرہ بازار میں بیٹھ کر فروخت کرتی ہیں۔تجارت ہر قسم کی عام ہے۔شام سے کپڑا بکثرت بازار میں آتا ہے۔یورپ سے بھی قسم قسم کا مال آکر بازاروں میں فروخت ہوتا ہے۔

مدنی۔خوش اخلاقی کے پیکر ہیں۔نہایت خوش رو۔متواضع۔خوش لباس۔پاکیزہ صورت نیک خصال ہیں۔

بھیک مانگنے والے حبشی مرد۔عورتیں اور بچے بکثرت ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔حکومت نے

حرم نبویؐ کے اندر بھیک مانگنے والوں کی روک تھام کا انتظام کر رکھا ہے۔ پھر بھی عرب اور ہندی مسافر قابل اعتماد صورت بنائے ہوئے اپنے اسی کام میں لگے رہتے ہیں۔

یہاں سے خاک شفا۔صندل۔مہندی۔کھجوریں اور پانی لوگ بطور تبرک لے جاتے ہیں۔

عہد نبوی صلعم سے موجودہ صورت حرم تک جو جو اضافے ہوئے ہیں۔اُن کو ایک نقشہ میں دکھلایا گیا ہے۔

عمارت کی خوبی اور اس پر جابجا خط نسخ میں آیات قرآنی کی تحریر حیرت زدہ کر دیتی ہے۔

یہاں کعبۃ اللہ ٹھیک جانب مشرق واقع ہے۔اس لئے نماز کے وقت مشرقی جانب مُنہ کر کے سجدہ کیا جاتا ہے۔

مرقد مقدس کا اندرونی کمرہ ہر طرف سے بند ہے۔وہاں کبھی کسی کی رسائی نہیں ہوتی۔اُس کی عمارت خام ہے۔اور بلا سقف ہے۔یہ اصلی حجرہ حضرت بی بی عائشہؓ کا ہے۔جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور اُن کے دو خلفا کے مزارات واقع ہیں۔اُس کے گرداگرد ایک ڈھلے ہوئے دھات کا کوٹھا بنا ہوا ہے۔جو زیر زمین پانی کی سطح تک ڈھال کر اُتار دیا گیا ہے۔اس پر ریشمی پردے پڑے ہوئے ہیں۔جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اسماء مبارک طلائی حروف میں ظاہر ہیں۔یہاں اس منزل میں خاص خاص حالات میں خواص کو داخلی نصیب ہوتی ہے۔ہمارے آقائے نامدار دام اقبالہٗ وملکہٗ ایک مبارک جمعرات کو محبوب دو جہاںؐ سے راز و نیاز کے سلام و نیاز عرض کرنے کیلئے اسی مقدس مکان کے داخلہ سے مشرف ہوئے تھے۔اس منزل کے باہر جو درجہ ہے۔وہ آہنی جالیوں کی صورت میں ڈھلا ہوا ہے۔جالی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے مزار اقدس کے رُخ کے محاذ میں اور امیر المومنین حضرت ابی بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے مزارات کے سامنے موریاں بنی ہوئی ہیں۔اُنکے سامنے باادب کھڑے ہو کر سلام عرض کئے جاتے ہیں۔زوار سلّم۔خدام سب اپنی اپنی خدمات انجام دیتے اور فرائض میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔

بیرونی دروازوں پر بوّاب نہایت دانشمندی کے ساتھ سینکڑوں جوڑوں میں ہر ایک زائر کو اُسی کی پاپوش اٹھا کر دیتے ہیں۔یہ بہت بڑا کمال ہے۔

شہر مدینہ میں ان دنوں حجاج اور زوار کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔موٹریں بسین اور لاریاں ہر وقت آتی جاتی رہتی ہیں۔اونٹوں کے قافلوں اور پیدل مسافروں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔اس سے شہر کی چہل پہل میں ایک بہت بڑی رونق کا اضافہ ہو جاتا ہے۔سامان خورونوش کی تجارت کا تمام مدار

انہیں لوگوں پر ہے - عام تجارت میں بھی اسی سے جان پڑتی ہے - تجارت پیشہ لوگ وضعدار - با اخلاق ہیں - اگرچہ اشیار کی قیمت پر خریدار نؔواز ردّو کد کرتے ہیں - مگر نہایت نرمی اور اخلاق سے گرویدہ ہوجاتے ہیں -

مدینہ کا شہر حرم محترم کے گرد آباد ہے - آبادی کا زیادہ حصہ غربی جانب ہے - اسی طرف اکثر بازار اور مناخہ واقع ہے - اور نیا بازار (سوق عینیہ) جو شارع عینی میں بن رہا ہے - نہایت فراخ اور وضعدار بنایا جارہا ہے - شرقی حصہ میں کوئی بازار نہیں ہے - محلّے ہیں - اور مدرستہ العلوم شرعیہ اسی جانب واقع ہے - جنوبی حصہ میں آباد محلّے اور بازار واقع ہے - اسی جانب جنت البقیع اور کتب خانہ شیخ الاسلام واقع ہے - باب السلام سے جو بازار مناخہ کی طرف گیا ہے - اس میں شامی کپڑے کے سوداگروں کی بڑی بڑی دوکانیں واقع ہیں - جن کو منازل کہتے ہیں - چنانچہ شرقی جانب منازل بنی معاویہ - منازل بنی ظفر مشہور آباد محلے ہیں -

نظام شمسی کے حساب سے مدینہ طیبہ کا طول البلد ½ ۶۰ درجہ اور عرض البلد ۲ درجہ ہے - اور یہ مبارک خطہ اقلیم دوم میں شمار کیا جاتا ہے - مدینہ طیبہ کے ۲۶ نام مشہور ہیں - مدینہ طیّبہ - یثرب - قدسیہ - طابر - مسکینہ - عذرا - جابرہ - مجیبہ - مجبورا - ناجیہ - سوفیہ - اکالتہ البلدان - مبارکہ - محفوفتہ - مسلمہ - مجنّہ - مرزوقہ - شافیہ - خیرہ - محبوبہ - مرحومہ - مختارہ - محرمہ - قاسمہ - طبابا وغیرہ اس شہر مبارک اور اس کے مضافات کا ایک نقشہ شامل کیا گیا ہے تاکہ ناظرین اپنے پیارے اور محترم ہادی علیہ السلام کے وطن مبارک سے زیادہ مانوس ہوں -

ضمیمہ نمبر ۲

آداب و مناسک حج و زیارت روضۂ اقدس

مسائل ضروری حج - ادعیہ و سلام

آداب ومناسک حج

و

زیارت روضۂ اقدس

اگرچہ اس کتاب میں حج مبارک اور زیارت روضۂ نبوی صلعم ومقامات مقدسہ کے حالات مفصل درج ہوچکے ہیں۔ اور وہ طریقے معلوم کئے جا سکتے ہیں جو ان مناسک وآداب کے متعلق ضروری ہیں۔ مگر کتاب کے سلسلہ مضامین میں مناسک کا ذکر اپنے اپنے ضروری موقعہ پر درج ہوا ہے۔ اس عنوان کے تحت میں نہایت مختصر طور پر ضروری طریقہ حج وزیارت اس لئے درج کیا جاتا ہے کہ صرف اس مضمون کی تلاش کرنے والے اصحاب کو یکجا تمام حالات پر عبور حاصل کرنے کا موقعہ مل سکے۔ تفصیلی مسائل واحکام دوسری کتابوں اور رسالوں میں مل سکتے ہیں۔ اور اس مختصر میں اسی قدر گنجائش نکالی جا سکی ہے۔

حج کی تین صورتیں ہیں:۔

(۱) مفرد۔ اگر مسلمان صرف حج کی نیت کرکے اُس کے احکام بجالائے تو اُس کو مفرد کہتے ہیں۔

(۲) قارن۔ اگر حج کے ساتھ عُمرہ بھی شامل کیا جائے تو اس کو قِران کہتے ہیں۔ اور ہمارے ہندوستان کے حجاج بالعموم یہی کرتے ہیں۔ قارن کو پہلے طواف عُمرہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ عُمرہ کے طواف سے فارغ ہوکر پھر حج کا طواف قدوم کرنا چاہیئے۔

(۳) متمتع۔ حج کرنے والا اگر حج کے مہینوں سے پہلے مکہ میں پہونچکر محرم ہوجائے۔ اور پھر اس سال کے اندر حج بھی ادا کرے تو اس کو متمتع کہتے ہیں۔

حج کے احکام مساوی ہیں متفرق جزوی مسائل کتابوں سے معلوم کئے جاسکتے ہیں۔

حج کرنا ہر مستطیع۔ تندرست۔ عاقل۔ بالغ مسلمان کے لئے فرض ہے۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو حج کرنا چاہے تو چاہیئے کہ جلدی کرے۔ جب حج فرض ہوجاوے

تو پھر تاخیر کرنا درست نہیں ہے۔ اس سے انسان گنہ گار ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان حج کا ارادہ کرے تو یہ مستحب ہے کہ اس کے بعد تمام گناہوں سے توبہ کرے۔ حقوق العباد ادا کر دے۔ مال حلال سے اخراجات سفر ہمراہ لے۔ رفیق اگر کوئی ہو تو نیک اور ہمدرد ہو۔ تمام گناہوں اور بُری عادات سے پرہیز کرتا رہے۔ آغاز سفر جمعرات یا دوشنبہ کے دن کرے۔ رشتہ داروں۔ دوستوں اور ہمسایوں سے رخصت ہو۔ دو رکعت نفل پڑھ کر گھر سے باہر آئے۔ یاد الٰہی سے ہرگز غافل نہ ہو۔ سمندر اور خشکی کے سفر میں نماز کبھی ترک نہ کرے۔

ہندوستان سے جہاز کے سفر میں مقام یلملم پر پہونچکر احرام[1] باندھے۔ اس کے بعد حدود حرم کے اندر نہ شکار کرے۔ نہ کوئی گھاس یا لکڑی توڑے۔ تسبیح و تہلیل و تلبیہ کی کثرت رکھے۔ صبح شام اُٹھتے بیٹھتے جاگتے سوتے ہوئے اپنے پروردگار کی یاد میں مصروف رہے۔ تمام ممنوعات سے پرہیز کرے۔ اخلاق متانت اور وقار سے ذکر و فکر میں شاغل رہے۔ مکہ شریف میں آکر جائے قیام کا انتظام کرکے مسجد حرام میں براہ باب السلام داخل ہو۔ خشوع و خضوع کے ساتھ دایاں پاؤں پہلے داخل کرے اور دُعا پڑھے۔ اور درود شریف سے بھی غافل نہ ہو۔ اول طواف کرے۔ طواف[2] میں دعائیں پڑھتا رہے۔ طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم کے قریب دو رکعت نماز نفل ادا کرے۔ اور دُعا مانگے۔ اور اگر ممکن ہو تو چاہ زمزم کے پاس جا کر دعا کرے۔ اور آب زمزم پیئے۔ اس کے بعد (صفا اور مروہ کے درمیان) سعی[3] کے لئے باب صفا سے باہر نکل کر پہلے صفا پر جائے۔

---

[1] طریقہ احرام یہ ہے کہ اول وضو کرے غسل کرے تو بہتر ہے۔ حجامت بنوائے۔ اگر بیوی ہمراہ ہو اور خواہش ہو تو اُس کے ساتھ صحبت کرلے پھر بہ نیت احرام دو بغیر سلائی کے چادریں لیکر ایک بطور تہمد باندھے اور دوسری اوڑھ لے۔ سر اور مُنہ ننگا رکھے۔ خوشبو بھی اگر لگانا چاہے تو لگالے۔ پھر دو رکعت نماز پڑھے۔ نماز کے بعد نیت احرام کرے۔ اور تلبیہ یعنی کلمہ لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ۔ کہے جب تلبیہ کہے تو تین بار مسلسل کہے۔ احرام کے بعد جھگڑا لڑائی۔ جماع۔ حجامت شکار ممنوع ہو جاتے ہیں۔

[2] طریقہ طواف یہ ہے کہ حجر اسود کے سامنے کھڑا ہو کر نیت طواف کرے اور ہاتھ اٹھا کر دعا پڑھے۔ پھر ہاتھ چھوڑ کر دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھ کر حجر اسود کو بوسہ دے۔ اگر ہجوم کے باعث حجر اسود تک پہونچنا اور بوسہ دینا مشکل ہو تو فقط اشارہ کرنا بھی جائز ہے۔ پھر ہاتھوں کو بوسہ دیکر دائیں جانب چلنا شروع کرے۔ اور تمام بیت اللہ کا مع حطیم کے پھیرا کرے۔ دعائیں پڑھتا جائے۔ ایک دفعہ پھیرا مکمل ہونے سے ایک شوط ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سات مسلسل پھیروں کا نام طواف ہے۔ سات شوط پورے کرے۔ پھر حجر اسود کو آٹھویں دفعہ بوسہ دے۔ طواف کے اثنا میں لبیک نہیں کہا جاتا۔ دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔

[3] صفا اور مروہ دو پہاڑیاں ہیں۔ اب چونکہ شہر کے بازار اُونچے ہو گئے ہیں اسلئے پہاڑوں کے نشانات باقی ہیں۔ انکے درمیانی حصہ میں بازار ہے۔

اور قبلہ رو ہو کر دونوں ہاتھ اُٹھا کر تکبیر و تہلیل باآواز بلند کہے۔ اور درود شریف بھی پڑھے۔ اور تلبیہ بھی کہتا رہے۔ اور اسی حالت میں مروہ کی طرف روانہ ہو۔ راستہ میں دعائیں پڑھتا جائے۔ اس راستہ میں دو سبز نشان پتھروں کے پڑے ہوئے ہیں جن کو میلین اخضرین کہتے ہیں۔ جب ان کے درمیان پہونچے تو ذرا تیز دوڑے۔ دوسرے سبز میل تک پہونچکر پھر معمولی رفتار سے دُعائیں پڑھتا ہوا مروہ تک پہونچے۔ مروہ کی سیڑھیوں پر چڑھ کر رو بقبلہ ہو کر دُعا مانگے۔ یہ ایک شوط (پھیرا) ہُوا۔ دعا کے بعد مروہ سے اُتر کر پھر صفا کی جانب جائے۔ اور میلین کے درمیان کچھ تیز دوڑے۔ پھر وہی معمولی چال کے ساتھ صفا پر پہونچے۔ (یہ دوسرا شوط ہو گیا) اسی طرح سات پھیرے پورے کرکے مسجد حرام میں آکر دو رکعت نماز نفل ادا کرے۔

ساتویں ذی الحجہ شریف کو ظہر کی نماز کے بعد امام کا خطبہ سُنے۔

اور آٹھویں ذی الحجہ شریف کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ کی طرف جائے۔ رات کو منیٰ میں ٹھیرے۔ ذکر و فکر تسبیح و تلبیہ سے غافل نہ ہو۔ ۹ ذی الحجہ کو صبح کی نماز سویرے پڑھ کر عرفات کی طرف جائے۔ اور دن بھر ذکر و فکر میں گذارے۔ ظہر اور عصر کی نماز یکجا مسجد نمرہ میں ادا کرکے جبل رحمۃ پر جو خطبہ پڑھا جاتا ہے وہ سُنے اور تلبیہ بھی کہتا رہے (اس دن کو اگر روزہ رکھے تو بڑا ثواب ہے) دن چھپے تک عرفات میں ٹھہر کر دُعا۔ استغفار اور تلبیہ پڑھتا رہے۔ غروب آفتاب کے بعد عرفات کی حد سے نکل کر مزدلفہ میں آئے۔ یہاں مغرب اور عشا کی نماز ایک ہی وقت عشا میں اکٹھی پڑھے۔ ۹/۱۰ کی درمیانی رات یہاں گذارے۔ اور ذکر و فکر میں غفلت نہ کرے۔

صبح طلوع آفتاب سے پہلے منیٰ کی طرف روانہ ہو۔ اور روانگی سے پہلے مزدلفہ سے ۷۰ کنکریاں شیطانوں کے مارنے کے لئے جمع کرے جس وقت منیٰ کے قریب آجائے تو سات کنکریاں جمرۃ العقبہ کو مارے۔ (کنکریوں کے مارنے کو رمی الجمار کہتے ہیں) اس وقت بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی تکبیر کہتا رہے۔ یہ خیال رکھے کہ کنکرے جمرہ کو لگیں۔ یا بالکل قریب گریں۔ پہلے کنکرے کے مارنے پر تلبیہ موقوف کردے۔ اب تلبیہ کا حکم نہیں۔ اسی ایک عقبہ کو سات کنکریاں مار کر اپنے مقام قیام پر آجائے۔ اور قربانی کرکے سر منڈوا ڈالے۔ (یا بال کٹوا دے) حجامت سے فارغ ہو کر خوشبو وغیرہ کا استعمال کرے۔ اب احرام کُھل گیا۔ چادریں اُتار کر اپنے معمولی کپڑے پہن لے۔ اور بیت اللہ شریف میں حاضر ہو کر طواف زیارت کرے۔ بہتر یہ ہے کہ منیٰ کے کاروبار سے فارغ ہو کر عید (دسویں ذی الحجہ شریف) کی نماز ظہر بیت اللہ شریف میں ادا کرے اور طواف زیارت مکمل کرنے کے بعد دوگانہ نفل پڑھ کر پھر منیٰ میں واپس آجائے۔

۱۰/۱۱ کی شب کو منیٰ میں ٹھیرنا سُنّت ہے۔

گیارھویں ذی الحجہ شریف کو بعد زوال تینوں جمرات کو کنکریاں مارے - ہر ایک کو سات سات کنکریاں مارے پہلے جمرہ اولیٰ کو پھر جمرہ وسطیٰ کو اور اخیر میں جمرہ عقبیٰ کو بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کہتا ہوا - کنکریاں مارے - اور جمرہ اولیٰ وجمرہ وسطیٰ کی رمی کے بعد دعا مانگے - پھر جمرہ عقبیٰ کی رمی کے بعد قیام گاہ پر واپس چلا جائے -

بارھویں ذی الحجہ شریف کو بھی اسی طرح بعد زوال تینوں جمرات کو کنکریاں مارے - اور اسی طرح تیرھویں تاریخ کو بھی بعد زوال عمل کرے - (تیرھویں کی کنکریاں اگر زوال سے پہلے بھی مار لے تو جائز ہے)

تیرھویں تاریخ کو ان اعمال رمی جمرات سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ میں آ جائے (راستہ میں وادی محصب میں ٹھہر کر دعا کرے)

جب واپسی وطن کا ارادہ کرے تو طواف کرے - اس کو طواف صدر کہتے ہیں - اس طواف کے نوافل کے بعد قبلہ رو ہو کر زمزم پیٹ بھر کر پیئے - اگر ممکن ہو تو اپنے بدن پر بھی آب زمزم ڈالے - پھر بیت اللہ شریف کے پردے کو پکڑ کر ہاتھ پھیلائے - تکبیر و تہلیل کے بعد خشوع وخضوع کے ساتھ دعا کرے - اور جس قدر ممکن ہو آہ وزاری کرے - گڑگڑا کر دعا کرے اور وداع کر کے حجر اسود کو بوسہ دیکر اُلٹے پاؤں بیت اللہ شریف کی طرف وداعی نگاہیں ڈالتا ہوا - غمگین دل کے ساتھ بیت اللہ شریف کے باہر آ جائے - اب حج مبارک سے فراغت ہوئی - اور زیارت روضہ رسولؐ کی تیاری میں مصروف ہو جائے - کیونکہ یہ نہایت ضروری ہے -

قیام مکہ مکرمہ میں شہر کے دوسرے مقامات کی زیارت کی کوشش میں رہے - نماز باجماعت بیت اللہ میں پڑھتا رہے اس کا بہت بڑا ثواب ہے - جبل ابو قبیس - غار حرا جنت المعلیٰ وغیرہ کے تاریخی مقام ہیں ضرور ان کی زیارت سے مشرف ہو -

احکام عمرہ

احکام عمرہ

عمرہ سنّت مؤکدہ ہے - اُس کا ثواب حج مبارک کے برابر ہوتا ہے - ذی الحجہ شریف کی ۹، ۱۰، ۱۱ تاریخ کو عمرہ کرنا مکروہ ہے - رمضان شریف میں عمرہ کرنا افضل ہے -

عمرہ کے لئے میقات سے احرام باندھ کر رمل اور اضطباع کے ساتھ طواف بیت اللہ شریف کرنا چاہیے اور حجر اسود کو پہلی دفعہ جب بوسہ دے - تو اُس وقت تلبیہ بند کردے - اور دوگانہ نفل ادا کر کے پھر استیلام (بوسہ حجر اسود کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے - اس سے فارغ ہو کر سر منڈائے یا قصر کرے -

آدابِ زیارت روضۂ اقدس

فخرِ عالم و آدم سرورِ کائنات رحمۃ للعٰلمین سید المرسلین خاتم النبیین صلعم کے روضۂ مطہرہ کی زیارت نہایت ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اُس کی شفاعت مجھ پر واجب ہو گئی۔ ایک اور حدیث میں وارد ہے۔ کہ جس نے میرے انتقال کے بعد میری قبر کی زیارت کی۔ وہ ایسا ہے جس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔ سُبحان اللہ اس حدیث پاک کے طفیل ایک ناچیز مسلمان معنوی طور پر صحابہ رضی اللہ عنہم کے درجہ تک پہونچ جاتا ہے۔ خیر و برکت۔ سعادت و عزت کا بلند ترین مقام ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر ایک مسلمان کو اس مقام کی زیارت سے شرف اندوز ہونے کی توفیق مرحمت کرے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام اس مبارک اور مقدّس مقام میں موجود ہیں۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہو۔ ادب نیاز۔ سوز و گداز کے ساتھ حاضر ہو۔ جس وقت ارادہ ہو۔ درود پاک کی کثرت کرے۔ تمام راستہ میں دلی خلوص اور نیاز مندانہ جذبات کے ساتھ درود پڑھتا جائے۔ جب یہ مقدّس شہر نظر آئے۔ تو اُسوقت مودبانہ طریق پر دُعا اور درود کا ورد کرے۔ وضو اور غسل کرکے اچھا لباس پہنے خوشبو لگاوے۔ اور یہ خیال کرے کہ اس مبارک شہر میں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کے مبارک گذرہوئے ہیں۔ ادب ہر مقام پر ملحوظ رہے۔ جب مسجد نبوی میں داخلے کی سعادت حاصل ہو۔ دُعا اور درود پڑھ کر پہلے دایاں پاؤں اندر رکھے۔ اور دُعا پڑھے۔ بہتر ہے کہ باب جبرائیل سے داخل ہو۔ روضۂ مبارک کے موقعہ یعنی مرقد مبارک اور منبر شریف کی درمیانی جگہ پر جو قطعہ جنت ہے۔ تحیۃ المسجد کے نفل پڑھے۔ تحیۃ المسجد کے بعد شکر الٰہی کا سجدہ بجالائے۔ کہ زندگی میں یہ سعادت عظمٰی حاصل ہوئی۔ دُعا کے بعد پھر روضۂ اقدس کے پاس حاضر ہو۔ اور جالی کے سامنے مرقد مطہر کے آگے چہرہ مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر ادب سے یہ تصوّر کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مرقد مبارک میں قبلہ کی طرف مُنہ کرکے لیٹے ہوئے ہیں۔ سلام عرض کرے۔ اور آپ کا وسیلہ لیکر دُعا کرے۔ اور آپ کی شفاعت کی استدعا کرے۔ دونو جہاں کے بادشاہ سید المرسلینؐ کے حضور میں ادب نیاز مندی کا پورا خیال رکھے۔ سلام وصلوٰۃ سے فارغ ہو کر اپنے جن بزرگوں، عزیزوں اور دوستوں کے سلام عرض کرنے ہوں وہ بھی عرض کرے۔ اس سے فارغ ہو کر حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے سامنے جاکر سلام عرض کرے۔ پھر حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مزار کے سامنے

جاکر سلام عرض کرے۔ دُعا کے بعد اسطوانہ ابولبابہ (ستون مبارک) کی طرف آجائے۔ وہاں دو رکعت نماز پڑھ کر دُعا کرے۔ پھر منبر شریف کے پاس آکر دُعا کرے۔ اسطوانہ حنانہ (ستون مبارک جس کے ساتھ حضورؐ ٹیک لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے) کے پاس نوافل درود شریف پڑھتا رہے۔ باقی ماندہ ستون بھی اپنی تاریخی حالات سے نہایت ہی متبرک مقام شمار کئے جاتے ہیں۔ وہاں بھی نوافل پڑھنا موجب ثواب ہے۔ مثلاً استوانۃ الحرث۔ یہاں صحابہؓ پہرہ دیا کرتے تھے۔ استوانۃ التوبہ۔ ایک صحابی نے غلطی کی تھی اور اس ستون سے کئی روز تک بندھا رہا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اُس کی توبہ قبول فرمائی تھی وہاں نوافل پڑھے۔ جب تک ممکن ہو رات کو جاگتا رہے۔ جس قدر ہو سکے سعادت اور برکت حاصل کرے۔ پھر ایسی عظیم الشان سعادت حاصل کرنے کا موقعہ شاید عمر میں نہ ملے۔ اس کو غنیمت سمجھے۔ جب تک وہاں قیام رہے۔ کبھی کبھی اور جمعہ کو بالخصوص جنت البقیع میں بھی ضرور جاکر حضرت امیر عثمانؓ۔ حضرت عباسؓ۔ حضرت امام حسنؓ۔ حضرت ابراھیمؑ اور امہات المومنینؓ کے مزارات کی زیارت کرے۔ اور فاتحہ پڑھا کرے۔ باقی زیارات سے مشرف ہوتا رہے۔ جب واپسی کا ارادہ ہو تو مسجد نبویؐ میں دو رکعت نماز نفل ادا کرے۔ اور حضور میں پہلے موقعہ کی طرح حاضر ہو کر سلام اور وداع کرے۔ اور باچشم نم رخصت ہو۔

قیام مدینہ طیبہ میں بیرونی زیارات سے بھی ضرور مشرف ہو۔ مسجد قبا۔ مسجد قبلتین۔ کوہ اُحد۔ مزار حضرت امیر حمزہؓ وغیرہ مقامات قریب ہیں۔ ان مقامات کی تاریخی عظمت بلند ہے۔ حضرت امیر حمزہؓ اور شہدائے اُحد کا فاتحہ پڑھے۔

مسائل حج

فرائض حج

حج میں تین فرض ہیں۔ [1] اِحرام باندھنا۔ [2] وقوف عرفات۔ یعنی عرفہ کے دن ۹ ذی الحجہ شریف کو مقام عرفات میں قیام کرنا۔ [3] طواف زیارت یعنی قربانی کے دنوں میں کعبۃ اللہ شریف کا طواف کرنا۔

اگر ان میں سے ایک رکن بھی ترک ہوجائے تو حج نہیں ہوگا۔

واجبات حج

اٹھارہ [18] یا انیس [19] واجبات حج ہیں۔

[1] میقات مقررہ سے احرام باندھنا۔ [2] عرفات میں غروب آفتاب کے وقت تک قیام کرنا۔ [3] وقوف مزدلفہ۔ [4] صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا۔ [5] اپنی دوڑ کو صفا سے شروع کرنا۔ [6] اس دوڑ میں پیادہ پا ہونا (اگر عذر نہو) [7] شیطانوں کو کنکریاں مارنا۔ [8] قربانی کرنا۔ [9] قران اور تمتع کرنے والے کو ایک بکری ذبح کرنا۔ [10] سر منڈانا یا بال کترانا۔ عورت کو صرف بال کتروانا کافی ہے۔ [11] اسی ترتیب سے عمل کرنا۔ اوّل کنکریاں مارنا۔ پھر قربانی کرنا۔ پھر سر منڈانا۔ [12] قربانی کے دنوں میں طواف زیارت کرنا۔ [13] بیت اللہ کا طواف معہ حطیم کے کرنا۔ [14] سات بار طواف کرکے دو رکعت نماز پڑھنا۔ [15] طواف حجر اسود سے شروع کرنا۔ [16] طواف دہنی طرف سے کرنا۔ [17] طواف پاپیادہ کرنا (اگر عذر نہو) [18] طواف الصدر یعنے مسافر کو طواف رخصت کرنا۔ [19] طواف میں باطہارت ہونا۔ (بعض نے اس کو سنت لکھا ہے) ترک واجب میں دم یعنے بکری یا دُنبہ ذبح کرنا لازم آتا ہے۔

سنت و مستحب

اِن کے سوا باقی تمام آداب سنّت اور مستحب ہیں۔ مثلاً خرچ میں کشائش رکھنا طہارت کے ساتھ رہنا۔ زبان کو گالی اور غیبت سے بچانا۔ ماں باپ سے سفر کی اجازت حاصل کرکے حج پر جانا۔ روانگی کے وقت مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ کر دوستوں سے رخصت ہونا۔ دوستوں سے قصوروں کی معافی کرانا۔ اپنے حق میں دُعا کرانا۔ جمعرات کے دن سفر کرنا۔ چلتے وقت کچھ خیرات کرنا وغیرہ وغیرہ۔

زیارت مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کیلئے دعائیں اور سلام

زیارات مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے لئے دعائیں اور سلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شان دربار نبوی و مدینہ طیبہ

شان دربار نبوی صلعم و مدینہ طیبہ۔ از احادیث نبوی صلعم

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَنۡ زَارَ قَبۡرِیۡ وَجَبَتۡ لَہٗ شَفَاعَتِیۡ
قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَنۡ زَارَنِیۡ بَعۡدَ مَمَاتِیۡ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیۡ فِیۡ
حَیَاتِیۡ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَا بَیۡنَ قَبۡرِیۡ وَمِنۡبَرِیۡ
رَوۡضَۃٌ مِّنۡ رِّیَاضِ الۡجَنَّۃِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الۡاِیۡمَانَ
لَیَارِزُ اِلَی الۡمَدِیۡنَۃِ کَمَا تَارِزُ الۡحَیَّۃُ اِلٰی جُحۡرِھَا

دعا باب السلام

باب السلام مدینہ طیبہ میں یہہ دعا پڑھکر داخل ہو

اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ السَّلَامُ وَمِنۡکَ السَّلَامُ وَاِلَیۡکَ یَرۡجِعُ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا
بِالسَّلَامِ وَاَدۡخِلۡنَا الۡجَنَّۃَ دَارَکَ دَارَ السَّلَامِ تَبَارَکۡتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیۡتَ
یَا ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَامِ رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ
مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطَانًا نَّصِیۡرًا ۰ وَقُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ

وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝

روضہ شریفہ میں نماز کے بعد کی دعا

روضہ مشرفہ میں داخل ہونے پر مسجد نبوی میں دو رکعت نماز کے بعد یہ دُعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذِهٖ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ شَرَّفْتَهَا وَكَرَّمْتَهَا وَمَجَّدْتَهَا وَعَظَّمْتَهَا وَنَوَّرْتَهَا بِنُوْرِ نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ ۔ اَللّٰهُمَّ كَمَا بَلَّغْتَنَا فِى الدُّنْيَا زِيَارَتَهٗ وَمَا ثِرَهُ الشَّرِيْفَةَ فَلَا تَحْرِمْنَا يَا اَللّٰهُ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ فَضْلِ شَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاحْشُرْنَا فِىْ زُمْرَتِهٖ وَتَحْتَ لِوَائِهٖ وَاَمِتْنَا عَلٰى مَحَبَّتِهٖ وَسُنَّتِهٖ وَاسْقِنَا مِنْ حَوْضِهِ الْمَوْرُوْدِ بِيَدِهِ الشَّرِيْفَةِ شَرْبَةً هَنِيْئَةً لَّا نَظْمَأُ بَعْدَهَا اَبَدًا ۔ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۔ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

صلوٰۃ وسلام بوقت زیارت مرقد مبارک

صلوٰۃ وسلام بوقت زیارت مرقد مبارک

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِىُّ السَّيِّدُ الْكَرِيْمُ وَالرَّسُوْلُ الْعَظِيْمُ الرَّءُوْفُ الرَّحِيْمُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَحَبِيْبَنَا وَشَفِيْعَنَا وَقُرَّةَ عَيْنَيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللهِ اَلصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جَمَالَ مُلْكِ اللهِ۔ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُوْرَ عَرْشِ اللهِ۔
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللهِ۔ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ عِنْدَ اللهِ۔ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اَرْسَلَهُ اللهُ
تَعَالٰى رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَقَدْ قَالَ اللهُ تَعَالٰى فِىْ حَقِّكَ الْعَظِيْمِ۔ وَمَا
اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ
فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ يَا ابْنَ عَبْدِ اللهِ يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
يَا ابْنَ هَاشِمٍ يَا طٰهٰ يَا يٰسٓ يَا بَشِيْرُ يَا نَذِيْرُ يَا سِرَاجُ يَا مُنِيْرُ يَا مُقَدَّمَ جَيْشِ
الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَهَا اَنَا يَا سَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ جِئْتُكَ هَارِبًا
مِّنْ ذَنْبِىْ وَمِنْ عَمَلِىْ وَمُسْتَشْفِعًا وَمُسْتَجِيْرًا بِكَ اِلٰى رَبِّىْ فَاشْفَعْ لِىْ يَا
شَفِيْعَ الْاُمَّةِ يَا كَاشِفَ الْغُمَّةِ يَا سِرَاجَ الظُّلْمَةِ اَجِرْنِىْ مِنَ النَّارِ يَا نَبِىَّ
الرَّحْمَةِ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَتَيْنَاكَ زَائِرِيْنَ وَقَصَدْنَاكَ رَاغِبِيْنَ ۝ وَعَلٰى
بَابِكَ الْعَالِىْ وَاقِفِيْنَ وَبِحَقِّكَ عَارِفِيْنَ فَلَا تَرُدَّنَا خَائِبِيْنَ وَلَا عَنْ
بَابِ شَفَاعَتِكَ مَحْرُوْمِيْنَ يَا سَيِّدِىْ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ

وَاَسْئَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی بِکَ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ وَالْحَوْضَ الْمَوْرُوْدَ وَالشَّفَاعَۃَ الْعُظْمٰی فِیْ یَوْمِ الْمَشْہُوْدِ شعر

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِی التُّرَابِ اَعْظُمُہٗ فَطَابَ مِنْ طِیْبِہِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ

نَفْسِیْ الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ فِیْہِ الشِّفَاءُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

اَنْتَ الْحَبِیْبُ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اَنْتَ الشَّفِیْعُ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ اَنْتَ الْمُشَفَّعُ اَنْتَ الَّذِیْ تُرْجَا شَفَاعَتُکَ عِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا مَازَلَتِ الْقَدَمُ اَشْہَدُ اَنَّکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَکَشَفْتَ الْغُمَّۃَ وَجَلَّیْتَ الظُّلْمَۃَ وَجَاہَدْتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَقَّ جِہَادِہٖ وَعَبَدْتَ رَبَّکَ حَتّٰی اَتٰیکَ الْیَقِیْنُ جَزَاکَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنَّا وَعَنْ وَالِدِیْنَا وَعَنِ الْاِسْلَامِ خَیْرَ الْجَزَاءِ وَنَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ اَنْ تَشْفَعَ لَنَا عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْعَرْضِ عَلَی اللّٰہِ یَوْمَ الْفَزَعِ الْاَکْبَرِ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ اِشْفَعْ لَنَا وَلِوَالِدِیْنَا وَلِجِیْرَانِنَا وَلِمَشَائِخِنَا وَلِاُسْتَاذِنَا وَلِمَنْ اَوْصِیْنَا وَاسْتَوْصَیْنَا وَقَلَّدَنَا عِنْدَکَ بِدُعَاءِ الْخَیْرِ وَالزِّیَارَۃِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ سُلْطَانَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

سلام بوقت زیارۃ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اَبِیْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى التَّحْقِيْقِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا اَلسَّلَامُ يَا مَنْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِیْ حَقِّكَ الْعَظِيْمِ ثَانِیَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ اَنْفَقَ مَالَهٗ كُلَّهٗ فِیْ حُبِّ اللّٰهِ وَحُبِّ رَسُوْلِهٖ حَتّٰى تَخَلَّلَ بِالْعَبَا رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاوٰكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلَ الْخُلَفَاءِ وَتَاجَ الْعُلَمَاءِ وَصِهْرَ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰى وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

سلام بوقت زیارۃ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَاطِقًا بِالْحَقِّ وَالصِّدْقِ وَالصَّوَابِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَهِيْدَ الْمِحْرَابِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُكَسِّرَ الْاَصْنَامِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُظْهِرَ دِيْنِ الْاِسْلَامِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْفُقَرَاءِ وَالضُّعَفَاءِ وَالْاَرَامِلِ وَالْاَيْتَامِ اَنْتَ الَّذِیْ قَالَ فِیْ حَقِّكَ سَيِّدُ الْبَشَرِ سِرَاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ

سلام بوقت زیارت حضرت صدیق اکبرؓ

سلام زیارۃ حضرت عمرؓ

عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْکَ وَاَرْضَاکَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکَ وَمَسْکَنَکَ وَمَاوٰکَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ثَانِیَ الْخُلَفَاءِ وَتَاجَ الْعُلَمَاءِ وَصِہْرَ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔

سلام شیخین

سلام جو درمیان مقابر شیخین رضی اللہ عنہما پڑھنا چاہیے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا وَزِیْرَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا مُعِیْنَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔

سلام ملائکہ

سلام ملائکہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا جِبْرَائِیْلُ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا مِیْکَائِیْلُ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا اِسْرَافِیْلُ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَنَا عِزْرَائِیْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا مَلَائِکَۃَ اللّٰہِ الْمُقَرَّبِیْنَ مِنْ اَہْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کَافَّۃً عَامَّۃً ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔

سلام حضرت فاطمۃ الزہرا

سلام زیارت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا سَیِّدَتَنَا فَاطِمَۃَ الزَّہْرَاءِ یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ نَبِیِّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ حَبِیْبِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ الْمُصْطَفٰی اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا جَدَّۃَ الشُّرَفَا ۔ یَا خَامِسَۃَ اَہْلِ الْکِسَاءِ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى
وَجْهَهٗ فِي الْجَنَّةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ السَّيِّدَيْنِ
الشَّهِيْدَيْنِ الْكَوْكَبَيْنِ الْقَمَرَيْنِ النَّيِّرَيْنِ الشَّابَّيْنِ سَيِّدَيْ شَبَابِ
اَهْلِ الْجَنَّةِ فِي الْجَنَّةِ وَقُرَّةِ اَعْيُنِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَرَيْحَانِ سَيِّدِ
الْكَوْنَيْنِ اَبِيْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَنْكِ وَاَرْضَاكِ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكِ وَمَسْكَنَكِ
وَمَحَلَّكِ وَمَاْوٰكِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَعَلٰى اَبِيْكِ الْمُصْطَفٰى وَبَعْلِكِ
سَيِّدِنَا عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى بَنِيْكِ الْحَسَنَيْنِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

سرہانے روضۂ اقدس پر یہ پڑھے

دعا سرہانے روضۂ اقدس

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ
عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ط
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ
بِحُرْمَةِ هٰذَا النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ اَنْ تَرْزُقَنِيْ اِيْمَانًا كَامِلًا ثَابِتًا

تُبَاشِرُ بِهٖ قَلْبِیْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَنِيْ
وَعِلْمًا نَافِعًا وَقَلْبًا خَاشِعًا وَلِسَانًا ذَاكِرًا وَوَلَدًا صَالِحًا وَرِزْقًا
وَاسِعًا وَحَلَالًا طَيِّبًا وَتَوْبَةً نَصُوْحًا وَصَبْرًا جَمِيْلًا وَاَجْرًا
عَظِيْمًا وَعَمَلًا صَالِحًا مَقْبُوْلًا وَتِجَارَةً لَنْ تَبُوْرَ يَا عَالِمَ مَا فِي
الصُّدُوْرِ اَخْرِجْنِيْ وَجَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ
فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ بِرَحْمَتِكَ
يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ط

بعد زیارت روبقبلہ یہ دُعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ يَا رَجَاءَ السَّائِلِيْنَ ۝ وَاَمَانَ الْخَائِفِيْنَ وَ
وَحِرْزَ الْمُتَوَكِّلِيْنَ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا دَيَّانُ يَا سُلْطَانُ يَا قَدِيْمَ
الْاِحْسَانِ ۝ اَللّٰهُمَّ بِحُرْمَةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَذُرِّيَّاتِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ الْمَحْمُوْدِ وَبِجَاهِ سَيِّدِنَا اَبِيْ بَكْرِ
الصِّدِّيْقِ وَسَيِّدِنَا عُمَرَ الْفَارُوْقِ وَسَيِّدِنَا عُثْمَانَ ذِي
النُّوْرَيْنِ وَسَيِّدِنَا عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى وَاَنْتَ يَا اَللّٰهُ الرَّبُّ الْاَعْلٰى
وَبِجَاهِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَا وَاَنْتَ يَا اَللّٰهُ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وَبِجَاهِ سَيِّدِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَاَنْتَ يَا اَللّٰهُ الْمُحْسِنُ اِلَيْنَا وَبِجَاهِ سَيِّدِنَا
اِسْمٰعِيْلَ وَاَنْتَ يَا اَللّٰهُ سَامِعُ الدُّعَاءِ اِسْمَعْ دُعَاءَنَا وَتَقَبَّلْ زِيَارَتَنَا
وَاٰمِنْ خَوْفَنَا وَاسْتُرْ عُيُوْبَنَا وَاغْفِرْ ذُنُوْبَنَا وَارْحَمْ اَمْوَاتَنَا وَتَقَبَّلْ
حَسَنَاتِنَا وَكَفِّرْ سَيِّئَاتِنَا وَاجْعَلْنَا يَا اَللّٰهُ عِنْدَكَ مِنَ الْعَابِدِيْنَ
الْفَائِزِيْنَ الْحَامِدِيْنَ الشَّاكِرِيْنَ الْمَجْبُوْرِيْنَ مِنَ الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ط

سلام بوقت زیارت اہل البقیع

(سلام زیارت اہل البقیع)

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْبَقِيْعِ يَا اَهْلَ الْجِنَانِ الرَّفِيْعِ اَنْتُمُ السَّابِقُوْنَ
وَنَحْنُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ۝ اَبْشِرُوْا بِاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ
لَا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِى الْقُبُوْرِ ۝ اَسْئَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى
وَشَرَّفَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِقَوْلِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط

سلام بوقت زیارت حضرت عثمانؓ

(سلام حضرت عثمانؓ)

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ ۝ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا جَامِعَ
سُوْرَةِ الْقُرْاٰنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنِ اسْتَحْيَيْتَ مِنْكَ مَلٰئِكَةُ الرَّحْمٰنِ ۝

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ زَيَّنَ الْقُرْاٰنَ بِتِلَاوَتِهٖ وَنَوَّرَ الْمِحْرَابَ بِاِمَامَتِهٖ وَسِرَاجَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِي الْجَنَّةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَالِثَ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاْوٰكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ط

سلام بوقت زیارت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَاوِيَ اَحَادِيْثِ النَّبَوِيِّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ حَبِيْبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْمُصْطَفٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاْوٰكَ اَفَاضَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَبَرَكَاتِ عُلُوْمِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

سلام حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا زَوْجَةَ

عَمِّ نَبِیِّ اللہِ ہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا زَوْجَۃَ عَمِّ حَبِیْبِ اللہِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا زَوْجَۃَ عَمِّ الْمُصْطَفٰی اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا اُمَّ عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا مَنْ کَفَّنَہَا النَّبِیُّ بِقَمِیْصِہٖ وَ اَلْحَدَ ہَا بِیَمِیْنِہٖ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْکِ وَ اَرْضَاکِ اَحْسَنَ الرِّضٰی وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکِ وَ مَسْکَنَکِ وَ مَحَلَّکِ وَ مَاوٰکِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ وَ رَحْمَۃُ اللہِ وَ بَرَکَاتُہٗ ط

سلام حضرت حلیمہ سعدیہؓ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا سَیِّدَتِنَا حَلِیْمَۃَ السَّعْدِیَۃَ یَا مُرْضِعَۃَ رَسُوْلِ اللہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا مُرْضِعَۃَ نَبِیِّ اللہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا مُرْضِعَۃَ حَبِیْبِ اللہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا مُرْضِعَۃَ الْمُصْطَفٰی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْکِ وَ اَرْضَاکِ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّۃَ مَنْزِلَکِ وَ مَسْکَنَکِ وَ مَحَلَّکِ وَ مَاوٰکِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ وَ رَحْمَۃُ اللہِ وَ بَرَکَاتُہٗ ط

سلام شہدائے جنت البقیع

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُہَدَآءُ یَا سُعَدَآءُ یَا نُجَبَآءُ یَا اَہْلَ الصِّدْقِ وَالْوَفَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا مُجَاہِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ حَقَّ جِہَادِہٖ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا شُہَدَآءُ اَہْلَ الْبَقِیْعِ ہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ۔

كَافَّةً عَامَّةً وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

سلام حضرت ابراہیمؓ

سلام حضرت ابراہیم وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنَ رَسُوْلِ اللهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ نَبِيِّ اللهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ حَبِيْبِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ الْمُصْطَفٰى۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ عَلٰى مَنْ حَوْلَكَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْكُمْ وَاَرْضَاكُمْ اَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُمْ وَمَسْكَنَكُمْ وَمَحَلَّكُمْ وَمَاْوٰكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

سلام حضرت نافعؒ

سلام حضرت نافعؒ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا نَافِعُ شَيْخَ الْقُرَّاءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاْوٰكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

سلام حضرت امام مالکؒ

سلام حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اِمَامُ مَالِكُ صَاحِبَ الْمَذْهَبِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ

يَا إِمَامَ دَارِ الْهِجْرَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكَ وَاَرْضَاكَ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَاوٰيكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

سلام حضرت عقیل رضی اللہ عنہ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

سلام حضرت عقیل

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِنَا عَقِيلُ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ۔ اَلسَّلَامُ يَا ابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ عَمِّ نَبِيِّ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ عَمِّ حَبِيْبِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ عَمِّ الْمُصْطَفٰى۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَخَا عَلِيِّ الْمُرْتَضٰى۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِنَا يَا سُفْيٰنِ يَا ابْنَ الْحَارِثِ عَلَيْكَ سَيِّدِنَا عَبْدِ اللّٰهِ يَا ابْنَ جَعْفَرَ الطَّيْرِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى مَنْ حَوْلَكَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُمْ وَاَرْضَاكُمْ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُمْ وَمَسْكَنَكُمْ وَمَحَلَّكُمْ وَمَاوٰيكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

سلام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

سلام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ حَبِيْبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا اَزْوَاجَ الْمُصْطَفٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُنَّ وَاَرْضَاكُنَّ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ

مَنْزِلَكُنَّ وَمَسْكَنَكُنَّ وَمَحَلَّكُنَّ وَمَاْوٰكُنَّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

سلام دخترانؓ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

سلام دختران رسول اللہ صلعم

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا بَنَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا بَنَاتِ نَبِيِّ اللّٰهِ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا بَنَاتِ حَبِيْبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا بَنَاتِ الْمُصْطَفٰى
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُنَّ وَاَرْضَاكُنَّ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ
مَنْزِلَكُنَّ وَمَسْكَنَكُنَّ وَمَحَلَّكُنَّ وَمَاْوٰكُنَّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

سلام حضرت عباسؓ عم رسول اللہ صلعم وائمہ کرام

سلام حضرت عباس و ائمہ کرام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عَبَّاسُ يَا مُطَيِّبَ الْاَنْفَاسِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ
حَبِيْبِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ الْمُصْطَفٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا
اِمَامُ حَسَنِ الْمُجْتَبٰى۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اِمَامُ زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا اِمَامُ مُحَمَّدِ الْبَاقِرِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا
اِمَامُ جَعْفَرِ الصَّادِقِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ وَمَعْدَنِ
الرِّسَالَةِ يُرِيْدُ اللّٰهُ يُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُمْ وَاَرْضَاكُمْ وَاَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُمْ

وَ مَسْكَنَكُمْ وَ مَحَلَّكُمْ وَ مَاْوٰيكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ ط

سلام حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ نَبِيِّ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ حَبِيْبِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكِ وَ اَرْضَاكِ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكِ وَ مَسْكَنَكِ وَ مَحَلَّكِ وَ مَاْوٰكِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ ط

سلام حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

سلام عمّات رسول اللہ صلعم

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا عَمَّاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا عَمَّاتِ نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا عَمَّاتِ حَبِيْبِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا عَمَّاتِ الْمُصْطَفٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْكُنَّ وَ اَرْضَاكُنَّ وَ اَحْسَنَ الرِّضٰى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُنَّ وَ مَسْكَنَكُنَّ وَ مَحَلَّكُنَّ وَ مَاْوٰكُنَّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُنَّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ

سلام عمات رسول اللہ صلعم رضی اللہ عنہن

بروز پنجشنبہ زیارۃ مزار حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ وشہدائے اُحُد رضی اللہ عنہم کیجائے اور سلام عرض کیا جائے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِنَا حَمْزَةُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ نَبِيِّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ حَبِيْبِ اللّٰهِ

سلام حضرت حمزہ و شہدائے احد رضی اللہ عنہم

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ الْمُصْطَفٰى اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الشُّهَدَآءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَسَدَ اللّٰهِ وَاَسَدَ رَسُوْلِهٖ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَحْشٍ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُصْعَبَ بْنَ عُمَيْرٍ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا شَمَّاسَ بْنَ عُثْمَانَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَاءَ اُحُدٍ كَافَّةً عَامَّةً وَّرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

دعا موقعہ ثنایا

موقعہ ثنایا پر یہ دُعا پڑھے اور نوافل ادا کرے

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذِهٖ مَحَلُّ الثَّنَايَا وَمُصَلّٰى نَبِيِّنَا وَشَفِيْعِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ كَمَا بَلَّغْتَنَا فِى الدُّنْيَا زِيَارَتَهٗ وَمَآثِرَهُ الشَّرِيْفَةَ فَلَا تَحْرِمْنَا يَا اَللّٰهُ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ فَضْلِ شَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ط

دعا مسجد قبلتین

مسجد قبلتین میں سہ شنبہ کو یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا الْمَسْجِدَ قِبْلَتَيْنِ وَمُصَلّٰى نَبِيِّنَا وَحَبِيْبِنَا وَسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ فِىْ كِتَابِكَ الْمُنَزَّلِ عَلٰى صَدْرِ نَبِيِّكَ الْمُرْسَلِ۔ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ اَللّٰهُمَّ كَمَا بَلَّغْتَنَا فِي الدُّنْيَا زِيَارَتَهُ وَمَآثِرَهُ الشَّرِيفَةَ فَلَا تَحْرِمْنَا يَا اللّٰهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ فَضْلِ شَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ وَاحْشُرْنَا فِي زُمْرَتِهِ وَتَحْتَ لِوَائِهِ وَأَمِتْنَا عَلَى مَحَبَّتِهِ وَسُنَّتِهِ وَاسْقِنَا مِنْ حَوْضِهِ الْمَوْرُودِ وَبِيَدِهِ الشَّرِيفَةِ شَرْبَةً هَنِيئَةً مَرِيئَةً لَا نَظْمَأُ بَعْدَهَا أَبَدًا۔ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

دعائے مسجد قبا

اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا الْمَسْجِدَ مَسْجِدُ قُبَاءٍ وَمُصَلَّى نَبِيِّنَا وَحَبِيبِنَا وَسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ فِي كِتَابِكَ الْمُنَزَّلِ عَلَى صَدْرِ نَبِيِّكَ الْمُرْسَلِ لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ۔ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قُلُوبَنَا مِنَ النِّفَاقِ وَأَعْمَالَنَا مِنَ الرِّيَاءِ وَفُرُوجَنَا مِنَ الزِّنَاءِ وَأَلْسِنَتَنَا مِنَ الْكِذْبِ وَالْغِيبَةِ وَأَعْيُنَنَا مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔

دعائے مسجد قبا

دعا طاقت کشف

اس کے بعد طاقت کشف پر آجائے جو مسجد قبا کے کونہ میں ہے - اسجگہ اور متبرک ناقہ پر یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ کَمَا بَلَّغْتَنَا فِی الدُّنْیَا زِیَارَتَہٗ وَمَآثِرَہٗ فَلَا تُحْرِمْنَا یَا اللّٰہُ فِی الْاٰخِرَۃِ

دعا بیت اللہ پر نظر پڑنے کے وقت

جب بیت اللہ شریف پر نظر پڑے تو اللہ اکبر کہہ کر یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ اَللّٰھُمَّ زِدْ

ھٰذَا الْبَیْتِ تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا وَّمَھَابَۃً وَّزِدْ مَنْ حَجَّہٗ

وَاعْتَمَرَہٗ تَکْرِیْمًا وَّتَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّبِرًّا ط

دعا درمیان رکن یمانی و حجر اسود

رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دُعا پڑھے

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط

مقام ابراہیم کے پاس یہ آیت پڑھے

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھِیْمَ مُصَلًّی ط

دعا صفا کے نزدیک

صفا کے نزدیک یہ آیت پڑھے

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ط

صفا پر دعا

جب صفا پر چڑھے تو اللہ اکبر کہکر یہ پڑھے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی

کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَصَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ

وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا كَرْبًا اِلَّا كَشَفْتَهٗ وَلَا حَاجَةً اِلَّا قَضَيْتَهٗ ط

عرفات میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِيْ تَقُوْلُ وَخَيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ وَاِلَيْكَ مَاٰلِيْ وَلَكَ تُرَاثِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِيْءُ بِهِ الرِّيْحُ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِيْ وَتَرٰى مَكَانِيْ وَتَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ مِنْ اَمْرِيْ اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذُنُوْبِيْ اَسْاَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمَسَاكِيْنِ وَاَبْتَهِلُ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَاَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ عَيْنَاهُ وَذَلَّ جَسَدُهٗ وَرَغِمَ اَنْفُهٗ لَكَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا وَّكُنْ بِيْ رَءُوْفًا رَّحِيْمًا يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَيَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ ط

ضمیمہ نمبر ۳

دستور العمل

دستور العمل

سفر حج بیت اللہ شریف و زیارت مدینہ مطہرہ

جو

اعلیٰحضرت حضور نواب صاحب بہادر فرمانروائے مملکت خداداد بہاولپور
کے فرمان مبارک سے جماعت ہمراہیان کی ہدایات اور رہنمائی کیلئے
روانگی سے پہلے چھپ کر جاری ہوا تھا۔

اس کی نقل اس کتاب میں بطور ضمیمہ شامل کی جاتی ہے
اگرچہ بعض غیر اختیاری حالات اور اقتضائے وقت و موقعہ کے
کے باعث اس دستور العمل میں کچھ خفیف تبدیلیاں بھی ہوئی تھیں لیکن اصولی
طور پر یہ قواعد تمام سفر میں زیر عمل رہے تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمہید

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امسال اعلیٰحضرت کیوان منزلت حضور والاجاب سرکار ابد قرار دام اقبالہٗ وملکہٗ حج بیت اللہ شریف وزیارت مدینۂ پاک ودیگر مقامات مقدسہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لہٰذا سفر کے متعلق ایک **دستور العمل** کا ضبط تحریر میں لایا جانا ضروری خیال کیا جاکر اعلیٰحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ کی منظوری سے اس کو شائع کیا جاتا ہے۔

اس میں مختصر طور پر تمام مراحل انتظامی درج کردئے گئے ہیں۔ اور جن افسران کے متعلق جو جو انتظام اور خدمات سپرد کردئے گئے ہیں۔ اس کی تفصیل درج کردی گئی ہے۔ تاکہ انتظام میں سہولت رہے۔ اور ہر ایک رسوم کی تکمیل میں ضبط قائم رہے۔ اور ہر عہدہ دار منتظم اپنے فرائض کی انجام دہی میں باقاعدگی رکھ کر ہمراہیان کے آرام وآسائش کا موجب بنے۔

چونکہ یہ سفر محض تائید الٰہی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اور اس کی تمام کیفیت مذہبی وروحانی ہے اس لئے جملہ ہمراہیان سے توقع کی جاتی ہے۔ کہ وہ اس بابرکت اور مقدس سفر سے پورا پورا حظ حاصل کریں گے۔ اور اعلیٰحضرت حضور سرکار عالی تبار دام اقبالہٗ وملکہٗ کے لئے ہر ایک موقع پر دعائے خیر کرتے رہیں گے۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان ۝

دستخط

(سردار حاجی محمد امیر خان) ہوم منسٹر بہاولپور گورنمنٹ

فہرست قواعد و ہدایات

عنوان	نمبر شمار
پروگرام	۱
فہرست افسران	۲
فہرست اہلکاران	۳
فہرست ملازمان	۴
فہرست دیگر اصحاب	۵
ہدایات متعلق لباس	۶
ہدایات متعلق سامان	۷
تفصیل فرائض عہدہ داران و ملازمان ہمراہی	۸
تفصیل رہائش خیمہ جات	۹
فہرست خیمہ جات معہ وزن	۱۰
تفصیل نشست سواری موٹر کارس و لاری ہا	۱۱
متفرق ہدایات	۱۲
عربی نام منتظمین	۱۳
ہدایات میڈیکل	۱۴
نقشۂ کمپ	۱۵
نقشۂ ایشیا	۱۶

پروگرام

اللہ تعالےٰ کارساز حقیقی کے بھروسہ پر ارادہ کیا گیا ہے کہ حضور پرنور سرکار ابد قرار دام اقبالہٗ وملکہٗ اپنے خاص اسٹاف وعملہ ہمراہی کے ساتھ ۲۱ جنوری سنہ ۱۹۳۵ء کو ڈیرہ نواب صاحب سے بذریعہ کراچی میل سوار ہوکر ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۳۵ء کو کراچی رونق افروز ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۳۵ء کو رحمانی جہاز میں سوار ہوکر ۲ فروری سنہ ۱۹۳۵ء کو بمقام جدّہ پہنچیں گے۔ ۴ فروری سنہ ۱۹۳۵ء کو جدہ سے بذریعہ موٹران ولاریاں کے روانہ ہوکر ۶ فروری سنہ ۱۹۳۵ء کو مدینہ طیبّہ پہنچیں گے۔ وہاں ۸ مارچ سنہ ۱۹۳۵ء تک قیام رہے گا۔ اپنے تمام قافلہ کے ساتھ ۸ مارچ سنہ ۱۹۳۵ء کو روانہ ہوکر ۹ مارچ کو جدّہ اور ۱۰ مارچ کو مکہ معظمہ پہنچکر مناسکِ حج کی ادائیگی میں مصروف ہوں گے۔ ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۳۵ء کے بعد فارغ ہوکر براہِ جدہ واپسی ہوگی۔

فہرست افسران

نمبر شمار	نام	عہدہ
۱	لفٹنٹ کرنل مقبول حسن قریشی	وزیر عدلیہ
۲	سردار محمدؐ امیر خان	ہوم منسٹر
۳	میجر فیض احمدخان لشاری	مشیر تصریفات
۴	لفٹنٹ کرنل ڈاکٹر دیوان علی	چیف میڈیکل افسر
۵	کیپٹن مولوی غلام محمدؐ	پرائیویٹ سکرٹری
۶	کیپٹن سید سعید احمدؐ	ملٹری سکرٹری
۷	میجر نذیر علی شاہ	اے۔ ڈی۔ سی

۸	میجر غلام قاسم شاہ	اے۔ ڈی۔ سی
۹	میجر مہر دین	قلعدار
۱۰	مولوی محمد عزیز الرحمن	ڈسٹرکٹ جج
۱۱	سیٹھ حسین بھائی	سوداگر کراچی

فہرست اہلکاران

نمبر شمار	نام	عہدہ
۱	کپتان ولی محمد خان	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ توشہ خانہ نج
۲	لفٹنٹ منشی محمد بخش	سپرنٹنڈنٹ سٹاف
۳	لفٹنٹ علی محمد خان	کمپنی کمانڈر مکینکل ٹرانسپورٹ
۴	لفٹنٹ محمد حسن خان	نائب داروغہ توشہ خانہ نج
۵	مولوی بشیر احمد	کانفیڈنشل کلرک
۶	ڈاکٹر عاشق علی	ڈاکٹر
۷	لفٹنٹ احمد بخش	فورمین
۸	حافظ محمود بخش	سپرنٹنڈنٹ توشہ خانہ نج
۹	لفٹنٹ احمد بخش	معتمد موٹر خانہ
۱۰	میاں واحد بخش خان	حاضر باش
۱۱	صاحبزادہ شہباز خان	
۱۲	مولوی غلام محمد	شیخ الجامع
۱۳	ابوالاثر حفیظ جالندہری	شاعر دربار
۱۴	منشی کریم بخش	اہلمد جیب خرچ
۱۵	منشی اللہ بخش انصاری	ٹائپسٹ

فہرست ملازمان

نمبر شمار	نام	رول نمبر	عہدہ
۱	مولوی غوث بخش	۷۶۹۹	معلم صاحبزادگان والاتبار
۲	الٰہی بخش خان	۷۶۷۸	نائب داروغہ توشہ خانہ خ
۳	جمعدار حاجی غلام قادر	۷۶۷۰	خدمت گار
۴	جمعدار اللہ بخش	۷۶۶۹	″
۵	حوالدار محمدؐ صدیق	۷۶۷۳	″
۶	نور احمدؐ	۷۶۷۵	″
۷	خدا بخش		خدمت گار میز
۸	غوث بخش نائک	۷۶۷۴	″
۹	واحد بخش خان	۷۷۰۵	جمعدار :- جاتے وقت فوت ہوا- ایک منزل مدینہ منورہ سے باقی تھی- وہیں دفن ہوا-
۱۰	اللہ دوایا	۷۶۷۶	خدمت گار
۱۱	بخشندہ		جمعدار چڑاسیان
۱۲	مولوی محمدؐ ہاشم		اہلکار نمائش
۱۳	منشی غلام محی الدین		اہلکار تصریفات
۱۴	حافظ محمدؐ یار		امام مسجد
۱۵	مہر علی		داروغہ باورچی خانہ
۱۶	نبی بخش		باورچی
۱۷	اللہ وسایا		جمعدار خیاطان

نمبر شمار	نام	رول نمبر	عہدہ
۱۸	عبدالکریم		جمعدار فراش خانہ
۱۹	غلام حیدر		کمپونڈر
۲۰	مرزا محمود بیگ		″
۲۱	محمدؐ بخش		جمعدار
۲۲	احمدؐ بخش	۷۷۲۶	ڈرائیور
۲۳	عبدالرحمٰن	۷۷۲۷	″
۲۴	سچو خان	۷۷۲۸	″
۲۵	خدا بخش	۷۷۲۹	″
۲۶	رحیم بخش	۷۷۳۱	″
۲۷	اللہ ڈوایا	۷۷۶۲	″
۲۸	نور احمدؐ نمبر ۲	۷۷۶۵	″
۲۹	نبی بخش		″
۳۰	کریم بخش		بجلی والا
۳۱	محمدؐ یار		درکھان
۳۲	نور محمدؐ		لوہار
۳۳	خدا بخش		جمعدار دھوبیان
۳۴	احمدؐ یار		دھوبی
۳۵	پارو خان		حجام
۳۶	غلام حیدر		خیاط
۳۷	عمر ڈوڈہ		ملازم فراش خانہ
۳۸	گامن		سقہ
۳۹	کریم بخش		″
۴۰	واجد علی		ملازم وزیر صاحب عدلیہ

نمبر شمار	نام	رول نمبر	عہدہ
۴۱	منشی غلام حسین		ملازم ہوم منسٹر صاحب
۴۲	مقبول احمدؐ		ملازم ڈاکٹر صاحب
۴۳	غلام رسول		ملازم پرائیویٹ سکرٹری صاحب
۴۴	حاجی احمدؐ		ملازم مشیر صاحب
۴۵	محمدؐ دین		ملازم مولوی محمدؐ عزیز حمن
۴۶	نقیر بخش		ملازم صاحبزادہ قادر بخش خان
۴۷	دین محمدؐ		ملازم ملٹری سکرٹری صاحب

فہرست دیگر اصحاب

نمبر شمار	نام
۱	حاجی امام الدین صاحب
۲	سید عابد شاہ صاحب منچن آباد دالے
۳	سید عبد الرحمٰن شاہ ساکن بہاولپور
۴	عبداللہ درزی
۵	عبداللہ مسن طالب علم
۶	جندوڈہ ساکن چاچران شریف
۷	رسول بخش ساکن بہاولپور

ہدایات متعلق لباس

تمام ہمراہیان اپنے پوشیدنی پارچات گرم و سرد وجامہ احرام - بسترے وظروف خوردنی ونوشیدنی ہمراہ رکھیں گے - ہرایک صاحب کے پاس لباس پوشیدنی کی اطلاع پہنچ چکی ہے - لہذا توقع کیجاتی ہے کہ اس سے زائد کوئی پارچات ہمراہ نہ ہوں گے -

ہدایات متعلق سامان

یہ احتیاط رہے کہ مجوزہ سامان سے زیادہ ہمراہ نہ رکھا جائے - تاکہ سفر میں باعث تکلیف نہ ہو - ہرایک صاحب کے سامان کا وزن بشرح ذیل ہوگا۔

(۱)	افسران	۳ من
(۲)	اہلکاران	۲ یا ½ ۱ من[۱]
(۳)	ملازمان	یک من

واپسی کے وقت تمام صاحبان سامان ازقسم تبرکات بشرح ذیل ہمراہ لاسکتے ہیں -

(۱)	افسران	یک من
(۲)	اہلکاران	۱۵ سیر سے ۲۰ سیر
(۳)	ملازمان	۱۰ سیر سے ۱۵ سیر

تفصیل فرائض عہدہ داران وملازمان ہمراہی

۱- لفٹنٹ کرنل مقبول حسن قریشی وزیر عدلیہ کے ذریعہ سیاسی وخارجی تمام خط وکتابت ہوگی - رسوم متعلقہ اور تقریبات کے مہتمم بھی یہی رہیں گے - ان کا نام ان فرائض کے لحاظ سے وزیر امور سیاسیہ

[۱] سوائے اُن صاحبان کے جنکو بطور خاص ۲ من اسباب ہمراہ رکھنے کی اجازت دی گئی ہے - باقی صاحبان ½ ۱ من رکھ سکیں گے -

ہدایات متعلق لباس

ہدایات سامان

فرائض عہدہ داران وملازمان

وخارجیہ ہوگا۔

کیپٹن غلام محمد پرائیویٹ سکرٹری وکیپٹن سعید احمد ملٹری سکرٹری ان کے نائب ہوں گے۔

۲۔ سردار صاحب محمد امیر خان ہوم منسٹر و میجر فیض احمد خان لشاری مشیر تصریفات کے ذمہ عام نگرانی انتظام کی ہوگی۔

فہرست منتظم و نائب

کاروبار کے انتظامی و انصرامی پہلو کو مدنظر رکھکر حسب ذیل ہر ایک صیغہ کا علیحدہ علیحدہ منتظم و نائب مقرر کیا جاتا ہے

۳۔ لفٹنٹ کرنل ڈاکٹر دیوان علی سپرنٹنڈنٹ کمپ ہوں گے۔ مولوی محمد عزیز الرحمن انکے نائب ہوں گے۔

منشی کریم بخش
مولوی محمد ہاشم } ان کے دفتر میں کام کریں گے۔

۴۔ میجر مہر دین۔ سپرنٹنڈنٹ رسد باربرداری ہوں گے۔

لفٹنٹ منشی محمد بخش۔ منتظم رسد ہوں گے۔

منشی غلام محی الدین۔ ان کے معین اور نائب ہوں گے۔

لفٹنٹ علی محمد خان۔ منتظم ٹرانسپورٹ و باربرداری ہوں گے۔

لفٹنٹ احمد بخش۔ منتظم کمپ ہوں گے۔

۵۔ ڈاکٹر عاشق علی۔ کمپ کے ڈاکٹر ہوں گے۔

۶۔ مولوی غلام محمد۔ کمپ کے ترجمان اور ہمراہیان کے مشیر المناسک ہوں گے۔

تفصیل رہائش خیمہ جات

تفصیل رہائش خیمہ جات

فی الوقت انتظام رہائش صاحبان بروئے فہرست مندرجہ ذیل کیا گیا ہے۔ لیکن اگر کسی تغیر تبدل کی ضرورت پڑی تو ہر صاحب کو بذریعہ دفتر صاحب سپرنٹنڈنٹ کمپ آگاہ کیا جائے گا۔

۱۔ شامیانہ الوانی

۲۔ خیمہ خاص برائے استعمال حضور سرکار عالی دام اقبالہٗ وملکہٗ۔

۳ و ۴ شامیانہ نماز

۵ و ۶ چھولداری میس (اس میں کھانا کھایا جائے گا)

۷۔ خیمہ کشمیری لفٹننٹ کرنل مقبول حسن قریشی۔ کیپٹن غلام محمدؐ۔ کیپٹن سید احمدؐ۔

۸۔ " " سردار صاحب محمدؐ امیر خان۔ میجر فیض احمدؐ خان۔ ڈاکٹر دیوان علی۔

۹ " " میجر نذیر علی شاہ۔ میجر غلام قاسم شاہ۔ میجر مہر دین۔

۱۰۔ چھولداری کشمیری۔ مولوی محمدؐ عزیز الرحمٰن۔ شیخ الجامع۔ مع دو نفر ملازمان۔ حاجی امام دین

۱۱۔ " " ۔ نور دین۔ منشی محمدؐ بخش۔ مولوی بشیر احمدؐ۔ لفٹنٹ علی محمدؐ۔ محمدؐ یار درکھان۔ کریم بخش بجلی والا۔

۱۲۔ چھولداری کشمیری۔ کیپٹن ولی محمدؐ خان۔ لفٹنٹ محمدؐ حسن خان۔ محمدؐ شہباز خان۔ واحد بخش خان حاجی احمدؐ۔

۱۳۔ چھواری خاکی۔ حافظ محمود بخش۔ مستری احمدؐ بخش۔ منشی اللہ بخش۔ مولوی محمدؐ ہاشم نور محمدؐ لوہار۔ عبداللہ درزی۔

۱۴۔ چھولداری خاکی۔ خدا بخش دھوبی۔ احمدؐ یار۔ پارو خان۔ اللہ وسایا جمعدار۔ گامن کریم بخش ماشکی۔

۱۵۔ چھولداری خاکی۔ حاجی غلام قادر۔ الٰہی بخش کلاں۔ نور احمدؐ۔ اللہ ڈوایا۔ محمدؐ صدیق۔ واحد بخش جمعدار۔ غوث بخش معلم۔ اللہ بخش لڈو۔

۱۶- چھولداری خاکی - مہر علی - نبی بخش - خدا بخش - غوث بخش - منشی کریم بخش - منشی غلام محی الدین -

۱۷- چھولداری خاکی - رسد متعلق باورچی خانہ -

۱۸ " " - جمعدار محمدؐ بخش - عبدالرحمٰن - احمدؐ بخش - سچو خان - نور احمدؐ ولد بخشندہ - خدا بخش - رحیم بخش - اللہ ڈوایا ولد سوہانرا -

۱۹- چھولداری خاکی - سامان موٹر خانہ -

۲۰- " " - ہسپتال ڈاکٹر عاشق علی - غلام حیدر -

۲۱- " " - برائے استعمال مریضان اندور -

۲۲ - خیمہ خاکی - ملازمان صاحبان نمبر ۷ و ۸ یعنی منشی غلام حسین - واجد علی - مقبول احمدؐ -

۲۳- " " حافظ محمدؐ یار - سید عابد شاہ منچن آباد والے - فقیر بخش -

۲۴- " " - سامان فراش خانہ - عبدالکریم فراش - عمر وڈہ -

۲۵- " " دفتر صاحب سپرنٹنڈنٹ کمپ -

۲۶- خیمہ گول - انکوائری آفس -

(نوٹ)

مقامات مقدسہ - مدینہ طیبہ - مکہ معظمہ - عرفات - مزدلفہ اور منیٰ کا قیام کمپ میں ہوگا - ہر شخص ہمراہی اپنی مقررہ جگہ تلاش کرے گا -

فہرست خیمہ جات

نمبر شمار	قسم خیمہ	تعداد	وزن
۱	شامیانہ الوانی	۱	۱۳ من ۲۰ سیر
۲	خیمہ خاص	۱	۲ من ۲۰ سیر
۳	خیمہ کشمیری	۳	۱۰ من

فہرست خیمہ جات

نمبر شمار	قسم خیمہ	تعداد	وزن
۴	چھولداری کشمیری	۳	۸ من
۵	〃 خاکی	۱۲	۲۴ 〃
۶	〃 سفید	۳	۶ 〃
۷	خیمہ گول خاکی	۱	۱ 〃 ۲۰ سیر
۸	غسل خانہ	۲	۳ 〃
۹	جائے ضرور	۲	۳ 〃
۱۰	شامیانہ	۲	۱۰ 〃
۱۱	قنات	۱۲	

تفصیل نشست سواری موٹر کارس ولاری ہا

نشست سواری موٹر کارس ولاری

فی الوقت حسب ذیل تقسیم وترتیب مناسب تصوّر کر کے کی گئی ہے - اگر کسی تغیّر وتبدّل کی ضرورت پڑی تو مطلع کیا جائے گا -

نمبر شمار	نمبر موٹر لاری	نام ڈرائیور	نام محکمہ	اُن صاحبان کے نام جو ڈرائیور کیساتھ بیٹھیں گے	نام صاحبان	تعداد	کیفیت
۱	کراسلی نمبر ۱۰۵	سچوخان	توشہ خانہ	کیپٹن ولی محمد	لفٹنٹ محمد حسین خان - مولوی غوث بخش - جمعدار حاجی غلام قادر جمعدار اللہ بخش - الٰہی بخش - اللہ ڈوایا	۷	
۲	مارس نمبر ۱۳۵	میجر مہردین	سٹاف		لفٹنٹ کرنل مقبول حسن قریشی - سردار صاحب محمد امیر خان	۵	

نمبر شمار	نمبر لاری	نام ڈرائیور	نام مد	اُن صاحبان کے نام جو ڈرائیور کیساتھ بیٹھیں گے	نام صاحبان	تعداد	کیفیت
					میجر فیض احمد لشاری - لفٹننٹ کرنل ڈاکٹر دیوان علی -		
۳	مارس نمبر ۱۳۶	محمد صدیق	شاف		کیپٹن مولوی غلام محمد - کیپٹن سید سعید احمد - میجر نذیر علی شاہ - میجر غلام قاسم شاہ -	٦	
۴	مارس نمبر ۱۳۷	خدا بخش	ملازمان اسباب دفتر		غلام حسین - واجد علی - مقبول احمد - غلام رسول -	٦	
۵	مارس نمبر ۱۳۸	رحیم بخش	متفرق	مولوی محمد عزیز الرحمن	مولوی غلام محمد شیخ الجامع - حاجی امام دین صاحب - سید عبدالرحمن صاحب سید عابد شاہ صاحب منچن آباد والے حافظ محمد یار - عبداللہ درزی - محمد دین عبداللہ مسن	۱۰	
٦	مارس نمبر ۱۳۹	نور احمد		لفٹننٹ احمد بخش فوربین	صاحبزادہ محمد شہباز خان - حافظ محمود بخش - منشی کریم بخش اللہ بخش مولوی محمد ہاشم - واحد بخش جمعدار حاجی احمد -	۹	

نمبر شمار	قسم و نمبر لاری	نام افسر انچارج	نام محکمہ	اُن حضرات کے نام جو ڈرائیور کیساتھ بیٹھیں گے	نام صاحبان	تعداد	کیفیت
۷	مارس نمبر ۱۴۰	لفٹنٹ علی محمدؐ خان	ہسپتال	ڈاکٹر عاشق علی	منشی غلام حیدر کمپونڈر - منشی غلام محی الدین - اللہ وسایا جمعدار خیا طان - خدا بخش جمعدار دھوبیان احمدؐ یار دھوبی - پارو خان حجام -	۸	
۸	مارس نمبر ۱۴۱	نور احمدؐ ولد بخشیندہ	باورچی خانہ	مولوی بشیر احمدؐ	مہر علی - غوث بخش خدمت گار بنی بخش باورچی - گامی سقہ کریم بخش سقہ - خدا بخش خدمت گار -	۸	
۹	مارس نمبر ۱۴۵	اللہ ڈوایا ولد سوہانا	موٹر خانہ	لفٹنٹ احمدؐ بخش معتمد موٹر خانہ	محمدؐ یار درکھان - نور محمدؐ لوہار - کریم بخش بجلی والا -	۵	معہ مشین بجلی
۱۰	مارس نمبر ۱۴۶	جمعدار محمدؐ بخش	رسد			۱	
۱۱	ٹرک نمبر ۳۶	عبد الرحمن	فراشخانہ	لفٹنٹ محمدؐ بخش	عبد الکریم فراش - عمرو دہ	۴	
۱۲	ٹرک نمبر ۳۹	احمدؐ بخش	فراشخانہ	میاں واحد بخش	فقیر بخش	۳	

فرد وزنِ سامان

جو کہ ۱۰ عدد لاریوں پر بموقع دورہ حج شریف لوڈ کیا جائے گا۔ فی لاری مارس پر بجائے ۴۰ من کے ۳۶ من لوڈ ہو گا۔ گراہم لاری فی ۵۰ من۔

نمبر شمار	نام	قسم لاری	وزن سٹیم فی نفر ۳½ من	وزن خورد و کلاں فی نفر ۳ من	وزن نفری	وزن سامان	کل میزان وزن	کیفیت
۱	توشہ خانہ خاص	مارس	۲ نفر ۷ من	۶ نفر ۱۸ من	۲۵ من	۱۱ من سامان صرف خاص	۳۶ من	
۲	متفرق	مارس	یک نفر ۳½	۶ نفر ۱۸ من	۲۱½	۱۴½ من سامان افسران صاحبان	۳۶ من	
۳	مولوی صاحبان	مارس	یک نفر دو نفر ۴من ۷من	۹ نفر ۲۷ من	۳۸ من		۳۸ من	
۴	متفرق	مارس	۵ نفر ۱۷½ من	۴ نفر ۱۲ من	۲۹½ من	۴ من ½ من سامان دو افسران	۳۶ من	
۵	ہسپتال	مارس	۲ نفر ۷ من	۶ نفر ۱۸ من	۲۵ من	ہسپتال ۱۱ من	۳۶ من	
۶	باورچی خانہ	مارس	یک نفر ۳½ من	۷ نفر ۲۱ من	۲۴½ من	۱۱½ من سامان باورچی خانہ	۳۶ من	

نمبر شمار	نام محکمہ	قسم لاری	وزن سیکنڈ کلاس فی نفر ۳½ من	وزن تھرڈ کلاس فی نفر ۳ من	وزن نفری	وزن سامان	کل میزان لوڈ	کیفیت
۷	موٹر خانہ	مارس	یک نفر ۴ من	۴ نفر ۱۲ من	۱۶ من	۲۰ من مشین بجلی ۶ من سامان موٹر خانہ، ۱ من سامان میجر مہردین ۳ من	۳۶ من	
۸	رسد	مارس	یک نفر ۳½ من	۰	۳½ من	۳۲½ من سامان رسد	۳۶ من	
۹	فراشخانہ	ٹرک	یک نفر ۳½ من	۲ نفر ۶ من	۹½ من	۳۹½ من خیمہ جات	۵۰ من	
۱۰	فراشخانہ	ٹرک	یک نفر ۳½ من	۲ نفر ۶ من	۹½ من	۳۹½ من	۵۰ من	

نوٹ:- مارس لاری چالیس من بوجھ اُٹھا سکتی ہے۔ لیکن ۳۶ من سے زیادہ لوڈ نہ ہوگا۔ گراہم ٹرک ۵۴ من بوجھ اُٹھاتی ہیں۔ لیکن ۵۰ من سے زیادہ لوڈ نہ ہوگا۔

متفرق ہدایات

متفرق ہدایات

جملہ ملازمان سفر میں اپنی ڈیوٹی پر تصوّر ہوں گے۔ منصبی خدمات کے متعلق ان کے افسران اس عرصہ کے لئے ایسا انتظام کردیں گے جس سے خزانہ پر کوئی بوجھ عائد نہ ہوگا۔

عربی نام منتظمین

سپرنٹنڈنٹ کمپ	مُدیر القافلہ
سپرنٹنڈنٹ رسد بار برداری	مدیر الذخائر والحمالہ
منتظم رسد	ناظر الذخائر
منتظم ٹرانسپورٹ بار برداری	ناظر الحمالہ
منتظم کمپ	ناظر الخیام
کمپ کے ڈاکٹر	مُدیر الصحۃ
کمپ کے ترجمان اور ہمراہیان کے مشیر المناسک	مشیر المناسک والمترجم

ہدایات میڈیکل

ہدایات دربارہ حفظان صحت

(۱)- سفر حج میں پینے کے پانی کی خاص احتیاط لازمی ہے- پانی کسی خاص چشمہ یا کوئیں یا نہر کا ہونا چاہیئے- بہتر ہو گا کہ پینے کے پانی کو اُبال کر پھٹکری سے صاف کر لیا جائے- اور مابعد اس کو صاف برتن میں چھان لیا جائے- کھاری پانی ہونے کی صورت میں یہ تجویز بہت مفید ہو گی-

(۲) بوقت روانگی گھر کی پختہ اشیاء خوراک از قسم پنجیری ڈنگڑے یعنی میٹھی روٹیاں وغیرہ وغیرہ ہمراہ نہیں لے جانی چاہئیں- کیونکہ سفر میں ان کے استعمال سے بدہضمی اسہال ہیضہ ہو جانے کا احتمال ہے- کمپ میں سرکاری غذا کے علاوہ دیگر باہر کی پختہ شدہ طعام وغیرہ اشیائے خوردنی کا استعمال نامناسب ہے-

(۳) دوران سفر میں کچّی و سڑی سبزیاں اور پھل کا استعمال سخت ممنوع ہے تازہ پھلوں کو صاف شدہ پانی سے یا کانڈیز لوشن (Candys lotion) سے قبل از استعمال دھولینا چاہیئے۔

(۴) غذا کے کھانے میں اعتدال مدنظر رکھنا چاہیئے۔

(۵) گوشت کا استعمال حتی الوسع کم ہو۔ سبزیاں تازہ وخشک شدہ ودال مونگ کا استعمال کرنا بہتر ہے۔

(۶) روزانہ جسم کی صفائی ضروری ہے۔ بستر و پوشاک صاف ستھرا رکھنا چاہیئے۔

(۷) جہاز میں عام طور پر مسافران کو قے و متلی کی شکایت ہوجاتی ہے۔ جس کے روک تھام کے لئے احتیاط ضروری ہے۔

(۸) شروع سفر میں ہی غذا کم۔ زود ہضم اور ہلکی استعمال کی جائے۔ اچار۔ چٹنی۔ املی انار دانہ وغیرہ غذا کے ساتھ کھانا مفید ہوگا۔ سنگترہ۔ مالٹا۔ کاغذی لیموں کا چوسنا ایسی حالت میں باعث تسکین ہوگا۔ اس شکایت کے پیدا ہونے پر جہاز میں اِدھر اُدھر نہ پھرنا چاہیئے۔ بلکہ اپنی جگہ پر آرام سے لیٹے رہنا چاہیئے۔

(۹) شروع سفر ہی سے قبض کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے۔

(۱۰) ہر ایک شخص کا فرض ہوگا کہ جب اس کو یا اس کے ساتھی کو کسی قسم کی شکایت ہو تو فوراً طبی امداد حاصل کرے۔

(۱۱) بحالتِ قیام کمپ پیشاب و پاخانہ مقررہ جگہ کے علاوہ کمپ میں اِدھر اُدھر کرنیکی سخت ممانعت ہے۔

(۱۲) دھوپ سے بچنا لازمی ہے جس کے بچاؤ کے لئے سر و گردن پر کپڑا رکھنا چاہیئے۔ یا چھتری لگائی جائے۔ آنکھوں کو گرد و غبار و تمازت سے بچانے کے لئے دھوپ کی عینک لگانی چاہیئے۔

سفر حجاز میں مندرجہ ذیل امراض لاحق ہوجایا کرتے ہیں۔

(۱) ملیریا ۔۔۔۔ بخار (۲) ڈائریا ۔۔۔۔ اسہال۔ (۳) ڈیسینٹری ۔۔۔۔ پیچش (۴) کالرا ۔۔۔۔ ہیضہ

(۵) سن سٹروک ۔۔۔۔ تاؤ گرمی۔

ان کے متعلق ہدایات حفظ ما تقدم سطور بالا میں دیجا چکی ہیں۔ دورانِ سفر میں چائے اور کونین کا روزانہ استعمال بہت سے امراض اور تکان کو روکے گا۔

آخیر میں دستور العمل کیساتھ کمپ کا مجوزہ نقشہ اور مقامات سفر شامل کیا گیا تھا۔ مگر یہاں ان کی نقل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ عزیز

ضمیمہ نمبر ۴

ہماری لاری

ہماری لاری

میں نے اس مضمون کو کتاب کے متن سے علیحدہ بطور ضمیمہ اس لئے سپردِ قلم کیا ہے کہ یہ مضمون بلحاظ اپنے عنوان کے موضوع کتاب سے جداگانہ صورت رکھتا تھا۔ غزیز

ہمارا بحری سفر خدا خدا کر کے ختم ہو چکا ہے۔ اور اب ہم نیلے اور گہرے سمندر کی بجائے صحرا کے کف دست ایک سفید چمکیلے میدان میں داخل ہو گئے۔ جہاں مختلف رنگوں کے ریت اور سنگریزوں کی دنیا شروع ہو گئی ہے اور یہ ہماری سفری زندگی کی کتاب کا ایک نیا ورق ہے۔

اب جہاز کی وہ شبانہ روز ہوا کے ساتھ لڑائیوں کی مہم کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اور طوفانی حملوں کی مداراتیں اور رات کی تاریکیوں میں جو سرگرانی کے تحائف ملفوف ہو کر ہماری تواضع کے سلسلہ میں موصول ہوا کرتے تھے۔ اب ان کی بجائے ریگستان اور کوہستان کے غیر مسطح اور ناہموار راستے کے جھٹکے اور صحرائی گردباد و دن کے ریگ رواں کے فوجی دھاوے ہمارے سینہ و دماغ کی اصلاح پر مامور ہیں۔

جہاز کی غلامانہ پابندی کی زندگی کا دور بدل گیا ہے۔ اور ہم سطح آب پر کئی دن تک محدود رہنے کے بعد آزادی کی سرزمین میں داخل ہو گئے ہیں۔

ذرا غور سے کام لیا جائے تو ہر متنفس دنیا میں سفر حیات کی منزلیں طے کرنے میں مصروف ہے۔ ہر ذی حیات کی منزل مقصود جام فنا کے ایک قطرہ میں مضمر ہے۔ کسی کو یہ شربت جلد ہی میسر آ جاتا ہے۔ اور کوئی دیر تک اس سے پرہیز کرنے کی کوشش ناکام میں ساعی رہ کر مجبور رہتا ہے۔ ہر شخص اس منزل کی طرف بے ارادہ بلکہ خلاف رضامندی کشاں کشاں جا رہا ہے۔ اُمیدوں کے سبز باغ اور دلچسپیوں سے بھری ہوئی وسعت کائنات اِدھر اُدھر بھٹکاتی رہتی ہے۔ ہمارا یہ سفر بھی کچھ کم پُر لطف نہیں ہے۔ ہم اپنی منزل روحانی کے مراحل میں گامزن ہیں۔ ہمارے دلوں میں ایک سبز گنبد کا تصور مرتسم ہے۔

مے برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

اس سفر کے لئے راقم ناچیز کا قرعہ فال ایک مورس لاری نمبر ۵ ۳ پر پڑا۔ جس کو حضور آقائے دولت اعلیحضرت دام اقبالہ ملکہ نے اپنے نمک خواران خاص کے لئے معین فرمایا تھا۔ یہ ایک گاڑی کی صورت ہے۔ پچھلا حصہ

اس کا کھلا ہوا ہے۔ اسی کھلے ہوئے حصہ سے سوار ہوتے ہیں۔ اندر بالمقابل دو لمبی سیٹیں ہیں۔ ہر ایک سیٹ پر چار چار آدمی بآسانی بیٹھ جاتے ہیں۔ ایک آدمی آگے والی نشست پر ڈرائیور کے ساتھ بیٹھتا ہے۔ اسی لاری کے ذریعہ مندرجہ ذیل نو اصحاب نے تمام سرزمین حجاز کا سفر کیا۔

۱۔ الحاج سردار محمد امیر خان صاحب ہوم منسٹر۔

۲۔ "خان بہادر" ڈاکٹر دیوان علی صاحب۔ چیف میڈیکل افسر و سپرنٹنڈنٹ کیمپ

۳۔ کیپٹن مولوی غلام محمد صاحب پرائیوٹ سکرٹری

۴۔ کیپٹن سید سعید احمد صاحب ہاشمی ملٹری سکرٹری

۵۔ میجر سید نظیر علی شاہ صاحب کمانڈنٹ فرسٹ انفنٹری بہاولپور "اے۔ڈی۔سی"

۶۔ میجر سید غلام قاسم شاہ صاحب کمانڈنٹ سکینڈ انفنٹری بہاولپور "اے۔ڈی۔سی"

۷۔ کیپٹن ولی محمد خان صاحب "اے۔ڈی۔سی"

۸۔ لفٹنٹ محمد حسین خان صاحب "اے۔ڈی۔سی"

۹۔ خاکسار محمد عزیز الرحمن۔ "ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ و اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کیمپ"

الحاج سردار محمد امیر خان صاحب۔ بالعموم لاری کی بیرونی سیٹ پر مصروف تلاوت و اوراد رہتے تھے۔

باقی صاحبان لاری کے اندر خاص ترتیب سے بیٹھتے تھے۔ اور بسا اوقات اپنے اپنے وظائف تسبیح و تہلیل۔ درود و صلوۃ میں محو رہتے تھے۔

اتفاق قدرت سے یہ سنجوگ طبائع اور اخلاق کے لحاظ سے باوجود فرائض منصبی کے اختلاف کے اس قدر متحد الخیال۔ خوش مذاق۔ موزوں طبع۔ لطیفہ سنج یکجا جمع ہو گیا تھا کہ اس قسم کے اتفاقات بہت ہی نادر ہوا کرتے ہیں۔ خان بہادر ڈاکٹر دیوان علی صاحب عمر میں بڑے تھے مگر طبیعت کی شگفتگی اور خوش فکری نے ان کو بالکل نوجوان بنا دیا تھا۔ اور سرکار رسالت کے دربار کے شوق نے تو تمام کیمپ میں ایک روح پھونکی ہوئی تھی۔ ڈاکٹر صاحب اپنی فراغت کا بیشتر وقت ہاشمی صاحب کے ساتھ زباں دانی اور سخن آفرینی میں صرف فرماتے تھے۔ بلحاظ قابلیت اور زباں دانی اور شیریں بیانی کے ہاشمی صاحب بھی فرد تھے۔ ان دونوں صاحبان کو استادان فن کے بے شمار اشعار یاد ہیں۔ اور موقعہ محل پر ان کے استعمال کے فن میں دونو صاحبان ماہر ہیں۔ اس لئے تمام سنگت جو خدا کے فضل و کرم سے صاحب ذوق اصحاب پر مشتمل تھی۔ ان کی سخن آفرینی اور بذلہ سنجی سے بیحد محظوظ ہو جاتی۔

میجر سید نذیر علی شاہ صاحب جو باوجود اہل سیف ہونے کے خوش مذاق اور صاحب قلم اور مالک تالیفات متعددہ ہیں - اس بزم خلوص کی زینت تھے - اُن کی برمحل متین ظرافت نے اکثر اوقات سب کو بے اختیار ہنسا دینے کا کمال دکھا دیا -

عرب کی سرزمین، آقائے محترم کی ہمرکابی، عشاق رسول اللہ کا مجمع، خوش بیان اور زندہ دل یاروں کی بیمثال صحبت کی وجہ سے ہمارا یہ تمام سفر سعادت اور مسرت سے لبریز رہا - کبھی طبیعت میں تکان اور کلفت کا احساس تک نہ ہوا -

ہاشمی صاحب لاری کے آخری کنارے پر دروازے کے بالکل قریب بیٹھ کر ذکر و فکر میں..... بالجہر مصروف رہا کرتے تھے - اور راستہ کے عرب بچوں اور بچیوں میں تقسیم خیرات کی خدمت بھی ان ہی کے سپرد تھی -

قاعدہ کے مطابق لاری کے پچھلے حصہ میں ہچکولا زیادہ ہوتا ہے - لیکن ہاشمی صاحب کی ایجاد آفریں طبیعت نے اس مشکل کو اپنی خوش مذاقی اور طبعی شگفتگی سے سہل تر بنا لیا تھا -

ان کی مسرت آمود اطمینان اور طرب انگیز ترنم کو دیکھکر بعض ہمراہیوں کو ان کی سیٹ زیادہ آرام دہ معلوم ہوئی لیکن تجربہ نے اُن کو بتلا دیا کہ اس مقام اور منزل کا سنبھالنا کسی دوسرے صاحب کے امکان سے بہت بلند تھا - اس لئے یہ مقام اُن کے لئے آخری مرحلہ تک مخصوص رہا -

خان صاحب حضرت حفیظ جالندہری شاعر دربار بہاولپور بھی اس سفر میں اعلحضرت کی ہمرکابی کا شرف رکھتے تھے - وہ ایک اور لاری میں سوار ہوا کرتے تھے - اُنہوں نے دیکھا کہ اس لاری کے تمام سوار اکثر خندہ پیشانی سے بشاش رہتے ہیں - شاید اُن کو زیادہ آرام و آسائش حاصل ہے - اُنہوں نے اس درویش دل امرا اور نیاز کیش افسروں کی لاری میں ایک دن شامل ہونے کی خواہش ظاہر کی بسنتے ان کو مرحبا کہا کیونکہ یقین تھا کہ آپکے شریک صحبت ہونے سے بزم ترنم کا لطف زیادہ ہو جائے گا - سوء اتفاق سے اُس سفر میں لاری کا ایسی راہ سے گذر ہوا جہاں نشیب و فراز غیر معمولی طور پر زیادہ تھا - اور ہچکولے بھی بہت آتے رہے" خان صاحب" ایک نحیف الجثہ، نازک مزاج، شاعر لاری کے ہچکولوں کی کلفت سے پریشان رہے - اور جس وقت لاری سے اُترے تو فرمایا کہ "میں سمجھتا تھا کہ افسروں کی لاری میں زیادہ آرام حاصل ہوگا - مگر اب معلوم ہوا کہ افسر بننا مشکل ہے میں اس خیال سے باز آیا"

اس لاری کے متعلق میرے محترم دوست صاحب سیف و قلم الحاج میجر سید نذیر علی شاہ صاحب نے جو نوٹ سپرد قلم کیا ہے - ناظرین کی دلچسپی کے لئے اُن کے معجزات قلم کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے -

"رتھ دھیمی دھیمی ٹور"

"یاد آیا میکہ باہم آشنا بودیم ما"

سفر حج بیت اللہ شریف کی کیا کیا بات نہ یاد کریں - اور کیا کیا نہ یاد رہے گی - انتظام کے مطابق حسب فرمان سالار کاروان دام اقبالہٗ وملکہٗ، جماعت افسران کو چھ چھ پیہ والی مورس لاریوں میں سے ایک لاری پر جس کی وضع بند گاڑی کی سی تھی - سوار ہونا تھا - افسروں کی خوش نصیب جماعت اس مقدس سفر میں کہیں ہچکولوں سے دوچار - کبھی ورد درود میں شاغل - گاہے باہمی مذاق اور لطیفہ گوئی میں مصروف - منزل محبوب سے انچ بہ انچ لمحہ بہ لمحہ نزدیک ہو رہی تھی - اللہ تعالےٰ کی عطا کردہ کیا کیا خوش آرام سواریاں - اونٹ گھوڑا گاڑی - موٹر - ریل وغیرہ - لیکن اے حاجی افسروں والی لاری تیرا درجہ امتیاز کچھ اور ہی ہے -

قربان! تیری قسمت کے نثار - تو سرزمین عرب میں ایک والیٔ ملک کے امیروں کی جماعت کو اُٹھائے مکہ گئی - مدینہ گئی - وادیٔ اُحد میں پہونچی - عرفات ومنی کے میدانوں کو طے کیا -

او میاں چلانے والے! ذرا آہستہ - خدا جانے اس زندگی کی دوڑ کب ختم ہو اور کب تک جئیں - یہ عرب کی دھرتی ہے -

چلا! بیشک چلا!! مگر ذرا سنبھل کر ٹھہر جا! دیکھ - سن لینے دے - اس ارض پاک کے ذرہ ذرہ کو مجھ سے کچھ کہنا ہے - اور اس پریم نگر کی موجودات کے ہر رکن کی مجھے ایک دن شہادت دلانی ہے بڑے مشکل امتحان کا سامنا ہوگا - کچھ اپنی سمجھا لینے دے - کچھ ان سے سمجھ لینے دے -

لاری کی عمر دراز لاری والے کی عمر دراز

"رتھ دھیمی دھیمی ٹور"

نذیر

ضمیمہ نمبر ۵

حصہ نظم

حصہ نظم

حالاتِ سفر اگرچہ اس کتاب میں اُردو نثر میں لکھے گئے ہیں اور یہ خیال بھی نہ تھا کہ اس کا کوئی حصہ نظم کے لئے بھی وقف کیا جاسکے گا۔ لیکن متعدد نمک خواران موزوں طبع نے روانگی کے وقت دعائیہ قطعات اور واپسی سفر کے وقت تہنیت نامے لکھے تھے۔ بعض اخبارات میں بھی شائع ہوئے۔ بعض ابھی تک غیر مطبوعہ صورت میں ہیں۔ اربابِ سخن کی خواہش پر اُنکی اس محنت کو زندہ رکھنے کے لئے میں نے یہ موزوں خیال کیا۔ کہ اس کتاب کے آخر میں اختصار اور مناسب تصرّف کے ساتھ کچھ نظمیں بھی شامل کرلی جائیں۔ تاکہ کتاب کے پڑھنے والوں کے لئے دلچسپی کا ایک منظوم حصہ بھی مستزاد ہوجائے +

ناچیز
عزیز

قصیدہ ناطق

قصیدہ دعائیہ

از حافظ عبدالحق صاحب ناطق ۔ مدرس فارسی ہائی سکول احمدپور شرقیہ

آج ہے عالم میں وہ روزِ سعادت انتما[1]
دے اگر زاغ و زغن انڈا تو پیدا ہو ہما

ہے بقائے عمرِ صادق سے بقائے عمرِ خلق
ذاتِ صادق ہے جہاں میں چشمۂ آبِ بقا

مژدہ جاں بخش ہے جانا ترا سوئے حرم
ہے خدا کا گھر جہاں برقعہ سیہ اوڑھے کھڑا

ہے عیاں خلقِ خدا پر عظمت بیت العتیق
گھر خدا کا جائے تو لیے دشہ ہر دوسرا

ہوں مشرف حج بیت اللہ سے باعافیت
فخرِ دیدارِ مزار پاک سے ہوں آشنا

ہو مبارک یہ سفر جلدی مگر ہو واپسی
تیری فرقت بھی گراں ہے ملک کو اے مہ لقا

ہوں عدو پامال تیرے اے شہ عالیجناب
اختر اقبال تیرا اوج پر ہو دائما

باخلوصِ قلب ناطق نے لکھے ہیں چند شعر
ورنہ ذوقِ شعر گوئی اس نے ہے چھوڑا ہوا

قصیدہ اختر

قصیدہ تہنیت مراجعت حضور سرکار ابد قرار دام اقبالہ وملکہ

از سفر حج بیت اللہ شریف و زیارت روضۂ اطہر

از مولوی غلام احمد صاحب اختر ساکن اوچ شریف

مبارک! ابد اداے حج سلیمانِ زماں آیا
مبارک! شاہ زوارشہ ہر دو جہاں آیا

مبارک! قافلہ سالار حج شاہ جہاں آیا
مبارک! سوئے بستانِ وطن سروِ رواں آیا

[1] مولانا ناطق نے حضرت ذوق کے مندرجہ شعر میں کچھ تصرف کرکے یہ صورت کردی تھی ؎

آج ہے دنیا میں وہ روز سعادت انتہا
بیضۂ زاغ و زغن سے ہوگیا پیدا ہما

میں نے اس تصرف کو غیر ضروری سمجھکر اصل شعر کو تبرکًا آغاز قصیدہ میں لکھدیا ہے ۔ تاکہ خوبی اور تبریک دونو قائم رہیں ۔ عزیز

شہا! تو نے دیا راہِ خدا میں عمر کا حصہ
تو حق سے تجھکو انعام حیات جاوداں آیا

وطن تھا قبل ہجرت ارضِ بطحا تیرے آبا کا
ہوا یثرب وطن جب انتخاب کن فکاں آیا

عرب بھی ہے وطن تیرا عجم بھی ہے وطن تیرا
سفر اندر وطن کے رنگ میں تو شادماں آیا

مبارک! یہ وطن گلشن قدوم میمنت سے ہے
بہار آئی ہے جب تو اے بہار جاوداں آیا

خدا تجھ سے ہے خوش خلقِ خدا بھی تجھ پہ قرباں ہے
یہ غوغا ہے جہاں میں حج اکبر کر کے خان آیا

تھی وادیِ غیر ذی ذرع ہی آبائی وطن تیرا
ہوا تو پاس جب حُبِّ وطن کا امتحاں آیا

عرب میں تیری بخشش سے ہوئے مفلوک مستغنی
بمالِ اہل ثروت ارتقائے بیکراں آیا

حجازی سلطنت نے قدر بید کی سمجھتے تھے
یہاں حقدار تاج دولت عباسیاں آیا

ادب سے فوج نجدی وحجازی نے سلامی کی
عرب میں سر بسر غل تھا شہ ہندوستاں آیا

منازل بحر وبر کے طے کئے حفظ الٰہی میں
چلے جب جدّہ سے شہر نبیؐ انسُ جاں آیا

مبارک قافلہ دار السلام آ کر ذرا ٹھہرا
تو آنکھوں میں جمالِ قبلہ گاہ قدسیاں آیا

زیارت مسجد نبویؐ کی کی اور روضہ اطہر کی
جو رونق میں بہا مین روکش باغ جناں آیا

ہوئے جب داخل چو مارسول اللہ کے روضہ کو
تو دل میں مژدۂ وصل حبیب دلستاں آیا

رہے چندے جوارِ سید فخر دو عالم میں
زیارت سے شگفتہ صحن دل کا بوستاں آیا

چلے جب درگہہ حضرت سے رخصت ہو کے مکہ کو
دل مشتاق مضطر اور سینہ خونچکاں آیا

ترے دلمیں جو شاہا! جوش زن تھا عشق کا دریا
لباس احرام کا الفقر فخری کا نشاں آیا

خدا کے فضل سے فائز ہوئے مکہ شریف میں
دل مشتاق میں اک ولولہ طوفاں ساں آیا

بفضلِ حق درون کعبہ مرکز پر ہوئے فائز
محیط کُلّ شی حائل بہر سو بیگماں آیا

شہا تیرے شرف کا قصہ طولانی ہے ناممکن
مبارک! تو سلامت باکمال عز وشاں آیا

تو ہے بحر شرف تیری ستائش ہو نہیں سکتی
تو مجبوراً دعا میں مشتغل یہ مدح خواں آیا

شہا! جبتک جہاں ہو دہر میں فرماں روا تو ہو
تو ہے طوبیٰ ترے سایہ میں خوشحال اک جہاں آیا

شہا! ہر چند اختر مدح میں رطب اللساں آیا
ہوا ثابت کہ نفس الامر میں وہ ناتواں آیا

قصیدہ اعجاز

قصیدہ تہنیت واپسی

از خواجہ رحمت اللہ صاحب اعجاز امرت سری

لائے ہیں تشریف بیت اللہ سے شاہ ذی وقار
ملک پر سایہ فگن ہے رحمت پروردگار

شکر ہے اللہ کا آئے بخیر و عافیت
ان کے آنے کا تھا ہر فرد وبشر کو انتظار

مضطر و بے صبر تھے ان کی جُدائی میں سبھی
آج حاصل ہو گیا۔ ہر ایک کو صبر و قرار

بن گیا باغ بھاولپور رشکِ باغ خلد
آسماں جھک جھک کے آیا دیکھنے اسکی بہار

واہ واہ کیسی معطّر ہو گئی بادِ نسیم
آج خوشبو میں ہے ہر گل غیرت مشکِ تتار

دلکشا و جاں فزا و روح پرور ہو گئی
آمد سرکار سے یاں کی ہوائے خوشگوار

جس طرف دیکھو ادھر ہے جلوہ گر عیش و نشاط
رنج و غم نے عالم ہستی سے کی راہ فرار

بارگاہِ ایزدی میں ہو گیا یہ حج قبول
اور قبولیت بھی اس کی ہو گئی ہے آشکار

دیکھئے صادق محمد خان بہادر کے لئے
کر رہے ہیں آسماں والے دُرِ انجم نثار

اللہ اللہ کس قدر اعزاز دینی بڑھ گیا
ہو گئے اب حاجی حرمین شاہ ذی وقار

والئی ملک بھاولپور پر ہو فضل حق
بس یہی وردو وظیفہ ہے مرا لیل و نہار

کر کرم ان پر الٰہی حج میں تھے جو ہمرکاب
میں بھی اور وہ بھی تری بخشش کے ہیں اُمیدوار

مجھکو اس مدحت سرائی میں ہوئے ہیں بیس سال
اک زمانے سے در سلطاں کا ہوں میں خاکسار

سلام ایاز

سلام خسروی

از صلاح الدین صاحب ایاز

السّلام اے حاجی بیت الحرام
السّلام اے زائر دار السّلام

السّلام اے خسرو والا نسب
السّلام اے مہبط الطاف رب

السّلام اے معدن لطف وعطا
صد مبارک اے شہ کیواں جناب
حج کعبہ اور نیاز مصطفےٰ

السّلام اے منبع جود و سخا
صد مبارک خسرو گردوں رکاب
مرحبا صد مرحبا صد مرحبا

لطفِ ذات کبریا تیرے نصیب
یہ سعادت ہو سدا تیرے نصیب

قصیدہ بجان

قصیدہ تہنیت

از محمد عبداللہ صاحب بجان مدرس پروچران

زبان خاطرم از فرط فرحت خوش بیاں آمد
کہ سر صادق محمد زحج با عز و شاں آمد

خوشا آں سر کہ در سودائے وصل دوست می جوشد
خوشا آں دل کہ چوں مجنوں سوئے یثرب دواں آمد

خوشا شوقے خوشا ذوقے خوشا کیفے خوشا وجدان
میاں عبد و معبود است رازے کو عیاں آمد

خوشا سینہ کہ شد گنجینہ انوار رحمانی
خوشا صدرے کہ چوں بدرے زراہ حج عیاں آمد

خوشا آں گوشہ چشمے خوشا آں پارہ قلبے
کہ وقت دید بیت اللہ در آہِ فغاں آمد

خوشا چشمے کہ دیدہ روضۂ پاک رسول اللہ
جزائے او خداوند کہ دانش غیب داں آمد

زہے صادق محمد خان بہادر خامس عباسی
زہے سیمائے پرنورش زسنگ آستاں آمد

بیا بجاں ادائے سجدہ شکر الٰہی کن
کہ شاہِ ما سلامت باکرامت شادماں آمد

قصیدہ حافظ احمد صاحب

قصیدہ

از حافظ احمد صاحب ممبر خدام الاسلام خیرپور

مبارک ہو رعایا کو شہ والا تبار آیا
سفر سے مکہ و یثرب کے با عز و وقار آیا

لگا کر سرمۂ خاک شفا و گنبد خضرا
نرالی اک ادا سے شاہدِ آہو شکار آیا

تری آنکھوں پہ چشم نرگس بیمار قرباں ہے
کہ اس پیمانۂ نرگس میں زمزم کا خمار آیا

تہ میزاب رحمت یوں ملک کہتے تھے صادق کو
وہ لطفِ خالقِ اکبر کا ابرِ نو بہار آیا

مبارکباد ہاشم

مبارکباد زیارت بیت الحبیب

۱۳ ۵۳

از مولوی محمد ہاشم صاحب پنشنر محافظ دفتر اہلکار نمائش گاہ

میرے آقا صادق پنجم نے آج
اک جماعت تھی نمک خواروں کی ساتھ

شکر ایزد حج کیا یثرب گئے
حج سے پہلے زائر طیبہ ہوئے

حج سے فارغ ہو کے کی بزم لطیف
کچھ جواں تھے انہیں اور کچھ تھے ضعیف

ہیں منور دیدہ در روح لطیف
یہ سعادت ہو گئی حج کی ردیف

ہاشم عاصی نے کی تاریخ عرض
ہو مبارک حج بیت اللہ شریف

۱۳ ھ ۵۳

قصیدہ نادر

تہنیت واپسی حج مبارک بحضور پرنور سرکار دولتمدار دام اقبالہٗ و ملکہٗ

از مولوی غلام محمد صاحب نادرؔ خوشنویس سررشتہ تالیفات بہاولپور

بہار آمد بہ بستان ریاست
زہر گل می تراود رنگ راحت

بہ مے سجادہ باید کرد رنگیں
کہ آمد موسم جشن و مسرت

زہر سو نعرہ ہا گردوں رسا شد
کہ سرکار آمد از حج باسلامت

شہ صادق محمد خان خامس
کہ دارد مقترن عدل و سخاوت

بفضل حق تعالےٰ شد مشرف
زحج کعبہ و شرف زیارت

عدوِ نفس را پامال فرمود
مجلےٰ شد بہ پوشاک سعادت

عرب راسیر کرد از گنج بخشی
ہزار و سہ صد و پنجاہ و سہ شد

غنی از فیض او شد اہل حاجت
مبارک حج نواب ریاست

پئے فوز مرام دین و دنیا
دعا از نادر و از حق اجابت

قصیدہ مدحیہ

در تہنیت مراجعت بالخیر و عافیت از سفر حجاز حضور سرکار والا تبار دام اقبالہ و ملکہ

منجانب
مولوی محمد امین صاحب ساکن گوٹھ چنی

اے سریر آرائے ملک و تاجدار سلطنت
چشم ما در انتظار مقدم خیر تو بود
آفتاب سلطنت ہم ماہ تاب مملکت
گردش گردوں دمساز تو باشد روز و شب
زہد تقویٰ روزیت بادا الی یوم الجزا
اے گل عباس از باد خزاں محفوظ باش

شکر للہ آمدی واپس بخیر و عافیت
رفع شد شکر خدا از شرف دیدار زحمت
گشتہ امروز ست تاباں ہیں بخیر مقدمت
بخت تو اسکندری فتح و ظفر ہم یاورت
دولت علم و عمل محفوظ گنجے دولت
از نسیم صبح عشرت باد ہر دم بہرہ است

از کجا آرد امین شرح کرامات شہا
زانکہ دنیائیست دائم در ثنا و مدحت

تہنیت نامہ

ریختہ کلک محبت سلک قاضی فضل کریم صاحب سکنہ بھاونگر (ریاست بہاولپور)

اے دعا دولت تو ورد ما شام و پگاہ
ما رعایا جسم و ذاتت بہر ما روح رواں

در امان و حفظ خود ایزد ترا دارد نگاہ
بے تو بے جانیم جانت را نگہ دارد الٰہ

آمین

منتظر بودیم از بہر زیارت اے شہا
مضطرب بودند دلہا از پئے شوقِ لقا

بس دعا ہا خواستیم از صدق دل صبح و مسا
کہ اے خداوند جلیل پاک رحمان و عزیز

دست ہا بدعا، بدرگاہ خداوند علےٰ
کارساز کارہا و قاضیِ حاجات ما

کے دہد دست این غرض یارب کہ ہمدستان شوند
دیدۂ مشتاق ما و فیض دیدار شما

شد دعا مقبول درگاہِ خدا - خوش آمدی
شاد شد دلہا منور چشم ما خوش آمدی

اے امیر قوم و ملت وہ چہا خوش آمدی
خیر مقدم بارک اللہ مرحبا خوش آمدی

شد ضیا اندر جہاں چوں صبح صادق در رسید
بخت ہا بیدار شد چوں بخت بیداری رسید

باسلامت آمدی - بہر سلامت آمدیم
درزبانِ این تو خورسند و شادان مے زئیم

منتظر بودیم - از بہر زیارت آمدیم
از پئے شکر و ادائے حق نعمت آمدیم

عمر تو بادا دراز و فضل ایزد رہنمون
دولت پایندہ و اقبال تو بادا فزون

یا الٰہی از طفیل سید خیر الورا
برکت شہداء پاک و حرمت خیر النساءؑ

چار یار باصفائش حضرت غوث الاعلیٰ
تا ابد با جاہ و دولت شاد بادا این شاہ ما

در کتاب دہر نامش زینت قرطاس باد
دائما اندر ترقی دولت عباس باد

قصیدۂ تہنیت واپسی از سفر حج و زیارت روضۂ رسولؐ بحضور لامع النور اعلیحضرت فلک رفعت سرکار دولت مدار فرماں روائے دولت خداداد بہاول پور دام اقبالہٗ و ملکہٗ

قصیدۂ حفیظ

از خامہ وفا شمامہ محمد حفیظ الرحمن حفیظ بہاول پوری خلف الرشید مولف کتاب

شکر خدا کہ خسروِ ذی جاہ و جم حشم
تشریف آوری سے رعایا ہے شادکام
بار آوریٔ نخلِ تمنا کا لاکھ شکر

بعد از فراغ حج و زیارات محترم
خوشیاں منا رہے ہیں نمک خوار دم بدم
اور تہنیت کے شعر ہوئے زیب صد قلم

کرتے رہے طواف دلی اشتیاق سے
دروازۂ رسول علیہ السّلام پر
دیکھا مقام پاک رسولؐ اللہ کو
مزدلفہ و منیٰ میں گئے حج ادا کیا
دیکھے وہ سب مقام جو قابل تھے دید کے
کی واپسی پہ ساری رعایا نے مرحبا
یارب ہمیشہ ہو شہ والا کو انبساط

پڑھتے رہے سلام نبی پر بچشم نم
کی عرض اپنی حالت دل داستانِ غم
حج کے لئے روانہ ہوئے پھر سوئے حرم
عرفات میں مقام حضوری ہوئی بہم
یعنی قبا و بدر و اُحد موقف حرم
گاڑی سے نیچے جبکہ رکھا شاہ نے قدم
عمر دراز و قدر بلند و فزوں حشم

مقبول بارگاہ شہ خوش مقام ہو
یہ تہنیت حفیظ نے کی شوق سے رقم

ناچیز مؤلف

ننگ خاندان خاکسار محمدؐ عزیز الرحمٰن عزیزؔ عفی اللہ عنہ - علّامہ عصر مولوی غلام رسول صاحب علیہ الرحمتہ چنتہ[1] (سپل) کے ہاں ۹ صفر المظفر (۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء) دوشنبہ کی رات کو پیدا ہوا - علاوہ خاکسار کے حضرت علیہ الرحمتہ کے تین بیٹے اور بھی تھے - منشی کریم بخش صاحب مرحوم - حاجی محمدؐ عبد الرحمٰن صاحب[2] مدظلہٗ سوداگر اعظم بہاولپور - مولوی محمدؐ خلیل الرحمٰن صاحب (جو سررشتہ داری فوج سے ریٹائر ہو کر تجارت میں مصروف ہیں)

بندۂ ناچیز ابھی اپنی عمر کی چھ منزلیں طے کرنے پایا تھا کہ والدین کے سایہ عاطفت سے محروم ہو گیا - ضعیف العمر جدّہ ماجدہ اور چچا صاحبان کی سرپرستی میں اپنے خاندانی شغل میں مصروف رہا - کچھ عرصہ انگریزی مدرسہ کی تعلیم پا کر عربی مدرسہ دینیات بہاولپور میں داخل ہو کر درس نظامیہ کی تکمیل میں مصروف ہو گیا -

تعلیم سے ابھی فارغ نہ ہوا تھا کہ ملازمت کا شغل مل گیا - سررشتۂ تعلیم وبندوبست وغیرہ کی عارضی ملازمت کے مسلسل چکر کے بعد ۱۳ مئی سنہ ۱۹۰۲ء صیغۂ فوج میں کلرک مقرر ہوا - کچھ عرصہ کے بعد صیغۂ مال میں خدمات منتقل ہوئے - پھر کونسل آف ریجنسی میں کراؤن کلرک کی آسامی پر تعینات ہوا - اپریل سنہ ۱۹۰۹ء میں چیف کورٹ کا سررشتہ دار مقرر ہو کر صیغۂ جوڈیشل میں منزل بمنزل راہ طے کرتا ہوا جون سنہ ۱۹۳۱ء سے ڈسٹرکٹ

---

[1] خاکسار کے اسلاف بہاولپور کی سکونت سے پہلے دریائے گھارا کے کنارے ایک بستی میں یادِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور بعض بزرگ عربوں کی طرح تجارت بھی کیا کرتے تھے - نواب محمدؐ بہاول خانصاحب اوّل نے سنہ ۱۱۶۲ھ میں جب بہاولپور کا شہر بسایا اور دُور دُور سے اہل علم وکمال کو دعوت دیکر بہاولپور میں مقیم کیا - تو اسی سلسلہ میں اس خاندان کا مورث اعلیٰ بہاولپور میں آکر آباد ہوئے - اور اپنے کاروبار علمی وتجارتی میں مصروف ہو گئے -

[2] حضرت حاجی محمدؐ عبد الرحمٰن صاحب قبلہ برادر بزرگوار کے دو فرزند محمدؐ عبید الرحمٰن - محمدؐ نور الرحمٰن مصروف تعلیم ہیں - ناچیز زادہ سعادت عنوان محمدؐ حفیظ الرحمٰن دولت عالیہ عباسیہ کے صیغہ تعلیم میں مصروف ملازمت ہے - مولوی محمدؐ خلیل الرحمٰن صاحب کا خلف الرشید ڈاکٹر محمدؐ جمیل الرحمٰن اسسٹنٹ سرجن کا امتحان پاس کر کے بزمرۂ نمک خواران دولت عباسیہ مصروف کار ہے عزیزؔ



خاکسار مؤلف



خاکسار مؤلف

مجسٹریٹ وڈسٹرکٹ جج اور رجسٹرار کے نام اور عہدہ پر مامور ہو کر خدمات انجام دے رہا ہے۔

علمی اور تاریخی مشاغل کے سلسلہ میں ۱۹۰۰ء میں خلد آشیاں نواب صادق محمد خان رابع علیہ الرحمۃ کی سوانحمری لکھی۔ جو صبح صادق کے نام سے شائع ہوئی۔ اور اس کے بعد کئی ایک علمی تاریخی کتابیں سپرد قلم کیں۔ اسوقت میں اعلحضرت حضور آقائے نامدار دام اقبالہٗ وملکہٗ کے سررشتہ علوم تالیفات کا ناظم اور شاہی میوزیم (عجائب گھر) اور لائبریری خاص کا سپرنٹنڈنٹ ہوں تعلیم کی فطرتی مناسبت کی وجہ سے امتحانات کا ممتحن مقرر ہوتا رہا۔ تعلیمی کمیٹی بہاولپور کے جائنٹ سکرٹری کی خدمات پر مامور رہا۔ ۱۹۳۰ء میں صیغہ تعلیم بہاولپور کی اصلاحی تجاویز پر جو ماہرین تعلیم کی کانفرنس مقرر ہوئی۔ اس کا ممبر مقرر ہوا۔ اور تمام ریاست کا دورہ کر کے ایک مکمل رپورٹ اصلاحی مرتب کی گئی۔

ریاست کے انتظامی ادارات میں سے

میونسپل کمیٹی ہائے بہاولپور کا وائس پریسیڈنٹ رہا۔

جولائی ۱۹۲۷ء میں صیغہ پولیس بہاولپور کے عارضی طور پر سپرنٹنڈنٹ کی خدمات انجام دیں۔

بھاولپور جیل کا سرکاری طور پر وزیٹر بنایا گیا۔ اور خاص طور پر شکایات جیل کی تحقیقات کے لئے سپیشل افسر مقرر ہوا۔

گورنمنٹ ریاست بہاولپور کی طرف سے ریاست بیکانیر اور ریاست فریدکوٹ کی خاص تقریبوں پر بطور معتمد کے مامور ہوا۔

ستلج ویلی پروجکٹ میں بحیثیت اسپیشل جوڈیشل افسر کئی سال تک خدمات انجام دیں جن کے اعتراف میں اکتوبر ۱۹۲۷ء کو حضور گورنر جنرل بہادر ہند نے رسم افتتاح بہاول کنیال ادا کرتے ہوئے ایک طلائی گھڑی مرحمت فرمائی۔

۱۹۲۴ء میں اعلحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ کی مسند نشینی کی خدمات خاص کے صلہ میں ایک تمغہ نقرئی عطا ہوا۔

۱۹۳۳ء جوبلی صدسالہ اتحاد گورنمنٹ بہاولپور و سلطنت برطانیہ کے موقعہ پر باعتراف خدمات خاص ایک تمغہ مرحمت ہوا۔

۱۹۳۳ء میں بھاولپور کے سبھائی ہندوؤں کی شورش کے موقعہ پر خاکسار کو بھاولنگر سے بذریعہ تار طلب کیا جاکر خاص طور پر انسدادی انتظام کے لئے تعینات کیا گیا۔ اس سے پہلے بھی ضلع رحیم یارخاں کے موضع ولانہ کی شورش کا انسداد بحیثیت منصف و مجسٹریٹ علاقہ کامیابی سے کیا تھا۔

۱۹۳۵ء میں اعلحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ نے سفر حج فرمایا۔ اس سفر میں خاکسار کو بحیثیت اسسٹنٹ

سپرنٹنڈنٹ کمپ حجاج ہمرکابی کا شرف بخشا - اس سفر میں تمام حسابات کی تکمیل ونگرانی کے علاوہ حالات حج کے سپرد قلم کرنے کی خدمت بھی خاکسار سے وابستہ رہی -

ازراہ ذرّہ نوازی اعلیحضرت دام اقبالہٗ وملکہٗ نے اس مقدس سفر کی یادگار میں مبلغ ع۲۵ ماہوار مستقل ترقی تنخواہ فرمائی اور ایک تمغہ حج عطا کیا - اور نصف تنخواہ انعام مرحمت کی -

اسی سال پچیس سالہ حکومت شہنشاہ معظم جارج پنجم کی سلور جوبلی کی تقریب پر سپرنٹنڈنٹ نمائش کی خدمات تفویض ہوئے -

۳۰ ستمبر ۱۹۳۶ء کے دربار سالگرہ مبارک میں اعلیحضرت حضور پرنور سرکار ابد قرار دام اقبالہٗ وملکہٗ نے خاکسار کی عزت افزائی فرمائی - اور اس کتاب کے ایک قلمی نسخہ معہ ایک قصیدہ کے پیش کش ہونے پر ایک تمغہ امتیاز ستلج (آر - آئی - ایس) اپنے دست مبارک سے سینۂ جاں نثار پر آویزاں فرمایا - اور خطاب دبیر الملک سے ممتاز فرمایا *

ترانۂ حمد ونغمۂ نعت

دُعا

زبان وقلم وقفِ شکر خدا است — که اتمامِ این نامہ جاں فزا است
ہمہ حمد وتعریف شایان اوست — که توفیق ہرکار از آن اوست
بہ نعتِ نبیؐ نغمہ پیراستم — که از نورِ او بہرہ یافتم

طرازم پس از حمد و نعت نبیؐ
برائے شہِ خود دُعائے دلی

شہ صادق خامس نامدار — که فرخندہ بخت است وعالی وقار
خدایا در آفاق نامی کنش — بتوفیق طاعت گرامی کنش
جہانش بکام وفلک یار باد — جہاں آفرینش نگہدار باد
درونش بتائید حق شاد باد — دل ودین واقلیمش آباد باد

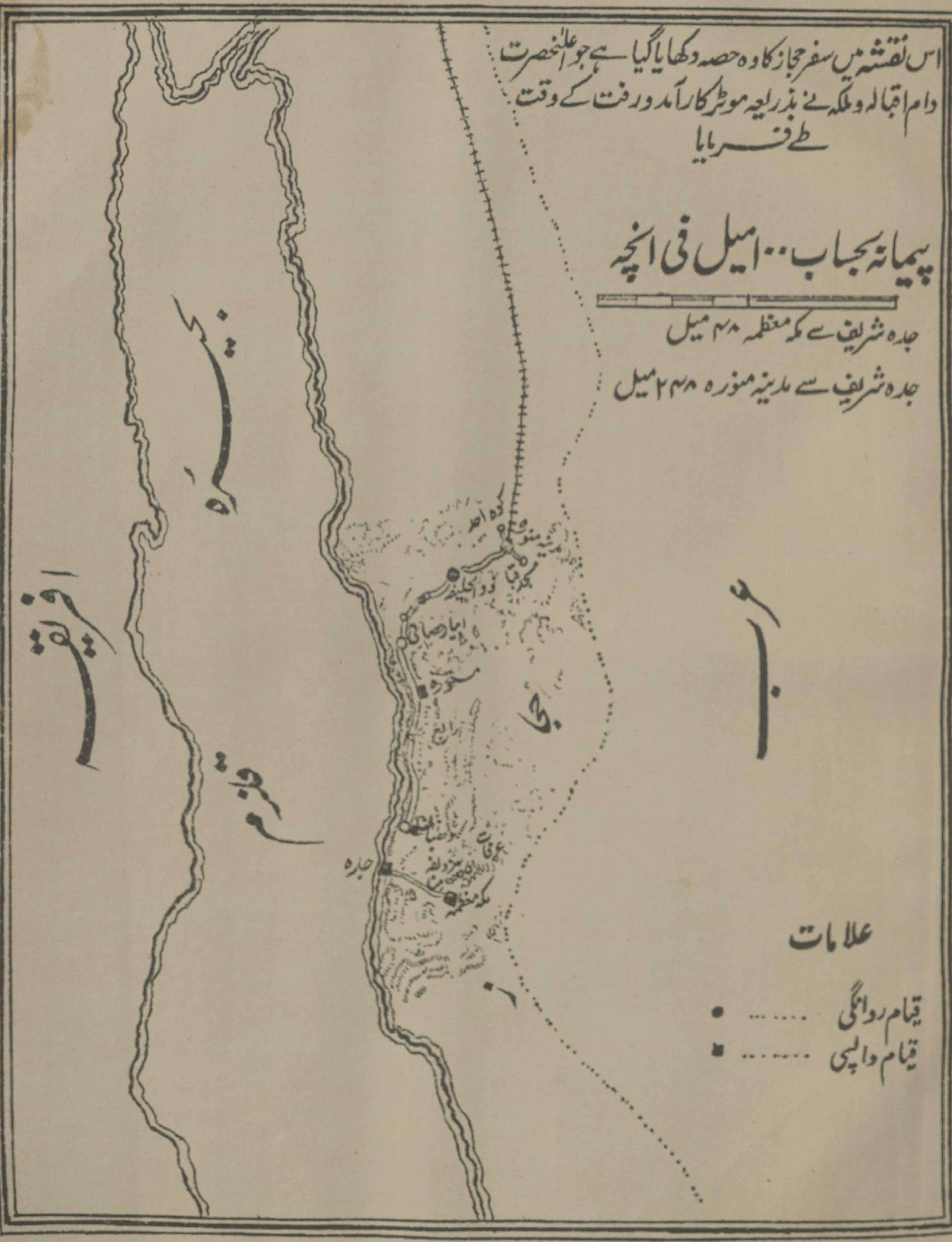
عزیزش دعاگو است صبح ومسا
نمک خوار دیرینہ وخوشنوا

تمت

ترانۂ حمد ونغمۂ نعت



اس نقشہ میں سفر حجاز کا وہ حصہ دکھایا گیا ہے جو اعلحضرت دام اقبالہ
وملکہ نے بذریعہ اسپیشل ٹرین آمد و رفت کے وقت طے فرمایا
پیمانہ بحساب ۱۰۰ میل فی انچہ
۲۰۰ ۲۵ ۵۰ ۷۵ ۱۰۰
ڈیرہ نواب صاحب سے کراچی ۴۵۲ میل
پشاور
راولپنڈی
پنجاب
لاہور
ملتان
خانیوال
بہاولپور
ڈیرہ نواب صاحب
صادق گڑھ پیلیس خانپور
ریاست بہاولپور
بلوچستان
راجپوتانہ
محراب پور
پڈعیدن
نواب شاہ
ٹنڈو آدم
کوٹری
حیدرآباد
کراچی
سندھ
بحیرۂ عرب
علامات
سفر بذریعہ ریل
سٹیشن جہاں جہاں سپیشل ٹھیری



اس نقشہ میں سفر حجاز کا وہ حصہ دکھایا گیا ہے جو اعلیٰحضرت
دام اقبالہ و ملکہ نے بذریعہ موٹر کار آمد و رفت کے وقت
طے فرمایا
پیمانہ بحساب ۱۰۰ میل فی انچہ
جدہ شریف سے مکہ معظمہ ۴۸ میل
جدہ شریف سے مدینہ منورہ ۲۴۸ میل
افریقہ
عرب
حجاز
کوہ احد
مدینہ منورہ
ذوالحلیفہ
جدہ
مکہ معظمہ
علامات
قیام روانگی
قیام واپسی

فہرست مضامین کتاب تاریخ صادق حصہ اوّل

فہرست مضامین حج صادق حصہ دوم

فہرست تصاویر مشمولہ کتاب حج صادق

فہرست نقشہ جات کتاب حج صادق



نشان تمغۂ حج

باهتمام مرزا محبوب بیگ - محبوب المطابع برقی پریس دهلی میں طبع هوئی-